یا ایها الذین امنوا اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم
بفضل خلاق دو جہان مالک کون و مکان رسالہ نفیسہ رد ظفر المبین فی مغالطات المقلدین مسمی بہ
نصرة المجتہدین برد ہفوات غیر المقلدین
مصنفہ فاضل لوذعی عالم المعی جناب مولوی حکیم وکیل احمد صاحب سکندرپوری عم فیضہ
در مطبع کارنامہ لکھنؤ باہتمام
محمد یعقوب حلیہ طبع پوشید

نصرت المجتہدین برد ہفوات غیر المقلدین

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

الحمد للہ تعالیٰ الاعظم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الاکرم وعلی آلہ وصحبہ صدور العالم بعد از حمد ونعت برادران حق [illegible]ن کی خدمت مین التماس ہے کہ اس زمانہ مین لعن وطعن کی گرم بازاری ہے زبانون پر کلمہ تکفیر وتفسیق وفروع فقہیہ ومسائل جزئیہ خلافیہ مین ایسی نزاع بڑہی کہ از مشرق تا غرب پہونچی طرہ اوس پر یہ ہوا [illegible]ہ ایک فرقہ کے طرف سے دوسرے فرقہ کے مقتداون پر تبرا ہونے لگا اہل تسنن نے مخالفین کا طریقہ اختیار کیا [illegible]بس کے جھگڑے ایسے بڑہے کہ اہل خلاف کے مضحکہ کی باعث ہوئی عجب تر یہ ہے کہ جہلا جنکو استعداد علمی مطلق [illegible]ن وکنایات شرعیہ سے واقفیت وخبر نہین زبان درازی کرنے لگے بڑے تو بڑے چھوٹے سبحان اللہ [ا]یسے بیباک ہوگئے کہ حضرات ائمہ خصوصاً حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ پر [ط]عن وتشنیع کرنے لگے ع دل کو روؤن یا جگر کا غم کرون * ایک مین کس کس کا اب ماتم کرون * اندنون ایک [کت]اب مسمے بہ ظفر مبین فی رد مغالطات المقلدین جو نظر سے گذری تو سخت حیرت ہوئی حنفیہ پر [م]ولف ظفر نے شمشیر برہنہ کھینچی مگر بعون اللہ اوسی پر وہ اولٹ پڑی بہت امور اوسمین غیر واقعیہ مسطور ہین چند مطاعن اوسمین بسبب سوء فہم وقصور کے مذکور ہین بعض احباب اوسکی تردید کی طرف متوجہ ہوے ہین مستقل ایک رسالہ تحریر کر رہے ہین بالفعل یہ خیرخواہ حنفیہ بطور مقدمۃ الجیش کے چند خدشات پیش کرتا ہے اور ہفوات ظفریہ کا اظہار کرتا ہے اور اس تحریر مین ترتیب مضامین ظفریہ کا لحاظ نہین رکھا گیا بلکہ بطور نمونہ کے متفرق بہ نشان صفحات تعاقب کیا گیا اور نام اسکا نصرۃ المجتہدین برد ہفوات غیر المقلدین رکھا گیا حق جل شانہ اسکو منتفع بہ فرماوے اور عوام وخواص کو بذریعہ اسکے کجروی سے بچاوے ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین آمین مسئلہ سر آمین قولہ صفحہ ۱۶۱ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ امام اور مقتدی نماز مین آمین آہستہ کہین اور یہ مذہب امام اعظم اور امام مالک اور اہل کوفہ کا ہے سو امام اعظم اور امام مالک اور اہل کوفہ نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ان اکیس حدیثون کا اقول ان مین سے بعض حدیثین مطلقاً مثبت جہر نہین اور بعض صحیح نہین اور جو حدیث صحیح مثبت جہر ہے اوسکی مخالفت ثابت کرنا دشوار ہے آسان نہین مولف نے بغیر غور کیے ہوے عمداً بقصد فریب دہی عوام کو مغالطہ دیا اور دعوی

مخالفت مذہب امام اعظم کا اکیس حدیث کے ساتہ کر دیا قولہ صفحہ ۱۶۱ پہلی حدیث ابوداؤد کی عن وائل بن حجر انہ صلی خلف رسول اللہ فجہر بآمین رواہ ابوداؤد روایت ہے وائل بن حجر سے کہ اوسنے پیچھے نماز پڑہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پکار کر کہی آمین اقول مخالفت اس حدیث کی ساتہ مذہب امام کے موقوف ہے ثبوت اس امر پر کہ

جہر آمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل دائمی تھا یا اکثر ہے اور یہ مضمون اس حدیث سے ثابت نہین ہوتا
صرف ایک واقعہ حال کا بیان ہے **قولہ**[2] دوسری حدیث عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ اذا تلی غیر المغضوب
علیہم ولا الضالین قال آمین حتے یسمع من یلیہ من الصف الاول رواہ ابوداؤد روایت ہے ابوہریرہ سے
کہا تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب پڑہتے ولا الضالین کہتے آمین یہانتک کہ سنتا تھا وہ شخص جو نزدیک تھا
ہوتا صف پہلی مین **اقول** اس حدیث سے بھی فعل دائمی یا اکثری جہر آمین کا ہونا نہین ثابت ہوا اور لفظ کان وضع
واسطے مداومت کے نہین جیسا کہ محی الدین نووی نے شرح صحیح مسلم مین ابواب النوافل مین ترقیم کیا ہے اور عبداللہ
بن سالم بصری مکی نے ضیاء الساری شرح صحیح البخاری مین لکہا ہے قال النووی المختار انہا لا تقتضی التکرار ولا الاستمرار
وکذا قال الفخر فی المحصول انتہی یعنے کہا نووی نے کہ مختار مذہب یہ ہے کہ کلمہ کان کا نہین چاہتا ہے تکرار فعل کو
اور نہ استمرار و دوام فعل کو اور ایسیہی کہا فخرالدین رازی نے محصول مین پس جو فعل ایک بار یا دو مرتبہ ہوا ہو اوسپر
بہی کان یفعل کذا کا اطلاق ہوسکتا ہے پس ہوسکتا ہے کہ کبہی آپ نے آمین پکار کر کہی ہو اور اوسپر مداومت
نہ کی ہو راوی نے اوسکو بلفظ کان رسول اللہ الخ روایت کیا **قولہ**[3] تیسری حدیث وعنہ قال ترک الناس التامین
وکان رسول اللہ اذا قال غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین حتے یسمعہا اہل الصف الاول فیرتج بہا
المسجد رواہ ابن ماجۃ اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا کہ ترک کردیا لوگون نے آمین کہنا اور تھے رسول خدا
جب کہتے ولا الضالین کہتے آمین یہانتک کہ سناتے تھے اول صف والون کو پہر گونجتی ساتھ اوسکے مسجد **اقول**
اس سے بھی ہمیشہ یا اکثر ہونا جہر آمین کا نہین ثابت ہوا تا کہ مخالفت مذہب امام کی اسکے ساتھ ثابت ہووے
علاوہ ازین اس حدیث کی سند ضعیف ہے بسبب اسکے کہ اوسکی رواۃ مین بشیر بن رافع ہے اور اوسکو بخاری
اور ترمذی اور نسائی اور احمد اور ابن معین نے ضعیف کہا ہے عینی کی شرح ہدایہ مین ہے فی اسنادہ بشیر بن
رافع ضعفہ البخاری والترمذی والنسائی واحمد وابن معین انتہی **قولہ**[4] چوتہی حدیث عن عطاء قال ادرکت
مائتین من الصحابۃ اذا قال الامام ولا الضالین رفعوا اصواتہم بآمین رواہ البیہقی وابن حبان فی صحیحہ روایت
ہے عطاء سے کہ پایا مین نے دوسو آدمی کو صحابہ سے جب کہی امام ولا الضالین بلند کرتے آوازین اپنی ساتھ آمین
کہنے کی **اقول** یہ حدیث مرفوع نہین بلکہ صحابہ کے فعل کی آمین خبر ہے اور مقتضائے تحقیق مؤلف
جیسا کہ صفحہ ۹ ظفر مبین مین ہے روایت سو توقف جو صحابی کا قول و فعل ہو حجت نہین اگرچہ یہ امر مہز نہ
مخدوش ہے جیسا کہ تحقیق اسکی انشاء اللہ آویگی مگر چونکہ مؤلف نے اسی کو اختیار کیا کہ قول و فعل صحابی حجت نہین
بنائً علیہ اونپر یہ الزام ہے کہ یہان اونہون نے کیون آثار صحابہ سے احتجاج کیا اور امام اعظم پر الزام مخالفت کا
دیا علاوہ ازین صحابہ کا طریقہ اس باب مین مختلف تھا حدیث چہارم سے تو معلوم ہوا کہ بہت سے صحابہ

جہر کرتے تھے اور حدیث سوم سے معلوم ہوا کہ زمانہ صحابہ مین آمین کا بلند آواز سے کہنا متروک ہوگیا تھا اور
یہ منشاء اختلاف ائمہ کا ہوا پس اگر جہر کرنے والے اون صحابہ کے طریقہ سے احتجاج کرینگے جو جہر کرتے تھے
تو آہستہ کہنے والے اون صحابہ کے نقل کو سند پیش کرینگے جو آہستہ کہتے تھے طبری نے تہذیب الآثار مین روایت
کیا ہے کہ حضرت عمر اور حضرت علی آہستہ کہتے تھے آمین جیسا کہ عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین

اجتمع اصحابنا بما رواہ الطبری فی تہذیب الآثار حدثنا ابو بکر بن عیاش عن ابی سعید عن ابی وائل قال لم یکن
عمر و علی یجہران ببسم اللہ الرحمن الرحیم ولا بآمین یعنے نہین جہر کرتے تھے عمر و علی نماز مین بسم اللہ کے

اور نہ ساتہ آمین کے **قولہ** پانچوین حدیث قال عطاء آمین دعاء وامن ابن الزبیر ومن وراءہ حتے

ان للمسجد للجۃ وکان ابو ہریرۃ ینادی الامام لاتفتنی بآمین وقال نافع کان ابن عمر لایدعہ ویحضہم وسمعت
منہ فی ذلک خیرا کہا عطاء نے آمین دعا ہے اور آمین کہا ابن زبیر نے اور جو تھے پیچھے اونکے تھے یہانتک
کہ گونج اوٹہتی مسجد اور ابو ہریرہ پکار کر کہدیتے تھے امام کو کہ مت فوت کر مجھسے کہنا آمین کا اور کہا نافع نے
نہین چھوڑتے تھے اوسکو یعنے آمین پکار کر کہنے کو ابن عمر بلکہ ترغیب دیتے تھے لوگون کو اوسپر اور سنا
نافع نے ابن عمر سے کہ آمین پکار کر کہنے مین حدیث ہے روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے **اقول** اسمقام
مؤلف سے چند مغالطات سرزد ہوے ایک یہ کہ اس عبارت مین ایک تو قول عطاء کا کہ وہ تابعین سے
ہین اور تین صحابہ ابن زبیر و ابو ہریرہ و ابن عمر کا فعل مذکور ہے کوئی اسمین فعل یا قول آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا نہین ہے پس الزام دینا ساتہ اسکے امام اعظم کو ساتہ مخالفت حدیث کے اور حجت
پکڑنا ساتہ قول تابعین اور صحابہ کے باوجودیکہ مؤلف کے نزدیک صحابہ کے اقوال وافعال حجت نہین محض
فریب دہی کے اور کیا ہے دوسری یہ کہ ان سب اقوال کو مؤلف نے کہدیا کہ روایت کیا اسکو بخاری نے
حالانکہ اسمین سے ایک کو بھی بخاری نے روایت نہین کیا صحیح بخاری مین جسکا دل چاہے دیکہ لے کہ
اوسمین اسمین سے کسی قول کی روایت نہین ہے البتہ یہ سب اقوال صحیح بخاری مین بلا سند مذکور ہین
اور شراح صحیح بخاری قسطلانی و ابن حجر و عینی نے تصریح کی ہے کہ قول عطاء کا عبد الرزاق کے مصنف مین
اور قول ابو ہریرہ کا بھی اوسمین مروی ہے اور ایسیہی قول نافع کی روایت عبد الرزاق نے کی ہے اور
فعل ابن زبیر کی روایت امام شافعی نے کی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ کسی امر کا کسی کتاب مین مذکور ہونا
اور چیز ہے اور اوس کتاب مین اوسکی روایت ہونا اور چیز ہے پس یہ کہدینا مؤلف کا کہ روایت کیا
اسکو بخاری نے خالی فریب سے نہین تیسرے یہ کہ ان آثار مین سے صرف اثر ابن زبیر تو بلند آواز سے
کرنے پر آمین کے ساتہ دلالت کرتا ہے باقی قول عطاء کو تو مطلقًا اس بحث سے علاقہ نہین ہے کیونکہ

اونکے قول سے تو اتنا ہی معلوم ہوا کہ آمین دعا ہے اور یہ نہ معلوم ہوا کہ اسکو خفیہ کہی یا بلند آواز سے
بلکہ اسکے ساتہ اگر یہ امر منضم کر دیا جاوے کہ اصل دعا مین اخفا ہی بمقتضاے آیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ
تو آہستہ کہنا ثابت ہوجاویگا اور ابوہریرہ کے قول سے بہی زور سے کہنا نہین ثابت ہوتا ہے قسطلانی
شرح صحیح بخاری مین لکہتے ہین عند البیہقی کان ابوہریرۃ یوذن لمروان فاشترط ابوہریرۃ ان لا یسبقہ بالضالین
حتے یعلم انہ دخل فی الصف وکانہم کان یشتغل بالاقامۃ وتعدیل الصفوف وکان مروان یبادر الی الدخول
فی الصلوۃ قبل فراغ ابی ہریرۃ فکان ابوہریرۃ ینہاہ عن ذلک انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ ابوہریرہ مروان
کی طرف سے موذن تہے اور وہ اقامت کہنے مین اور صفوف کے برابر کرنے مین رہتے تہے کہ مروان جلدی
نماز شروع کر دیتے تہے اور ولا الضالین تک پہونچکے آمین کہدیتے تہے اسوجہ سے ابوہریرہ نے اونسے کہا
کہ تم سبقت آمین کے ساتہ نہ کیا کرو اور میرے شریک ہونے کے پہلے آمین سے فراغت نکیا کرو کہ مین اس
فضیلت سے محروم رہون اور وقت آمین کہنے کا نہ پاؤن اس سے صرف فضیلت اس امر کی معلوم ہوئی
کہ مقتدی اور امام دونون کا ایک وقت مین آمین کہنا بہتر ہے نہ یہ کہ زور سے آمین کہے اور قول نافع
کے ترجمہ کرنے مین مؤلف سے غلطی فاحش ہوئی کہ جس سے اونکی سمجہ مین جہر کی فضیلت ثابت ہوئی
صحیح مطلب یہ ہے جو تیسیر القاری شرح صحیح بخاری مین مسطور ہے گفت نافع بود ابن عمر ترک نمیکرد آمین را
و بر می انگیخت مقتدیان را بر گفتن او و نافع گوید شنیدم از ابن عمر درین باب خبر مرفوع و در بعضے روایات
خیرا بیا بتحتانیہ است یعنے ثوابے انتہی مؤلف نے اپنے حسن لیاقت سے یاقتہ بنا قشت و مفسدت سے
لایدعہ کی ضمیر کا مرجع اور فی ذلک کا مشار الیہ زور سے کہنے کو بنا دیا حالانکہ اس قول مین کہین اوسکا نشان
نہین ہے صرف اس قول سے اسیقدر ثابت ہوا کہ نافع نے ایک حدیث مرفوع ابن عمر سے فضیلت آمین مین
سُنی اور ابن عمر آمین کہنے مین بڑا اہتمام کرتے تہے اور یہ نہین ثابت ہوا کہ زور سے کہتے تہے الغرض
ذکر کرنا ان اقوال و افعال کا معرض الزام امام ہمام مین عجائب روزگار سے ہے ع برین عقل و دانش
بباید گریست * **قولہ** چہٹی حدیث عن عطاء قال ادرکت مائتین من الصحابۃ فی ہذا المسجد اذا قال الامام ولا
الضالین سمعت لہم رجۃ بآمین رواہ البیہقی روایت ہے عطاء سے کہ پایا مین نے دو سو آدمی کو صحابہ سے
بیچ اس مسجد کے جب کہی امام ولا الضالین سنا مین نے اونکی آواز ساتہ آمین کہنے کے **اقول** یہ روایت عین
روایت سابقہ ہے جسکو مؤلف نے چوتہی حدیث کرکے تعبیر کیا ہے صرف بعض الفاظ کا فرق ہے اسکو
علیحدہ حدیث بنانا بیفائدہ ہے اور اسکا جواب وہی ہے جو سابق مذکور ہوچکا **قولہ** ساتوین حدیث
عن وائل بن حجر قال کان رسول اللہ اذا قرء ولا الضالین قال آمین ورفع بہا صوتہ رواہ ابو داود

روایت ہے وایل سے کہا تھا رسول خدا جب پہونچے ولا الضالین تک کہا آمین اور بلند کیا ساتھ آمین کہنے کے
آواز کو اقول اس سے حنفیہ پر جب الزام درست ہو جب یہ حدیث اس امر پر دلالت کرے کہ بلند کرنا آواز کا آنحضرت کا
فعل دائمی یا اکثری تھا اور یہ امر اس حدیث سے نہیں نکلتا ہے قولہ ۱۶۳ آٹھوین حدیث عن نعیم المجمر قال صلیت
وراء ابی ہریرۃ فقرء بسم اللہ الرحمن الرحیم ثم قرء بام القرآن حتی اذا بلغ ولا الضالین قال آمین روایت ہے
نعیم مجمر سے کہا نماز پڑھی مین نے پیچھے ابو ہریرہ کے پس پڑھی ابو ہریرہ نے بسم اللہ پھر پڑھی سورہ فاتحہ یہانتک
کہ جب پہونچے ولا الضالین تک کہا آمین اقول اس روایت مین کہین جہر کا نشان نہین صرف قال آمین ہے
کہ جسکے معنی یہ ہین کہ جب پہونچے ابو ہریرہ ولا الضالین تک تو کہا انہون نے آمین اور یہ عام ہے اس سے کہ
آہستہ کہا ہو یا زور سے کہا ہو پس استدلال اور الزام ساتھ اس روایت کے نہین درست ہے اگر یہ شبہہ ہووے
کہ نعیم مجمر مقتدی ابو ہریرہ کے تھے اونہون نے جب اس امر کو نقل کیا تو معلوم ہوا کہ اونہون نے آمین ابو ہریرہ سے
سنی پس معلوم ہوا کہ اونہون نے بلند آواز سے کہا تو جواب اوسکا یہ ہے کہ خبر دینا نعیم مقتدی کا فعل ابو ہریرہ
سے مستلزم اس امر کو نہین ممکن ہے کہ بعد فراغت نماز کے ابو ہریرہ نے نعیم سے بیان کر دیا ہو کہ مین نے آمین کہی
یا یہ کہ جب ولا الضالین تک ابو ہریرہ پہونچے اونہون نے آمین کہنے کے واسطے سکوت فرمایا نعیم اس وجہ سے
سمجھ گئے کہ انہون نے آمین کہی ورنہ یہ موقع سکوت کا نتھا یا یہ کہ نعیم بہت قریب ہون ابو ہریرہ سے کہ اونکی آہستہ
آمین کہنے سے بھی یہ واقف ہو گئے ہون الغرض انکے اس قول سے کہ ابو ہریرہ نے بعد ولا الضالین کے
آمین کہی ہرگز یہ نہین ثابت ہوتا ہے کہ اونہون نے بلند آواز سے کہا نظیر اسکے احیاء صحابہ ہین آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے امور سریہ سے جو صحاح ستہ مین موجود ہین کہ آنحضرت نماز عصر وظہر مین فلان فلان
سورت پڑھتے تھے یا درمیان دو سجدہ کے قعدہ مین یہ دعا پڑھتے تھے یا بعد سبحانک اللہم کے اور رکوع مین
اور بعد رکوع کے اور قعدہ اخیرہ مین یہ دعائین پڑھتے تھے اذکار امام نووی وعمل الیوم واللیلۃ لابن السنی
وکتب حدیث صحاح ستہ وغیرہ کو جو شخص دیکھیگا اس قسم کے روایات بہت پاویگا حالانکہ بالیقین آنحضرت سے
یہ اذکار اور ادعیہ اور قراءت سور ظہر وعصر وغیرہ مین آہستہ ادا ہوتی تھی نہ بلند آواز سے پس اگر صرف ذکر کرنا
مقتدی کا کہ ہمارے امام نے یہ لفظ ادا کی یا یہ دعا پڑھی مستلزم ثبوت جہر ہووے لازم آتا ہے کہ ان سب روایات سے
آنحضرت کا بلند کرنا آواز کا ساتھ ان اذکار اور قراءت کے ثابت کیا جاوے قولہ ۱۶۴ نوین حدیث عن علی قال
سمعت رسول اللہ اذا قال ولا الضالین قال آمین رواہ ابن ماجۃ روایت ہے علی سے کہ سنا مین نے رسول خدا سے
جب کہا ولا الضالین کہا آمین اقول سنن ابن ماجہ مین یہ حدیث اس اسناد سے مروی ہے حدثنا عثمان بن
ابی شیبۃ خبر دی ہمکو عثمان بن ابی شیبہ نے کہا اونہون نے کہ حدثنا حمید بن عبد الرحمن خبر دی ہمکو حمید بن

عبد الرحمن نے کہا اونہون نے کہ حدثنا ابن ابی لیلے خبر دی ہمکو ابن ابی لیلے نے عن سلمۃ بن کہیل اونہون سے
روایت کی سلمہ بن کہیل سے عن حجیۃ بن عدی اونہون نے روایت کی حجیۃ ابن عدی سے عن علی اونہون نے
روایت کی علی مرتضے سے اور یہ حدیث ساتہ اس اسناد کے محدثین کے نزدیک مخدوش ہے حافظ ابن حجر کی
تلخیص الحبیر مین مرقوم ہے قال ابن ابی حاتم فی العلل کہا ابن ابی حاتم نے جو اجلہ محدثین سے ہین کتاب علل مین
سالت ابی پوچہا مین نے اپنے باپ سے یعنے ابو حاتم سے عن حدیث حدثناہ احمد بن عثمان بن حکیم حدثنا
عبد الرحمن عن عیسے بن المختار عن ابن ابی لیلے عن سلمۃ بن کہیل عن حجیۃ بن عدی عن علی انہ سمع النبی صلے اللہ
علیہ وسلم یقول آمین حین یفرغ من قراءۃ فاتحۃ الکتاب یعنے اوس حدیث سے کہ خبر دی ہمکو اوسکے احمد نے
اونہون نے کہا کہ خبر دی ہمکو بکر نے اونہون نے روایت کی عیسے سے اونہون نے ابن ابی لیلے سے اونہون نے سلمہ سے
اونہون نے حجیۃ سے اونہون نے حضرت علی سے کہا اونہون نے کہ سنا مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ کہتے تہے
آپ آمین جب فارغ ہوتے تہے سورہ فاتحہ کے پڑہنے سے فقال پس جواب دیا ابو حاتم نے ہذا عندی خطاء کہ
یہ روایت حضرت علی سے میرے نزدیک خطا ہے انما ہو حجر بن عنبس عن وائل نہین ہے یہ روایت آمین
سننے کی آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مگر حجر بن عنبس سے اونہون نے روایت کی وائل سے کہ اونہون نے
آمین سنی اور حضرت علی سے سننا آمین کا نہین ثابت ہے وہذا من ابن ابی لیلے فانہ کان سئی الحفظ انتہی
یعنے یہ خطا کہ وائل کی روایت علی کی ذکر کی گئی اور حجر کی عوض حجیۃ کا ذکر ہوا ابن ابی لیلے سے ہے اور تہی وہ
سئی الحفظ یعنے حافظہ مین اونکی کسیقدر قصور تہا اور سوائے انکے یعنے تلامذہ سلمہ بن کہیل کے ہین وہ سب
اسکو سلمہ کی روایت حجر سے اونکی روایت وائل سے نقل کرتے ہین ہر گاہ معلوم ہوا کہ یہ روایت حضرت علی کی
نہین ثابت ہوئی تو استدلال اور الزام دینا مؤلف کا ساتہ اس حدیث کے ساقط ہوا علاوہ ازین اگر یہ روایت
ثابت ہو تو آہستہ کہنا حضرت علی کا آمین کو جیسا کہ سابقا تہذیب الآثار سے منقول ہو چکا باوجودیکہ اونہون نے
آن حضرت سے بلند آواز سے آمین سنی شاہد اس امر پر ہے کہ بلند آواز سے کہنے کو حضرت علی امر ضروری و سنن
دائمی نہ سمجہے ورنہ خود موافق فعل مسنون کے عمل کرتے اسقدر حنفیہ سے الزام اوٹہانے کے واسطے کافی ہے قولہ
دسوین حدیث عن عبد الجبار بن وائل عن ابیہ قال صلیت مع النبی فلما قال ولا الضالین قال آمین وسمعناہا رواہ
ابن ماجۃ روایت ہے عبد الجبار بن وائل سے اوسنے نقل کی اپنے باپ سے کہا نماز پڑہی مین نے ساتہ نبی
کے پس جب کہا آنحضرت نے ولا الضالین کہا آمین پس ہمنے سنا اقول الزام ساتہ اس روایت کے جب درست ہو
کہ یہ حدیث باین سند صحیح ہو حال آنکہ اس حدیث مین انقطاع ہے بسبب اسکے کہ عبد الجبار نے اپنے باپ
وائل بن حجر حضرمی صحابی سے کوئی حدیث نہین سنی بلکہ وہ اپنے باپ کے چہہ مہینے انتقال کے بعد پیدا ہوے

پس درمیان عبد الجبار کے اور اونکے باپ کے کوئی راوی چھوٹ گیا اور ایسا انقطاع صحت حدیث مین مضر ہے
حافظ ابن حجر عسقلانی نے نتائج الافکار تخریج احادیث الاذکار مین اور تلخیص الحبیر مین جابجا لکھا ہی کہ عبد الجبار
لم یسمع من ابیہ عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہین سُنا اور جامع ترمذی کی کتاب الحدود مین ہی سمعت محمد یقول عبد الجبار
بن وائل بن حجر لم یسمع من ابیہ ولا ادرکہ ویقال انہ ولد بعد موت ابیہ باشہر یعنے سنا مین نے محمد بن اسمٰعیل
بخاری سے وہ کہتے تھے کہ عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہین سنا اور نہ اونکا زمانہ پایا بلکہ وہ پیدا ہوے
بعد وفات باپ کے اور ابو سعد سمعانی نے کتاب الانساب مین لکھا من زعم انہ سمع اباہ فقد وہم لان وائل بن
حجر مات وامہ حامل بہ ووضعتہ بعدہ بستۃ اشہر انتہی یعنے جس شخص نے گمان کیا کہ عبد الجبار نے اپنے باپ سے
سُنا اوسنے خطا کی کیونکہ جسوقت وائل نے انتقال کیا والدہ عبد الجبار کی حاملہ تہین بعد چھہ مہینے کے وفات
وائل سے اونہون نے وضع حمل کیا اور عبد الجبار پیدا ہوے اور ایسہی استیعاب فی اخبار الاصحاب تصنیف
ابن عبد البر اور اسد الغابۃ فی احوال الصحابہ تصنیف ابن اثیر جزری وغیرہ مین ہے **قولہ** گیارہوین حدیث
عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ اذا فرغ من قراءۃ ام القرآن رفع صوتہ وقال آمین رواہ الدارقطنی
وحسنہ والحاکم وصححہ **اقول** اس حدیث سے بہی الزام جب صحیح ہو جب دوامًا بلند آواز سے آمین کا کہنا ثابت ہو
اس حدیث کا اور ایسہی اور احادیث صحیحہ کا جو رفع صوت پر دلالت کرتی ہین حنفیہ اور مالکیہ تین طرح سے
جواب دیتے ہین ایک یہ کہ یہ جہر ابتدا مین تہا بعد ازان متروک ہوگیا مگر یہ جواب ضعیف ہے بسبب اسکے کہ
اسکا ابتدا مین ہونا اور پہر منسوخ ہوجانا اثبات اسکا مشکل ہے دوسرے یہ کہ یہ جہر کبھی کبھی ببیان
جواز کے واسطے تہا تا معلوم ہوجاوے کہ جہرًا آمین کہنا بہی درست ہے اور مفسد نماز نہین اس سے یہ نہین لازم
کہ یہ جہر سنت ہوجاوے اور آہستہ کہنا خلاف سنت ہوجاوے تیسرے یہ کہ یہ جہر اتفاقًا تہا نہ قصدًا
پس جو شخص اون احادیث سے حنفیہ اور مالکیہ پر الزام دیتا ہے اوسکو ضرور ہے کہ ان احتمالات کو باطل
کرے **قولہ** بارہوین حدیث عن وائل قال سمعت رسول اللہ قرء غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقال
آمین ومد بہا صوتہ رواہ الترمذی وابوداؤد والدارمی وابن ماجۃ روایت ہے وائل سے کہا کہ سُنا مین نے
رسول خدا سے کہ پڑہا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کہا آمین دراز کے ساتہ آمین کہنے کے آواز کو روایت کیا
اس حدیث کو ترمذی اور ابوداود اور دارمی اور ابن ماجہ نے **اقول** یہ حدیث اس لفظ کے ساتہ نہ سنن ابن
ماجہ مین ہے نہ سنن ابوداؤد مین ان دونون کی طرف نسبت کرنا اسکا افترا ہے اور ایسہی سنن دارمی مین بہی اس
حدیث کا نشان نہین اور بر تقدیر ثبوت اس روایت کے جواب اسکا وہی ہی جو سابق گذر چکا **قولہ** تیرہوین
حدیث عن بلال انہ قال یا رسول اللہ لا تسبقنی بآمین رواہ ابوداؤد روایت ہے بلال سے کہ اونے کہا یا رسول اللہ

نسبت اور جیسے آمین کے ساتھ مراد یہ ہے کہ جب مین سورہ فاتحہ آپ کے پیچھے تمام کر لیا کرون تب آپ آمین
کہا کرین **اقول** اس حدیث سے تو فقط یہ امر ثابت ہوا کہ مقتدی و امام دونون کی آمین ساتھ واقع ہونا چاہیے
اور جسوقت امام آمین کہے اوسیوقت مقتدی کو بھی کہنا چاہیے اور یہ امر کچھ جہر پر موقوف نہین آمین خواہ جہر سے
ہو یا آہستہ دونون تقدیر پر یہ مستحب ہے کہ مقتدی و امام دونون ایک ہی وقت آمین کہین پس اس سے
پکار کر آمین کہنا کہان سے ثابت ہوا کہ مؤلف نے اس حدیث کو معرض الزام مین پیش کیا **قولہ**[165] چودھوین[14]
حدیث عن عائشة عن النبی قال ما حسدتکم الیہود علی شئ ما حسدتکم علی السلام والتامین رواہ ابن ماجة روایت
ہے عائشہؓ سے اونھون نے نقل کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا نہین حسد کرتے یہود تم سے اوپر کسی چیز کے جسقدر کہ
حسد کرتے ہین تم سے سلام کرنے مین اور آمین کہنے مین **اقول** اے ناصحا دل مین ہی اتنا تو سمجھ لیجیے کہ ہم ہزار
لاکھ نادان ہوے کیا تجھ سے بھی نادان ہونگے + ترجمہ آپ نے ما حسدتکم کا کہ صیغہ ماضی کا ہے غلط کیا ایک طفل مکتب
بھی جانتا ہے کہ ما حسدتکم الیہود کے معنی نہین حسد کیا یہود نے تمھارا اوپر کسی چیز کے ہے نہ وہ جو آپ نے
لکھا اور اس حدیث مین تو کہین پکار کے آمین کہنے کا ذکر بھی نہین بلکہ خاص نماز مین آمین کہنے کا آہستہ خواہ
پکار کے ذکر بھی نہین صرف اسیقدر اس روایت سے ثابت ہی کہ یہود اہل اسلام کا حسد کرتے ہین آمین کہنے پر اور
سلام کرنے پر اسوجہ سے کہ وہ اس فضیلت سے محروم ہین پس اس سے فضیلت آمین کہنے کی اور سلام کرنے کی
ثابت ہوئی پکار کر نماز مین کہنے سے کچھ غرض نہین اس حدیث کو معرض الزام مین پیش کرنا اور اس سے جہر آمین
ثابت کرنا آپ ہی کا کام ہے **قولہ**[166] پندرھوین[15] حدیث عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ما حسدتکم الیہود علی شئ
ما حسدتکم علی آمین فاکثروا من قول آمین رواہ ابن ماجة فی باب الجہر بآمین روایت ہے ابن عباس سے کہ فرمایا
رسول اللہ نے نہین حسد کیا تم پر یہود نے کسی چیز مین جیسا کہ حسد کیا تم پر آمین کہنے مین پس زیادتی کرو کہنے مین
آمین کے **اقول** اے ابھی کم سن ہین وہ نہین واقف + ناز کیا چیز ہے ادا کیا ہے + آپ کو یہ بھی نہین معلوم ہوا
کہ اس حدیث مین کوئی لفظ ایسی نہین جس سے پکار کر کہنا آمین کا ثابت ہو ہر لڑکا بھی سمجھتا ہے کہ اس حدیث
مین صرف فضیلت کثرت سے آمین کہنے کی ثابت ہوئی نماز مین ہو خواہ باہر نماز کے کسی اور دعا کے بعد آہستہ
ہو یا پکار کے با اینہمہ اسکو معرض الزام مین ذکر کرنا اور اس سے پکار کے آمین کہنے کو ثابت کرنا خلاف عقل ہے
اے گر ہمین مکتب ست و ہمین ملا + کار طفلان خراب خواہد شد + **قولہ**[167] سولھوین[16] حدیث بیہقی نے مرفوع روایت
کی کہ حسد کیا یہود نے اوپر قبلہ کے وہ قبلہ کہ ہدایت کی گئی ہم طرف اوسکے اور گمراہ کیے گئے یہود قبلہ سے اور حسد
کرتے ہین یہود اوپر جماعت کے اور حسد کرتے ہین اوپر آمین کے کہنے کے پیچھے امام کے **اقول** اس سے بھی صرف
آمین کہنے کی فضیلت نماز مین اور حسد کرنا یہود کا اس عبادت پر ثابت ہوا نہ پکار کے آمین کہنا اور حسد کرنا عبادت پر

اس امر کو مستلزم نہین کہ وہ عبادت پکار کے ہو قولہ سترہوین حدیث عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ قال

اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین فانہ من وافق قولہ قول الملائکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ البخاری

روایت ہے ابوہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا نے فرمایا جب امام کہے ولا الضالین پس کہو تم آمین پس

تحقیق شان یہ ہے کہ جسکے قول نے موافقت کیا قول سے فرشتون کے بخشے جاتے ہین واسطے اوسکے وہ جو

اگلے ہین گناہ اوسکے **اقول** جھوٹ سچ باتون سے باز آو خدا کے واسطے ❋ جب رہو پس منہ نہ کھلواؤ خدا

کے واسطے ❋ حدیث تو یہ بہت صحیح ہے مگر اسکو جہر آمین کی دلیل بنانا اور اس سے آہستہ کہنے والون پر الزام دینا

محض غلط ہے کیا آپ کو نہین معلوم کیون نہ معلوم ہوگا یہ تو میزان منشعب پڑہنے والے بھی جانتے ہین کہ قال

کے معنی فارسی مین گفت اور اردو مین کہا اور قول کے معنی فارسی مین گفتار اور اردو مین بات اور قولوا کے

معنی فارسی مین بگوئید اور اردو مین کہو تم ہے نہ اسکے معنی آہستہ کہنا ہے نہ پکار کے کہنا پس اس حدیث مین

صرف آمین کہنے کا بروقت کہنے امام کے ولا الضالین حکم ہے اور اوسکی فضیلت مذکور ہے جہر آمین سے

اور اس حدیث سے کچھ علاقہ نہین اور اگر قال یقول قولوا اور مثل اسکے اور صیغے جو لفظ قول سے مشتق ہین

پکار کر کہنے پر دلالت کرین تو صدہا آیات قرانیہ و احادیث نبویہ کے معنی فاسد ہوجائینگے ہر شخص سمجھتا ہے کہ معنے

قل ہو اللہ احد کے یہ ہین کہ کہہ تو اللہ یکتا و تنہا ہے کوئی اوسکا شریک نہین نہ یہ کہ پکار کر کہو اور معنی قل یا ایہا

الکافرون لا اعبد ما تعبدون کے یہ ہین کہ کہہ تو اے حبیب ہمارے کہ اے کافرو یہ نہین بندگی کرتے ہین ہم اوس

چیز کی جسکی تم بندگی کرتے ہو یعنے بت وغیرہ نہ یہ کہ پکار کے کہو ظاہر ہی کہ یہ مضمون اگر لکہہ کے کفار کو دیا جاوے

تب بھی کافی ہوجائیگا اور معنی قولوا آمنا باللہ کے یہ ہین کہ کہہ تو ایمان لائے ہم ساتہ اللہ کے نہ یہ کہ پکار کر کہو

اور معنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کے یہ ہین کہ پناہ مانگتا ہون مین ساتہ رب فلق کے

اور رب ناس کے نہ یہ کہ پکار کے کہو اور ایسی بہت سی آیتین ہین کہ اوسمین لفظ قول یا کوئی صیغہ اس سے مشتق

موجود ہے اور معنی اوسکے صرف کہنے کے ہین نہ پکار کے کہنے کے جو شخص ترجمہ قرآن شریف پڑہا ہوگا اوسپر

یہ امر مخفی نہین رہیگا اور معنی حدیث اذا اصبحتم فقولوا اللہم بک اصبحنا وبک امسینا وبک نحیے وبک نموت والیک

المصیر روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن سنی نے یہ ہین کہ جب صبح کرو تم تو پڑہو یہ دعا نہ یہ کہ پکار کے پڑہو اور

معنی حدیث اذا اضطجعت فقل بسم اللہ اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من غضبہ و عقابہ ومن شر عبادہ ومن ہمزات الشیاطین

وان یحضرون روایت کیا ہے اسکو ابو نصر نے کتاب الابانۃ عن اصول الدیانۃ مین یہ ہین کہ جب لیٹو تم واسطے

سونے کے تو کہو یہ کلمات نہ یہ کہ پکار کے کہو اور معنی حدیث اذا اکل احدکم طعاما فلیقل اللہم بارک لنا فیہ و ابدلنا

خیرا منہ روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم وغیرہ نے یہ ہین کہ جب قصد کرے کوئی کہانا کہانے کا

تو یہ دعا پڑھے نہ یہ کہ زور سے کہے اور معنی حدیث اذا ختم احدکم القرآن فلیقل اللهم آنس وحشتی فی قبری روایت کیا
اسکو دیلمی نے مسند الفردوس میں یہ ہیں کہ جب ختم کرے کوئی شخص قرآن تو دعا پڑھے نہ یہ کہ پکار کے کہے
اور معنی حدیث جو سنن دارقطنی وغیرہ میں مروی ہے اذا خرج احدکم من الخلاء فلیقل الحمد لله الذی اذهب
عنی ما یوذینی وامسک علی ما ینفعنی یہ ہیں کہ جب کوئی شخص پائخانہ سے نکلے تو یہ دعا کہے نہ یہ کہ زور سے کہے اور معنی حدیث
جو سنن ابوداؤد و ابن ماجہ وغیرہ میں مروی ہے اذا دخل احدکم المسجد فلیسلم علی النبی ویقل اللهم افتح لی ابواب رحمتک
واذا خرج فلیسلم علی النبی ویقل اللهم انی اسئلک من فضلک یہ ہیں کہ جب مسجد میں داخل ہووے تو پہلے آنحضرت پر
صلوة وسلام ادا کرے بعد اوسکے یہ دعا پڑھے اللهم افتح لی الخ اور جب مسجد سے نکلے تو بعد سلام کے کہے
اللهم انی اسئلک من فضلک نہ یہ کہ زور سے کہے اور معنی حدیث اذا قال الامام سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا
لک الحمد جو صحیح بخاری و مسلم و سنن نسائی و ابن ماجہ وغیرہ میں مروی ہے یہی ہیں کہ جب امام سمع الله لمن
حمده کہے پس تم کہو ربنا لک الحمد نہ یہ کہ پکار کے کہو اور صحاح ستہ میں ابن مسعود سے مروی ہے قال رسول الله
اذا قعد احدکم فی الصلوة فلیقل التحیات لله الخ اور موطا مالک میں حضرت عمر سے مروی ہے قولوا التحیات لله الخ
ایسیہی اور بہی روایات باب تشہد میں اسی لفظ سے وارد ہیں کہ جنکے معنی یہی ہیں کہ قعدہ میں تم یہ کلمات کہو
نہ یہ کہ پکار کے پڑہو اور اسیطرح اور بہت سی احادیث ہیں جنمیں یہی لفظ وارد ہے اور باتفاق علماء امت محمدیہ
وہاں پکار کے کہنا مراد نہیں ہے پس ایسیہی لفظ فقولوا آمین سے کیونکر پکار کے کہنا سمجھا جاویگا اور ایسیہی سترہوین
حدیث جو صفحہ ۲۰ میں مذکور ہے بلفظ اذا قال احدکم آمین وقالت الملائکة فی السماء آمین فوافقت
احدیهما الاخری غفر له ما تقدم من ذنبه یعنے جسوقت کہتا ہے ایک تم میں سے آمین اور کہتے ہیں فرشتے آسمان
میں آمین پس موافق ہوتا ہے ایک کا کلمہ دوسرے کے بخشے جاتے ہیں اوسکے اگلے گناہ صرف آمین کہنے کی
فضیلت ثابت ہوتی ہے پکار کے کہنے کا کہیں ذکر نہیں اور موافقت آمین ملائکہ و آمین بنی آدم میں
صرف اسیقدر کافی ہے کہ دونوں کی آمین ایک وقت میں واقع ہووے خواہ پکار کے ہووے خواہ آہستہ سے
اور ایسیہی انیسوین حدیث جو صفحہ ۲۰ میں بلفظ اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین مذکور ہے اور حدیث
بیسوین جو صفحہ ۲۰ میں ہے بلفظ اذا امن القاری فامنوا یعنے جسوقت آمین کہے پڑہنے والا پس کہو تم
آمین اور حدیث اکیسوین جو صفحہ ۲۰ میں ہے بلفظ اذا امن الامام فامنوا مذکور ہے اور ان تینوں احادیث میں
صرف آمین کہنے کا حکم ہے پکار کے کہنے کا کہیں ذکر نہیں ہے **قولہ** فائدہ نماز میں پکار کر کہنے کے باب میں ایسی
حدیثیں کہ جنکا امام اعظم نے مخالفت کیا ہو نہ کوئی ملی ہیں لیکن آمین خفیہ کہنے کے باب میں دلیل امام اعظم اونکے
پاس جو حدیثیں کہ ثبوت کو پہنچتے ہیں وہ یہ ہیں **اقول** ۵ بوے گل بہی تو نہ لائی تا قفس جل ہوا ہے

صاحب دیکیا تجہے یہ دعوے زبانی آپکا کہ امام ابوحنیفہ نے اکثر حدیث کی مخالفت کی کون سنیگا جو آپ کی
تحریرات سابقہ کو دیکھیگا وہ اس قول کو مہمل کہیگا جو آپنے حدیثین بیان کین اونمین سے بعض تو نفس آمین
کہنے کی ہین پکار کے کہنے سے اونسے کچہ علاقہ نہین اور بعضون کی سند ضعیف ہی اونسے الزام ممکن نہین اور بعض
جو صحیح وقوی ہین اونسے بہی الزام متصور نہین جب تک کہ ہمیشہ پکار کے کہنا یا اکثر اس طرحسے کہنا اونسے
ثابت نہو اور دلالت اون روایات کی سنت ہونی جہر پر نہو اوز لیس فلیس **قولہ** پہلی حدیث روی شعبة عن سلمة
بن کہیل عن حجر ابی العنبس عن علقمة بن وائل عن ابیہ ان النبی قرأ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقال آمین
وخفض بہا صوتہ رواہ الترمذی روایت کیا شعبہ نے سلمہ سے اونسنے حجر باپ عنبس کے سے اونسنے علقمہ بیٹے
وائل کے سے اونسنے اپنے باپ سے کہ تحقیق نبی نے پڑہا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کہا آمین اور
پست کیا ساتہ اسکے آواز اپنی کو جواب اسکا دو طرح پر ہے **اول** یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہے ہرگز لائق حجت
پکڑنے کے نہین کیونکہ ترمذی جو اسکا مخرج ہے کہا اونسنے کہ سنا مین نے محمد یعنے بخاری نسے کہ کہتے تہے
حدیث سفیان کی یعنی جسمین مد بہا صوتہ یعنے دراز کیا حضرتؐ نے ساتہ آمین کہنے کے آواز کو آیا ہی وہ حدیث
بہت صحیح ہے شعبہ کی حدیث سے اس باب مین اور شعبہ نے اس حدیث مین خطا کی کئی جگہ مین پہلی خطا شعبہ
راوی اس حدیث مین یہ ہے کہا شعبہ نے حجر عنبس کا باپ ہے سو یہ اوسکی خطا ہے حجر تو عنبس کا بیٹا ہی
اور کنیت کیا جاتا ہے ابا سکن **اقول** یہ قول بخاری کا قابل اعتبار نہین اور شعبہ کی طرف نسبت خطا کی صحیح نہین
اسوجہ سے کہ کتاب الثقات مین ابن حبان نے لکہا ہی حجر بن عنبس ابو السکن الکوفی وہو الذی یقال لہ
حجر ابو العنبس یروی عن علی و وائل بن حجر روی عنہ سلمہ بن کہیل انتہی یعنے حجر بیٹے عنبس کے کنیت اونکی
ابو السکن ہی اہل کوفہ مین سے ہین اور وہ نہین کو حجر ابو العنبس ہی کہتے ہین روایت کرتے ہین احادیث کی علی مرتضے
اور وائل بن حجر سے اور اونسے روایت کی سلمہ بن کہیل نے اس سے ثابت ہوا کہ جیسا کہ کنیت حجر کی ابو السکن
ہے ویسا ہی ابو العنبس بہی اسکی کنیت ہی پس اگر شعبہ نے اوسکو ابو العنبس کہا تو کیا گناہ کیا اسیوجہ سے عینی شرح ہدایہ
مین لکہتے ہین جزم بہ ابن حبان فی الثقات فقال کنیتہ کاسم ابیہ وقول محمد یکنی ابا السکن لاینافی ان یکون کنیتہ
ایضا ابا العنبس لانہ لامانع من ان یکون لشخص کنیتان انتہی یعنے جزم کیا ساتہ اس امر کے کہ کنیت حجر کی ابو العنبس
ہے ابن حبان نے کتاب الثقات مین اور کہا اونہون نے کہ کنیت اوسکی مثل نام اوسکے باپ کی ہے یعنے
اوسکے باپ کا نام عنبس ہے اور یہی لفظ اسکی کنیت مین درج ہے اور قول محمد بخاری کا کہ کنیت حجر کی ابو السکن ہے
منافی اس امر کی نہین کہ کنیت اوسکی ابو العنبس بہی ہووے کیونکہ کوئی مانع اس امر سے نہین کہ ایک شخص کی دو کنیت
ہووین اور حافظ ابن حجر تلخیص الحبیر مین بہی اسی امر کی تصریح کرتے ہین عبارت اونکی یہ ہی قلت وبہ جزم

ابن حبان فی الثقات ان کنیتہ کاسم ابیہ ولکن قال البخاری ان کنیتہ ابو السکن ولا مانع من ان یکون لہ کنیتان انتہی **قولہ** دوسری خطا شعبہ کی یہ ہے کہ زیادہ کیا اس حدیث مین علقمہ بن وائل سے اور وہ بیچ اس اسناد کے نہین ہے **اقول** یہ بہی قول بخاری کا غیر معتبر ہے اسوجہ سے کہ شعبہ ثقہ ہے اور اصول حدیث مین مقرر ہے کہ زیادتی ثقات کی مقبول ہے پس اگرچہ اور تلامذہ سلمہ بن کہیل کی سند اس حدیث مین علقمہ کا ذکر نہین کرتے ہین بلکہ عن حجر بن العنبس عن وائل کہتے ہین لیکن شعبہ کی روایت مین اگر زیادتی واسطے علقمہ کے ہوئی تو کچہ منافات نہین ہوئی عینی لکہتے ہین وقولہ زاد فیہ علقمہ لا یضر لان الزیادۃ من الثقۃ مقبولۃ ولا سیما من مثل شعبہ انتہی یعنے قول بخاری کا کہ زیادہ کیا شعبہ نے علقمہ کو کچہ مضر نہین اسوجہ سے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے خصوصاً زیادتی ایسی ثقہ کی جیسا شعبہ ہے اور حافظ ابن حجر تلخیص الحبیر مین کہتے ہین قال واختلفا ایضا فی شئ آخر فالثوری یقول حجر عن وائل وشعبۃ یقول حجر عن علقمۃ بن وائل عن ابیہ یعنے کہا ابن قطان نے بعد ذکر اختلاف شعبہ وسفیان کے لفظ حجر بن عنبس و حجر ابی العنبس مین کہ مختلف ہوے وہ دونون یعنے سفیان ثوری اور شعبہ کہ دونون اس حدیث کو سلمہ سے روایت کرتے ہین ایک اور چیز مین وہ یہ کہ ثوری تو سند مین کہتے ہین حجر عن وائل کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کو حجر بن عنبس نے وائل بن حجر سے بلا واسطہ روایت کی اور شعبہ کہتے ہین عن علقمہ بن وائل عن ابیہ کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کو حجر نے علقمہ بیٹے وائل سے روایت کی اور اونہون نے اپنے باپ وائل سے بعد اسکے ابن حجر فرماتے ہین قلت لم یقف ابن القطان علی ما رواہ مسلم والکجی فی سننہ حدثنا عمرو بن مرزوق حدثنا شعبۃ عن سلمۃ بن کہیل عن حجر عن علقمۃ بن وائل عن وائل قال وقد سمعہ حجر عن وائل قال ان النبی فذکر الحدیث وہکذا رواہ ابو داؤد الطیالسی فی مسندہ عن شعبۃ عن سلمۃ سمعت حجرا ابا العنبس سمعت علقمۃ عن وائل وقال وسمعہ من وائل انتہی محصل اسکا یہ ہے کہ ابو داؤد طیالسی اور مسلم کجی کی روایت سے جو بطریق شعبہ مروی ہے ثابت ہوتا ہے کہ اس حدیث کو حجر نے علقمہ سے اور دونون نے اپنے باپ وائل سے روایت کی اور حجر نے بلا واسطہ بہی اس حدیث کو وائل سے سُنا پس معلوم ہوا کہ زیادہ کرنا علقمہ کا جو شعبہ کی روایت مین ہے خطا نہین ہے اور روایت سفیان ثوری کی جسمین ارروایت حجر کی وائل سے ہے علقمہ کا اوسمین ذکر نہین منافی نہین ہے بلکہ حقیقت الامر یہ ہے کہ حجر نے علقمہ سے اور اوسکے باپ وائل سے دونون سے اس حدیث کی روایت کی سفیان ثوری کی روایت مین حجر عن وائل وقع ہوا اور شعبہ کی روایت مین حجر عن علقمہ بن وائل عن ابیہ وائل واقع ہوا ہان اگر صرف روایت حجر کی وائل سے بلا واسطہ ثابت ہوتی تو البتہ زیادتی علقمہ کی جو روایت شعبہ مین ہے خطا ہوتی **تنبیہ** یہان سے یہ بہی معلوم ہوگیا کہ بعضے جو اس روایت شعبہ مین یہ خدشہ کرتے ہین کہ علقمہ کا سننا کسی حدیث کا اپنے باپ سے

تو یہ دعا پڑہے نہ یہ کہ زور سے کہے اور معنی حدیث اذا ختم احدکم القرآن فلیقل اللھم آنس وحشتی فی قبری روایت کیا
اسکو دیلمی نے مسند الفردوس مین یہ ہین کہ جب ختم کرے کوئی شخص قرآن تو یہ دعا پڑہے نہ یہ کہ پکار کے کہے
اور معنی حدیث جو سنن دارقطنی وغیرہ مین مروی ہے اذا خرج احدکم من الخلاء فلیقل الحمد للہ الذی اذہب
عنی ما یوذینی وامسک علی ما ینفعنی یہ ہین کہ جب کوئی شخص پاخانہ سے نکلے تو یہ دعا کہے نہ یہ کہ زور سے کہے اور معنی حدیث
جو سنن ابوداؤد و ابن ماجہ وغیرہ مین مروی ہے اذا دخل احدکم المسجد فلیسلم علی النبی ولیقل اللھم افتح لی ابواب رحمتک
واذا خرج فلیسلم علی النبی ولیقل اللھم انی اسئلک من فضلک یہ ہین کہ جب مسجد مین داخل ہووے تو پہلے آنحضرت پر
صلوۃ وسلام ادا کرے بعد اوسکے یہ دعا پڑہے اللھم افتح لی الخ اور جب مسجد سے نکلے تو بعد سلام کے کہے
اللھم انی اسئلک من فضلک نہ یہ کہ زور سے کہے اور معنی حدیث اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا
لک الحمد جو صحیح بخاری ومسلم وسنن نسائی وابن ماجہ وغیرہ مین مروی ہے یہی ہین کہ جب امام سمع اللہ لمن
حمدہ کہے پس تم کہو ربنا لک الحمد نہ یہ کہ پکار کے کہو اور صحاح ستہ مین ابن مسعود سے مروی ہے قال رسول اللہ ﷺ
اذا قعد احدکم فی الصلوۃ فلیقل التحیات للہ الخ اور موطا مالک مین حضرت عمرؓ سے مروی ہے قولوا التحیات للہ الخ
اسیطرح اور بہی روایات باب تشہد مین اسی لفظ سے وارد ہین کہ جنکے معنی یہی ہین کہ قعدہ مین تم یہ کلمات کہو
نہ یہ کہ پکار کے پڑہو اور اسیطرح اور بہت سی احادیث ہین جنمین یہی لفظ وارد ہے اور باتفاق علماء امت محمدیہ
وہان پکار کے کہنا مراد نہین ہے پس اسیطرح لفظ فقولوا آمین سے کیونکر پکار کے کہنا سمجھا جاویگا اور اسیطرح اٹہارہوین
حدیث جو صفحہ ۶ مین مذکور ہے بلفظ اذا قال احدکم آمین وقالت الملائکۃ فی السماء آمین فوافقت
احدہما الاخری غفر لہ ما تقدم من ذنبہ یعنی جسوقت کہتا ہے ایک تم مین سے آمین اور کہتے ہین فرشتے آسمان
مین آمین پس موافق ہوتا ہے ایک کا کلمہ دوسرے کے بخشے جاتے ہین اوسکے اگلے گناہ صرف آمین کہنے کی
موافقت [illegible] ہوتی ہے پکار کے کہنے کا کہین اسمین نشان نہین اور موافقت آمین ملائکہ و آمین بنی آدم مین
صرف اسیقدر کافی ہے کہ دونون کی آمین ایک وقت مین واقع ہووے خواہ پکار کے ہووے خواہ آہستہ سے
اور اسیطرح انیسوین حدیث جو صفحہ ۷ مین بلفظ اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین مذکور ہے اور حدیث
بیسوین جو صفحہ ۷ مین ہے بلفظ اذا امن القاری فامنوا یعنی جسوقت آمین کہے پڑہنے والا پس کہو تم
آمین اور حدیث اکیسوین جو اوسی صفحہ مین بلفظ اذا امن الامام فامنوا مذکور ہے اور ان تینون احادیث مین
صرف آمین کہنے کا حکم ہے پکار کے کہنے کا کہین ذکر نہین ہے **قولہ** فائدہ نماز مین پکار کر کہنے کے باب مین ایسی
حدیثین کہ جنکا [illegible] اعظم نے خلاف کیا [illegible] گذر چکی ہین لیکن آمین خفیہ کہنے کے باب مین دلیل امام اعظم اور انکے
تھا جو حدیثین کہ پیش کیا کرتے ہین وہ یہ ہین **اقول** ۵ بوسے گل ہی تو نہ لائی تا قفس [illegible] جل ہوا [illegible]

غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پس کہا آمین اور پست کیا ساتھ اُسکے آواز اپنی کو اس سے صاف
نکلتا ہے کہ حضرت نے بہت زور سے نہین کہی میانہ آواز سے کہی ہے **اقول** یہ تمہارا دعوے بے دلیل
کون سنیگا جو سنیگا وہ یہی کہیگا ؎ یہ او مجہہ پڑنے کی خواچھی نہین + سب محا با گفتگو اچھی نہین پر ظاہر
ہے کہ خفض بمعنے آہستہ کہنے کے کتب لغت مین مسطور ہے اور محاورات عربیہ مین مستعمل و مشہور
ہے پس یہ دعوے کہ اس حدیث سے خفیہ کہنا ہرگز نہین ثابت ہو قابل اعتبار کے نہین ہے
قولہ اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن وحدیث کے یہ ہے کہ ہدایہ مین لکھا ہو کہ اگر کوئی شخص اپنے
محرمات ابدی مثل ماں بہن بیٹی اور اونکے سوا جنکو حرام کیا خدا نے جانکر نکاح کرے اور صحبت کرے اُنسے
تو بھی اوسپر حد نہین آتی ہے اسلیئے کہ محل شبہہ ہے سو امام اعظم نے خلاف کیا ہے اس مسئلہ مین کلام اللہ کا بھی
اور حدیث کا بھی اسلیئے کہ جو شخص اپنی محرمات ابدی مثل ماں بہن وغیرہ سے نکاح کرے تو اوسکو قتل کر دینا چاہیے
فرمایا اللہ تعالے نے حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم واخواتکم یعنے حرام کی گئین ہین تم پر تمہاری مائین اور بیٹیان
تمہاری اور بہنین تمہاری **اقول** ؎ ظلم ہے احمقون کی مُنہ زوری + تنگ یہ بے لگام کرتے ہین +
ہم کہین گے کچہ تو دل تھرائیگا ⁂ جیبیٹر یہ اسے کینہ جو اچھی نہین ⁂ آپ کو کچہ معلوم ہے کہ حد عرف
فقہا مین کسکو کہتے ہین اور امام اعظم اوس شخص سے جو بعد نکاح کے اپنی محرمات ابدیہ سے صحبت کرے
کیا چیز ساقط کرتی ہین اور کیا چیز اوسپر واجب کرتے ہین اور اسکی بھی آپ کو کچہ خبر ہے کہ مخالفت قرآن وحدیث
کی کیا شئے ہے اور کسی شخص کے قول کا مخالف ہو جانا قرآن وحدیث کے اور اوسکا خلاف کرنا قرآن و
حدیث کے ان دونون مین کیا فرق ہے ؎ عالمون کے دماغ کو پہونچے + جاہل اتنا ترا دماغ نہین + نہ پڑہے
نہ لکھے نام محمد فاضل بے سمجھے بوجھے اعتراض کرنے پر تیار ایسے اعتراض پر اہل اسلام کی پہٹکار ؎ یہ دین وہ نہین
جسکو کہ تو بگاڑ سکے + کدہر خیال ہے اتنی تری مجال نہین + آپ ذرا کان کہولیے اور ہم سے چند باتین سنیے اور
بیہودہ گوئی سے توبہ کیجیے ایک یہ کہ مخالف ہو جانا کسی مسئلہ کسی امام کا کسی آیت یا حدیث کے اور چیز ہے اور خلاف کرنا
اوس امام کا اور چیز ہے پس اگر بالفرض یہ مسئلہ یا اور مسائل امام اعظم کے یا اور کسی امام کے مخالف قرآن
وحدیث کے تمکو معلوم ہوے ہون تو اوسمین یہ کہنا کہ اس مسئلہ مین امام نے خلاف کیا قرآن وحدیث کی درست
نہین ہے دوسری یہ کہ حد شرعاً مطلق سزا کا نام نہین ہے بلکہ اوس سزاے خاص مقدر کا جو شرعاً بعوض ایسے
گناہ کے متعلق کی گئی ہو کہ اوسمین حق پروردگار ہو نہ حق بندہ کا پس تعزیر کو جو حاکم واسطے حسن انتظام و تادیب کے
کسیکو سزا دیتا ہے حد نہ کہینگے اسوجہ سے کہ اوسکی مقدار شرعاً مقرر نہین ہے اور ایسے ہی قصاص کو حد نہ کہینگے
اسوجہ سے کہ وہ حق بندہ ہے خالص حق الہی نہین ہے یہی حاصل ہے عبارت صاحب ہدایہ کا مختار اشالعزازاین

ہو فی الشریعۃ اسم لعقوبۃ مقدرۃ تجب حقا للہ حتے لا یسمے القصاص حدا لانہ حق العبد ولا التعزیر لعدم التقدیر انتہی

اور عبارت زیلعی کا شرح کنز میں ہو فی الشرع اسم لعقوبۃ مقدرۃ تجب حقا للہ فلا یسمے التعزیر حدا لعدم التقدیر ولا القصاص

لانہ حق العبد انتہی پس مراد امام اعظم کے حد ساقط ہونے سے صورت مذکورہ میں یہ ہے کہ جو حد کہ زنا میں مقرر ہے یعنے

اُنّتی دُرّے مارنا یا سنگسار کرنا وہ اس صورت میں واجب نہیں نہ یہ کہ مطلق سزا واجب نہیں پس قتل کر دینا صورت

مذکورہ میں منافی حد نہ واجب ہونے کے نہیں بلکہ یہ قتل تعزیرًا و سیاسۃً ہے اور تعزیر حنفیہ کے نزدیک ہر گناہ میں

جسمین حد شرعی نہ مقرر ہو یا کسی شبہہ سے حد ساقط ہو گئی ہو واجب ہے نصاب الاحتساب میں ہی التعزیر واجب

کالحد انتہی یعنے تعزیر دینا واجب ہے مثل حد کے اور تبیین شرح کنز میں ہی اجمعت الامۃ علی وجوبہ فی کبیرۃ لا توجب الحد

انتہی یعنے اتفاق کیا ہی امت محمدیہ نے اوپر واجب ہونے تعزیر کے اوس گناہ کبیرہ میں جو حد کو واجب نہ کرتا ہو

اور بحر رائق میں ہے کل من ارتکب معصیۃ لیس فیہا حد مقدر وثبتت عند الحاکم فانہ یجب فیہا التعزیر انتہی یعنے

جو شخص مرتکب ہو ایسی معصیت کا کہ اوسمین حد مقدر شرعی نہیں اور ثابت ہو جاوے وہ معصیت اوس شخص پر

واجب ہے حاکم پر قائم کرنا تعزیر کا اوس شخص پر پس جو شخص محرمات کے ساتھ نکاح کر کے صحبت کرے اور حاکم

کے نزدیک یہ امر ثابت ہو جاوے اوسپر قائم کرنا تعزیر کا واجب ہوگا اور القصد تعزیر حنفیہ کے نزدیک قتل بھی

جائز ہے لوطی اور ساحر اور زندیق وغیرہ کو قتل کرنا تعزیرًا جائز رکہا ہے جیسا کہ درمختار ورد المحتار وغیرہ میں

مصرح ہے پس صورت مذکورہ میں قتل کرنا مستلزم اسکو نہیں کہ حد واجب ہو جاوے اور حد نہ واجب ہونا مستلزم

اسکو نہیں کہ بالکلیہ سزا ساقط ہو جاوے تیسری یہ کہ یہ دعوے کہ مذہب امام اعظم کا اس حدیث میں مخالف

ہی قرآن وحدیث کے محض غلط ہی آیت قرآنیہ جو آپ نے بیان کی اوس سے تو صرف حرمت محرمات ابدیہ کی ثابت

ہوتی ہے اور اسکا کون منکر ہے اور یہ مضمون اوس سے ہرگز نہیں ثابت ہے کہ جو شخص انسے نکاح

کر کے صحبت کرے اوسپر حد واجب ہے تا مخالفت لازم آوے اور حدیث جو آپ نے سنن ابو داود ونسائی

وابن ماجہ ودارمی وترمذی سے ذکر کی اوس سے صرف اسیقدر ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ایسے شخص کی جسنے محرمات کے ساتھ نکاح کیا قتل کا اور گردن مارنے کا اور مال چہین لینے کا حکم کیا اور یہ ظاہر ہی

کہ یہ حکم بطور تعزیر وسیاست کے تہا نہ بطور حد کے اولًا اسوجہ سے کہ زنا کی صرف دو حد ہین بالاتفاق اگر زانی

محصن ہو تو اوسکی حد سنگسار کرنا کنکریون سے یہانتک کہ مر جاوے ہی اور اگر غیر محصن ہو تو حد اوسکی اسّی کوڑے

مارنا ہی پس اگر گردن مارنا اور مال چہین لینا بھی حد ہو لازم آتا ہے کہ زنا کی چار حد ہو جاوین حال آنکہ یہ کسی عالم

بلکہ کسی مسلمان کا مذہب نہیں ہے ثانیًا اسوجہ سے کہ حکم قتل کرنے کا بہت سی احادیث میں وارد ہے

سنن ابو داود ونسائی وابن ماجہ میں مروی ہے کہ جو شخص چوتھی مرتبہ شراب پیوے اوسکو مار ڈالو اور جامع ترمذی

وسنن ابوداؤد وغیرہ مین مروی ہے کہ جو شخص لواطت کرے اوسکو قتل کرو اور سنن ابن ماجہ مین مروی ہے
کہ جو شخص کسی جانور سے جماع کرے اوسکو مار ڈالو اور اوس جانور کو بھی مار ڈالو اور سنن ابوداؤد وغیرہ مین
مروی ہے کہ جو شخص پانچوین مرتبہ چوری کرے اوسکو مار ڈالو ایسی اور بھی بہت احادیث ہین جنمین کسی گناہ کی عوض مین
قتل کا حکم ہوا ہے حالانکہ بالاتفاق قتل اون مواقع مین حد شمار نہین کیا جاتا ہے بلکہ تعزیرًا سمجھا جاتا ہے
پس ایسے ہی اس صورت مین بھی سمجھا جاویگا اور زیادہ تفصیل اس بحث کی القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم
مین موجود ہے جسکا دل چاہے دیکھ لے اس بحث مین ایسا رسالہ جامع ونافع بجز اس رسالہ کے تصنیف نہین ہوا
جزی اللہ مولفہا خیر الجزاء ولطف بلطفہ یوم الجزاء **قولہ** حنفیہ کہتے ہین کہ جو شخص اپنی محرم کے ساتھ نکاح
کرے اوسپر امام اعظم کے نزدیک اسلیے حد واجب نہین کہ اوسکے نکاح مین شبہہ پڑگیا جواب اسکا دو طرح پر ہے
اول یہ کہ یہ نکاح ہرگز ہرگز محل شبہہ نہین محل شبہہ جب ہوتا کہ اوسکو یہ نہ معلوم ہوتا کہ جس سے مین نے نکاح
کیا ہے یہ میری مان ہے اور جب کہ ایک شخص نے عمدًا اپنی مان سے نکاح کرلیا اور اوس سے صحبت کرنے لگا
تو پھر بھلا کس بات کا اسمین شبہہ پڑا **اقول** ع کبھی فروغ نہ پائینگے پیش یار چراغ ۞ وہ ماہ ایک طرف کہ طرف
ہزار چراغ ۞ آپکا جواب محض لغو ہے امام کی تحقیق کے سامنے اوسکی کیا وقعت ہے تفصیل اوسکی یہ ہے کہ
امام ابوحنیفہ اور ابن عدی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ادرؤا الحدود
بالشبہات یعنے دفع کرو حدود کو ساتھ شبہون کے اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ادفعوا الحدود عن عباد اللہ ما وجدتم لہ مدفعا یعنے دفع کرو بندگان خدا سے حدود کو جب تک
ملے تمکو طریقہ دفع کا اور ترمذی اور بیہقی اور حاکم نے عائشہ رضہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
ادرؤا الحدود عن المسلمین ما استطعتم یعنے دفع کرو حدود کو اہل اسلام سے تا بمقدرت ان روایات سے یہ بات
ثابت ہوئی کہ مواقع شبہات مین حد کو ساقط کرنا چاہیے اور یہی امر مصنف ابن ابی شیبہ مین عقبہ بن عامر اور
زہری اور معاذ اور عمر بن الخطاب سے اور خلافیات بیہقی مین علی مرتضے رض سے اور مسند مسدد مین ابن مسعود سے
مروی ہے کہ یہ حضرات بھی مقامات شبہات مین سقوط حد کا فتوے دیتے تھے تفصیل ان سب امور کی قول جازم
مین مشرح ہے بعد تمہید اس امر کے معلوم کرنا چاہیے کہ شبہہ کی تین قسم ہین ایک شبہہ فی المحل وہ یہ ہے کہ ایسی
عورت سے بدون نکاح کے صحبت کرے کہ جسکی حرمت مین شبہہ ہووے گو وہ اشتباہ ضعیف ہو جیسے اپنے پسر کی
لونڈی سے صحبت کرنا اور وہ محل اشتباہ اسوجہ سے ہے کہ حدیث مین وارد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے ایک صحابی سے فرمایا انت ومالک لابیک یعنے تم اور تمہارا مال سب تمہارے باپ کا ہے روایت کیا اسکو بزار
اور طبرانی اور ابن عدی اور ابن ماجہ وغیرہ نے اس روایت سے یہ اشتباہ ہوگیا کہ لونڈی مملوکہ پسر مملوکہ پدر ہے

تصنیف مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی عفی عنہ ۱۲

بسبب اسی شبہہ کے ایسی صورت مین حد ساقط ہو گئی دوسرے فی الفعل وہ کہ نفس صحبت مین زانی کو شبہہ
حلت کا ہوجاوے اور کسی وجہ سے وہ اوس صحبت کو حلال سمجھنے لگے گو محل وطی یعنے عورت کی حلت پر کوئی
دلیل مورث شبہہ نہووے جیسے اپنے باپ کی لونڈی سے صحبت کرنا کہ ایسی لونڈی کی حلت مین کوئی دلیل شرعی
نہین آئی ہے کہ جس سے اشتباہ حلت کا ہووے مگر بسبب کمال انبساط وارتباط کے شبہہ اس بات کا ہوسکتا ہے
کہ باپ کی لونڈی سے صحبت کرنے مین کچہ حرج نہین جیسے اوسکے کہانا کہانے مین کچہ حرج نہین تیسرے شبہہ بالعقد
وہ ہے کہ بسبب عقد نکاح کے اشتباہ واقع ہو گیا جیسے کسی مجوسیہ سے نکاح کرکے یا کسی کی بی بی سے نکاح کرکے
صحبت کی باین خیال کہ نکاح سے صحبت منکوحہ سے حلال ہے ان سب شبہات مین باقتضا سے روایات
مرفوعہ وموقوفہ سابقہ حنفیہ نے سقوط حد کا حکم دیا ہے اور اپنی کتابون مین ان سب کی صورتون کو مفصلاً
مذکور کیا ہے پس درصورت نکاح محارم شبہہ بالعقد کی وجہ سے سقوط حد کا حکم دیا گیا کیونکہ جب اوسنے اپنی محرم
کے ساتہ نکاح کرلیا اور صحبت کرنے لگا تو یہ صحبت اوسکی بینی اوسکے نکاح پر ہوئی اور نکاح نے اشتباہ حلیت
صحبت گو اشتباہ ضعیف ہو پیدا کردیا اسیوجہ سے اگر اپنے محارم سے بدون نکاح صحبت کرے اوسمین بالاتفاق
حد واجب ہے پس اس مقام پر منشاء اشتباہ کا نفس عقد ہے خواہ وہ جانے کہ یہ مجہپر حرام ہے اور میری نکاح مین
یا نہ سمجہے پس جب اوسنے بعد عقد کے صحبت کی یہ کہہ سکتے ہین کہ اوسنے اپنی منکوحہ سے صحبت کی اور منکوحہ سے
صحبت حلال ہے پس اسیقدر اشتباہ گو اشتباہ ضعیف ہو دفع حد کے واسطے کافی ووافی ہے **قولہ** ہم ایمان
بہن کے ساتہ نکاح کرنے والے پر حد واجب ہونے کا قایل ہونا معاذ اللہ پیغمبر کے حق مین یہ اعتقاد کرنا ہے
کہ انہون نے اس مسئلہ کو نہین سمجہا تہا اگر سمجہتے تو بسبب محل شبہہ ہونے کے اسکو قتل کا حکم کیون دیتے **اقول**
یہ آپکی نافہمی کی بات ہے پیغمبر نے یہ کب فرمایا کہ یہ میرا حکم بطور حد مقرر بمقدر کے ہے اور اہل علم اس امر سے واقف ہین
کہ بسبب شبہہ کے حد ساقط ہوتی ہے نہ تعزیر بلکہ وہ مواقع شبہات مین بہی واجب ہوتی ہے نصاب الاحتساب
مین ہے الحد یندرئ بالشبہات والتعزیر یجب مع الشبہۃ انتہی پس آپکا حکم قتل جو تعزیراً اور سیاسۃً تہا مخالف
سقوط حد کے کیونکر ہوا اور شبہہ منافی حکم قتل کے کس طرح ٹہرا اشد التعجب ہے کہ ایسی ناسمجہی اور پہر ایسی جرأت
اعتراض سے باز آتا ہی نہیں وہ کجروی ہے کج نہاد ❊ بات سیدہی کا بہی اولٹا ہی وہ دیتا ہے جواب ❊ **قولہ**
غرض حنفیہ نہ تو قرآن کی مخالفت سے ڈرتے ہین اور نہ حدیث کی مخالفت سے کیونکہ اگر قرآن وحدیث کی
مخالفت کا ڈر ہوتا تو قرآن کی مخالف یہ اعتقاد نہ رکہتے کہ ایمان نہ کم ہوتا ہے نہ زائد اسیطرح اگر حدیثون کو
مانتے تو صدہا حدیثون کا انکار کبہی نہ کرتے **اقول** سخت باتون کا ترے کیا دین جواب ❊ بحث ہوتی دوبدو
اچہی نہین ❊ اس افترا اور طعن کا عوض تو آپ کو قیامت مین ملیگا ہم اسیقدر پر کفایت کرتے ہین کہ حنفیہ

جزء من حقیقة الایمان حتے یلزم من عدمها عدمه وهو مذهب المعتزلة والثانی ان تکون اجزاء عرفیة للایمان فلا یلزم من عدمها عدمه کما یعد فی العرف الشعر والظفر والید والرجل جزءا لزید مثلا ومع ذلک لا یقال بانعدام زید بانعدام هذه الامور وکالاغصان والاوراق للشجر تعد جزءا منها ولا یقال بانعدامه بانعدامها وهذا مذهب السلف کما ورد فی الحدیث الصحیح الایمان بضع وسبعون شعبة اعلاها قول لا اله الا الله وادناها اماطة الاذی عن الطریق فکان لفظ الایمان عندهم موضوعا للقدر المشترک بین التصدیق وبین الاعمال فیکون اطلاقه علے التصدیق فقط وعلے مجموع التصدیق والاعمال حقیقة فالتصدیق بمنزلة اصل الشجرة والاعمال بمنزلة فروعها واغصانها فما دام الاصل باقیا یکون الایمان باقیا وان انعدم شعبها الثالث ان یجعل الاعمال آثارا خارجة عن الایمان مشبهة به ویطلق علیها لفظ الایمان مجازا الرابع ان یکون الاعمال خارجة عنه بالکلیة انتهی حاصل اسکا یہ ہے کہ اس مقام پر چار احتمالات ہین ایک یہ کہ اعمال جزء حقیقت وماہیت ایمان ہون کہ اگر اعمال معدوم ہووین تو ایمان بہی معدوم ہو جاوے جیسے اجزاء حقیقیہ مین ہوتا ہے کہ جزء کی عدم سے کل کا عدم لازم ہوتا ہے اور یہی مذہب معتزلہ کا ہے دوسرے یہ کہ اجزاء عرفیہ ہون اور عدم سے انکی عدم ذات ایمان کا لازم نہ آوے بلکہ کمال مین اوسکے فتور ہو جاوے جیسے ناخن اور بال اور ہاتہ اور پیر جزء انسان کے ہین اور شاخہاے درخت اجزاء درخت ہین لیکن اونکے فنا سے انسان اور درخت کا فنا نہین لازم آتا ہے اور یہی مذہب سلف ومحدثین کا ہے جیسا کہ حدیث مین وارد ہے کہ ایمان کی ستر او چند شاخین ہین اعلی اونکا ادا کرنا کلمہ توحید کا اور ادنے اوسکا دور کرنا کسی شئے موذی کا راہ سے بخیال اسکے کہ مسلمانون کو ایذا نہ پہونچے اور یہی حدیث مین وارد ہے الحیاء شعبة من الایمان یعنے حیا ایک شاخ ہے ایمان کی پس ان لوگون کے نزدیک ایمان موضوع ہے واسطے ایک امر مشترک کے درمیان نفس تصدیق اور اعمال کے پس اطلاق ایمان کا نفس تصدیق قلبی اور اعمال دونون پر بطور حقیقت کے ہے نہ بطور مجاز کے اور ایمان بمنزلہ درخت کے ہے اور اعمال بمنزلہ شاخہاے درخت اونکی فنا سے کمال ایمان مین فتور ہوگا نہ اصل ایمان مین جو عذاب دائمی سے نجات دیتا ہے تیسرے یہ کہ اعمال جزء ایمان نہین ہین مگر مشابہ اسکے ہین اور اطلاق ایمان کا اون پر مجازا ہوتا ہے چوتھے یہ کہ اعمال بالکلیہ ایمان سے خارج ہون پس معلوم ہوا کہ اہل سنت کے باب ایمان مین تین قول ہین ایک یہ کہ ایمان نفس تصدیق قلبی کا نام ہے جیسا کہ مشہور ہین الجمہور ہے دوسرے یہ کہ ایمان مجموع تصدیق واقرار کا نام ہے تیسرے یہ کہ ایمان مجموع تصدیق واقرار وعمل کا نام ہے مگر عمل جزء عرفی ہے نہ حقیقی ہو یا یون کہیے کہ جزء کمال ایمان ہے نہ اصل ایمان کا اور سلف سے صحابہ تابعین وغیرہ سے جو منقول ہے الایمان قول وتصدیق وعمل اوس سے یہی مراد ہے جیسا کہ نووی کی شرح صحیح مسلم مین تحریر ہے

تصدیق تکمیل بالطاعات کلما فاز داد المومن من اعمال البر کان ایمانہ اکمل وبھذہ الجملۃ یزید الایمان
بمقابلتہا وینقص کما متی نقصت اعمال البر نقص کمال الایمان ومتی زادت زاد الایمان کمالا انتہی یعنے تصدیق کا اصل
ایمان وباعث نجات عذاب دائمی سے ہے بمقتضاے حدیث من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ عبادات سے
کامل ہوتی ہے پس جسقدر مومن طاعات زیادہ کریگا ایمان اوسکا کامل ہوگا اور جب طاعات مین نقصان ہوگا
کمال ایمان مین نقصان ہوگا اسیطرح اور کتب حدیث مین بھی مفصلاً مذکور ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نزاع
درمیان محدثین وجمہور حنفیہ وغیرہ کے جو جزئیت اعمال سے منکر ہین لفظی ہے کیونکہ محدثین بھی اوس شخص کو
جو اعمال صالحہ سے خالی ہو اور مبتلاے کبائر ہو مستحق عذاب ابدی کے نہین کہتے ہین جیسے معتزلہ وخوارج کہتے ہین
بلکہ اصل ایمان اگرچہ بمقدار ذرہ کے ہو نجات کے واسطے کافی ہے اور عمل صالح صرف جزو عرفی ایمان یا یون کہو کہ
جزو کمال ایمان ہے اور حنفیہ وغیرہ کے نزدیک بھی اصل تصدیق منجی ہے البتہ فرق اسقدر ہے کہ حنفیہ
وغیرہ اعمال پر جو اطلاق ایمان کا جا بجا قرآن وحدیث مین وارد ہوا ہے اوسکو مجاز کہتے ہین اور محدثین
اوسکو بطور حقیقت سمجھتے ہین **مقدمہ ثانیہ** جن لوگون کے نزدیک اعمال اجزاء حقیقیہ ایمان کے ہین
جیسے معتزلہ وخوارج اونکے نزدیک زیادتی ونقصان ایمان بزیادتی ونقصان اعمال ہوتی ہے کیونکہ نقصان
جزو سے نقصان کل ضروری ہے اور زیادتی جزو سے زیادتی مجموع بھی بدیہی ہے اور جنکے نزدیک اجزاء
عرفیہ ایمان کے ہین اونکے نزدیک اصل ایمان کی زیادتی وکمی نہین ہے بلکہ ایمان کامل مین یہ صفت ہوتی ہے اور
بتفاوت اعمال کمال ایمان مین فتور ہوگا اصل ایمان مین کچہ نقصان نہوگا اور جنکے نزدیک ایمان نفس تصدیق کا
نام ہے یا تصدیق مع الاقرار کا نام ہے اونکے نزدیک اصل ایمان مین زیادتی ونقصان نہین ہے جیسا کہ
امام اعظم نے فقہ اکبر مین تحریر فرمایا الایمان ہو الاقرار والتصدیق وایمان اہل السماء والارض لا یزید ولا
ینقص انتہی **مقدمہ ثالثہ** زیادتی ونقصان ایمان بسبب زیادت ونقصان اعمال نزاع اس باب مین
لفظی ہے مبنی ہے اختلاف تفسیر ایمان پر نووی شرح صحیح مسلم مین ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل اصفہانی
شافعی شارح صحیح مسلم سے نقل کرتے ہین الایمان فی اللغۃ ہو التصدیق فان عنی بہ ذلک فلا ینقص لان التصدیق
لیس شیئا متجزیا حتی یتصور کمالہ مرۃ ونقصانہ اخری والایمان فی لسان الشرع ہو التصدیق بالقلب والعمل
بالارکان واذا فسر بہذا تطرقت الیہ الزیادۃ والنقص وہو مذہب اہل السنۃ انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ ایمان
لغت مین عبارت تصدیق سے ہے پس اگر یہ معنی مراد لیے جاوین تو اوسمین نقصان نہین ہوتا ہے
کیونکہ نفس تصدیق کوئی چیز قابل تجزی نہین ہے کہ کمال ونقصان اوسمین ہووے اور عرف شرع مین
ایمان عبارت ہے تصدیق اور اعمال سے پس اگر یہ تفسیر اختیار کیجاوے تو اوسمین زیادتی ونقصان ہوگی

اور شرح مقاصد مین ہے ظاہر الکتاب والسنۃ وہو مذہب الاشاعرۃ والمعتزلۃ والمحکی عن الشافعی
وکثیر من العلماء ان الایمان یزید وینقص یعنے ظاہر قرآن وحدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایمان زائد و ناقص
ہوتا ہے اور یہی مذہب اشاعرہ اور معتزلہ کا اور منقول امام شافعی رغیرہ سے ہے وعند ابی حنیفۃ واصحابہ

وکثیر من العلماء وہو اختیار امام الحرمین انہ لایزید ولاینقص لانہ اسم للتصدیق البالغ حد الجزم والاذعان لایتصور

فیہ الزیادۃ والنقصان والمصدق اذا ضم الیہ الطاعات وارتکب المعاصی فتصدیقہ بحالہ لم یتغیر اصلا وانما یتفاوت

اذا کان اسما للطاعات المتفاوتۃ قلۃ وکثرۃ اور امام ابوحنیفہ اور تابعین امام کے نزدیک ایمان زائد و ناقص
نہین ہوتا ہے اور یہی مذہب امام الحرمین کا جو علماء شافعیہ سے ہین اور بہت علماء کا ہے اسوجہ سے کہ ایمان
نام ہے اوس تصدیق کا جو مرتبہ یقین تک پہونچے اور یقین مین زیادتی و نقصان نہین ممکن ہے
بلکہ تصدیق کرنے والا خواہ طاعت کرے یا ارتکاب معاصی کرے دونون حال مین تصدیق اوسکی ویسی باقی
رہتی ہے البتہ اگر ایمان عبارت اعمال سے ہوتا تفاوت اعمال سے اوسمین بھی تفاوت ہوتا ولہذا قال الامام

الرازی وغیرہ ان ہذا الخلاف فرع تفسیر الایمان فان قلنا ہو التصدیق فلا تتفاوت وان قلنا ہو الاعمال فیتفاوت
انتہی یعنے اسیوجہ سے امام فخر الدین رازی وغیرہ نے کہا کہ یہ اختلاف یعنے زیادتی و نقصان ایمان و عدم
اوسکا فرع تفسیر ایمان ہے پس اگر ایمان نفس تصدیق ہونا اختیار کیا جاوے تو اوسمین تفاوت نہین اور اگر
اعمال کا جزء ہونا اختیار کیا جاوے تو اوسمین تفاوت ہوگا مقدمہ رابعہ زیادتی و نقصان ایمان
دو طور پر ممکن ہے ایک بسبب زیادت اعمال و نقصان یہ زیادتی جیسا کہ ابھی محقق ہوچکا نفس ایمان مین
ہوگی اون لوگون کی راے پر جو اعمال کو اجزاء حقیقیہ ایمان کی کہتے ہین اور مرتکب اعمال قبیحہ و ذنوب کبیرہ کو
خارج از دائرہ ایمان و مستحق عذاب ابدی سمجھتے ہین جیسے معتزلہ و خوارج اور ایمان کامل مین ہوگی محدثین کی
راے پر کہ اعمال انکے نزدیک اجزاء کمال ایمان ہین اور نفس ایمان یعنی تصدیق یا تصدیق مع الاقرار
مین نہوگی یہ ظاہر ہے کہ جو شخص عابد زاہد ہو اور جو شخص فاسق فاجر ہو مگر صحیح العقیدہ ہو یہ دونون نفس
تصدیق مین برابر رہتے ہین نہ اعمال صالحہ سے عباد کی نفس تصدیق و اقرار مین کچھ زیادتی ہوتی ہے نہ اعمال
قبیحہ سے فساق کی تصدیق و اقرار مین کمی ہوتی ہے دوسرے زیادت و نقصان ذاتی باینطور کہ نفس
تصدیق قلبی متفاوت ہووے بدون اعتبار اعمال صالحہ و خبیثہ کے اسمین خلاف واقع ہے بعضون کے
نزدیک نفس تصدیق متفاوت نہین ہوتی ہے جیسا کہ عبارت نووی و شرح مقاصد سے واضح ہوچکا اور محقق یہ ہے
کہ تصدیق مین تفاوت ہوتا ہے باعتبار مراتب یقین کے مگر وہ سب مراتب نفس تصدیق مین برابر ہین
کیونکہ اگر ذات تصدیق مین نقصان ہوگا یقین مین تخلل ہوویگا اور ثبوت کفر لازم ہوگا اسکی نظیر یہ ہے

کہ سب آدمی نفس آدمیت مین برابر ہین کسی کی انسانیت دوسرے کی انسانیت سے ناقص یا زائد نہین ہے مگر مراتب زائدہ علم وجہل قوت وضعف عبادت ومعصیت ہدایت وضلالت وغیرہ مین تفاوت زیادتی ونقصان ہے ایسیہی جتنی چیزین سیاہ ہین سب ذات سیاہی مین برابر ہین اوسمین زیادتی ونقصان نہین ہان اوسکے مراتب متفاوت ہین شرح عقائد نسفیہ مین ہے قال بعض المحققین لا نسلم ان حقیقۃ التصدیق لا تقبل الزیادۃ والنقصان بل تتفاوت قوۃ وضعفا انتہی یعنے کہا بعض محققین نے ہم نہین تسلیم کرتے ہین اس امر کو کہ حقیقت تصدیق قابل زیادت ونقصان نہین بلکہ وہ بہی متفاوت ہے باعتبار قوت وضعف کے کیونکہ ظاہر ہے کہ تصدیق ویقین حضرات انبیاء کے اقوی ہے بہ نسبت یقین عوام کے اور ملا علی قاری مکی کی شرح فقہ اکبر مین ہے التحقیق ان الایمان کما قال الامام الرازی لا یقبل الزیادۃ والنقصان من حیثیۃ اصل التصدیق لا من جہۃ الیقین فان مراتب اہلہا مختلفۃ فی کمال الدین فان مرتبۃ عین الیقین فوق مرتبۃ علم الیقین ولذا ورد لیس الخبر کالمعاینۃ انتہی یعنے تحقیق یہ ہے جیسا کہ امام رازی نے کہا کہ نفس ایمان قابل زیادت ونقصان نہین باعتبار ذات تصدیق کے نہ باعتبار مراتب یقین کے پس مراتب یقین کے مختلف ہین جیسے مرتبہ عین الیقین بڑہا ہوا ہے مرتبہ علم الیقین سے اور اسی وجہ سے وارد ہے لیس الخبر کالمعاینۃ یعنے نہین ہے خبر مثل مشاہدہ کے کیونکہ مشاہدہ سے مرتبہ یقین کامل کا حاصل ہوتا ہے اور خبر سے ایسا نہین ہوتا ہے **مقدمۂ خامسہ** زیادت ونقصان کے معنی اصل مین بڑہنا گھٹنا ہے باعتبار چندگی اور مساحت کے جیسا کہ چار چیز کو کہتے ہین کہ دو چیز سے زائد ہین یعنے گنتی اونکی زائد ہے اونکی گنتی سے یا چار گز زمین زائد ہے دو گز زمین سے یعنے مساحت اوسکی زائد ہے اسکی مساحت سے اور کبہی شدت وضعف کو بہی زیادت ونقصان مجازاً کہتے ہین جیسے شوخ سیاہی پہیکی سیاہی سے حال آنکہ حقیقت مین یہان زیادتی وکمی نہین ہوتی ہے ظاہر ہے کہ شوخ سیاہی پہیکی سیاہی سے عدد یا مساحت مین زائد نہین البتہ اوس سے قوی ہے پس اصلی معنے زیادت ونقصان کے نفس یقین مین نہین ہین اور مراتب یقین کے باین معنی متفاوت نہین البتہ اونمین قوت وضعف ہوتا ہے پس ثابت کرنا زیادتی ونقصان کا تصدیق مین جیسا کہ محققین سے منقول ہے معنی اصلی مشہور نہین ہے بلکہ بمعنی قوت وضعف اسیوجہ سے ابو ورد حاشیہ شرح عقائد نسفیہ مین لکہتے ہین قولہ قوۃ وضعفا ہذا مسلم لکن لا طائل تحتہ اذ النزاع انما ہو فی تفاوت الایمان بحسب الکمیۃ اعنی القلۃ والکثرۃ فان الزیادۃ والنقصان اکثر ما یستعمل فی الاعداد واما التفاوت فی الکیفیۃ اعنی القوۃ والضعف فخارج عن محل النزاع انتہی یعنی تصدیق کا قوی وضعیف ہونا مسلم ہے لیکن اس سے کچہ فائدہ نہین کیونکہ نزاع تفاوت ایمان مین باعتبار چندگی کے ہے اور تفاوت کیفیت کہ جسکو قوت وضعف کہتے ہین محل نزاع سے خارج ہے **مقدمۂ سادسہ** امام اعظم نے فقہ اکبر مین فرمایا

ایمان اہل السماء والارض لا یزید ولا ینقص انتہی یعنے ایمان آسمان اور زمین والوں کا نہ زائد ہوتا ہے

نہ کم ہوتا ہے اور کتاب الوصیۃ میں فرمایا الایمان لا یزید ولا ینقص لانہ لا یتصور نقصانہ الا بزیادۃ الکفر ولا یتصور

زیادتہ الا بنقصان الکفر وکیف یجوز ان یکون الشخص الواحد فی حالۃ واحدۃ مومنا وکافرا انتہی یعنے ایمان نہ

زائد ہوتا ہے نہ ناقص اسوجہ سے کہ نہیں ہو سکتا ہے نقصان ایمان کا مگر ساتھ زیادتی کفر کے اور زیادتی اوسکی

نہیں ممکن ہے مگر ساتھ نقصان کفر کے اور ایک شخص کا ایک وقت میں موصوف با یمان وکفر ہونا نہیں صحیح ہو

ان دونوں عبارتوں کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ ایمان میں بسبب اعمال کے زیادت وکمی نہیں ہوتی ہے

جیسا کہ مؤلف عنایہ شرح ہدایہ اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی نے کتاب الوصیۃ کی شرح میں اختیار کیا ہے پس

غرض امام کی صرف انکار زیادت ونقصان ایمان بسبب تزائد وتناقص اعمال کے ہے نہ انکار قوت وضعف

یقین ونہ تفاوت ایمان کامل بسبب تفاوت طاعات اور یہ امر صحیح ہے کیونکہ جب ایمان نام تصدیق یا

تصدیق مع الاقرار کا ہوا اور اعمال کی جزو ہونے سے انکار ہوا بلا شبہہ زیادت ونقصان ایمان میں بسبب

اعمال کے نہوگی جیسا کہ مقدمات سابقہ میں تحقیق گذر چکی ہے دوسرا مطلب جیسا کہ ملا علی قاری نے

شرح فقہ اکبر میں اختیار کیا ہے کہ نفس تصدیق میں تفاوت کسیطرح سے نہیں گو اوسکے مراتب قوت

وضعف میں متفاوت ہوں اور انبیاء وملائکہ وعوام مومنین نفس ایمان میں جو باعث نجات ہے متفاوت

نہیں گو حق الیقین وعلم الیقین وغیرہ کمال وضعف میں مختلف ہوں یہ بھی صحیح ہے کیونکہ سابقًا ممہد ہو چکا

کہ تمام اہل [illegible] ایمان میں برابر ہیں اگرچہ کمال ایمان میں ومراتب الیقین میں متفاوت ہیں الخ

سمجھنے ان مقدمات کے سمجھنا چاہیے کہ مؤلف ظفر مبین نے بے سمجھے بوجھے کہدیا کہ امام نے خلاف قرآن کہا

نہ قرآن کا مطلب وہ سمجھا نہ امام کے مطلب تک پہونچا لیکن مطلب امام کا ایسا ہی معلوم ہوا کہ غرض اونکی

عدم زیادت ونقصان ایمان بسبب زیادت ونقصان اعمال وانکار زیادت نفس تصدیق ہے اور یہ امر

بہت صحیح ہے صحت میں اسکے عقلا ونقلا کچھ شبہہ نہیں اور لیکن مطلب قرآن کا پس اسوجہ سے کہ جو

آیتیں قرآن کی کہ اونمیں زیادتی ایمان مذکور ہے ایکبھی اونمیں سے مخالف قول امام کے نہیں ہے

کہ مراد زیادتی ونقصان سے یا تو شدت وضعف کمال ونقصان مراتب تصدیق ہے پس یہ امر کچھ

امام کے منافی نہیں کیونکہ کہیں اونہوں نے نقصان وکمال مراتب تصدیق سے انکار نہیں کیا اور یا زیادتی

ونقصان باعتبار ہمیشگی کے مراد ہے لیکن نہ باعتبار نفس ذات تصدیق کے بلکہ باعتبار تعدد اجزاء زمانہ

گذشتہ ساعات کے اسوجہ سے کہ ہر وقت ایک تصدیق ہوتی ہے پس جسقدر زمانہ زائد ہوگا عدد تصدیق کا بھی بڑھیگا

اور متزائد ہوگا اور یہ صادق آئیگا آخر یا زیادتی ونقصان ایمان باعتبار مومن بہ کے مراد ہے یعنی جس چیز کے ساتھ تصدیق ہوئی

اوسکے تعداد سے یقین کا بھی تزائد و تعدد ہوگا اور انہین سے کسی معنی کے مخالفت امام نے نہین کی اور جس امر کا
انکار امام سے منقول ہے اوسکا ثبوت ان آیات قرانیہ سے کسی طرح نہین ہوتا ہے جو عبارات صحیح بخاری اور
غنیۃ الطالبین وغیرہ کے مؤلف نے نقل کی کہ جنسے زیادتی و نقصان کا ہونا ثابت ہوتا ہی وہ سب اصل مقصد سے
بیگانہ ہین کیونکہ منشاء اون سب کا یہ ہے کہ ایمان قول و فعل کا نام ہے اور عمل صالح کمال مین داخل ہی اور اسی بنا پر
زیادت و نقصان مخالف امام کے نہین ہے **قولہ** صفحہ ۱۱ ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہی کہ اگر کہے شوہر اپنی عورت کو حمل تیرا مجھسے
نہین ہی تو نہین ہے لعان یہ مذہب ہی امام اعظم اور اونکے شاگرد زفر کا سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا
اس حدیث کا جو بخاری اور مسلم مین روایت ہے سہل بن سعد سے کہ عویمر عجلانی کی عورت نے زنا کیا ایک مرد سے
اور حمل ہوا اوسکو تو فرمایا رسول خدا نے عویمر کو کہ تحقیق وحی اوتاری گئی بیچ قصہ تیری کے اور عورت تیری کے
پس لعان کی دونون نے مسجد مین **اقول** سبحان اللہ نہ ہدایہ کے مطلب پر غور کیا نہ امام اعظم کے قول کو سمجھا نہ حدیث کا
مضمون خیال کیا بے تامل آنکھہ بند کر کے مخالفت کا حکم دے دیا سو جنے اے ناظر دل تیرا اقتدر دیکھہ لیا وہ نہوا جسے
کوئی کار نمایان اتبک ہو لعان جب واجب ہوتا ہی کہ مرد اپنی بی بی کو تہمت زنا کی لگا دے اور کوئی گواہ اوسکے
پاس نہو کہ جس سے بی بی کا زنا کرنا ثابت کرے اور بی بی اوس سے انکار کرتی ہو ایسی صورت مین حکم شرع یہ ہے
کہ مرد و عورت دونون لعان کرین مرد چار مرتبہ کہے کہ مین گواہی دیتا ہون بنام پروردگار کہ مین سچا ہون اور
پانچوین مرتبہ کہے اگر مین جھوٹا ہون تو مجھپر لعنت ہو اور عورت چار مرتبہ گواہی اس امر کی ادا کرے کہ مرد جھوٹا ہے
اور پانچوین مرتبہ کہے کہ مجھپر غضب خدا نازل ہو اگر وہ سچا ہی یہی حاصل ہے اس آیت قرانیہ کا والذین یرمون ازواجہم

ولم یکن لہم شہداء الا انفسہم فشہادۃ احدہم اربع شہادات باللہ انہ لمن الصادقین والخامسۃ ان لعنۃ اللہ علیہ

ان کان من الکاذبین ویدرء عنہا العذاب ان تشہد اربع شہادات باللہ انہ لمن الکاذبین والخامسۃ
ان غضب اللہ علیہا ان کان من الصادقین اور جس صورت مین شوہر اپنی بی بی سے یہ کہے کہ تیرا حمل مجھسے
نہین ہے اور یہ نہ کہے کہ تو نے زنا کی یا اور کوئی لفظ ایسا جس سے تہمت زنا کی ثابت ہو پس ایسی صورت مین
و امام اعظم کے نزدیک اسوجہ سے لعان واجب نہین کہ منشاء وجوب لعان کا جیسا کہ آیت قرانیہ سے ثابت ہی
تہمت زنا کی ہے اور اسقدر کہنے سے کہ یہ حمل مجھسے نہین ہے تہمت زنا کی نہین ثابت ہوتی ہے اسوجہ سے
کہ حمل کا ہونا یقینی نہین جائز ہے کہ شکم اوسکا ریاح سے پھول گیا ہو پس ہرگاہ حمل کا ہونا یقینی نہوا یہ کہنا کہ
یہ حمل مجھسے نہین یقینیاً نسبت کرنا زنا کا نہ ٹھہرا اور یہی مذہب ہے امام احمد اور ابو ثور اور حسن بصری اور شعبی اور
سفیان ثوری اور ابن ابی لیلی کا یہی حاصل ہے عبارت ہدایہ و شرح عینی کا اذا قال الزوج لیس حملک منی

فلا لعان وہذا ای عدم وجوب اللعان قول ابی حنیفۃ و زفر وبہ قال احمد وابو ثور وہو قول الحسن البصری والشعبی والثوری وابن

ابی مجیلا لانہ لا یتیقن بقیام الحمل فلعلہ یکون ریحا فلم یصر قاذفا فلا یکون موجبا للعان انتہی پس معلوم ہوا کہ مذہب
امام کا اس مقام پر موافق ہے قرآن و حدیث کے کیونکہ قرآن اور احادیث سے یہ ثابت ہی کہ لعان جب واجب ہی
کہ مرد عورت کی طرف نسبت زنا کی بطور یقین کے نہ بطور شبہہ و احتمال کے کرے اور صرف اسقدر کہنے سے کہ یہ
حمل مجہسے نہین نسبت زنا کے یقینا نہین ہوتی ہی پس بالضرور لعان واجب نہوگا اور حدیث عویمر کی جو آپ نے
نقل کی اور اوسکو مخالف مذہب امام سمجہہ کے جرأت اعتراض کی معلوم ہوتا ہی کہ صحیح بخاری و مسلم کا
دیکہنا آپ کو نصیب نہین ہوا ورنہ ایسا صریح اتہام قلم بیہودہ رقم سے نہ نکلتا قصہ عویمر کا جو صحیحین اور
سنن وغیرہ مین مروی ہے اوسمین صاف مذکور ہے کہ عویمر نے اپنی بی بی کی طرف صاف صاف نسبت زنا کی کی تھی
صرف یہ نہین کہا تہا کہ یہ حمل مجہسے نہین ہے دیکہو صحیح مسلم کی روایت یہ ہے فاقبل عویمر حتی الی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وسط الناس فقال یا رسول اللہ ارایت رجلا وجد مع امرأتہ رجلا القتلہ فتقتلونہ ام کیف یفعل فقال
رسول اللہ قد نزل فیک وفی صاحبتک فاذہب فأت بہا الخ انتہی اور کتب حدیث مین بہی مذکور ہی ہان اگر
کوئی حدیث ایسی نکالو کہ اوس سے حکم لعان کا صرف اسیقدر کہنے سے ثابت ہوتا ہو تو البتہ اعتراض مخالفت کا
درست ہوگا قولہ عینی نے شرح ہدایہ مین اور شیخ عبد الحق نے ترجمہ مشکوۃ مین لکہا ہے کہ پگڑی پر مسح کرنا درست
نہین اور یہ مذہب ہے امام اعظم کا اور امام شافعی اور مالک کا سو امام اعظم اور امام شافعی اور مالک نے اس
مسئلہ مین خلاف کیا ہے ان دو حدیثون کا پہلی حدیث مسلم مین روایت ہے مغیرہ سے کہ تحقیق نبی صلعم نے
وضو کیا پہر مسح کیا اپنی پیشانی کے بالون پر اور پگڑی پر دوسری حدیث احمد اور ابو داؤد مین روایت ہے
ثوبان سے کہ کہا بہیجا رسول خدا نے چہوٹا لشکر پہر حکم کیا انکو یہ کہ مسح کرین دستار سر پر یعنے پگڑیون پر اور تساخین پر
یعنے موزون پر اقول سے کہنا بدنوجی مین ہو ہیہے انصاف کیجیے بوزنگ کجی سے شیشہ دل صاف کیجیے
امام اعظم اور شافعی اور مالک پر کیا انحصار ہے اس امر کا تو قائل ایک جم غفیر والا تبار ہے کہ مسح صرف عمامہ
درست نہین ہے نووی کی شرح صحیح مسلم مین موجود ہے ولو اقتصر علی العمامۃ ولم یمسح شیأ من الراس لم یجزہ
ذلک عندنا بلا خلاف وہو مذہب مالک وابی حنیفۃ واکثر العلماء انتہی یعنے اگر صرف عمامہ پر مسح کرے اور سر پر
بالکل مسح نہ کرے نہ کافی ہوگا یہ نزدیک ہمارے یعنے شافعیہ کی اور یہی مذہب ہے مالک اور ابو حنیفہ
اور اکثر علماء امت محمدیہ کا اور یہ مذہب موافق ہے قرآن کے حق جل شانہ نے سورہ مایدہ مین آیت
وضو مین وامسحوا برؤسکم فرما کے مسح سر کا حکم فرمایا ہے مسح عمامہ کا کہین قرآن مین نشان نہین ہی اور
یہ سب کو معلوم ہے کہ عمامہ سر نہین ہے پس صرف عمامہ پر مسح کو کافی سمجہنا خلاف قرآن کے ہی اور احادیث
مین بہی کوئی حدیث ایسی نہین ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ صرف عمامہ پر مسح کافی ہے ہان یہ صورت البتہ

احادیث سے ثابت ہی کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تہوڑے سر کا مسح کیا اور ہاتہ عمامہ پر پہیر لیا
حدیث مسلم مین جو آپ نے نقل کی ہی صاف یہ امر مذکور ہے اور حدیث ابوداؤد کا بہی یہی مطلب سلف سے
ماثور ہے جیسا کہ شرح صحیح مسلم نووی اور شرح ہدایہ عینی مین مذکور ہے جو نہ سمجھے اور بے سمجھے بوجھے
اعتراض کرے اوسکے دماغ مین فتور ہے ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور **قولہ** ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکھا ہے کہ امام اگر نماز مین قرآن دیکھکر پڑہے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور یہ مذہب ہے
امام اعظم کا سو امام اعظم نے خلاف کیا اس حدیث کا جو کہ بخاری مین ہے کہ امامت کرواتا تہا حضرت عائشہ کو
ذکوان غلام اونکا قرآن سے یعنے نماز مین قرآن دیکھکر پڑہتا تہا **اقول** اے فہم ہیروغان کی جو نکتہ کہا ہی
مستی مین جو کہو کیا اسکا کفارہ ہی رسم سے پرستی مین ہو یہ تو فرمایئے بخاری مین یہ کہان ہی کہ ذکوان نماز
مین قرآن دیکہہ کے پڑہتی تہی یہ آپکا افترا ہے فرمایئے تو اس افترا کی کیا سزا ہے البتہ اسقدر صحیح بخاری مین
بلا سند مرقوم ہے وکانت عائشۃ یومہا عبدہا ذکوان من المصحف انتہی آپکے تفقہ کے اماب مین عینی کی شرح ہدایہ
مین مذکور ہے اثر ذکوان ان صح فہو محمول علی انہ کان یقرأ من المصحف قبل شروعہ فی الصلوۃ ای ینظر فیہ ویتلقن
منہ ثم یقوم فیصلی انتہی یعنے اثر ذکوان کا محمول ہے اس پر کہ وہ پہلے شروع کرنے نماز کے قرآن کو دیکھہ لیتے تھے
اور اوس سے یاد کر لیتے تھے بعد اوسکے اوسیقدر نماز مین سنا دیتے تھے ہمنے مانا کہ اس اثر کا وہی مطلب ہے
جو آپ سمجھے ہین مگر آپ کے نزدیک تو آثار صحابہ حجت نہین ہین پہر کیون اثر ذکوان و عائشہ سے امام پر اعتراض
ہو رہا ہی اور اس اثر کی معارض قول ابن عباس موجود ہی ابو بکر بن ابی داود نے اوسکی روایت کی ہے
نہانا امیر المومنین بان یؤم الناس من المصحف یعنے منع کیا ہمکو امیر المومنین نے اس امر سے کہ امامت کرین
ہم قرآن سے یعنے مصحف قرآنی سے دیکھ کے قرأت کرین **قولہ** ہدایہ سے عالمگیری وغیرہ مین لکھا ہی کہ امام کے
پیچھے صف مین اگر جگہ موجود ہو تو اکیلے کھڑا ہونا مکروہ ہے اور اگر جگہ نہین تو نہین مکروہ ہے اور یہ مذہب ہے
امام اعظم کا سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے
روایت کی ہے وابصہ سے کہ تحقیق پیغمبر خدا نے دیکھا ایک مرد کو کہ نماز پڑہتا تہا پیچھے صف کے اکیلا پس
حکم کیا اوسکو کہ پہر پڑہے نماز **اقول** اے خاک ای ہوش جنون یاد کرینگے تجکو یہ نہین ہمکو کہا یاد ہیاد
اتنا تک یہ آپ کا جو اعتراض ہوتا ہے چشم بد دور سننے والا اوس پر تعجب کرتا ہے اتنی آپکو امتیاز
نہین کہ اس حدیث مین اور مذہب امام مین کیا مخالفت ہے اس حدیث مین یہ کہان ہے کہ جو شخص
اکیلا کھڑا ہوا تہا اور اوسکو آپ نے اعادہ کا حکم فرمایا وہ بضرورت کھڑا ہوا تہا کہ صف مین جگہ باقی
نہین تہی یا بلا ضرورت کھڑا ہو گیا تہا پہر آپ کے حکم اعادہ کے فرمانے سے یہ کہان سے ثابت ہوا کہ اکیلے

نماز ہوتی ہی نہین بلکہ جیسے نماز مین کراہت ہو اوسکو چاہیے کہ اعادہ کرے اگر نماز مین کراہت تحریمیہ
کے فعل کا ارتکاب ہو تو اعادہ اوسکا واجب ہے اور اگر کراہت تنزیہیہ کا ہو تو اولے ہے **قولہ** ایک مسئلہ
امام اعظم کا اور مالک اور شافعی اور احمد کا مخالف حدیث کے یہ ہے کہ نووی شرح صحیح مسلم مین اور زرقانی نے
شرح موطا مین لکھا ہے کہ اعتکاف مین بیٹھنے والا داخل ہو بیچ جگہ اعتکاف کے پہلے غروب ہونے کے آفتاب
سے سو امام اعظم اور ائمہ ثلاثہ نے اس مسئلہ مین خلاف کیا اُس حدیث کا جو کہ بخاری و مسلم مین روایت ہی
عائشہ رض سے قالت کان النبی اذا اراد ان یعتکف صلے الفجر ثم دخل معتکفہ کہا تہے رسول خدا جسوقت ارادہ کرتے
اعتکاف کرنے کا نماز پڑہتے فجر کی بعد داخل ہوتے بیچ جگہ اعتکاف اپنی کے آور ائمہ اربعہ کے نزدیک تاویل
اس حدیث کی یہ ہے کہ حضرت ساتہ نیت اعتکاف کے پہلے غروب ہونے آفتاب کے مسجد مین آتی تہے اور شب کو
وہان رہتے جب نماز صبح کی پڑہتے تو اوس حجرے مین کہ اعتکاف کے لیے بورے کا بنایا جاتا تہا داخل ہوتے
پس ابتدا اعتکاف کی مغرب کے وقت سے تہی اور داخل ہونا اعتکاف کی جگہ مین صبح کو جواب اسکا
یہ ہے کہ یہ تاویل باطل اور بالکل خلاف ہے ظاہر حدیثون کی اور سنت مقدم ہی احتمال عقلی پر اسیطرح
لکہا ہے مسک الختام مین **اقول** ؎ دہستان تیری سنا کرتے ہین * رات دن وجد کیا کرتے ہین * ہم آپ سے
بقسم پوچہتے ہین کہ اسکے باطل ہونے کی کیا دلیل ہے ظاہر لفظ معتکف سے یہی ہی جو ائمہ اربعہ سمجہے ہین اور
مسک الختام کتاب غیر معتبر ہے بسبب اسکے کہ مصنف اوسکا غیر معتبرین سے ہے اوسکے حکم کا کیا اعتبار ہے
صدہا امور مسک الختام مین خلاف تحقیق و مخالف سلف صالح موجود ہین آور موافق مذہب ائمہ اربعہ کے

یہ حدیث ہے جسکو دارقطنی اور بیہقی نے شعب الایمان مین عائشہ رض سے روایت کی ان النبی صلے اللہ علیہ
وسلم کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتے توفاہ اللہ اور یہ حدیث ہے جو صحیح بخاری و مسلم اور سنن ابوداود
اور سنن ابن ماجہ مین ابن عمر رض سے مروی ہی کان رسول اللہ یعتکف العشر الاواخر من رمضان اور
یہ حدیث ہے جو سنن ابوداود و سنن نسائی و صحیح بخاری وغیرہ مین ابوہریرہ رض سے مروی ہے کان النبی
صلے اللہ علیہ وسلم یعتکف فی کل رمضان عشرۃ ایام فلما کان العام الذی قبض فیہ اعتکف عشرین اور
یہ حدیث ہے جو جامع ترمذی مین انس سے اور سنن ابوداود و سنن ابن ماجہ مین ابی بن کعب سے مروی ہے
کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یعتکف العشر الاواخر من رمضان فلم یعتکف عاما فلما کان العام المقبل اعتکف
عشرین ان سب روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ آن حضرت عشرہ اخیرہ رمضان مین اعتکاف فرماتے تہے
اور کبہی آپ نے دو عشرہ کا اعتکاف کیا ہے آور ظاہر ہے کہ عشرہ اخیرہ رمضان مین اکیسوین شب داخل ہے
کیونکہ شرعا رات گذشتہ آئندہ دن کی تابع ہوتی ہے مثلاً دو شنبہ کے بعد جو رات آتی ہی وہ سہ شنبہ کہلاتی ہے

اور احکام مین شنبہکی تابع ہوتی ہی اور صبح کے بعد جو رات آتی ہی وہ شب شنبہ کہلاتی ہی اور تابع شنبہ ہوتی ہے
وعلے ہذا القیاس پس بیسوین رمضان کے بعد جو رات آویگی وہ اکیسوین کی شب کہلاکے عشرہ اخیرہ مین داخل
ہوگی پس عشرہ اخیرہ کا اعتکاف جب صحیح ہوگا کہ معتکف مسجد مین قبل غروب آفتاب بیسوین تاریخ کے جاوے
تا شب اکیسوین کہ عشرہ اخیرہ مین داخل ہی داخل اعتکاف ہوجاوے اور اگر اکیسوین کی صبح کو معتکف مسجد
مین جاویگا تو پورے عشرہ اخیرہ کا اعتکاف صحیح نہوگا **قولہ** ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہی کہ جنازے کی نماز مین
پانچ تکبیرین کہنا جائز نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے خلاف کیا اس حدیث کا جو کہ
مسلم مین روایت ہے عبد الرحمن بن ابی لیلے سے کہ کہا تھے زید بن ارقم تکبیرین کہتے جنازون پر چار اور تحقیق
اونھون نے تکبیرین کہین ایک جنازے پر پانچ پس پوچھا مین نے اونسے پس کہا اونھون نے کہ پیغمبر خدا پانچ
تکبیرین کہتے تھے **اقول** ع منزل ہستی ترا بیگانہ ہست * ہر قدم پیر لغزش مستانہ است * راہ بہت ہی اور وہ
سفاک ہے * امتحان ہمت مردانہ ہے * آپ نے حدیث صحیح مسلم تو کسی طالب علم سے پڑھ لی اور عبارت
نووی کی جو اسکی شرح مین لکھی ہے نہ پڑھی تا حقیقت منکشف ہوجاتی اور دیوانگی طبع مبارک سے جاتی نووی کی
عبارت یہ ہے ہذا الحدیث عند العلماء منسوخ دل الاجماع علی نسخہ وقد سبق ان ابن عبد البر وغیرہ نقلوا الاجماع علی انہ
لا یکبر الیوم الا اربعا وہذا دلیل علی انہم اجمعوا بعد زید بن ارقم والاصح ان الاجماع بعد خلاف یصح انتہی یعنی یہ حدیث
منسوخ ہے دلالت کیا ہے اجماع علماء امت محمدیہ نے اسکے منسوخ ہونے پر اور تحقیق گذر چکی ہے یہ بات کہ ابن عبد البر
وغیرہ نے اجماع اس امر پر نقل کیا ہے کہ چار سے زائد تکبیر جنازہ پر نہ کہے اور یہ دلیل ہے اس امر پر کہ علماء نے
بعد زید بن ارقم کے اجماع کیا ہے اور اصح یہ ہے کہ اجماع بعد اختلاف کے صحیح ہے اور بھی نووی نے قبل عبارت
مذکورہ کے لکھا ہے قال القاضی اختلفت الآثار فی ذلک فجاء من روایۃ ابن ابی خیثمۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم
کان یکبر اربعا وخمسا وستا وسبعا وثمانیا حتے مات النجاشی فکبر علیہ اربعا وثبت علے ذلک حتے توفی قال واختلفت الصحابۃ
فی ذلک من ثلاث تکبیرات الی تسع وروی عن علی انہ کان یکبر علے اہل بدر ستا وعلے سائر الصحابۃ خمسا وعلے غیرہم اربعا
انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ آن حضرت سے جنازہ پر مختلف تکبیرین کہنا ثابت ہے کبھی چار کبھی پانچ کبھی چھہ کبھی
سات کبھی آٹھہ یہانتک کہ بادشاہ حبشہ اصحمہ نجاشی نے انتقال کیا آن حضرت نے جب اونپر نماز پڑھی چار تکبیرین
کہین بعد اوسکے تا بہ انتقال چار سے زیادہ نہ کہین اور صحابہ اس امر مین مختلف رہے تین سے نو تک۔ اور
علی مرتضے سے روایت ہے کہ وہ صحابی کے جنازے پر پانچ اور اہل بدر کے جنازے پر چھہ اور عوام مومنین کے
جنازے پر چار کہتے تھے اور حافظ ابو بکر محمد بن موسی حازمی نے کتاب الناسخ والمنسوخ مین یہ تفصیل تمام
بیان کیا ہے کہ احادیث زائد تکبیرات کی منسوخ ہین اور چار سے زائد نہ کہنا مذہب ہے عمر اور حسن اور حسین اور

زید بن ثابت اور عبد اللہ بن ابی اوفی اور عبد اللہ بن عمر اور ابی بن کعب اور براء بن عازب اور ابو ہریرہ اور عقبہ بن عامر اور عبد اللہ بن کعب اور صہیب بن سنان رضی اللہ عنہم کا اور یہی مذہب ہی محمد بن الحنفیہ اور شعبی اور علقمہ اور محمد بن علی بن حسین اور عطاء بن ابی رباح اور عمر بن عبد العزیز اور سفیان ثوری اور اکثر اہل کوفہ اور مالک اور اکثر اہل حجاز اور اوزاعی اور اکثر اہل شام اور ابن المبارک اور شافعی اور احمد اور اسحق بن راہویہ وغیرہم کا بعد ازان حازمی نے بسند خود ابن عباس سے روایت کی آخر ما کبر رسول اللہ علے الجنائز اربعا وکبر عمر علے ابی بکر اربعا وکبر عبد اللہ بن عمر علی عمر اربعا وکبر الحسن علی علی اربعا وکبر الحسین علی الحسن اربعا وکبرت الملائکۃ علے آدم اربعا حاصل اسکا یہ ہی کہ آنحضرت کا آخر فعل چار تکبیر کہنا ہی اور عمرؓ نے جنازہ ابو بکرؓ پر اور عبد اللہ بن عمر نے جنازہ عمرؓ پر اور امام حسنؓ نے جنازہ علی مرتضے پر اور حسینؓ نے جنازہ حسنؓ پر اور ملائکہ نے جنازہ حضرت ابو البشر سیدنا آدم علے نبینا وعلیہ صلوۃ رب العالم پر چار تکبیرین کہین اس سے معلوم ہوا کہ چار تکبیرین کہنا موافق ہی فعل حضرات ملائکہ کے اور طریقہ مستقرہ محمدیہ کے اور طریقہ جلہ صحابہ کے اور اسکو مخالف شرع سمجھنا سفاہت بر سفاہت ہی **قولہ** ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہی کہ پہلی رکعت اور تیسری رکعت مین بعد دو سجدون کے جلسہ استراحت کرنا یعنے بیٹھکر اوٹھنا درست نہین سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی چار حدیثون کا **اقول** دور کر پردہ غفلت کا پردہ دور کر کچھ تجھے اپنی خبر ا سے بیخبر باقی نہین ہے آپ کو یہی معلوم ہے یا نہین کہ اس امر کے صرف امام اعظم نہین قائل ہین بلکہ ایک جماعت عظیمہ صحابہ کا یہی مشرب ہی اور بعد زمانہ صحابہ کے ایک طائفہ عظیمہ علماء کا یہی قول ہے مصنف ابن ابی شیبہ مین اور مصنف عبد الرزاق مین عبد اللہ بن مسعود اور علی مرتضے اور عمر بن الخطاب اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن الزبیر اور عبد اللہ بن عباس اور ابو سعید خدری وغیرہم سے باسانید معتبرہ یہ امر مروی ہے کہ یہ حضرات بعد اول رکعت اور تیسری رکعت کے سیدہی کھڑے ہوجاتے اور بیٹھتے نہ تھے اور نووی نے لکھا ہی قال الاکثر لا یستحب فحکاہ ابن المنذر عن علی وابن مسعود وابن عمر وابن عباس وابی الزناد والثوری والنخعی ومالک واسحق واحمد انتہی یعنے کہا اکثر علماء نے کہ نہین مستحب ہی جلسہ استراحت اور نقل کیا اسکو ابن المنذر نے علی اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابو الزناد اور سفیان ثوری اور ابراہیم نخعی اور امام مالک اور امام احمد اور اسحق بن راہویہ سے اور قاسم بن قطلوبغا کے رسالہ الاسوہ فی کیفیۃ الجلوس مین ہی فی شرح ہدایہ ابی الخطاب للعلامۃ مجد الدین عبد السلام بن تیمیۃ ان الصحابۃ قد اجمعوا علی ترک جلسۃ الاستراحۃ فلاہر محمل حدیث مالک علی العذر انتہی یعنے مجد الدین عبد السلام بن تیمیہ کی شرح ہدایہ ابو الخطاب حنبلی مین ہی کہ صحابہ نے اتفاق کیا ہی اوپر چھوڑنے جلسہ استراحت کے پس بالضرور حدیث مالک کے محمول ہیجاویگی عذر پر یعنے وہ حدیث جو بخاری اور ترمذی اور نسائی وغیرہم نے مالک بن الحویرث سے روایت کی کہ ان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مین نے دیکھا کہ جسوقت ہوتے بیچ طاق رکعت کے نماز اپنے سے نہ کھڑے ہوتے تہا تبلک کہ سیدہے بیٹھ لیتے محمول ہی عذر پر کہ آن حضرت نے کسی عذر سے یہ جلسہ کیا ہوگا

ورنہ ظاہر ہے کہ اگر جلسہ آپکا فعل دائمی یا اکثری ہوتا ایسے اجلہ صحابہ اوسکو ترک نہ کردیتے اور یہ بھی آپ کو معلوم ہے یا نہیں کہ حنفیہ کے نزدیک جلسہ استراحت منع نہیں ہے بلکہ خلاف حنفیہ اور شافعیہ میں صرف افضلیت مین ہے یعنے حنفیہ کے نزدیک ترک اس جلسہ کا افضل ہے اور اگر جلسہ کریگا تو کچہ حرج نہوگا اور شافعیہ کے نزدیک بیٹھنا افضل ہے اور اگر نہ بیٹھیگا تو کچہ مضائقہ نہوگا عینی کی شرح ہدایہ مین ہے قال حمید الدین فی شرحہ ناقلا عن شمس الائمۃ الحلوانی الخلاف فی الافضلیۃ حتی اذا جلس لا باس بہ عندنا واذا لم یجلس لا باس عند الشافعی انتہی پس ظاہر ہوگیا کہ ترک جلسہ استراحت کا مذہب اکثر علما کا اور اکثر صحابہ کا ہے اور کرنا اسکا حنفیہ کے نزدیک بالکلیہ منع نہیں ہے بالجملہ امام ابو حنیفہ پر اس مسئلہ مین اعتراض کرنا خالی سفاہت سے نہیں **قولہ** [۱۲] ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ نماری خود مولے غلام اپنے کو مگر ساتھ اذن امام کے اور یہ مذہب ہے امام اعظم کا سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ان تین حدیثون کا **اقول** کہ ہاں مگر یہ بات اچھی نہیں اسے شعبدہ بازی آگے مو جاتی ہے کہ ہم ہی ہین محرور مزاج ۝ یہ جو حدیثین آپ نے صحیح مسلم اور سنن ابوداؤد سے بیان کین ہمین تیسری حدیث تو مرفوع نہیں صرف حضرت علی کا قول ہے کہ اسے لوگو قائم کرو اپنے غلامون پر حد خواہ محصن ہون خواہ نہون البتہ دو حدیثین مرفوع ہین مگر ان سب سے یہ کہان نکلتا ہے کہ بغیر اذن امام کے مولے حد مارے تا مخالفت لازم آوے بلکہ تصریح اس امر کی نکلتی کہ خواہ امام اجازت دے یا نہ دے مولے غلام لونڈی پر حد قائم کردے تو البتہ مخالفت ہوتی امام ابو حنیفہ بھی تو اسی حدیث کے موافق کہتے ہین کہ غلام لونڈی پر مولے اگر حد مارے تو درست ہے مگر ساتہ اذن امام کی قید کرتے ہین اور ایسے ہی حسن بصری سے مصنف ابن ابی شیبہ مین مروی ہے اربعۃ الی السلطان الصلوۃ والزکاۃ والحدود والقصاص انتہی یعنے چار امر کا انتظام سلطان پر مفوض ہے نماز جمعہ اور زکاۃ اور حدود اور قصاص اور ایسے ہی عطاء خراسانی سے ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے الی السلطان الزکاۃ والجمعۃ والحدود انتہی اور غایۃ البیان مین ہے روی اصحابنا فی کتبہم عن ابن مسعود وابن عباس وابن الزبیر موقوفا ومرفوعا اربع الی الولاۃ الحدود والصدقات والجماعات والفئ انتہی یعنے ہمارے اصحاب حنفیہ نے اپنے کتب مین ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن زبیر سے روایت کی ہے موقوف بھی اور مرفوع بھی کہ چار چیزین متعلق ہین والیون کے ساتھ انتظام حدود اور صدقات اور انتظام جماعات اور تقسیم غنیمت اور منشا اسکا یہ ہے کہ حد حق پروردگار عالم ہے پس اوسکے اقامت کا مستحق نہوگا مگر وہ شخص کہ جسکو نیابت شرعیہ اور نیابت الٰہیہ حاصل ہے یعنے بادشاہ یا قاضی یا جسکو وہ اجازت دے اور جن احادیث مین مولے کو حکم اقامت حد کا دیا گیا اوس سے غرض یہ ہے کہ مولے مرافعہ اسکا حاکم کی طرف کرے اور اوس سے اذن لیکے حد قائم کرے پس بسبب اسکے کہ مولے سبب حد مارنے کا ہوتا ہے نسبت حد مارنے کی مولے کی طرف کردی گئی ورنہ لازم آویگا کہ مولے پر واجب ہو کہ

خود ہی حد قائم کرے جیسا کہ ظاہر روایات سے سمجھا جاتا ہے حالانکہ اسکا کوئی نہیں قائل ہے عینی کی شرح ہدایہ
مین ہے واجاب الانزاری عن ذلک بان ذلک محمول علے التسبیب بان یکون المولے سببا فی حد عبدہ بالمرافعۃ الی الامام
وانما قلنا ذلک لان ظاہرہ متروک بالاجماع لانہ یقتضے الوجوب ولا یجب علے المولے اقامۃ الحد علے عبدہ بالاجماع انتہی

قولہ [۱۲۴] ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ محرم نہ پہنے کرتا اور نہ پائجامہ اور نہ عمامہ آور ملا علی قاری حنفی نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہے کہ جس محرم کے پاس تہ بند نہو تو وہ پائجامہ کو توڑ کر اسکا تہ بند بنا لیوے اور اگر پائجامہ ہی پہنیگا تو اوسپر دم آویگا یعنے جانور ذبح کرے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہے ابن عباس سے کہ سنا مین نے رسول خدا کو خطبہ فرماتے تھے اور وہ فرماتے تھے کہ جسوقت نہ پاوے محرم پاپوش تو پہنے موزے اور جسوقت کہ نپاوے تہ بند تو پہنے پائجامہ اقول آپ نے قسم کھائی ہے کہ اگر امام کا مذہب مخالف حدیث نہبھی ہو مگر آپ اوسکو ضرور مخالف حدیث بنا دینگے کوئی ظلم ظالم نہ باقی رہے تجھے اپنے جور و جفا کی قسم + اس حدیث مین کہان ہے کہ دم نہ لازم آویگا کہ اوس بنا پر مخالفت مذہب امام کے ساتھ حدیث کے ثابت کیجاتی ہے درست ہونا پائجامہ پہن لینے کا بوقت ضرورت اور چیز ہے اور دم کا لازم نہ آنا اور چیز ہے دیکھیے محرم کو بوقت ضرورت سر منڈانا درست ہے مگر اوسپر کفارہ لازم ہے جیسا کہ قرآن شریف مین دوسرے پارہ مین موجود ہے قولہ [۱۲۵] ہدایہ مین لکھا ہے کہ نکاح کرنا حرہ بالغہ کا بدون اجازت ولی کے بھی جائز ہے سو امام اعظم نے خلاف کیا ان حدیثون کا کہ بیچ حدیث مسند احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی مین روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت نکاح کرے اپنا بغیر اذن ولی کے پس نکاح اوسکا باطل ہے الخ اقول سے کیا کیا نہ خاک اوڑائے دکھایا اپنا اوج مہ پر آسمان ہی کو زمین

شریعت جو مذہب امام اعظم کا اس مقام پر موافق ہے قرآن کے جا بجا قرآن پاک مین نسبت نکاح کر لینے کی عورتون کی طرف کی گئی ہے اور کہین قید اجازت ولی کی نہین لگائی گئی ہے ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتے تنکح زوجا غیرہ یعنے پس اگر طلاق دے شوہر دوبارہ تیسری مرتبہ پس نہین حلال ہے وہ عورت اوس شوہر کو یہانتک کہ نکاح کرے عورت دوسرے شوہر سے اور دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے فلا تعضلوہن ان ینکحن ازواجہن یعنے نہ منع کرو عورتون کو اس امر سے کہ نکاح کر لین اپنا شوہر نسے باقی رہین حدیثین جنسے ممانعت نکاح عورتون کی بدون اجازت ولی کے معلوم ہوتی ہے وہ سب محمول ہین اوپر فضیلت اور اولویت کے اور ارشاد دراسیئے کہ اوس موطا وغیرہ مین موجود ہے کہ حضرت عائشہ نے اپنی بھتیجی کا نکاح کر دیا تھا اور بھائی انکے سفر مین تھے اور انکی وہ بھی ان احادیث کی راویہ مین ہین پس معلوم ہوا کہ مراد ان احادیث سے یہ نہین ہے کہ نکاح بدون اذن ولی اگر عورت کرلے تو باطل یعنے صحیح نہین ہوتا ہے بلکہ غرض انسے ترغیب اس امر کی ہے کہ عورتین زیر ولیون سے اجازت لیا کرین اور بدون اجازت ولی کے پیش قدمی نکرین

قولہ ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے کہ حکم قاضی کا تمام عقود اور فسوخ مین مثل نکاح اور طلاق
اور بیع اور اقالہ مین امام اعظم کے نزدیک نافذ ہی ظاہراً و باطناً ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز وغیرہ مین لکھا ہے کل
شیئ قضی بہ القاضی فی الظاہر بتحریمہ فہو فی الباطن کذلک عند ابی حنیفۃ وکذا اذا قضی بحلال مثلاً کوئی شخص کسی
عورت پر دعوے کرے کہ میری جورو ہے اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کر کے مقدمہ جیت لے اور وہ
عورت اوسکو دلاوے تو وہ عورت بسبب ظاہری اوسکی بی بی ہے اور اوس سے صحبت کرتا ہی اوس شخص کو
حلال ہے یعنے خدا کے نزدیک بھی اسیطرح ہو گیا اور مرد کو اوس عورت کے لے لینے کا خدا کے نزدیک کچھ
مواخذہ نہ رہا **اقول** ع نہ کہ وہ بات جس سے شک تری تقریر مین آنے ہو نہ کروہ کام جس سے فرق کچھ تو قیر مین
آئے * یہ امر کہ مرد کو اوس عورت کے لینے کا کچھ مواخذہ نہ رہا متضمن افترا ہے ایسی صورت مین اوس شخص کے
گنہگار ہونے مین بسبب جھوٹ دعوے کرنے کے اور جھوٹے گواہ پیش کرنے کے اور بسبب قاضی کے فریب دینے کے
امام کے نزدیک بھی کچھ شبہہ نہین ہے بحر الرائق مین ہے لا یلزم من القول بحل الوطی عدم اثمہ فانہ آثم بسبب
اقدامہ علی الدعوی الباطلۃ وان کان لا اثم علیہ بسبب الوطی انتہی یعنے نہین لازم ہے حلال ہونے وطی سے
نہ گنہگار ہونا اوس شخص کا پس تحقیق وہ گنہگار ہے بسبب پیش کرنے اوسکے دعوی باطلہ کو اگرچہ نہ گناہ ہوگا اوسکو
بسبب وطی کے اور یہی او سمین ہے واثم الشہود ایضا انتہی یعنے گنہگار ہونگے دونون گواہ جنہون نے
جھوٹ گواہی دے دی **قولہ** دوسرا گناہ سو امام اعظم نے خلاف کیا اس حدیث کا جو بخاری اور مسلم مین روایت ہی
کہ پیغمبر خدا نے فرمایا انما انا بشر وانکم تختصمون الی ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجتہ من بعض فاقضی لہ علی نحو ما اسمع
منہ فمن قضیت لہ بشیئ من حق اخیہ فلا یاخذنہ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار یعنے سوا اسکے نہین کہ مین آدمی ہون اور تحقیق
تم جھگڑتے آتے ہو طرف میرے اور شاید کہ بعض تمہارا ہووے زیادہ تقریر کرنے والا ساتھ دلیل اپنی کے بعض سے
پس حکم کرتا ہون مین واسطے اوسکے اوپر مانند اوس چیز کے کہ سنتا ہون مین اوس سے پس وہ شخص کہ حکم
کرون مین واسطے اوسکے ساتھ کسی چیز کے حق بھائی اوسکے سے پس نہ لیوے اوسکو پس سوائے اسکے نہین کہ حکم
کرتا ہون مین واسطے اوسکے ایک ٹکڑا آگ سے **اقول** آپ کی عجیب عادت ہے کہ جس حدیث کو چاہا موافق
اپنی سمجھ کے مخالف مذہب امام کہدیا اور جس قول امام کو چاہا بے سمجھے بوجھے خلاف قرآن وحدیث کہدیا ع
مصحف وہی صنم پر خود غلط ایسا نہو * سنہ دکھا دیگا خدا کو کیا تو ایمان چھوڑ کر ہستی ناحق غافل جا زمین میستی * فکر عقبا کا کرنی نیا کو نسان چھوڑ کر * امام کا مذہب ہی کہ فیصلہ
قاضی کا عقود اور فسوخ مین کہ قاضی کو ولایت انشا کی اونمین حاصل ہے ظاہراً و باطناً نافذ ہوتا ہے اور
دعوے اموال وغیرہ مین جو قسم عقود اور فسوخ سے نہون فیصلہ قاضی صرف ظاہر مین نافذ ہوتا ہے اور یہ حدیث
جو آپنے نقل کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ قاضی کا صرف باعتبار ظاہر کے ہے وہ محمول ہے اوپر دعاوی کا

اسوال وغیرہ کے جیسا کہ طحاوی نے لکھا ہے فتکون الآثار الاول فی القضاء بالاسوال انتہی اور دلیل امام کی
کہ فیصلہ قاضی کا عقود و فسوخ مین نافذ ہے ظاہراً و باطناً چند حدیثین ہین علامہ قاسم بن قطلوبغا رسالہ القول
القائم فی تاثیر حکم الحاکم مین لکھتے ہین و استدل الطحاوی بما رواہ عن یونس نا سفیان عن عمرو بن دینار عن سعید
بن جبیر عن ابن عمر قال فرق النبی صلے اللہ علیہ وسلم بین اخوی بنی عجلان وقال لہما حسابکما علے اللہ واللہ یعلم
ان احدکما کاذب لا سبیل لک علیہا انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ طحاوی نے شرح معانی الآثار مین امام کے مذہب کی
دلیل مین روایت لعان عویمر عجلانی کی پیش کی جو کتب صحاح مین بطرق متعددہ مروی ہی کہ عویمر عجلانی نے اپنی بی بی کو
متہم بالزنا کیا اور عورت نے انکار کیا اور عویمر کے پاس کوئی گواہ نتھا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم لعان کا
دیا بعد لعان کے آپ نے تفریق فرما دی اور شوہر سے کہا کہ اب تجکو اوس عورت سے کچھ واسطہ نہین اس قصہ سے
یہ معلوم ہوا کہ حکم قاضی کا فسوخ مین نافذ ہے ظاہراً و باطناً کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ اون دونون مین ایک ضرور جھوٹا تھا
مگر چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی شخص خاص کا جھوٹ ثابت نہین ہوا تھا اور اون دونون نے اپنی سچائی پر
لعان بھی کر لیا آپ نے فسخ نکاح کا حکم دیا اور یہ حکم ظاہراً و باطناً نافذ ہو گیا یعنے خدا کے نزدیک بھی وہ عورت اوسپر
حرام ہو گئی اور نکاح مین مطلقاً باقی نرہی ہر شخص اس امر کا قائل ہے کہ جب عورت و مرد لعان کرین اور قاضی
دونون مین تفریق کرا دے اور حکم فسخ نکاح کا دے دے تو وہ عورت شوہر پر ظاہراً و باطناً سب طور سے
حرام ہو جاتی ہے اور صحبت اوس سے بعد تفریق قاضی کے حکم زنا مین سمجھی جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ
حکم قاضی کا فسوخ مین ظاہراً و باطناً نافذ ہو جاتا ہے اور بہی شرح معانی الآثار مین ہے و حکم رسول اللہ فی المتبایعین
اذا اختلفا فی الثمن والسلعۃ قائمۃ فانہما یتحالفان و یترادان فتعود الجاریۃ للبائع و یحل لہ فرجہا و یحرم علے المشتری انتہی
حاصل اسکا یہ ہے کہ اگر ایک شخص کوئی لونڈی یا کوئی اور چیز کسی کے ہاتھ فروخت کرے اور بعد اوسکے دونون مین
مقدار قیمت مین نزاع پڑے مثلاً بائع کہے کہ مین نے دو سو روپے کے عوض مین فروخت کیا اور مشتری کہے
نہین سو روپے کے عوض مین فروخت کیا اور کسیکے پاس گواہ نہون اور وہ شے فروخت شدہ موجود ہو
ہلاک نہوئی ہو ایسی صورت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تحالفا و ترادا جیسا کہ موطا و مسند
احمد و سنن ابو داؤد وغیرہ کتب حدیث مین موجود ہے یعنے دونون اپنی سچائی پر قسم کہا جاوین پس اگر ایک نے
قسم سے انکار کیا معلوم ہوا کہ وہی جھوٹا ہے اور اگر دونون قسم کہا گئے اوسوقت آپ نے حکم فسخ بیع کا دیا اور ظاہر
یہ ظاہر ہے کہ اون دونون مین ایک ضرور جھوٹا ہوگا مگر چونکہ کسیکا جھوٹ بظاہر ثابت نہین ہوا حکم فسخ
بیع کا دیا گیا اور یہ حکم باطناً و ظاہراً نافذ ہو گیا یعنے کہ اگر معاملہ خرید فروخت لونڈی کا ہوا اور بعد طرفین کے
قسم کہا جانے کے وہ لونڈی بائع کے پاس پہر آوے بائع کو اوس سے صحبت حلال ہو گی اور مشتری کو حرام ہو گی

پس اس سے معلوم ہوا کہ فیصلہ قاضی کا ایسے امور مین کہ جنکی انشا و احداث کی ولایت شرعًا اوسکو حاصل ہے ظاہرًا و باطنًا نافذ ہے اب سمجھیے کہ جو حدیث آپ نے بیان کی وہ اگر بالکل عام ہوتی اور حکم قاضی کا صرف ظاہرًا نافذ ہوتا باطنًا مطلقًا نہوتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم باب لعان مین اور باب تحالف مین صرف ظاہر مین نافذ ہوتا اور خدا کے نزدیک اوس حکم پر عمل نہ جائز ہوتا حالانکہ اسکو کوئی مسلمان نہین کہہ سکتا ہے **قولہ** خلاف کیا اسمین امام اعظم کا امام ابو یوسف اور محمد نے اور کہا موافق شافعی کے جیسا کہ معدن شرح کنز اور مستخلص مین لکھا ہے

وقال ابو یوسف ومحمد والشافعی لا ینفذ باطنًا انتہی **اقول** ایک جماعت فقہاء حنفیہ نے تصریح کی کہ فتوی قول صاحبین پر ہے

جیسا مواہب الرحمن مین ہے وقصراہ علی الظاہر کما فی الاماک المرسلۃ وعلیہ الفتوی انتہی اور بحر الرائق مین ہے

قال الفقیہ ابو اللیث الفتوی علی قولہما انتہی اور ایسا ہی شرنبلالیہ سے در مختار مین اور حقائق سے جامع الرموز مین منقول ہے اور ابن ہمام نے فتح القدیر مین قول امام کو اقوی لکھا ہے اور اونکے شاگرد قاسم بن قطلوبغا نے اوسکی تحقیق مین ایک رسالہ مستقل لکھا ہے نام اوسکا القول القائم فی تاثیر حکم الحاکم ہے جسکو شوق تحقیق ہو اوسکا مطالعہ کرے الغرض گو بعض حنفیہ کے نزدیک فتوے قول صاحبین پر ہے اور قول امام کا بہ نسبت قول صاحبین کے ضعیف ہے باینہمہ امام کا قول ایسا نہین کہ آپ ایسا شخص اوسپر کوئی اعتراض کر سکے یا حکم مخالفت قرآن وحدیث کا دے سکے **قولہ** اور دلیل امام اعظم کی حنفیہ یہ حدیث پیش کرتے ہین جسکو ذکر کیا امام محمد نے مبسوط مین کہ پہونچا ہمکو حضرت علی رض سے کہ ایک شخص نے اونکے پاس گواہ قائم کردیے ایک عورت کے نکاح پر اور عورت نے انکار کیا تو حضرت علی نے حکم دے دیا عورت کو کہ جاوے مرد کے پاس تو کہا عورت نے کہ اس مرد نے نہین نکاح کیا مجھسے اب اگر آپ نے ایسا ہی حکم کیا ہے تو آپ نکاح تو پڑھوا دیجیے فرمایا حضرت علی رض نے مین نہین تجدید کرتا نکاح کردیا تیرا دونون شاہدون نے جواب اسکا تین طرح پر ہے **اقول** یہ تینون طرح کے جواب خلاف صواب ہین ایک بھی اونمین سے قابل اعتبار نہین ہے اب آپ ان جوابات کے بطلان کی وجوہ ملاحظہ فرمائیے اور اس شعر کا وظیفہ کیجیے ؎ نخل امید نہ اکبار ہی سرسبز ہوا ✽ لاکھ ارمان کیے پھولنے پھلنے کے لیے ✽ **قولہ** اول یہ کہ حدیث بلا اسناد ہے اور حدیث بلا اسناد جسکے مبدا سند مین سقوط و انقطاع ہو معلق کہلاتی ہے اور وہ ضعیف اور مردود شمار کیجاتی ہے چنانچہ نخبۃ الفکر مین ہے ثم المردود اما ان یکون لسقط او طعن فالسقط اما ان

یکون من مبادی السند من مصنف او من آخرہ بعد التابعی او غیر ذلک فالاول المعلق یعنے پھر مردود یا یہ واسطے گرنے اسناد کے سبب ہے یا طعن راوی کی سو گرنا اسناد کا یا کہ ابتداء سند سے مصنف سے یا آخر سند کے بعد تابعی کے یا سواے اوسکے پس اول معلق ہے **اقول** سبحان اللہ آپکی سمجھ کے اور افترا پردازی کے قربان ؎ محفل مین روز ہوتے ہین سامان نئے نئے ✽ پیدا کیے ہین طرز مری جان نئے نئے ✽ جس حدیث کے

مبدء سند مین سقوط ہوا وسکو کتنے مطلقاً ضعیف لکھا ہے اور کس کتاب مین اوسکو مطلقاً ساقط عن الاعتبار
کہا ہے شاید آپ کو لفظ مردود سے اشتباہ ہوا مگر یہ اشتباہ خود ہی مردود ہے مردود کے معنے جو عبارت نخبہ وغیرہ
مین واقع ہے ضعیف کے نہین ہین بلکہ وہ مردود مقابل ہے مقبول کے اور مقبول وہ حدیث ہے جسپر عمل واجب ہے
اور راویت سند کی تحقیق سے فراغت ہوگئی ہو اور غلبہ ظن اوسکے صدق وثبوت کا ہوگیا ہو آپ نے یا تو نخبہ و شرح
نخبہ دیکھی نہین یا مطلب سمجھنے مین کسی نے ہدایت کی نہین حافظ ابن حجر نے نخبہ و شرح نخبہ مین بعد ذکر کرنے تعریف
متواتر و مشہور و غریب و عزیز کے لکھا ہے وکلہا ای الاقسام الاربعۃ سوی الاول وہو المتواتر آحاد انتہی یعنے
یہ چارون سواے اول یعنے متواتر کے سب اخبار آحاد ہین اور اسکے بعد ترقیم کیا وفیہا ای فی الآحاد مقبول و
ہو ما یجب العمل بہ عند الجمہور وفیہا المردود وہو الذی لم یرجح صدق المخبر بہ لتوقف الاستدلال بہا عن البحث
عن رواتہا انتہی یعنے اون اخبار آحاد مین بعض احادیث مقبول ہین اور وہ وہ ہین کہ جنپر عمل واجب ہے
نزدیک جمہور کے اور اونہین مین بعض مردود ہین یعنے مقبول نہین اور وہ وہ ہین کہ نہین مرجح ہوا صدق
اوسکے راوی کا بسبب موقوف ہونے حجت پکڑنے کے ساتھ اونکے اوپر تحقیق حال روات اونکی کے بعد اوسکے
ابن حجر نے اقسام مقبول کے بیان کیے پھر بیان اقسام مردود اوس عبارت سے شروع کیا جو آپ نے نقل کی
اور بعد چند سطور اوس عبارت کے جو ابھی ہمنے لکھی یہ تحریر کیا واذا توقف عن العمل بہ صار کالمردود لا لثبوت
صفۃ الرد بل لکونہ لم یوجد فیہ صفۃ توجب القبول انتہی یعنے جب کہ توقف کیا گیا عمل کرنے سے ساتھ اوس
حدیث کے بانتظار اوسکے تفتیش و تحقیق سند کے کی گئی تو ہوگئی وہ حدیث مثل مردود کے نہ واسطے ثابت ہوجانے
صفت رد کے بلکہ اسواسطے کہ نہ پائی گئی بیچ اوسکے ایسی صفت کہ واجب کرتی ہو قبول کو اور بھی ابن حجر نے بعد اوس
عبارت کے جو آپ نے نقل کی ہے تحریر کیا وانما ذکر التعلیق فی قسم المردود للجہل بحال المحذوف وقد یحکم بصحتہ
ان عرف بان یجئ مسمی من وجہ آخر انتہی یعنے جزین نیست کہ ذکر کی گئی معلق کہ جسکے مبدء سند مین سقوط ہو
قسم مردود مین بسبب نہ معلوم ہونے حال راوی محذوف کے کہ وہ ثقہ ہے یا غیر ثقہ ہے اور کبھی حکم کیا جاتا ہے
ساتھ صحت معلق کے اگر حال اوسکا معلوم ہوگیا ہو باین طور کہ ذکر اوس محذوف اور ساقط کا دوسرے طریق مین
آگیا ہو اور حال اوسکا معلوم ہوگیا ہو ان عبارت سے صاف واضح ہوگیا کہ معلق کو جو مردود کہتے ہین اوسکے
یہ معنی نہین کہ وہ بالکل ضعیف ہے اور قابل احتجاج کے نہین ہے جیسا کہ آپ سمجھے ہین بلکہ اوسکے معنے یہ ہین کہ
وہ قسم مقبول سے نہین ہے کہ جسکے صدق وثبوت کا غلبہ ظن ہوگیا ہو اور واجب العمل ہو بلکہ اوسکے باب مین
توقف ہوگا یہانتک کہ سند اوسکی ملجاوے اور تحقیق اوسکے روات کی ہوجاوے پس اگر سند اوسکی معتبر ہوگی
وہ روایت قابل احتجاج ہوجاویگی اور اگر سند اوسکی ضعیف ہوگی تو وہ ضعیف سمجھی جاویگی نہ یہ کہ مجرد اوسکے

معلق ہونے نے وہ درجہ اعتبار سے ساقط کر دیا ہووے اور علم ضعف کا اوسپر کر دیا جاوے باقی رہی یہ بات کہ حدیث حضرت علی کی سند کہان ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ جس طرح بخاری کے تعلیقات محبت ہین اسی طرح سے بلاغات امام محمد کے مسند ہین جیسا کہ زرقانی وغیرہ نے کہا ہے بلاغات محمد مسندۃ انتہی یعنے جو احادیث کہ امام محمد بغیر سند کے بیان کرین اور ان مین بلغنا فرماوین یعنے خبر ہمکو پہنچی ہے تو وہ سب واقع مین مسند ہین ایسی نہین ہین کہ کہین اونکی سند نہو مثل بے سند ہون اور اگر یہ اشتباہ ہو کہ معلوم نہین کہ اسکے سند کی رواۃ کیسی ہین ثقہ اور معتبر ہین یا نہین پس بدون تحقیق حال [illegible] کے کیونکر اوسکے ساتھ استنادرست ہوسکتا ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ [illegible] اصول مین اور اور علماء نے کتب اصول مین لکھا ہے کہ المجتہد اذا استدل بحدیث کان تصحیحا لہ انتہی یعنے مجتہد جسوقت استدلال کرتا ہے کسی حدیث کے ساتھ تو وہ استناد اوسکا حدیث کی تصحیح کرنا اسکے کافی [illegible] ہے پس اس مقام پر جب کہ خود امام محمد نے ان حضرتون سے یہ آثار حدیث کے ساتھ استناد کیا اور اوسکو معرض احتجاج مین پیش کیا اسیقدر اوس روایت کے معتبر ہونے کے واسطے کافی ہوگی [illegible] کہ نخبۃ الفکر اور منہج الوصول کی عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ [illegible] معلق [illegible] بخاری کے [illegible] ضعیف بھی ہونگی جواب اسکا یہ ہے کہ منہج الوصول الی اصطلاح احادیث الرسول مین لکھا ہے کہ بخاری جسقدر حدیثین معلق لایا ہے اون سب کو ابن حجر نے اپنی کتاب التشویق الی وصل التعلیق مین وصل کر دیا ہے علاوہ اسکے فتح الباری اور قسطلانی اور کرمانی وغیرہ بخاری کی شرحون مین بخاری کی معلق حدیثون کا موصول ہونا ثابت ہے

اقول ان اگلی پچھلی باتین سب کھلی ہوئی ہین جیسے [illegible] کے واسطے + اول تو آپکا اعتراض کا مبنی ہی فاسد ہے کیونکہ یہ ہی معلوم ہو چکا کہ معلق مردود و ضعیف نہین ہے بلکہ مثل حدیث مسند کے کبھی صحیح ہوتی ہے کبھی ضعیف دوسرے یہ آپکا جواب اور بھی نخوت اسوجہ سے کہ جب ہر معلق مردود و ضعیف ٹھہری جیسا کہ آپ تحریر کر گئے تو بالضرور بخاری کے تعلیقات سب ضعیف ہونگے کیا وجہ ہے کہ بخاری کی احادیث معلق تو ضعیف نہون اور اونکے سوا سب ائمہ و محدثین کے تعلیقات ضعیف ہون معلق ہونے مین دونون برابر ہین اور بلا سند ہونے مین دونون مفترق نہین ہین پس آپکی فہم عالی کے موافق اگر کوئی شخص کہدے کہ بخاری کے سب معلقات مردود ہین اور لائق احتجاج نہین تو آپکو بعضین جہانکنا پڑینگی اور اسکے جواب مین بڑی مشکلین پیش آوینگی باقی رہی یہ بات کہ بخاری کی شروح مین وہ سب موصول کر دی گئی ہین یہ کیا مفید ہے اسوجہ سے کہ شراح بخاری خصوصاً ابن حجر کرمانی و قسطلانی بخاری کی تصنیف کے کئی سو برس کے بعد اس عالم مین تشریف لائے اور اونکی

احادیث معلقہ کے وصل پر مستعد ہوئی پس لازم آتا ہے کہ تازمانہ ان حضرات کے وہ سب تعلیقات
بخاری کی مردود رہیں اور بطفیل وصل ان حضرات کے مرتبۂ قبول میں داخل ہوئیں علاوہ ازین شراح کے وصل
کرنے سے معلق کی معلقیت نہیں جاتی ہے پس جو تعلیقات بخاری کی ہیں گو شروح میں انکی سند بیان
کی گئی ہو صحیح بخاری میں تو وہ معلق ہی رہیں پس صحیح بخاری کا اشتمال اوپر احادیث مردودہ کے لازم
آگیا کیوں سنو آپ کو اپنے گہر کی خود ہی خبر نہیں رہی ائمہ پر ایسے اعتراض پر مستعد ہوے کہ صحیح بخاری کا
بہی مشتمل ہونے کا احادیث مردودہ پر التزام کر لیا فانا للہ وانا الیہ راجعون **قولہ** دوم یہ روایت موقوف ہی
حضرت علی پر اور روایت موقوف قابل حجت کے نہیں ہوتی ہے **اقول** سبحان اللہ آپ اعتراض کرنے کو
تو تیار ہو گئے مگر اونکے اصول کو نہ دیکہا کہ اونکے نزدیک کیا قاعدہ ہے اور کس ضابطہ سے کون مسئلہ مستنبط
ہوا ہے ؏ جہوٹے ہوتی کی طرف کب دیکہتے ہیں جوہری * بے صداقت آبرو اے بدگہر ملتی نہیں * قاسم
بن قطلوبغا حنفی اپنے فتاوے میں لکہتے ہیں قول الصحابی حجۃ عندنا انتہی یعنے صحابہ کا قول نزدیک حنفیہ کے
حجت ہے اور ابن ہمام حنفی فتح القدیر میں لکہتے ہیں قول الصحابی حجۃ ما لم ینفہ شئ من السنۃ انتہی یعنے قول
صحابی کا حجت ہے جب تک کہ نفی نہ کرے اوسکو کوئی حدیث مرفوع یعنے کوئی حدیث مرفوع جب تک
مخالف قول صحابی نہ ملے اوسوقت قول صحابی حجت ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے فتح المنان فی تائید
مذہب النعمان میں لکہا ہے قال ابن المبارک قال ابو حنیفۃ ما جاء عن رسول اللہ فعلی الرأس والعین وما جاء
عن الصحابۃ نختار انتہی یعنے کہا عبد اللہ بن مبارک نے کہ فرمایا امام ابو حنیفہ نے کہ جو کچہ خبر پہونچی ہمکو
رسول اللہ صلعم سے پس وہ بسر و چشم مقبول ہے اور جو صحابہ رسول اللہ صلعم سے ہمکو پہونچی اوسکو ہمین اختیار کرینگے
قولہ سوم جب کہ سنن اربعہ کی حدیث مرفوع اگرچہ صحیح ہو فقط بخاری کی حدیث کا مقابلہ تو کر سکتی ہی نہیں
تو بہلا اثر صحابی کا تو مقابل ایسے حدیث کے کہ جسپر بخاری اور مسلم دونوں نے اتفاق کیا ہو کب اوسکے
معارض اور لائق حجت کے ہو سکتا ہے **اقول** ع کی بناوٹ بہت سی باتوں میں * پرکہیں حیتی ہی بنائی بات *
غیر صحیحین کی حدیث کے مقابلہ نہ کر سکنے کے ساتہ حدیث صحیحین کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ حدیث بالکل مردود
ہو جاتی ہے اور لائق حجت نہیں ہو سکتی ہے اگرچہ دونوں میں مخالفت نہو اور محمل صحیح پر ہر ایک محمول ہو سکتی
بلکہ جب دونوں میں مخالفت تامہ ہوگی اور کسیطرح صورت جمع نہ نکل سکتی ہوگی تب البتہ حدیث غیر صحیحین
کی متروک کر دیجاویگی اور حدیث صحیحین معمول بہ ہوگی ابن امیر حاج حلبی حلبۃ المحلی شرح منیۃ المصلی میں لکہتے ہیں
الجمع متعین عند الامکان اذ دوران الامر بینہ وبین اہدار العمل باحدہما بالکلیۃ انتہی یعنے جمع کرنا درمیان دو ہوں
کے بقدر امکان ضروری ہے جب کہ امر دائر ہو وسے درمیان جمع کے اور درمیان باطل کرنے کے ساتہ ایک کے

اور یہ ظاہر ہے کہ اس مقام پر جمیع عملوں ہی بایں طور کہ حدیث مرفوع دعاوی اموال وغیرہ پر محمول ہو وے
اور اثر علی مرتضیٰ باب عقود و منسوخ میں معمول نہ ہووے پس باوجود امکان تطبیق کے ترک کر دینا اثر مرتضوی کا
بالکلیہ خلاف معقول و منقول ہے **قولہ** چہارم کتاب کہ جسکی یہ حدیث ہے اور سوائے اسکے اور چار کتابیں امام محمد کی
یعنے جامع صغیر اور جامع کبیر اور زیادات اور سیر مثل حدیث کے کتابوں کی نہیں کہ اونپر عمل واجب ہو اسلئے کہ یہ ثابت
نہیں ہوا کہ ان کتابوں کی حدیثیں بھی حضرت اور حضرت کے اصحاب ہی سے مروی ہیں **اقول** یہ آپ کو
اگر ثابت نہیں ہوا تو نہو حنفیہ تو اس امر کو خوب جانتے ہیں کہ امام محمد نے جو حدیثیں ان کتابوں میں درج کی ہیں وہ
بالکل غیر معتبر نہیں ہیں باقی رہا ضعف سو یہ تو بالاسے عالمگیر ہے کتب سنن ابو داود و مسند امام احمد و مسند امام شافعی
وغیرہ کتب فن حدیث کے مدار روایات میں ضعف ہے پھر کیا اس امر سے اون کتابوں کی حدیثیں بالکل غیر معتبر
سمجھی جاوینگی ہرگز نہیں ایسی کتب امام محمد کی احادیث مطلقاً غیر معتبر نہ سمجھی جاوینگی **قولہ** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا
اور اونکے شاگردوں ابو یوسف اور محمد کا مخالف پیغمبر کی دو حدیثوں کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق
وغیرہ میں لکھا ہے من امتنع عن الجزیۃ او قتل مسلما او سب النبی او زنی بمسلمۃ لم ینقض عہدہ یعنے جو ذمی
جزیہ دینے سے انکار کرے یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا گالی دے نبی کو یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے
تو ان امور سے اوسکا عہد ذمی کا نہیں ٹوٹتا امام اعظم اور اونکے شاگردوں نے خلاف کیا ہے صریح ان دونوں
حدیثوں کا پہلی حدیث ابو داود میں روایت ہے علی سے ان یہودیۃ کانت تشتم النبی الخ یعنے تحقیق ایک عورت
یہودیہ برا کہتی تھی آنحضرت کو اور عیب اور طعن کرتی تھی پس گلا گھونٹا ایک شخص نے اوسکا یہاں تک کہ مر گئی پس
معاف فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خون اوسکا دوسری حدیث ابو داود میں روایت ہے ابن عباس سے
ان اعمی کانت لہ ام ولد الخ یعنے تحقیق ایک اندھا کہ تھی اوسکے پاس حرم گالی دینے والی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر منع
کرتا تھا وہ اندھا اوسکو اس بات سے پس باز نہ آتی تھی پس جب ہوئی ایک رات لی اوس اندھے نے ایک لکڑی
سیخ لگی ہوئی پس رکھا اوسکو اوسکے پیٹ پر اور تکیہ کیا اوسپر یعنے زور سے دبایا پس قتل کیا اوسکو پس پہونچی خبر
اسکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پس فرمایا خبردار گواہ رہو تحقیق خون اوسکا رائیگان ہے **اقول** ؎ وہ ہم نہیں جنہیں
تو اے فلک بگاڑ سکے ✤ کہ یہ خیال ہے اتنی تری مجال نہیں ✤ ان دونوں حدیثوں سے اور امام کے مذہب سے
کیا مخالفت ہے امام یہ کہتے ہیں کہ جو کافر ذمی کہ مطیع اہل اسلام ہو گیا ہو اور جزیہ دینا اوسنے قبول کر لیا ہو
اور بادائے جزیہ اوسنے اپنی جان و مال کی حفاظت کر لی ہو وہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے
تو اس گالی دینے سے اوسکا عہد امان نہیں ٹوٹے گا اور عقد ذمیت اوس سے مرتفع نہوگا بشرطیکہ اعلان
اور مداومت نہ کرے اس وجہ سے کہ گالی دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کفر ہے اور ذمی میں کفر پہلے ہی موجود ہے

پس ہرگاہ کہ کفر سابق قدیم اوسکا مانع [illegible] کفر کے تسبب ادا کرنے جزیہ کے جان و مال کا
اوسکے محفوظ رکھنا اہل اسلام پر واجب ہوا پس کفر جاری [illegible] پہلے مین اون سے صادر ہوا کیونکر اوسکا عہد
توڑ ڈالیگا اور باوجود اسکے بھی امام قائل ہین کہ اگر [illegible] کا واجب ہے [illegible] مکرر تادیب اور تعزیر دینا اوسکو جیسے
اور تعزیر بالقتل بھی [illegible] در مختار مین ہے [illegible] الذمی ادب علی سبہ دین الاسلام او القرآن او النبی
حاوی وغیرہ قال العینی واختیاری فی السابہ القتل وتبعہ ابن الہمام انتہی یعنے حاوی وغیرہ مین ہے کہ ادب دیا جاوے
ذمی اور عقاب کیا جاوے اوسکو بسبب گالی دینے کے دین اسلام کو یا قرآن یا نبی کو اور کہا عینی نے کہ مختار میرا
گالی دینے مین یہ ہے کہ مار ڈالا جاوے اور تابع ہوا اونکے جواز قتل مین ابن الہمام اور رد المحتار مین خیر الدین کا
استاد صاحب در مختار سے [illegible] عدم النقض عدم القتل وقد صرحوا قاطبۃ بانہ یعزر علی ذلک ویؤدب
وہو یدل علی جواز القتل زجرا لغیرہ اذ یجوز الترقی فی التعزیر الی القتل انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ نہین لازم آتا کہ
نہ ٹوٹنے عہد ذمیت سے نہ جائز ہونا قتل کا اور تحقیق تصریح کی ہے تمام مشائخ نے اس امر کی کہ ذمی گالی [illegible]
کیا جاوے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مار ڈالنا بھی اوسکا جائز ہے جب اوس سے مقصود تنبیہ اور [illegible]
کیونکہ تعزیر سیاۃ قتل تک بھی جائز ہے آور یہی امام قائل ہین کہ یہ حکم اوسوقت تک ہے جب [illegible] اعلان
اور تکرار نہ کرے بلکہ ایک دو مرتبہ پوشیدہ گالی دے بیٹھے اور اگر وہ بطور اعلان کے سبھون کے سامنے [illegible]
ہوکے گالی دیتا ہو یا اوسکی عادت گالی دینے کی ہو اور اکثر اوس سے یہ حرکت سرزد ہوتی ہو تو اسمین صورت [illegible]
قتل اوسکا ضرور ہے رد المحتار مین در منتقی سے منقول ہے ان اذا لم یعلن فلو اعلن بشتمہ او اعتادہ قتل [illegible]
وبہ یفتی الیوم انتہی یعنے نہ مارا جاوے ذمی کو بسبب گالی دینے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوسوقت ہے جب [illegible]
وہ بطور اعلان کے گالی نہ دے پس اگر اعلان کیا اوسنے گالی دینے کی یا عادت کرلی اسکی مار ڈالا جاویگا
اگرچہ عورت ہو اور اسی پر فتوی ہے اس زمانے مین اور بھی رد المحتار مین ابن تیمیہ کی کتاب الصارم
المسلول سے منقول ہے افتی اکثرہم بقتل من سب النبی من اہل الذمۃ وان اسلم بعد اخذہ وقالوا یقتل سیاسۃ
انتہی یعنے فتوے دیا ہے اکثر حنفیہ نے ساتھ قتل اسکے اوس ذمی کے جو گالی دے آن حضرت کو اگرچہ اسلام
لاوے وہ بعد گرفتار ہونے کے اور کہا حنفیہ نے کہ مار ڈالا جاوے وہ بنظر سیاست اور بھی در مختار مین ہے رایت
فی معروضات [illegible] انہ معود [illegible] ورد امر سلطانی بالعمل [illegible] قضاۃ الممالک الحنفیہ انہ معتادہ انتہی یعنے
دیکھا مین نے [illegible] حکم بادشاہی واسطے عمل کرنے کے اوپر قول ائمہ
حنفیہ کے [illegible] اوسکی عادت ہووے اور بھی در مختار مین ابن کمال پاشا سے
منقول ہے [illegible] اذا اعلن بشتمہ علیہ السلام صرح بہ فی سیر الذخیرۃ انتہی یعنے حق یہ ہے کہ ذمی

گالی دینے والا ذمی کا قتل کیا جاویگا جب کہ اعلان کرے ساتھ گالی دینے کے تصریح کی ہے اسکی کتاب السیر مین
ذخیرہ برہانیہ کی اتیسوی اور کتب فقہ مین مصرح ہے خلاصہ یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک ذمی اگر آنحضرت کو اتفاقاً
گالی دے تو عہد ذمیت اسکا صرف اس گالی دینے سے نہ ٹوٹیگا اور بمجرد اس گالی کے وہ حربی نہ سمجھا جاویگا
اور قتل اوسکا واجب نہوگا مگر تعزیر اوسپر قائم کیجاویگی اور سیاست اگرچہ ساتھ قتل کے ہو اوسپر جاری ہوگی
اور اگر گالی وہ باعلان دیتا ہو یا عادت اسکی رکھتا ہو تو اوسکو مار ڈالنا ضرور ہے ہرگاہ یہ معلوم ہوا پس اب
سمجھنا چاہیے کہ مذہب حنفیہ مین اور اون دونون حدیثون مین جو آپ نے ذکر کین کچھ بھی مخالفت نہین ایک تو
اسوجہ سے کہ مذہب حنفیہ کا یہ نہین کہ مارنا کافر کو بسبب گالی دینے نبی کے ذمی ہونے سے نہ ہر کافر مین اور اون
دونون حدیثون مین یہ تصریح نہین کہ وہ دونون عورتین کہ بوجہ گالی دینے کے ماری گئین ذمی تہین بلکہ اول
حدیث مین تو تصریح ہے کہ وہ عورت یہود مین سے تھی اور یہود جو مدینہ منورہ مین تھے وہ ذمی نہ تھے
کیونکہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبہی اونپر جزیہ نہین مقرر کیا اور نہ اونپر حکم اہل ذمہ کا جاری کیا بلکہ
اوائل مین اونسے مصالحہ بلا عوض مال کر لیا گیا تھا بعد چند سال کے یہود کا اخراج کر دیا گیا اور بعضون سے
مقاتلہ کیا گیا جیسا کہ فتح القدیر مین مذکور ہے اما الیہود فلم یکونوا اہل ذمۃ بمعنے اعطائہم الجزیۃ بل کانوا
اصحاب موادعۃ بلا مال یوخذ عنہم الی ان امکن الہ نفیہم لانہ لم توضع جزیۃ قط علے الیہود انتہی یعنے لیکن یہود پس
نہ تہے وہ لوگ اہل ذمہ یعنی دینے اونکے جزیہ کو بلکہ تہے وہ اصحاب مصالحت بغیر مال کے کہ لیا جاتا اوسے
یہانتک کہ قادر کیا اللہ نے اپنے رسول کو اونپر اور غالب کیا اونپر اسواسطے انہین مقرر کیا گیا جزیہ کبہی
اوپر یہود کے پس اگر ایسی کوئی روایت ہوتی جس سے یہ صاف ثابت ہوتا کہ کوئی کافر ذمی بسبب گالی دینے
نبی کے عہد نبوی مین مارا گیا یا آپ نے کسی ایسے کافر کے مارنے کا حکم کیا تو البتہ مذہب حنفیہ پر اعتراض
ہوتا اور یہ حدیثین جو آپ نے بیان کین اونمین اسکا نشان نہین دوسری یہ کہ ان دونون حدیثون سے
یہ ثابت ہے کہ وہ دونون عورتین جو ماری گئین وہ آن حضرت صلعم کو باعلان گالی دیتی تہین اور عادت اسکی
رکہتی تہین اور ابہی معلوم ہو گیا کہ ایسی صورت مین حنفیہ کے نزدیک قتل ضرور ہے اور نہ واجب ہونا
قتل کا اوسوقت ہے جب ذمی گالی کے ساتھ اعلان نہ کرے اور اوسکی عادت نہ رکہے ہان اگر ایسی کوئی
حدیث ہووے کہ جس سے مارا جانا ذمی کا صرف دو ایک مرتبہ گالی دینے سے ثابت ہووے تو البتہ
اعتراض ہو سکتا ہے ورنہ نہ تیسری یہ کہ جس صورت مین کہ حنفیہ کے نزدیک عہد ذمہ نہین ٹوٹتا ہے
اوس صورت مین بھی مار ڈالنا ذمی کو بقصد زجر و سیاست جائز ہے اور ان دونون حدیثون سے
اسقدر ثابت ہے کہ وہ دونون عورتین بسبب گالی دینے کے ماری گئین اور آن حضرت صلعم نے [illegible]

جائز رکہا اور مارنے والے پر کچہ زجر نہین کیا یہنہین ثابت ہوتا ہے کہ ایسے شخص کو خواہ مار ڈالنا
واجب ہے تا کہ اعتراض مخالفت درست ہووے علاوہ ازین ایسی ہی حدیثین وارد ہین کہ جنسے
یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ کفار نے بارہا آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دی ہے اور آپ نے انکو
نہین مارا ابو نعیم نے دلائل النبوۃ مین ابن عباس سے روایت کی ہے تفسیر مین اس آیت کے
یا ایہا الذین آمنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا یعنے اے ایمان والو نہ کہو تم ہمارے رسول سے راعنا
بلکہ کہو انظرنا راعنا بلسان الیہود السب القبیح فکان الیہود یقولون لرسول اللہ سرا فلما سمع الصحابۃ یقولون
اعلنوا بہا فکانوا یقولون ذلک ویضحکون فیما بینہم فانزل اللہ ہذہ الآیۃ انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ راعنا
بلغت یہود بری گالی ہے پس جب وہ آنحضرت کی خدمت مین آتے تہے راعنا کہتے تہے صحابہ اونکے
کہنے سے یہ سمجہے کہ یہ کوئی کلمہ اچہا ہے وہ ہی کہنے لگے پس اللہ نے اس آیت کو نازل کیا اور
حکم کیا کہ تم راعنا نہ کہو اگر کہنا ہو تو انظرنا کہو کہ جسکے معنے یہ ہین کہ اے رسول اللہ آپ ہماری طرف
دیکہئے اور توجہ کیجیے اور صحیح بخاری ومسلم وسنن وغیرہ مین موجود ہے کہ یہود جب آن حضرت کی
خدمت مین آتے بجاے السلام علیکم السام علیکم کہتے اور سام کے معنے اونکے نزدیک موت اور لعنت
کے ہین آن حضرت اوسکے جواب مین صرف علیکم فرما دیتے پس ان احادیث سے یہ ثابت ہے
کہ یہود آن حضرت کو گالیان دیتے تہے مگر آپ اونکی مارنے کا حکم نہین فرماتے تہے اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو
بسبب گالی دینے کے مار ڈالنا ضرور نہین ہے ہان اگر تعزیرا مار ڈالیگا تو کچہ حرج بہی نہوگا بخلاف مسلمان
کے کہ اگر وہ نبی کو گالی دیگا وہ کافر ہوجاویگا اور مسلمانون پر اوسکا مار ڈالنا لازم و واجب ہوجاویگا
قولہ منجملہ ان کے ایک مسئلہ امام اعظم کا اور انکے شاگرد ابو یوسف ومحمد کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور
شرح وقایہ اور کنز اور در مختار مین لکہا ہے فان قید الخامسۃ بسجدۃ بطل فرضہ عندنا یعنے اگر اوسنے پانچوین
رکعت کا سجدہ کر لیا تو باطل ہوئے نماز یعنے مذہب امام اعظم کا یہ ہے کہ کسیکو چار رکعت نماز پڑہنی تہی اور
بہول کر پانچ رکعت پڑہ گیا تو اس صورت مین نماز اوسکی باطل ہو جاوے گی اس مسئلہ مین امام اعظم
اور اونکے شاگرد ابو یوسف ومحمد نے خلاف کیا اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہے
عبد اللہ بن مسعود سے ان رسول اللہ صلے الظہر خمسا فقیل لہ ازید فی الصلوۃ فقال وما ذاک یا رسول اللہ
قالوا صلیت خمسا فسجد سجدتین بعد ما سلم یعنے تحقیق رسول خدا نے نماز پڑہی ظہر کی پانچ رکعت پس کہا گیا
واسطے اونکے زیادتی کی گئی نماز مین پس فرمایا تمہارے سبب پوچہنے کا کیا ہے عرض کیا صحابہ نے پڑہی
آپ نے نماز پانچ رکعت پس سجدے کیے حضرت نے دو سجدے بعد سلام پہیرنے کے **اقول ۵**

راہ سیدھی چل کہ اک عالم تجھے سمجھا کہے + کجروی بہتر نہین اسے شوخ یہ رفتار چھوڑ + بے سمجھے بوجھے
امام کے مذہب کو مخالف حدیث کے ٹھہرا دینا آپ ہی کا کام ہے عبارات فقہیہ مین قطع و برید کر دینے مین
آپ کو ملکہ تام ہے ان سب کتابون مین جنکا آپ نے ذکر کیا اور ایسہی اور فقہ کی کتابون مین صرف اسقدر
نہین لکھا ہے جو آپ نے عوام کے دہوکا دینے کے واسطے نقل کیا ہے بلکہ سب کتابون مین یہ تفصیل مرقوم ہے
کہ جو شخص چار رکعت کا پڑہنے والا قعدہ اخیرہ کو کہ ارکان نماز سے ہے چہوڑ کے پانچوین رکعت پڑہنے لگے
پس جب تک کہ پانچوین رکعت کا اوسنے سجدہ نہین کیا ہے اوسکو چاہیے کہ بیٹھ جاوے اور قعدہ
کرکے سجدہ سہو کر لے اسوجہ سے کہ ایک رکعت سے کم کوئی نماز معتبر نہین پس اوسکے باطل کرنے مین
واسطے اصلاح نماز کے کچھ حرج نہین اور اگر اوسنے پانچوین رکعت کا سجدہ کر لیا ہے نماز اوسکی باطل ہوجاویگی
اسوجہ سے کہ اوسنے نفل مین شروع مستحکم کر لیا بدون اکمال ارکان فرض کے کیونکہ ایک رکعت نماز معتبر ہے
اور اگر قعدہ اخیرہ کرکے بہولے سے پانچوین رکعت پڑہنے لگا پس اسوقت جب تک کہ پانچوین رکعت کا
سجدہ نکرے اوسوقت تک بیٹھ جاوے اور سجدہ سہو کرکے نماز تمام کرے اور اگر پانچوین رکعت کا سجدہ کر لیا
اور ایک رکعت کو اوسنے مکمل کر دیا اس صورت مین اوسکو چاہیے کہ چھٹی رکعت اور بہی ملاوے اور
سجدہ سہو کرکے نماز تمام کرلے تا یہ دو رکعت نفل ہوجاوین اور چار رکعت فرض ادا ہو وین یہی حاصل ہے
اس عبارت ہدایہ کا وان سہی عن القعدة الاخيرة حتى قام الى الخامسة رجع الى القعدة ما لم يسجد لان فيه
اصلاح صلوته ما امكنه لان ما دون الركعة بمحل الرفض والغى الخامسة ويسجد للسهو لانه اخر واجبا وان قيد الخامسة
بسجدة بطل فرضه عندنا لانه استحكم شروعه فى النافلة قبل اكمال اركان المكتوبة ولو قعد فى الرابعة ثم قام
ولم يسلم عاد الى القعدة ما لم يسجد الخامسة وسلم وان قيد الخامسة بالسجدة ثم تذكر ضم اليها ركعة اخرى وتم فرضه
ويسجد للسهو استحسانا انتهى ملخصا خلاصہ یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک چار رکعت پڑہنے والا اگر بہولے سے
پانچوین رکعت کے واسطے کہڑا ہوگیا تو نماز اوسکی ہر صورت مین نہین باطل ہوتی ہے جیسا کہ
آپ کے کلام ناتمام سے سمجھا جاتا ہے بلکہ اوس صورت مین کہ قعدہ اخیرہ کہ رکن نماز ہے اوس سے
چہوٹ گیا ہو اور بدون قعدہ اخیرہ کے وہ کہڑا ہوگیا ہو اور پانچوین رکعت کا اوسنے سجدہ بھی
کر لیا ہو اور سوا اسکے اور صورتون مین بطلان نماز کا حکم نہین دیتے ہین بلکہ یہ کہتے ہین کہ
اگر پانچوین رکعت کے سجدہ کرنے کے قبل اوسکو یاد آگیا تو وہ اوسقدر زائد نماز کو کہ ایک رکعت سے
کم ہے چہوڑ دے اور بیٹھ کے سجدہ سہو کرکے نماز تمام کرے خواہ اوسنے پانچوین رکعت قعدہ اخیرہ کرکے
اوسنے شروع کی ہو یا قعدہ اخیرہ اوس سے چہوٹ گیا ہو اور اگر پانچوین رکعت کی طرف قعدہ اخیرہ کرکے

کھڑا ہوا اور اوس رکعت کے سجدہ کرنے کے بعد اوسکو یاد پڑا اس صورت مین بھی اوسکی نماز نہین
باطل ہوگی بلکہ وہ ایک رکعت اور ملا کے نماز تمام کرے اب سنیے کہ جو حدیث آپ نے بیان کی اوس مین
یہ کہان مذکور ہے کہ آن حضرتؐ پانچوین رکعت بدون قعدہ اخیرہ چوتھی رکعت کے پڑہنے لگے تھے تا کہ حکم
مخالفت کا درست ہووے بلکہ ظاہر حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ قعدہ اخیرہ کر کے سہواً اس
بناپر خیال کہ یہ قعدہ اولے ہی کھڑے ہوگئے تھے اسوجہ سے کہ جب ایک صحابی نے کہا کہ یا رسول اللہ
کیا نماز مین زیادتی ہوگئی ہے اور آپ نے پوچھا کہ کیا ہوا تو صحابہ نے عرض کیا کہ آپ نے پانچ رکعت
ادا کین اور ظاہر ہے کہ ظہر کی نماز چار رکعت مع قعدہ اخیرہ ہوتی ہین نہ بدون اوسکے پس اگر قعدہ
اخیرہ آپ چھوڑ گئے ہوتے صحابہ یہ کہتے کہ آپ نے ایک قعدہ چھوڑ دیا اور ایک رکعت کی زیادتی کی
یہ نہ کہتے کہ آپ سے پانچ رکعت ادا ہوئی بنا برین علیہ یہ حدیث موافق حنفیہ کے ٹھہری اور کسیطرح کی
مخالفت نہوئی کیونکہ حنفیہ بھی ایسی صورت مین کہ قعدہ اخیرہ کرکے پانچوین رکعت کی طرف سہواً سے
کھڑا ہوگیا ہو بطلان نماز کا حکم نہین دیتے ہین عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین وتاویل الحدیث
انہ علیہ السلام قعد علے الرابعۃ بدلیل انہ قال صلے الظہر خمسا والظہر اسم لجمیع الارکان ومنہا القعدۃ الاخیرۃ
انتہی یعنے تاویل حدیث کی یہ ہے کہ آن حضرتؐ قعدہ اخیرہ کرکے کھڑے ہوئے تھے بدلیل اسکے کہ صحابی
راوی حدیث نے بیان اس قصہ مین صلے الظہر خمسا فرمایا یعنے آپ نے پانچ رکعت ظہر پڑہی اور ظہر
نام ہے مجموع ارکان کا کہ منجملہ اونکے قعدہ اخیرہ بھی ہے نہ صرف چار رکعت کا بدون قعدہ اخیرہ کے
پس اگر آپ نے قعدہ اخیرہ چھوڑ دیا ہوتا راوی یہ لفظ نہ کہتا الحاصل سیاق قصہ سے بھی معلوم
ہوتا ہے کہ آپؐ نے قعدہ کر لیا تھا اور بالفرض اگر اس ظاہر سیاق کا لحاظ نہ کیجیے تب بھی قصہ محتمل دونون
صورتون کو ہے صرف ایک ہی صورت کہ آپ نے قعدہ اخیرہ بھی چھوڑ دیا تھا نہین نکلتی با اینہمہ خواہ مخواہ
اس حدیث کو مخالف مذہب حنفیہ سمجھنا اور مذہب حنفی پر طعن کرنا خالی سخافت و سفاہت سے نہین
قولہ مسئلہ ۱۱ اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز اور در مختار
وغیرہ مین لکھا ہے ولا یشعر عند ابی حنیفۃ یعنے زخم نکیا جاوے اونٹ نزدیک ابو حنیفہ کے
کہ اونکے نزدیک اشعار مثلہ ہے یعنے تکلیف دینا ہے سو امام اعظم نے خلاف کیا اس مسئلہ مین
اس حدیث کا جو کہ مسلم اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی اور موطا مین روایت ہے ابن عباس سے
کہ کہا صلے رسول اللہ الظہر بذی الحلیفۃ ثم دعا بناقتہ فاشعرہا فی صفحۃ سنامہا الایمن الخ یعنے نماز پڑہی
رسول اللہ نے ظہر کی بیچ ذی الحلیفہ کے پھر منگوائی اونٹنی اپنی پس زخم کیا اونٹنی کو بیچ کنارہ کوہان داہنی کے

اقول ۵ سرکش کوئی ہو کر کبھی بر آ نہیں ہوتا ۔ انجام بُرے کام کا اچھا نہیں ہوتا ۔ بے فائدہ علماء پر
تہمت لگانا اور مجتہدین پر افترا کرنا بہتر نہین ہے اور طعن و تشنیع مین جرأت کر بیٹھنا اچھا نہین ہے اگر بطفیل
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عذاب استیصال دنیوی اس امت سے اوٹھا نہ لیا گیا ہوتا تو بیشک ایسے
طاعنین پر عذاب استیصال نازل ہوتا تعجب ہے کہ آپ کو امام ابو حنیفہ کے مذہب کی تو خبر ہی نہین خواہ مخواہ
پانچوین سوارون مین اپنا نام کیون داخل کرتے ہین اور طاعنین مین کیون اپنا نام لکھوا کے مستحق گناہ ہوتے ہیں اور
اور زیادہ عجب یہ ہے کہ جن کتابون سے آپ مذہب امام کا نقل کر رہے ہین اونہین مین تنقیح مذہب امام بتفصیل
تمام مذکور ہے یا اونکی شروح مین اچھی طرح سے ماثور ہے اون سب سے چشم پوشی کرنا اور جو مذہب امام کا نہو
اوسکو مذہب اونکا قرار دیکے اعتراض کرنا کس کتاب شرعی کی رو سے جائز ہے نہین سہی کتب شرعیہ کو جانے دیجیے
کسی شاستر یا پوتھی سے اسکا جواز نکال دیجیے درمختار مین کہ جسکا آپ حوالہ دے رہے ہین مسطور ہے
کرہ الاشعار وہو شق سنامہا من الایسر او الایمن لان کل احد لا یحسنہ فاما من احسنہ بان قطع الجلد فقط فلا بأس
انتہی یعنے مکروہ ہے اشعار اور وہ شق کرنا اونٹ کی کوہان کا بائین جانب یا داہنے طرف سے اسوجہ سے
کہ ہر شخص نہین کرتا ہے اشعار اچھی طرح بلکہ اکثر ایسا زخم لگاتے ہین کہ گوشت تک زخم پہونچ جاتا ہے اور جانور
سخت تکلیف اوٹھاتا ہے پس لیکن وہ شخص کہ اچھی طرح سے اشعار کرے باینطور کہ صرف چمڑہ کاٹے پس
نہین حرج ہے اوسکے واسطے اشعار مین اور ہدایہ مین ہے قیل ان ابا حنیفۃ انما کرہ اشعار اہل زمانہ لمبالغتہم
فیہ علے وجہ یخاف منہ السرایۃ انتہی یعنے ابو حنیفہ نے نہین مکروہ کہا مطلق اشعار کو بلکہ اشعار اپنے زمانے والون
کو کہ وہ مبالغہ کرتی تہے اشعار مین یہان تک کہ خوف ہوتا تہا پہنچ جانے زخم کا گوشت تک اور عینی کی شرح ہدایہ
مین ہے ابو حنیفۃ ما کرہ اصل الاشعار وکیف یکرہ ذلک مع ما اشتہر فیہ من الآثار وقال الطحاوی انما کرہ ابو حنیفۃ
اشعار اہل زمانہ لانہ راہم یفعلون ذلک علی وجہ یخاف منہ ہلاک البدنۃ لسرایتہ خصوصا فی حر الحجاز فرأی الصواب
فی سد ہذا الباب عن العامۃ لانہم لا یقفون علی الحد واما من وقف علی ذلک بان قطع الجلد فقط دون اللحم فلا بأس
انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ ابو حنیفہ نے مطلقا اشعار کو مکروہ نہین کہا اور کیونکر کہتے باوجود مشہور ہونے اخبار
و آثار کے اس باب مین طحاوی نے کہا کہ نہین مکروہ کہا ابو حنیفہ نے مگر اپنے زمانہ والون کے اشعار کو کیونکہ
دیکھا امام نے اونکو کہ وہ اسطور سے اشعار کرتے تہے کہ اوسمین خوف ہلاک اونٹ کا ہوتا تہا خصوصا
گرمی ملک عرب کے زمانے مین کہ جانور زیادہ زخم کہا کے اکثر مر جاتے تہے پس مناسب سمجہا امام نے
بند کرنے اس طریقہ کو عوام سے اور فتوے کراہت کا دیا اسوجہ سے کہ عوام حد شرعی سے تجاوز کر جاتی تہی
لیکن وہ شخص جو حد شرعی سے متجاوز نہووے باینطور کہ صرف چمڑا کاٹے اوسکے واسطے کچھ مضائقہ نہین ہے

اور عینی کی شرح صحیح بخاری مسمے بہ عمدۃ القاری مین ہے الطحاوی الذی ہو اعلم الناس بمذاہب الفقہاء
لاسیما بمذہب ابی حنیفۃ ذکر ان ابا حنیفۃ لم یکرہ اصل الاشعار ولا کونہ سنۃ وانما کرہ ما یفعل علی وجہ یخاف منہ ہلاکہا
لسرایۃ الجرح لاسیما فی حر الحجاز مع الطعن بالسنان او الشفرۃ فاراد سد الباب علی العامۃ لانہم لا یراعون الحد فی
ذلک اما من وقف علی الحد فی ذلک فقطع الجلد دون اللحم فلا یکرہ ہ وذکر الکرمانی صاحب المناسک عنہ استحسانہ
قال وہو الاصح انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ طحاوی نے جو بڑے عالم تھے مذاہب فقہاء کے اور اختلافات ائمہ کے
خصوصاً مذہب امام ابو حنیفہ کے ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے نہین مکروہ جانا اصل اشعار کو اور نہ انکار کیا اوسکے
سنت ہونے کا جز این نیست کہ مکروہ جانا اوس اشعار کو کہ اوس سے خوف ہلاک ہووے اور ذکر کیا ہے کرمانی
صاحب مناسک نے ابو حنیفہ سے استحسان اور استحباب اشعار اور کہا کہ یہی قول زیادہ صحیح ہے اسیطرح سے اور بھی
کتب فقہ مین مذکور ہے بنظر اختصار نقل عبارات مین تطویل نہین کی گئی الغرض جو شخص مطلقاً اشعار کو
منع کرے اور مکروہ کہے بیشک قول اوسکا مردود ہے بسبب اسکے کہ احادیث صحیحہ سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اور صحابہ کا اشعار کرنا ثابت ہے اور ابو حنیفہ اس قول سے مبرا ہین مطلقاً اشعار کو مکروہ نہین
کہتے ہین بلکہ جو اشعار بقدر حد شرعی ہو اوسکو وہ بھی مستحسن اور مسنون سمجھتے ہین ہان جو حد شرعی سے متجاوز
ہوجاوے اوسکو البتہ مکروہ کہتے ہین پس جو مذہب امام کا ہے وہ مخالف حدیث نہین اور جو مخالف حدیث
ہے وہ مذہب امام کا نہین **قولہ** ۱۱۶ راقم کہتا ہے کہ مسائل امام اعظم کے جو فقہ کی کتابون مین درج ہین صحیح
حدیثون کے مخالف اسقدر ہین کہ مین اونکا شمار نہین کرسکتا اور اس دریاے ناپیدا کنار کو کوزی سے
ناپ نہین سکتا لیکن بطور مشت نمونہ خروار سے واسطے معلوم کرنے عوام کے میرا ارادہ یہ ہے کہ ایکسو
مسئلہ امام اعظم کا جو کہ حدیثون صحیحہ کے مخالف ہین نقل کردون **اقول** ع نہ نیشتر و لیس اب یکھو ہم بھی
کہین گے مد سبت ہو چکی بدزبانی تمہاری ع یہ آپکا زبانی جمع خرچ پایۂ اعتبار سے ساقط ہے ارباب عقل
و انصاف کے نزدیک یہ دعوے غیر مسموع ہے اگر اسیکا نام مخالفت ہے کہ مذہب امام کا جو کچھ اپنی سمجھ میں
آیا قرار دیکے حدیث کا مطلب اپنی طرف سے گڑھ کے جھٹ پٹ حکم مخالفت کا لگا دیا تو ایسی مخالفت
تو تمام ائمہ و محدثین کے اقوال مین بہت نکل آوینگی حنفیہ کی کیا خصوصیت ہے اگر اسکے جواب مین ہم آپکے
مقتداؤن کے اگلے زمانے کی اور اس زمانے کی اقوال مخالف حدیث و قرآن نکالین تو آپکو بڑی مشکل
پڑیگی اور بجز خاموشی کے کچھ نہ بن پڑیگی مگر ہم سلف صالحین اور ائمہ سابقین کے ساتھ ادب سے پیش
آتے ہین اور کسی پر طعن نہین کرتے ہین ہم بھی اگر آپکی طرح سے بیباک ہوجاوین اور خوف پروردگار
اوٹھا دین تو جواب ترکی بہ ترکی ہووے آپکی طبع مبارک بھی مسرور ہووے مگر ہم زینت کرکے خدا سے خوف واہم

بالعرف واعرض عن الجاہلین پر عمل کرکے صبر کرتے ہین اور وبال سب طعن و تشنیع کا آپہی پر رہنے کو پسند کرتے ہین **قولہ** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث پیغمبر کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے ومن انتہی الی الامام الخ یعنے فجر کی نماز کے وقت اگر کوئی شخص مسجد مین آوے اور دیکھے کر فرضون کی جماعت ہو رہی لیکن اوس شخص نے دو رکعت سنت نہین پڑہی ہے تو اس صورت مین اگر وہ ڈرتا ہے کہ سنت پڑہنے سے ایک رکعت جماعت کی جاتی رہیگی اور ایک ملجاویگی تو چاہیے کہ دو رکعت سنت مسجد کے دروازے پر پہلے پڑہ لے پہر جماعت مین داخل ہووے سو امام اعظم نے خلاف کیا اس حدیث کا جو کہ مسلم مین روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ یعنے جسوقت کہ کہڑی کیجا دے نماز یعنے تکبیر ہو فرضون کی پس نہین ہے کوئی نماز سواے فرض کے **اقول** اگرچہ یہ حدیث یعنے اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ جو کہ سنن ابوداود و سنن نسائی و سنن ابن ماجہ و صحیح مسلم و جامع ترمذی و مسند امام احمد و مسند امام ابوحنیفہ وغیرہ مین باسانید معتبرہ مروی ہے بسبب اپنے اطلاق کے اسی پر دلالت کرتی ہے کہ جب تکبیر نماز فرض کے واسطے شروع ہووے اوسوقت کوئی نماز نہ پڑہنا چاہیے مگر وہی فرض خواہ سنت فجر کی ہو یا صبح کی یا اور کوئی نفل ہو مگر بہت سے صحابہ سے اسکے خلاف مروی ہے طحاوی نے شرح معانی الآثار مین عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی انہ دخل المسجد والامام فی الصلوۃ فصلی رکعتی الفجر انتہی یعنے وہ مسجد مین آئے اوسوقت کہ امام نماز صبح پڑہ رہے تھے پس پڑہی اونہون نے سنت فجر بعد اوسکے شریک ہوے فرض مین اور بہی دوسری سند سے روایت کی دعا سعید بن العاص ابا موسی وحذیفۃ وعبد اللہ بن مسعود قبل ان یصلی الغداۃ ثم خرجوا من عندہ وقد اقیمت الصلوۃ فجلس عبد اللہ الی اسطوانۃ من المسجد یصلی رکعتین ثم دخل فی الصلوۃ انتہی یعنے بلایا سعید بن عاص نے ابو موسی اشعری اور حذیفہ اور ابن مسعود کو قبل ادا کرنے نماز فجر کے پہر نکلے یہ سب اونکے پاس سے اوس حالت مین کہ فرض صبح کی اقامت ہوگئی تہی پس بیٹھ گئے ابن مسعود ایک ستون مسجد کے پاس اور دو رکعت سنت پڑہنے لگے اوسکے بعد شریک جماعت ہوے اور بہی طحاوی نے ابو مجلد سے روایت کی دخلت فی صلوۃ الغداۃ مع ابن عمر و ابن عباس والامام یصلی فاما ابن عمر فدخل فی الصف واما ابن عباس فصلی رکعتین ثم دخل مع الامام فلما سلم الامام قعد ابن عمر حتے طلعت الشمس فرکع رکعتین انتہی یعنے داخل ہوا مین نماز صبح مین اوس حال مین کہ امام نماز پڑہتا تہا ساتہ عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس کے پس لیکن ابن عمر تو داخل ہوگئے صف مین اور شریک فرض ہو گئے اور لیکن ابن عباس پس اونہون نے دو رکعت سنت بعد اوسکے شریک جماعت ہوے پس جب سلام پہیرا امام نے بیٹھے رہے ابن عمر

یہانتک کہ طلوع ہوا آفتاب پس ادا کین ابن عمر نے دو رکعت سنت اور بہی ابو عثمان انصاری سے روایت
کی جاء عبد اللہ بن عباس والامام فی صلوۃ الغداۃ ولم یکن صلے الرکعتین فصلے عبد اللہ بن عباس الرکعتین
خلف الامام ثم دخل معہم انتہی یعنے آئے ابن عباس اوسوقت کہ امام صبح کی نماز مین تہے اور نہین پڑہی تہی اونہون نے
دو رکعت سنت پس ادا کین ابن عباس نے پیچہے صفوف کے دو رکعت سنت پہر داخل ہوے نماز مین اور بہی
محمد بن کعب سے روایت کی خرج عبد اللہ بن عمر من بیتہ فاقیمت الصبح فصلے رکعتین قبل ان یدخل المسجد وہو
فی الطریق ثم دخل المسجد فصلے الصبح مع الناس انتہی یعنے نکلے عبد اللہ بن عمر اپنے گہر سے پس اقامت ہوئی
نماز صبح کی پس پڑہ لین ابن عمر نے دو رکعت سنت راہ مین قبل داخل ہونے مسجد کے پہر داخل ہوے
مسجد مین پس پڑہی نماز صبح ساتہ لوگون کے اور بہی نافع سے روایت کی ایقظت ابن عمر لصلوۃ الفجر و
قد اقیمت الصلوۃ فقام فصلے الرکعتین انتہی یعنے جگایا مین نے ابن عمر کو نماز صبح کے واسطے اور تحقیق
اقامت کہی گئی نماز صبح کی پس کہڑے ہوے ابن عمر اور دو رکعت سنت پڑہ لین بعد اوسکے مسجد مین جا کر
شریک فرض ہوے اور بہی زید بن اسلم سے روایت کی جاء ابن عمر والامام یصلے صلوۃ الصبح ولم یکن
صلے الرکعتین قبل صلوۃ الصبح فصلاہما فی حجرۃ حفصۃ ثم انہ دخل مع الامام انتہی یعنے آئے ابن عمر اوس حال
مین کہ امام نماز صبح پڑہ رہے تہے اور نہین ادا کین تہین ابن عمر نے دو رکعت سنت صبح کی پس ادا کین وہ
دونون رکعت انہون نے حجرہ مین اپنی ہمشیرہ ام المومنین حضرت حفصہ رض کے پہر داخل ہوے نماز مین ساتہ
امام کے اور بہی ابو عبید اللہ سے روایت کی ان ابا الدرداء کان یدخل المسجد والناس صفوف فی المسجد فی
صلوۃ الفجر فیصلے الرکعتین فی ناحیتہ ثم یدخل مع القوم فی الصلوۃ انتہی یعنے تہے ابو الدرداء داخل ہوتے تہے
مسجد مین اوس حال مین کہ لوگ صفین باندہے ہوتے تہے صبح کی نماز مین پس پڑہ لیتے تہے دو رکعت سنت
ایک کنارہ مین پہر داخل ہوتے تہے نماز مین ساتہ لوگون کے پس ان آثار سے جو شرح معانی الآثار مین باسانید
معتبرہ وطرق متعددہ مروی ہین معلوم ہوا کہ حنفیہ کا مذہب موافق ہے فعل اجلہ صحابہ کے جیسے عبد اللہ
بن عمر وعبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن مسعود وابو الدرداء وغیرہم اور بہی مذہب ایک جماعت تابعین کا ہے
جیسا کہ طحاوی نے ابو عثمان نہدی سے روایت کی ہے کنا نجی وعمر بن الخطاب فی صلوۃ الصبح فنرکع الرکعتین
ثم ندخل معہ فی الصلوۃ انتہی یعنے تہے ہم کہ آتے تہے مسجد مین اوس حال مین کہ حضرت عمر رض صبح کی نماز
پڑہاتے ہوتے پس ادا کر لیتے ہم دو رکعت سنت پہر داخل ہوتے اونکے ساتہ نماز مین اور شعبی سے
روایت کی کان مسروق یجیٔ الی القوم وہم فی الصلوۃ ولم یکن رکع رکعتی الفجر فیصلے الرکعتین فی المسجد ثم یدخل
مع القوم فی صلاتہم انتہی یعنے تہے مسروق کہ آتے تہے مسجد مین اور لوگ نماز فرض پڑہتے ہوتے

پس پڑھ لیتے دو رکعت سنت مسجد مین پہر داخل ہوتی ساتہ قوم کے نماز مین اور حسن بصری سے روایت کی ہی
اذا دخلت المسجد ولم تصل رکعتی الفجر فصل وان کان الامام یصلے ثم ادخل فیہا انتہی یعنے جب آوے تو مسجد مین اور
نہ پڑہی ہو تو نے دو رکعت سنت پس پڑھ لے تو اسکو اگرچہ امام فرض پڑھ رہا ہو پہر داخل ہو نماز مین امام کے اور
یونس سے روایت کی کان الحسن یقول یصلیہما فی ناحیۃ المسجد ثم یدخل مع القوم فی صلاتہم انتہی یعنے تہی حسن بصری
کہتے تہے پڑھ لے دو رکعت سنت گوشۂ مسجد مین پہر داخل ہو جاوے ساتہ امام کے ان روایات سے معلوم ہوا کہ سنت پڑھ لینا
صبح کے بعد اقامت صبح زمانہ صحابہ مین شائع تہی اور کسی سے اوسپر انکار منقول نہین پس یہ عمل صحابہ وغیرہم کا مؤید ہوگا
اوس حدیث کے جو بیہقی وغیرہ نے روایت کی اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ الا رکعتی الصبح یعنے جس وقت کہ
اقامت کہی جاوے فرض کی پس نہین ہی کوئی نماز مگر نماز فرض مگر دو رکعت سنت صبح کی کتب اصول مین یہ بات ثابت ہی کہ
کبہی حدیث ضعیف بوجہ قراین خارجیہ کے قوی ہو جاتی ہی تو بنا بر علیہ یہ حدیث اگرچہ من حیث الاسناد ضعیف ہی اسوجہ سے
کہ اسکی روات مین حجاج بن نصیر و عباد بن کثیر ضعیف ہین مگر عمل صحابہ موافق اوسکے اوسکا مقوی ہوگا اور اوسکے ضعف کو
رفع کر دیگا پس بوجہ اس حدیث کے ساتہ عمل صحابہ کے دو رکعت سنت کا اوس حدیث سے جو مطلق ہی استثنا کر لیا جاویگا
اور جو حدیث جسمین سنت فجر کی بہی ممانعت وارد ہوئی یعنے اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ قالوا ولا رکعتی الفجر
قال ولا رکعتی الفجر یعنے جب اقامت کہی جاوے نماز فرض کی پس نہین ہی کوئی نماز مگر نماز فرض کہا صحابہ نے یا رسول اللہ
اور نہ دو رکعت سنت فجر کی فرمایا آپ نے نہ دو رکعت فجر کی یعنے بعد اقامت کے یہہ بہی نہ پڑہی جاوین اس حدیث کو
روایت کیا ابن عدی وغیرہ نے اور کہا ابن حجر نے فتح الباری مین اسنادہ حسن انتہی یعنے اسناد اسکا حسن معتبر ہی پس
حنفیہ کے نزدیک یہ ممانعت محمول ہی اوس صورت پر جب کہ خوف ہو فوت ہونے فرض کا یا اوس صورت پر کہ سنت متصل صفوف
فرض ادا کی جاوے اسوجہ سے کہ سنت پڑھ لینا حنفیہ کے نزدیک اوس صورت مین جائز ہی جب یہ خیال ہو کہ
بعد ادا کرنے سنت کے جماعت فرض کے ملجاویگی اور اگر خوف نکلنے کا ہو تو سنت چہوڑ دینا چاہیے اور ادا کرنا سنت کا
مشروط ہے اس امر کے ساتہ کہ متصل صفوف مسجد کے ادا نہووے بلکہ اپنے گہر مین یا مسجد مین صفوف سے علیحدہ
غنیہ شرح منیہ مین ہے یکرہ فی جمیع ذلک ان یصلے خلف الصف من غیر حائل بل یصلی فی المسجد الصیفی
ان کان الامام فی الشتوی او فی الشتوی ان کان الامام فی الصیفی او خلف اسطوانۃ انتہی حاصل اسکا یہ ہی کہ سنت فجر
وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے بعد اقامت فرض کے صفوف فرض کے متصل یا پیچہے صفوف کے بدون حائل کے بلکہ چاہیے کہ
جس درجہ مین امام ہو اوس درجہ مین سنت نہ پڑہے بلکہ دوسرے درجہ مین یا کسی ستون مسجد کی آڑ مین ادا کرے
اور یہی غنیہ مین ہے ولا یرد علی ما ذکرنا من صلوۃ سنۃ الفجر بعد شروع الامام فی الفرض ما رواہ البخاری من حدیث
عبد اللہ بن بحینۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلا من الازد یصلی رکعتین وقد اقیمت الصلوۃ فلما انصرف رسول اللہ

صفت ہو وارد علیہم ان سیاق قصہ رجم الیہود شاہد بان الرجم کان ثابتا فی الاسلام ولم یکن الاسلام شرطا عند ذلک لا یکن حکم النبی صلی اللہ علیہ وسلم متواہما

خلاف شرعنا لما صار شرعا منسوخا و انما سألہم الزاما علیہم یعنی پر اعتراض کیا گیا ہے ان لوگون پر جنہون نے یہ جواب دیا ہے باین طور کہ سیاق روایت قصہ رجم یہود شاہد ہے

امر پر ہے کہ اسوقت حکم رجم ہماری شریعت مین موجود تھا اور اسلام احصان مین شرط نہ تھا اور نہین ممکن ہے حکم کرنا آن حضرت کا ساتھ

تورات کے برخلاف اپنی شریعت کے اسوجہ سے کہ احکام تورات کے منسوخ ہو گئے تھے پس اگر ہماری شریعت مین

حکم رجم کا اوسوقت مین نہوتا آپ کبھی رجم کا حکم نہ فرماتے اور آپ نے یہود سے سوال اونکے تورات کے حکم کا صرف

واسطے الزام یہود کے فرمایا تھا نہ اسواسطے کہ اوسی کے موافق حکم فرمادین فالصواب ان یقال ان ہذہ القصۃ دلت

علے عدم اشتراط الاحصان والحدیث المذکور دل علیہ والقول مقدم علے الفعل یعنے پس صحیح جواب بین طرف سے حنفیہ

اور مالکیہ کے یہ ہے کہ کہا جاوے کہ اس قصہ نے دلالت کی اوپر نہ شرط ہونے احصان اور اسلام کے اور حدیث سابق کا

یعنے من اشرک باللہ فلیس بمحصن وغیرہ نے دلالت کی اوپر اشتراط کے اور وہ حدیث قولی ہے اور حدیث قصہ رجم یہود

فعلی ہے اور قول مقدم ہے فعل پر پس جو امر قول نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اوسی پر عمل کرنا چاہیے مع ان فی

اشتراطہ احتیاطا وہو مطلوب فی باب الحدود باوجود اسکے کہ شرط لگانے مین اسلام کی احتیاط ہے اور احتیاط

باب حدود مین مطلوب ہے کذا حققہ ابن الہمام فی فتح القدیر ایسیہی تحقیق کیا ہے کمال الدین محمد بن عبد الواحد معروف

با بن الہمام نے فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین وہو تحقیق حسن الا انہ موقوف علے ثبوت الحدیث المذکور من طریق صحیح

انتہی یعنے اور وہ تحقیق اچھی ہے مگر یہ کہ موقوف ہے ثابت ہونے حدیث قولی پر کسی طریق معتبر و معتمد سے خلاصہ

مرام یہ ہے کہ اگرچہ حدیث رجم یہود سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ احصان مین اسلام شرط نہین ہے مگر چونکہ حنفیہ

کو ایک حدیث قولی ایسی مل گئی کہ اشتراط پر دلالت کرتی ہے اسوجہ سے اونہون نے کہا کہ احصان مین اسلام

شرط ہے اور موافق قاعدہ اصول کے اوسکو ترجیح دی فقط اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے

جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وان کانت العصر او المغرب او الفجر الخ یہ عبارت

دلیل ہے اس بات پر کہ اگر کوئی شخص صبح یا عصر کی فرض پڑھ چکا ہو تو وہ اگر اوس مسجد مین چلا جاوے جہان

صبح یا عصر کی نماز کی تکبیر یا جماعت ہو رہی ہے تو اوسکو امام اعظم کے نزدیک جماعت مین شامل ہونا نہ چاہیے

سو اس مسئلہ مین امام اعظم نے خلاف کیا ہے حدیث کا جو کہ ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی مین روایت ہے یزید بن

اسود سے شہدت مع رسول اللہ الخ اقول اس مقام پر بھی آپ نے عادت قدیمہ کو اختیار کیا کہ جو احادیث موافق

مذہب امام اعظم کے صحاح ستہ مین مروی ہین اونکو چھوڑ کے ایک حدیث جو بظاہر مخالف معلوم ہوتی ہے ذکر کر کے اعتراض

کر دیا ہے مثل رقیب حسود کے ہم آشنا نہین ہو جو راست راست بات ہو کہدین ہزار مین دیکھو صحیح مسلم مین ابوامامہ

سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صل الصبح ثم اقصر عن الصلوٰۃ حتے تطلع الشمس یعنے نماز صبح کی پڑھ

بعد اسکے نماز نہ پڑھی جاوے یہانتک کہ آفتاب طلوع کرے اور یہی اوسی روایت میں ہے ثم اقصر عن الصلوۃ حتی
تغرب الشمس یعنے بعد نماز عصر کے نماز نہ پڑھو یہانتک کہ غروب ہو جاوے آفتاب اور مسند اسحق میں راہویہ
اور سنن بیہقی میں علی مرتضے سے مروی ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی دبر کل صلوۃ مکتوبۃ الا الفجر
والعصر یعنے تھے آنحضرت صلعم پڑھتے نوافل ہر فرض کے بعد مگر نماز صبح اور نماز عصر کہ انکے بعد نفل نہیں پڑھتے تھے
اور صحیح مسلم میں حفصہؓ سے مروی ہے کان رسول اللہ اذا طلع الفجر لا یصلی الا رکعتین خفیفتین یعنے تھے آنحضرت صلعم
کہ جب طلوع کرتی صبح صادق نہیں پڑھتے تھے نوافل مگر دو رکعت قبل فرض کے اور سنن ابی داود میں ابن عمر
سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا تصلوا بعد الفجر الا سجدتین یعنے نہ پڑھو بعد طلوع
صبح صادق کوئی نماز نفل مگر دو رکعت سنت اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ابوسعید خدری سے مروی ہے
کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لا صلوۃ بعد الصبح حتی تطلع الشمس ولا صلوۃ بعد المغرب حتی تغرب الشمس
یعنے نہیں جائز ہے نماز نفل پڑھنا بعد نماز صبح کے یہانتک کہ طلوع کرے آفتاب اور نہیں جائز ہے بعد نماز
عصر کے یہانتک کہ غروب ہووے آفتاب اور صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ سے مروی ہے نہی رسول اللہ
عن الصلوۃ بعد الصبح حتی تطلع الشمس وعن الصلوۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس یعنے منع فرمایا آنحضرت صلعم نے
نماز سے بعد نماز صبح کے تا بہ طلوع آفتاب اور نماز سے بعد نماز عصر کے تا غروب آفتاب اور ترمذی نے لکھا ہے
وفی الباب عن علی وابن مسعود وابی سعید وابی ہریرۃ وعقبۃ بن عامر وابن عمر وسمرۃ بن جندب وسلمۃ بن الاکوع
وزید بن ثابت وعبد اللہ بن عمرو ومعاذ بن عفراء وکعب بن مرۃ وابی امامۃ وعمرو بن عبسۃ ویعلی بن امیۃ و
معاویۃ والصنابحی وعائشۃ انتہی یعنے اس باب ممانعت نماز میں بعد صبح اور بعد عصر کے روایت کی ہے آنحضرت سے
علی مرتضے اور عبد اللہ بن مسعود اور ابوسعید خدری اور ابوہریرہ اور عقبہ اور عبد اللہ بن عمر اور سمرہ اور سلمہ
اور زید اور عبد اللہ بن عمرو اور معاذ بن عفرا اور کعب بن مرہ اور ابوامامہ اور عمرو بن عبسہ اور یعلے
بن امیہ اور معاویہ اور عائشہ اور صنابحی نے اور قبل اس عبارت کے ترمذی نے ابن عباس سے روایت
کی ہے سمعت غیر واحد من اصحاب رسول اللہ منہم عمر بن الخطاب وکان من احبہم الی ان رسول اللہ صلعم
نہی عن الصلوۃ بعد الفجر حتی تطلع الشمس وعن الصلوۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس یعنے سنا میں نے بہت سے
صحابہ رسول اللہ صلعم سے اور منجملہ اونکے حضرت عمر ہیں اور تھے وہ سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نزدیک
میرے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے بعد نماز فجر کے یہانتک کہ طلوع کرے آفتاب اور
نماز سے بعد عصر کے یہانتک کہ غروب کرے آفتاب بعد اوسکے ترمذی نے لکھا ہے وہو قول اکثر الفقہاء
من اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم ومن بعدہم انہم کرہوا الصلوۃ بعد الصبح حتی تطلع الشمس وبعد العصر حتی

تغرب الشمس واما الصلوات الفوائت فلا باس ان تقضے بعد العصر وبعد الصبح انتہی یعنے یہی قول ہے
اکثر فقہاء کا صحابہ رسول سے اور بعد صحابہ کے تحقیق ان لوگون نے مکروہ سمجہا ہے نماز نفل کو بعد نماز صبح کے
تا طلوع آفتاب اور بعد عصر کے تا غروب آفتاب اور لیکن نماز قضا پس نہین مضائقہ ہی اس امر مین کہ ادا کیجاوے
بعد صبح اور بعد عصر کے ان احادیث سے اور ایسہی اور روایات سے جو صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث مین باسانید
صحیحہ مروی ہین یہ امر ثابت ہے کہ بعد نماز عصر کے تا بغروب آفتاب مطلقاً نوافل مکروہ ہین اور ایسہی بعد نماز
صبح کے تا بہ طلوع آفتاب اور ایسہی بعد طلوع صبح صادق کے تا طلوع آفتاب نوافل ممنوع ہین مگر دو رکعت
سنت فجر پس اسیوجہ سے حنفیہ کہتے ہین کہ جو شخص ایک مرتبہ صبح اور عصر کی فرض پڑہ چکا ہے اور پہر اوسنے
جماعت نماز کی کسی مسجد مین پائی تو وہ شریک نہو اسوجہ سے کہ اگر شریک ہوا تو یہ نماز اوسکے حق مین نفل
ہوگی جیسا کہ امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی اور حاکم اور ابن السکن اور ابن حبان
نے یزید بن الاسود سے روایت کی کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اون دو صحابی سے جو فرض گہر مین پڑہ
آئے تھے اور شریک جماعت نہین ہوے تھے فرمایا اذا صلیتما فی رحالکما ثم اتیتما مسجد جماعۃ فصلیا معہم
فانہا لکم نافلۃ یعنے جب نماز پڑہو تم اپنے گہرون مین پہر آؤ تم اوس مسجد مین کہ وہان جماعت ہو رہی ہو تو
شریک ہو جاؤ تم اونکے ساتہ پس تحقیق یہ نماز جماعت تمہارے واسطے نفل ہوگی اس حدیث سے صاف
معلوم ہوا کہ جب ایک مرتبہ فرض پڑہ چکا اور شریک جماعت ہوا تو یہ نماز جو جماعت کے ساتہ پڑہتا ہے
اوسکے واسطے نفل ہوگی پس اگر صبح اور عصر کی نماز پڑہنے کے بعد شریک جماعت ہوگا تو ادا کرنا نفل کا
بعد صبح اور عصر کے لازم آویگا اور وہ باحادیث صحیحہ ممنوع ہے اور مغرب مین ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ
جب ایک مرتبہ فرض مغرب پڑہ چکا اور پہر شریک جماعت ہوگیا تو یہ نماز اوسکے حق مین نفل ہوگی اور
نفل تین رکعت کی ہمارے دین مین نہین ہے پس جب شریک جماعت مغرب ہوا دو حال سے خالی نہین
یا تو امام کے ساتہ تین رکعت پر سلام پہیریگا اس صورت مین تین رکعت نفل پڑہنا لازم آویگا اور یا بعد
سلام امام کے چوتہی رکعت ملا دیگا اس صورت مین مخالفت امام کی لازم ہوگی اور یہ دونون شرعاً نہین
جائز ہین اسیوجہ سے عبد اللہ بن عمر نے فرمایا ہے من صلے صلوۃ المغرب فی بیتہ او الصبح ثم ادرکہما فلا یعیدہما
غیر ما قد صلاہما روایت کیا اسکو مالک نے موطا مین حاصل اسکا یہ ہے کہ جو شخص نماز مغرب اور صبح پڑہ چکا
اور پہر اوسنے جماعت پائی تو وہ شریک جماعت نہووے باقی رہی وہ حدیث جسکو آپ نے منشاء اعتراض
ٹہرایا ہے کیونکہ اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحابی جو گہر سے فرض صبح پڑہ کر آئے تھے و[illegible] آپ نے
جماعت شرکت کی تہرا فرمایا اوسکا جواب یہ ہے کہ وہ حدیث معارض ہے ساتہ اور احادیث صحیحہ کی اسوجہ سے کہ

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو صبح کی نماز ایک مرتبہ پڑھ چکا ہو وہ بھی دوبارہ شریک جماعت ہو سکتا ہے
اور احادیث صحیحہ جو صدہا طرق سے بہت سے صحابہ کے طریقہ سے باب معافت نوافل مین بعد نماز صبح اور نماز
عصر کے مروی ہین اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ بعد ادا کرنے نماز صبح اور عصر کے دوبارہ شریک جماعت نہ ہونے
اور جب دو حدیثون مین تعارض ہووے اس طرح پر کہ ایک امر کے جواز پر ایک حدیث دلالت کرے
اور دوسری حدیث اوسکے عدم جواز پر دلالت کرے تو احتیاطاً وہی حدیث مقدم کیجاتی ہے جس سے
ممانعت نکلتی ہے جیسا کہ کتب اصول مین تفصیل تمام مذکور ہے اسی سبب سے حنفیہ نے اون احادیث
کثیرہ پر عمل کیا جنسے ممانعت نکلی ہے اور اس حدیث پر عمل نہین کیا جو جواز پر دلالت کرتی ہے اور اگر آپ
اس قاعدہ کو نہ مانیے گا تو بڑی دقت آپ کو پیش آویگی اور ترک احادیث کثیرہ کا بمقابلہ ایک حدیث
کے لازم آویگا ہمکو بڑا تعجب ہے کہ ایک حدیث کے چھوڑنے کو تو آپ گوارا نہین کرتے ہین . اور حنفیہ پر
اعتراض اوسکی مخالفت کا کر رہے ہین اور بہت سی احادیث صحاح ستہ کو جو ممانعت پر دلالت کرتی ہین
واگذاشت کیے دیتی ہین سچ کہا ہے جسنے کہا ہے یک من علم را دہ من عقل باید فی الواقع اگر انسان کو عقل
وفہم نہووے تو صرف علم اوسکو مفید نہین ہوتا ہے بلکہ وہ علم اوسکے نقصان عقل کی وجہ سے راہ ضلالت تک
پہونچا دیتا ہے نعوذ باللہ منہ **قولہ** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ جس عورت کی شادی ہوئی ہو وہ
اگر زنا کرے تو اوسکو شہر سے نکالدینا اور درے مارنا دونون کام جائز نہین سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین
خلاف کیا ان دو حدیثون کا **اقول** کیون جھوٹ پر کمر باندھی ہے کچھ خدا کا بھی خوف باقی ہے یا نہین اگر بندون
سے حیا و شرم اڑادی اور یہ نہ سمجھے کہ ہمارے جھوٹ کی حقیقت کھل جاویگی مفت رسوائی ہوگی تو کیا خدا سے بھی شرم
باقی نہین ہے کون سنتا ہے کہانی تری اسے یا ر غلط ہے کیون بغل مین لیے پھرتا ہے تو طومار غلط ہے خدا جانے
کس احمق نے آپ کو یہ مسئلہ بتا دیا اور ہدایہ کا حوالہ دے دیا کہ آپ خوش ہو کے اعتراض کرنے لگے اور بسبب فخر و غرور
کے ایسے مدہوش ہوے کہ قرآن کو بھول گئے ورنہ اس بحث مین حدیثون کے بیان کی کیا ضرورت تھی خود
قرآن شریف مین آیت الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ سے حکم درے لگانے کا ثابت ہے
یہ آیت اعتراض جانے کے لیے کافی ووافی تھی یہ مسئلہ جو آپ نے بیان کیا ہے اسکا پتہ نشان ہدایہ مین کیا بلکہ
تمام کتب حنفیہ مین کہین نہین ہے ہدایہ اور وقایہ اور کنز اور شرح وقایہ بلکہ تمام کتب فقہ مین یہ امر صریح ہے
کہ جو عورت یا مرد محصن ہو اور زنا کرے تو وہ سنگسار کیا جاویگا اور محصن کہتے ہین اوس شخص کو جو حر مسلم مکلف ہو
اور نکاح صحیح وطی کر چکا ہو اور جو غیر محصن ہو اوسکو سو درے لگائے جاوین عبارت شرح وقایہ کی یہ ہے
و ہو للمحصن ای لحر مکلف مسلم وطی بنکاح صحیح وہما بصفۃ الاحصان رجمہ ولغیر المحصن جلدہ مائۃ انتہی اور ہدایہ مین

ہدایہ وغیرہ مین ہے پس جس عورت کی شادی نہوئی ہو بشرطیکہ وہ مکلفہ ہو یعنی بالغہ اور مجنونہ نہو اور حرہ ہو یعنی لونڈی نہو
اور مسلمہ ہو کافرہ نہو اوسے سو درے باتفاق حنفیہ مارے جاوینگے ہان شہر سے نکال دینا زنا کرنے والے کو حنفیہ کے
نزدیک حد مین داخل نہین ہے بلکہ بطور سیاست امام کو اختیار ہے **قولہ** (۱۴) ہدایہ وغیرہ حنفیہ کی کتابون مین لکھا ہے
کہ واسطے ثبوت رضاع کے فقط عورتون کی گواہی معتبر نہین اور یہ مذہب ہے امام اعظم کا سو اس مسئلہ مین خلاف کیا
امام اعظم نے اس حدیث کا جو کہ بخاری مین روایت ہے عقبہ سے کہ تحقیق اوسنے نکاح کیا یحیی کی مان کو جو بیٹی تھی
ابی اہاب کی پس آئی ایک عورت اور بولی مین نے دودہ دیا ہے تم دونون کو پس پوچھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پس
فرمایا کیونکر ہوگا اور تحقیق کہا گیا پس جدا کردیا عقبہ نے اور نکاح کیا عورت نے دوسرے کو **اقول** سبحان اللہ کیا
زمانے کا انقلاب ہے کہ جنکو حدیث کا ترجمہ کرنا بھی نہین آتا ہے اور ٹھیک ترجمہ اون سے نہین ہوسکتا ہے
وہ امام اعظم رضی اللہ عنہ پر مخالفت قرآن و حدیث کا الزام لگاتا ہے عوام کے بہکانے کو ناحق کا فتور اوٹھاتا ہے
ہم جو خطرہ ایمان سنتے تھے اب آنکھون سے دیکھتے ہین مفسد بدعقیدہ دین اسلام مین طرح طرح کے فسادے پیدا کرتے ہین
ایسے لوگون کی تحقیقات واہیہ سے بیچارے جاہلون کی دین برباد ہوتی ہے اسلئے ازراہ موافقت ظفر مبین ہم تمسے
اور تمہارے اقران و امثال سے نصیحۃً کہتے ہین کہ بے سمجھے بوجھے حدیث کے کسی امام پر اعتراض نہ کرو اور جبتک
استعداد علمی حاصل نہو میدان تحقیقات امور شرعیہ مین قدم نہ دہرو ورنہ جتنے فسادات دین مین واقع ہونگے
اور جتنے لوگ گمراہ ہوجائینگے ان سب کا وبال تمہاری گردن پر ہوگا اور روز حشر شرمندگی تمکو اٹھانا پڑیگا
؎ تکلف برطرف رنگ حنا کوئی نہ سمجھیگا ۞ ہمارے خون مین کیون آپ اپنے ہاتھ بھرتے ہین ۞ آپ ذرا صحیح بخاری کا
مطلب ہمسے سمجھ لیجیے اور اپنی ناسمجھی پر نادم ہوجیئے عبارت حدیث صحیح بخاری کی کتاب النکاح مین صفحہ ۷۶۵ مطبوعہ
مطبع احمدی جسکا حوالہ آپنے دیا ہے یہ ہے قال تزوجت امرأۃ فجاءتنا امرأۃ سوداء فقالت ارضعتکما فاتیت
النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقلت تزوجت فلانۃ بنت فلان فجاءتنا امرأۃ سوداء فقالت لی انی قد ارضعتکما وہی کاذبۃ
فاعرض عنی فاتیتہ من قبل وجہہ قلت انہا کاذبۃ قال کیف بہا وقد زعمت انہا ارضعتکما دعہا عنک ترجمہ اسکا یہ ہے
کہ کہا عقبہ نے نکاح کیا مین نے ساتھ ایک عورت کے پس آئی ہمارے پاس ایک عورت سیاہ حبشیہ اور کہا اوسنے
کہ مین نے تم دونون کو دودہ پلایا ہے پس آیا مین آن حضرت کے پاس اور کہا مین نے کہ نکاح کیا تھا مینے
فلانی عورت کے ساتھ پس آئی ہمارے پاس ایک حبشیہ اور کہا اوسنے کہ مین نے تم دونون کو دودہ پلایا ہے
اور وہ عورت جھوٹی ہے پس منہ پھیرلیا آن حضرت صلعم نے مجھسے اور کچھ جواب نہ دیا پس آیا مین سامنے سے آپکے
اور کہا کہ یا رسول اللہ صلعم وہ عورت جھوٹی ہے پس فرمایا آپنے کیونکر تو اوس عورت کے ساتھ جس سے نکاح
کیا ہے مباشرت کرسکتا ہے اور اوسکو رکھ سکتا ہے حال یہ ہے کہ اوس حبشیہ نے ایک بات تو کہدی کہ جس سے

یہ دونون کا بہائی بہن ہونا معلوم ہوتا ہے چہوڑ دے تو اوس عورت کو اور عبارت حدیث صحیح بخاری صفحہ ۶۷۴ کی
جسکا حوالہ آپ نے دیا ہے یہ ہے ان امراۃ سوداء جاءت فزعمت انہا ارضعتہما فذکر للنبی فاعرض عنہ وتبسم قال
کیف وقد قیل وکانت تحتہ ابنۃ ابی اہاب التیمی حاصل اسکا یہ ہے کہ تحقیق ایک عورت حبشیہ آئی اور کہا اوسنے کہ
دودہ پلایا مین نے ان دونون کو یعنے عقبہ کو اور اونکی بی بی جو بیٹی تہین ابو اہاب تیمی کی پس ذکر کیا عقبہ نے پیام
آنحضرت سے پس منہ پہیر لیا آپ نے اور تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کیونکر تو اوسکو رکہہ سکتا ہے حال یہ ہے کہ ایک
بات تو کہدی گئی اور بخاری نے اس حدیث کو باب تفسیر المشتبہات بیچ کتاب البیوع مین درج کیا ہے اور بہی
بخاری نے اس حدیث کی روایت کی ہے کتاب العلم مین باب الرحلۃ فی طلب العلم مین اور کتاب الشہادات کے
باب شہادۃ الاماء والعبید مین اور روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداود اور نسائی وغیرہ نے بہی ان تمام روایات
کے الفاظ اگر دیکہیے تو کہین اس امر کا نشان نہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کی گواہی کو
باب رضاعت مین مقبول فرمایا بلکہ ان احادیث سے صاف یہ ثابت ہے کہ آپ نے اوس عورت کے قول کو معتبر
نہین سمجہا اولاً تو اسوجہ سے کہ آپ نے پہلے عقبہ کے بیان پر روگردانی فرمائی اور یہ ظاہر ہے کہ اگر ایسی عورت کا
قول شرعاً مقبول ہوتا تو آپ اول ہی مرتبہ حکم فرمادیتے کہ رضاعت ثابت ہوگئی اور نکاح تمہارا باطل ہوگیا
ثانیاً اسوجہ سے کہ اگر رضاعت ثابت ہوگئی تہی تو آپ کیف وقد قیل نہ فرماتے بلکہ صاف کہدیتے کہ نکاح تیرا
باطل ہوگیا اس قول سے آپ کے معلوم ہوتا ہے کہ غرض بیان احتیاط ہے باین تقریر کہ گو وہ عورت جہوٹی ہو
اور قول اوسکا معتبر نہو مگر اب تمکو اپنی زوجہ سے معاشرت کرنا مناسب نہین ہے اسوجہ سے کہ ایک شبہہ رضاعت کا
زبان زد تو ہوگیا اور یہ امر کہہ تو دیا گیا پس اس حدیث سے اگر ثابت ہوا تو یہ ثابت ہوا کہ ایک عورت کی خبر رضاعت
دینے سے احتیاط ہی کہ ترک کردے اور مقام شبہات سے بچے اسی اشارہ کے واسطے بخاری نے اس حدیث کو
باب المشتبہات مین ذکر کیا اور اس امر کے حنفیہ بہی قائل ہین قاضی خان اپنے فتاوے مین لکہتے ہین رجل
تزوج امرأۃ فشہدت امرأۃ انہا ارضعتہما لا تثبت الحرمۃ بقولہا وان کانت عدلۃ وان تنزہ کان افضل انتہی
یعنے ایک شخص نے نکاح کیا ساتہ ایک عورت کے پس گواہی دی ایک عورت نے کہ اوسنے ان دونون زن و
مرد کو دودہ پلایا ہے پس اس صورت مین نہین ثابت ہوگی حرمت صرف اوس عورت کے کہنے سے اگرچہ وہ عورت
عادلہ ہو اور اگر احتراز کریگا تو یہ افضل ہے اور نہایہ مین ہے اذا وقع فی قلبہ انہا صادقۃ فالاحوط ان
یتنزہ عنہا سواء اخبرت بذلک قبل النکاح او بعدہ وسواء شہد بہ رجل او امرأۃ انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ جسوقت
رضاعت کی خبر ایک مرد یا ایک عورت دیوے اور مرد کے دل مین اوسکی سچائی کا خیال گذرے تو اوسکو افضل یہ ہے
کہ ایسی عورت سے جسکے سبب شبہہ رضاعت کا ہوا ہے اجتناب کرے خواہ قبل نکاح کے ہو یا بعد نکاح کے

اور ملا علی قاری مرقاة شرح مشکوة مین لکھتے ہیں واختلفوا فی قبول قول المرأة الواحدة بارضاع الزوجین فذہب
مالک وغیرہ الی قبولہ عملا بظاہر قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعقبة دعہا کما وقع فی بعض الروایات للبخاری وغیرہ من العلماء قالوا
ان الامر کان للاستحباب بدلیل قولہ کیف وقد قیل انتہی یعنے مختلف ہوے علماء قبول کرنے مین قول ایک عورت کے
درباب دودہ پلانے زن وشوہر کے پس گئے امام مالک وغیرہ طرف قبول کرنے قول ایک عورت کے بسبب ظاہر قول
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے عقبہ کے دعہا یعنے چھوڑ دو تم اپنی بی بی کو جیسا کہ بعض روایات بخاری
مین موجود ہے اور سوا اونکے اور علماء نے کہا ہے کہ یہ امر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے استحباب کے تھا
نہ واسطے وجوب کی بدلیل آپ کے قول کیف وقد قیل کے جو امر احتیاطی پر دلالت کرتا ہے اور فتح القدیر مین ہے
لاتقبل فی الرضاع شہادة النساء منفردات عن الرجال وانما یثبت بشہادة رجلین او رجل وامرأتین وقال مالک
یثبت بشہادة امرأة واحدة ان کانت موصوفة بالعدالة ونقل عن احمد واسحق والشافعی باربع نسوة والذی
فی المذہب شہادة امرأتین وکذا عنہ مالک انتہی یعنے نہین مقبول ہے رضاعت مین گواہی صرف عورتون کی اور
جز این نیست کہ ثابت ہوتی ہے رضاعت ساتھ گواہی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت کی اور کہا مالک نے جیسا کہ برآم
مین ہے کہ ثابت ہوتی ہے ساتھ گواہی ایک عورت کے اگر ہو موصوف ساتھ عدالت کے اور نقل کیا گیا ہے امام احمد
اور اسحق اور شافعی سے اعتبار کرنا چار عورتون کا اور وہ جو کہ مذہب مین ہے یہ ہے کہ ثابت ہوتی ہے رضاعت
ساتھ گواہی دو عورت کے اور ایسا ہی امام مالک کے نزدیک بعد اسکے فتح القدیر مین مرقوم ہے لنا ان ثبوت
الحرمة لاتقبل الفصل عن زوال النکاح والاملاک لاتزال الا بشہادة رجلین او رجل وامرأتین انتہی یعنے ہماری
دلیل یہ ہے کہ ثبوت حرمت نہین جدا ہوتی ہے زوال نکاح سے یعنے جب حرمت رضاعت ثابت ہوگی ملک
نکاح زائل ہو جائیگی اور زوال ملک نہین ہوتا ہے مگر ساتھ گواہی دو مرد یا ایک مرد دو عورت کے پھر بعد اسکے مرقوم ہے
واما الحدیث فکان للتورع انتہی یعنے لیکن حدیث عقبہ کی پس محمول ہے اوپر احتیاط اور تقوے کے اور اصل
جو امر حدیث سے ثابت ہے امام ابو حنیفہ بھی اوسکے منکر نہین ہین اور جس امر کے وہ قائل ہین اوسکے
خلاف پر حدیث عقبہ کی کیا کوئی حدیث دلالت نہین کرتی ہے پس اعتراض کرنا اوپر محض مہمل ہے اور زیادہ
تحقیق اس مسئلہ کی رسالہ الافصاح عن حکم شہادة المرأة فی الرضاع مین موجود ہے جسکو شوق تحقیق ہو
(تصنیف مولوی ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی ۱۲)
اوسکو دیکھ لے قولہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ مرد یا اوسکی عورت مسلمان ہوکر دار الحرب سے
دار الاسلام مین آجاوے تو اونکا نکاح آپسمین ٹوٹ جاتا ہے سو امام اعظم نے خلاف کیا اس حدیث کا جو کہ مسند
امام احمد اور ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ مین روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا پھیر دی رسول اللہ نے
اپنی بیٹی ابی العاص بن الربیع کو پہلے نکاح کے ساتھ اور نہ نکاح کیا اوسکا نیا اقول کلام امام اعظم

اور اونکے مقلدون سے عداوت قلبی ہے یا اتہام کرنے کی عادت جبلی ہے کہ جس قول کے امام اعظم قائل ہون اگرچہ وہ موافق قرآن شریف کے ہو اور ایک جم غفیر فقہاء و محدثین کا اونکے ساتھ ہو پھر بھی ہٹ دہرمی سے نشانہ بنانا اونکے قول کو خلاف حدیث لکھدینا بدنامی دنیا و مواخذہ اخروی کا خیال نکرنا تمہارا ہی کام ہے اسیوجہ سے تمہارا فرقہ خارج از دائرہ اسلام ہی ہے ہٹ دہرم تہمت لگانا چھوڑ دے + راستی پر آ خدا کو مانکر + لطف یہ ہے کہ جن کتب حدیث سے آپ احادیث نقل کرتے ہین اونہین اگر اوسمین کچھ موافق امام اعظم کے لکھا ہو تو اوسکو نہین دیکھتے یا عمداً چھوڑ دیتے ہین اس ہٹ دہرمی کا نتیجہ آپ کو دنیا و آخرت دونون مین ملیگا نامۂ اعمال آپکا ایسی حرکتون سے سیاہ رہیگا اور اگر سفید کبھی جو آہ مین تاثیر ہو گئی + کہیگا ہائے ہائے کے اثر میں ہو گئی + دیکھیے جامع ترمذی کی کتاب النکاح مین باب ما جاء فی الزوجین المشرکین یسلم احدہما مین موجود ہے حدثنا احمد بن منیع و ہناد یعنے خبر دی ہمکو احمد بیٹے منیع نے اور ہناد نے قالا حدثنا ابو معاویۃ کہا اونہون نے کہ خبر دی ہمکو ابو معاویہ نے عن الحجاج حجاج نے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ اونہون نے روایت کی عمرو بیٹے شعیب سے اونہون نے اپنے باپ شعیب سے اونہون نے اپنے دادا سے یعنے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ان رسول اللہ رد ابنتہ زینب علی ابی العاص بن الربیع بمہر جدید و نکاح جدید یعنے آن حضرت نے پھیر دیا اپنی بیٹی زینب کو اونکے خاوند ابو العاص پر ساتھ نئے مہر اور نئے نکاح کے یعنے آپ کی صاحبزادی نے ہجرت کی تھی مکہ معظمہ سے حالت اسلام مین اور شوہر اونکے کافر تھے بعد اوسکے جب وہ اسلام لائے اور مدینہ مین حاضر ہوئے تب آن حضرت نے زینب سے اونکا نیا نکاح کر دیا اسوجہ سے کہ نکاح سابق بسبب ہجرت کرنے زینب کے اور باقی رہنے اونکے شوہر کے کفر پر ٹوٹ گیا ہذا حدیث فی اسنادہ مقال والعمل علی ہذا الحدیث یعنے اس حدیث کی سند مین کچھ گفتگو ہے اور عمل ائمہ کا اسی حدیث پر ہے حدثنا ہناد حدثنا یونس بن بکیر یعنے خبر دی ہمکو ہناد نے اونہون نے کہا کہ خبر دی ہمکو یونس فرزند بکیر نے عن محمد بن اسحق محمد بن اسحق سے کہا اونہون نے حدثنی داؤد بن حصین کہ خبر دی ہمکو داؤد بن حصین نے عن عکرمۃ عن ابن عباس اونہون نے روایت کی عکرمہ سے اونہون نے عبداللہ بن عباس سے قال رد النبی ابنتہ زینب علی ابی العاص بعد ست سنین بالنکاح الاول ولم یحدث نکاحا کہا ابن عباس نے کہ پھیر دیا آن حضرت نے زینب کو ابو العاص پر بعد چھ برس کے ساتھ نکاح سابق کے اور نیا نکاح نہین کیا ہذا حدیث لیس بہ باس ولکن لا نعرف وجہ الحدیث ولعلہ قد جاء ہذا من قبل داؤد بن الحصین من قبل حفظہ یعنے اس حدیث کی سند قابل اعتبار کے ہے لیکن نہین سمجھتے ہین ہم وجہ اسکی کہ آپ نے باوجود نکاح ٹوٹ جانے کے کیونکر نکاح سابق کا اعتبار کیا اور شاید خرابی ہوئی اس روایت مین داؤد بن حصین کے حفظ سے کہ وہ قلیل الحفظ تھے بعد اسکے ترمذی نے یزید بن ہارون سے نقل کیا حدیث ابن عباس اجود اسنادا والعمل علی حدیث عمرو بن شعیب یعنے حدیث ابن عباس کی اسناد جید اور قوی ہے اور عمل اوپر حدیث عمرو بن شعیب کے ہے

کہ جسمین تجدید نکاح مذکور ہے اور محمد بن عبد الباقی [illegible] نی نے شرح مواہب لدنیہ مین لکھا ہے قال السہیلی ان کان

اصح اسناداً لم یقل بہ احد من الفقہاء لان الاسلام فرق بینہما قال اللہ تعالے لاہن حل لہم ولاہم یحلون لہن قال و

من جمع بینہما قال معنی حدیث ابن عباس علی مثل النکاح الاول فی الصداق لم یزد علیہ شرطا ولا غیرہ انتہی یعنے کہا

سہیلی نے کہ حدیث ابن عباس کی کہ جسمین نکاح سابق کا باقی رکہنا مذکور ہے اگرچہ اسناد اوسکا صحیح و اقوی ہے

دوسری حدیث سے لیکن نہین قائل ہوا اوسکا کوئی شخص فقہاء امت اسلامیہ سے کیونکہ اسلام نے تفریق کر دی

درمیان اون دونون کے یعنے جب ایک زن و شوہر سے اسلام لایا اور دوسرا کافر رہا نکاح اوسکا ٹوٹ گیا

فرمایا حق جل شانہ نے سورۂ ممتحنہ مین لاہن حل لہم ولاہم یحلون لہن یعنے نہین حلال ہین مسلمان عورتین کافرونکو

اور نہ حلال ہین مرد کافر اون عورتون کو بعد اوسکے سہیلی نے کہا کہ جس شخص نے تطبیق دی درمیان حدیث

ابن عباس کے اور حدیث عمرو بن شعیب کے اوسنے یہ کہا کہ مراد روایت ابن عباس مین یہ نہین ہے کہ نیا نکاح

نہین کیا بلکہ مراد یہ ہے کہ مثل نکاح سابق کے مہر وغیرہ مین نکاح کر دیا اور کسی شرط وغیرہ کو زائد نہین کیا اور آپکے

مقتدی و مستند جنکی عبارت آپ جابجا نقل کرتے ہین مسک الختام شرح بلوغ المرام مین تفسیر اس حدیث مین

جسکو آپ نے منشاء اعتراض بنایا ہے لکھتے ہین انیجا معلوم شد کہ تقریر مسلمہ زیر کافر چون اسلام وے از

اسلام او متاخر باشد با وجود انقضاے عدت جائز نیست ولیکن احدے باین نرفتہ و ابن عبد البر بر عدم

ذہاب بسوے این اجماع نقل کردہ و اشارہ نمودہ کہ بعض اہل ظاہر قائل بجواز اند و قول ایشان مردود است باجماع

انتہی الغرض حدیث ابن عباس کی جسکو آپ نے منشاء اعتراض بنایا ہے ظاہر اوس سے یہ معلوم ہوتا ہے

کہ اگر عورت مسلمان ہو کے دار الحرب سے دار الاسلام مین چلی آوے اور شوہر کئی برس کے بعد مسلمان ہو کے

آوے نکاح سابق اون دونون کا باقی رہیگا اس امر کا کوئی قائل نہین ہوا اور اگر کوئی قائل بھی ہوا تو قول اوسکا

مردود کر دیا گیا پس اس حدیث کے ظاہر کو واگذاشت کرنے مین صرف امام اعظم کیون مورد اعتراض بنائے گئے

ظاہر اس حدیث کو تو تمام صحابہ اور جمہور تابعین و مجتہدین و محدثین چھوڑے ہوے ہین اور اس حدیث کے

جواب مین طرح طرح کی گفتگو کرتے ہین اور کیون نہ چھوڑینگے کہ ظاہر مضمون اس حدیث کا مخالف ہے آیات

قرآنیہ و احادیث مشہورہ و اصول شرعیہ کے اسوجہ سے کہ یہ سب اس امر پر دال ہین کہ مسلمان عورت کافر کے

نکاح مین اگر وہ ساتھ اسلام لانے کے باقی نہین رہتی ہے پس ضرور ہے کہ یا تو حدیث ابن عباس کی روایت

مین کسی راوی کو شبہہ ہو گیا جیسا کہ ترمذی نے ذکر کیا یا مطلب اوسکا وہ ہے جو سہیلی نے لکھا **قولہ** ہدایہ

وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ قبل ذبح سر مقدم اسنے سے دم یعنے جانور ذبح کرنا آتا ہے سو امام اعظم اور

[illegible] نے اس مسئلہ مین خلاف کیا اس حدیث کا جو بخاری اور مسلم مین روایت ہے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ

آیا حضرتؐ کے پاس ایک شخص اور کہا نہین جانتا تھا مین پس منڈا دیا مین نے سر کو پہلے ذبح کرنے کے پس فرمایا کہ ذبح کر لے اب اور نہین ہے گناہ **اقول** حیثم بد دور جو اعتراض آپکا ہوتا ہے آپ کی لیاقت علم و مقدار فہم کو ظاہر کر دیتا ہے تعجب ہے اس سمجھ پر یہ جرأت اتنی آپ کو تمیز نہین کہ اس حدیث مین اور قول امام مین کیا مخالفت ہے اس حدیث سے تو اتنا ہی ثابت ہے کہ جو حاجی نادانستہ پہلے ذبح کے سمنا مین سر منڈا ڈالے تو اوسپر کچہ گناہ نہین ہے اور یہ نہین ثابت ہے کہ دم بھی نہین ہے تا مخالفت لازم آوے گناہ کا ہونا اور چیز ہے اور دم کا لازم آنا اور چیز ہے ایسی صورتین شرع مین بہت ہین کہ جنمین گناہ اخروی نہین ہوتا ہے مگر کوئی اور بدلہ لازم آتا ہے مثلاً اگر ایک شخص نے نادانستگی سے کسیکا مال تلف کر ڈالا اوسپر گناہ نہوگا مگر قیمت مالک کو دینا پڑیگی یا کسینے نادانستگی سے نماز مین باتین کرنا شروع کین اوسپر گناہ نہوگا مگر قضا لازم ہوگی یا کسیتے تیر کسی شکار کو لگایا اور اتفاقاً وہ تیر کسی آدمی کے لگ گیا اور وہ مرگیا اوس شخص پر گناہ نہوگا مگر دیت دینا پڑیگی ایسی اور بہی صورتین ہین پس گناہ لازم نہونے سے یہ کہان ثابت ہوا کہ کچہ بھی اوسپر لازم نہوگا اور دم دینا نہ پڑیگا **قولہ**[۱۳] ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ جو شخص اپنے غلام کو قتل کر ڈالے اوسکو نہ قتل کرنا چاہیے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا اس حدیث کا کہ فرمایا رسول اللہؐ نے جو شخص قتل کریگا اپنے غلام کو قتل کرینگے ہم اوسکو اور جو شخص کہ کاٹیگا اعضا اپنے غلام کے کاٹینگے ہم اعضا اوسکے **اقول**[۵] ذرا خدا سے ڈرو اسے ستم جفا نکرو ☆ ذرا یہ سوچو تو کیا ہم خدا نہین رکہتے ☆ یہ جو حدیث آپنے نقل کی جو سنن ابو داؤد اور ابن ماجہ وغیرہ مین مروی ہے حنفیہ کے نزدیک محمول ہے سیاست پر یعنے جو شخص اپنے غلام کو قتل کرے اوسکو ہم قتل کرینگے بغرض تعزیر و سیاست اور حنفیہ کے موافق یہ حدیثین وارد ہین دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لا یقتل حر بعبد یعنے نہ مارا جاوے قصاص مین حر بمقابلہ عبد کے اور بہی اونہین دونون نے روایت کی حضرت علی رضؓ سے کہ کہا اونہون نے من السنۃ ان لا یقتل حر بعبد یعنے سنت اور طریقہ شرعیہ یہ ہے کہ نہ قتل کیا جاوے حر بعوض غلام کے اور امام احمد نے عبد اللہ بن عمرو ابن العاص سے روایت کی ان ابا بکر و عمر کانا لا یقتلان الحر بقتل العبد یعنے تھے ابو بکر صدیق اور عمر بن الخطاب کہ نہین قتل کرتے تھے اوس حر کو کہ قتل کرے غلام کو اور دارقطنی نے روایت کی ان رجلا قتل عبدہ متعمدا فجلدہ النبیؐ ونفاہ سنۃ ومحی سہمہ من المسلمین ولم یقدہ بہ یعنے ایک شخص نے قتل کیا اپنے غلام کو قصداً پس دُرّے مارے آنحضرتؐ نے اوسکو اور شہر بدر کر دیا ایک سال تک اور محو کر دیا حصہ اوسکا دفتر اہل اسلام سے اور نہ قصاص لیا **قولہ**[۱۴] ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے بیٹے یا بہن کا نکاح اس شرط پر کسی سے کر دے کہ وہ اپنے بیٹے یا اپنی بہن نکاح مین اسکو دیوے اور مہر کچہ نہ باندھے تو اس صورت مین نکاح دونون کا صحیح ہے لیکن دونون کو مہر مثل دینا آویگا سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا اس حدیث کے جو کہ بخاری و مسلم مین روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ کہا منع فرمایا رسول خدا نے شغار سے

اور شغار یہ ہی کہ نکاح کر دے مرد اپنی بیٹی کا اس شرط پر کہ نکاح کر دے اوس سے دوسرا اپنی بیٹی کا اور نہو درمیان
اوسکے مہر **اقول س ۵** دشنام اگر تو نہین مجہے دیگا تو رات دن ہ بگڑے گا کیا مرا تری ہوگی زبان خراب ہ نعلوم نہین
آپ نے مخالفت کسکا نام رکہا ہی اور کیا مقصود اس سے آپکا ہے کہ جہان مخالفت نہ بہی ہو آپ اوسکو مخالفت
کہد یتے ہین اور امام کو مورد الزام بنا دیتے ہین ہم تو پوچہتے ہین کہ اس حدیث مین اور مذہب امام مین کیونکر مخالفت
ہوئی مخالفت تو جب ہوتی کہ کسی حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی کہ نکاح شغار بالکل باطل ہی یا غیر صحیح ہی یا اوسمین
مہر واجب نہین ہے صرف روایات مین اسقدر ثابت ہوا کہ نکاح شغار سے جو جاہلیت مین کفار مین مروج تہا
آنحضرت نے منع فرمایا اس سے اگر ثابت ہوا تو اوسکا ممنوع ہونا اور ایسے نکاح کرنے والے کا گنہگار ہونا ثابت ہوا
اور اسکے امام بہی قائل ہین لیکن یہ کیا ضرور ہے کہ جو فعل شرعاً ممنوع ہووے وہ بالکل باطل ہو جاوے اور
اوسپر کوئی حکم مرتب نہووے عینی کی شرح ہدایہ مین مرقوم ہے النہی الوارد فیہ انما کان من اجل اخلائہ عن تسمیۃ المہر
وترکہ بالکلیۃ کما کانت عادۃ الجاہلیۃ لا لعین النکاح فاشبہ البیع وقت النداء والنکاح لا یبطلہ خلوہ من تسمیۃ المہر
انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ شغار سے جو نہی وارد ہے اسوجہ سے نہین کہ ایسے نکاح کی ذات مین کچہ فساد ہی بلکہ بوجہ
خالی ہونے اوسکے مقرر کرنے مہر سے اور نہ دینے مہر سے جیسا کہ عادت ارباب جاہلیت کی تہی کہ ایک دوسرے سے
نکاح اپنے کسی عزیز و قریب کا کر دیتا اس شرط پر کہ وہ اپنے عزیز و قریب کا نکاح اسکے ساتہ کر دیوے اور مہر
طرفین سے کسیکو نہ دینا پڑے پس چونکہ یہ نکاح خالی مہر سے ہوا کرتا تہا اور ہماری شریعت مین کوئی نکاح بدون
مہر کے نہین جائز ہے اسوجہ سے آپ نے اس نکاح سے منع فرمایا پس مشابہ ہے صورت بیع وقت النداء کے ہے
یعنے بوقت اذان جمعہ کے خرید و فروخت کی ممانعت وارد ہوئی بنص قرآنی یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ
من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع یعنے اے مسلمانو جب کہ اذان دیجاوے واسطے نماز کے جمعہ کے روز
پس چلو تم واسطے سننے ذکر الہی کے یعنے خطبہ کے اور چہوڑ دو تم بیچنے کو پس یہ ممانعت صرف اسی وجہ سے ہے کہ
اوسوقت کاروبار تجارت کرنے سے اور امور دنیویہ مین مشغول رہنے سے نماز جمعہ کی ادا کرنے مین اور خطبہ سننے مین
تاخیر ہوگی پس اگر کسی نے اوسوقت معاملہ کیا وہ گنہگار ہوگا نہ یہ کہ وہ معاملہ اوسکا بالکلیہ باطل ہو جاوے گا
ایسیہی نکاح شغار چونکہ بلا مہر ہوا کرتا تہا اور ایسے نکاح مین کوئی مہر نہ دیتا تہا اسوجہ سے آپ نے اوسکی ممانعت فرمائی
اس سے یہ نہین لازم ہے کہ اگر کوئی ایسا نکاح کرے تو وہ بالکل باطل ہو جاوے اسوجہ سے کہ نکاح بوجہ عدم تقرر
مہر کے باطل نہین ہوتا ہی بلکہ مہر مثل واجب ہو جاتا ہی یعنے اگر کوئی عورت کسی مرد سے نکاح کرے بدون ذکر مہر
کے یا شرط لگا دے کہ مہر نہین ہے اس صورت مین نکاح صحیح ہو جاوے گا اور مہر مثل دینا پڑے گا اور شرط کرنا اوسکا
کہ ہم مہر نہ دینگے لغو ہو جاوے گا اسیطرح نکاح شغار مین مہر طرفین سے واجب ہو جاوے گا اور شرط کرنا ہر ایک کا لغو ہو جاویگا

قولہ [صفحہ ١٢٥] کہا طیبی نے نہین ہے صحیح نذر اوسکی یعنے کافر کی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے خلاف کیا ان
تین حدیثون کا **اقول ۵** جہوٹی باتین چہوڑ دے اے ناسمجہ * راستی پر آ خدا کو مان کر * یہ جو حدیثین آپ نے
بیان کین انسے صرف اسیقدر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت نے کافرون کی نذر کے وفا کرنے کو فرمایا خلاصہ پہلی حدیث کا
تو یہ ہے کہ حضرت عمر نے حالت کفر مین نذر اعتکاف کی مسجد حرام مین کی تہی آپ نے اونسے فرمایا کہ تم اپنی نذر پوری کرو
اور دوسری حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے حالت کفر مین نذر کی تہی کہ مین ایک اونٹ مقام بوانہ مین ذبح کرونگا
آپ نے اوس سے فرمایا کہ پوری کر نذر اپنی اور خلاصہ تیسری حدیث کا بہی مثل اسی کے ہے اور ان احادیث مین اور مذہب
امام مین کچہ مخالفت نہین ہے امام جو کہتے ہین کہ نذر کافر کی جو حالت کفر مین ہو اوسکا ایفا واجب نہین ہے اوسکی
وجہ یہ ہے کہ نذر وہ ہے کہ جو بغرض تقرب الی اللہ کیجاوے اور غیر خدا کی عبادت اور تعظیم اوسمین مقصود نہووے اور کافر
جو نذر کرتا ہے اوسمین اوسکو صرف تقرب الی اللہ مقصود نہین ہوتا ہے بلکہ اپنے باطل معبودون کی خوشنودی کو وہ
ملحوظ رکہتا ہے پس یہ نذر اوسکی نذر غیر شرعی ہوئی پس بالضرور اوسکی وفا نہ لازم ہوگی طحاوی نے شرح معانی الآثار
مین چند طرق سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے من نذر ان یطیع اللہ فلیطعہ ومن نذر ان یعصیہ
فلا یعصہ یعنے جو شخص نذر عبادت الہی کی کرے پس لازم ہے اوسپر کہ وفا کرے اور جو نذر گناہ کے کرے اوسکو لازم ہے
کہ گناہ نکرے بعد اوسکے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ نے انما النذر ما ابتغی بہ وجہ اللہ یعنے جز این نیست
نذر وہ ہے کہ مقصود اوس سے ذات الہی ہو بعد اوسکے ترقیم کیا قالوا فلما کانت النذور اذا کانت مما یتقرب
بہا الی اللہ ولا یجب اذا کانت فی معاصی اللہ وکان الکافر اذا قال للہ علی صیام او قال للہ علی اعتکاف فہو یفعل
ذلک لم یکن بہ متقربا الی اللہ وہو فی ذلک وقت ما اوجبہ انما قصد بہ التقرب الی ربہ الذی یعبدہ دون اللہ وذلک
معصیۃ فدخل ذلک فی قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا نذر فی معصیۃ اللہ وقد یجوز ان یکون قول رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اوف بنذرک لیس من طریق ان ذلک واجب علیہ ولکن علے انہ قد کان سمح فی حال ما نذرہ ان
یفعلہ فہو معصیۃ اللہ فامرہ ان یفعلہ علے انہ طاعۃ اللہ انتہی خلاصہ اسکا یہ ہے کہ چونکہ نذر جسکی وفا شرعًا واجب ہے
وہی ہے جو بقصد تقرب الی اللہ ہوا ور نذر کافر کی اپنے معبودون کے تقرب کے واسطے ہوتی ہے اسوجہ سے وفا
اوسکی واجب نہین ہے اور آنحضرتؐ کا حضرت عمر وغیرہ کو حکم وفا کا فرمانا بطور وجوب کے نہ تہا بلکہ بطور ارشاد
واستحباب تہا اس غرض سے کہ جس عبادت کی نذر حالت کفر مین کیجاوے اوسکی وفا اگر حالت اسلام مین بغرض
تقرب الی اللہ ہو تو بہتر ہے پس یہ حقیقت مین وفا اوس نذر کی نہین بلکہ مثل اسکے ایک طاعت الہی جدا گانہ ہے
قولہ [صفحہ ١٢٦] ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ رکوع اور سجود مین طمانینت فرض نہین اور یہ مذہب امام اعظم
اونکے شاگرد محمد کا ہے سو امام اعظم نے اور اونکے شاگرد محمد نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ان دو حدیثون کا پہلی حدیث

بخاری اور مسلم مین روایت ہے ابوہریرہ سے الخ **اقول** اس مقام پر بھی آپ نے قدیم چال کو اختیار کیا یعنی بیجا بیجا
حکم مخالفت کا لگا دیا ع وہی گرتے ہین اوندہے منہ بہت جو جلد چلتے ہین * اسی اندیشے سے چلتے ہین ہم آہستہ
آہستہ * یہ دو حدیثین جو آپ نے بیان کین انکا خلاصہ تو صرف اسقدر ہی کہ ایک اعرابی نے روبروے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے نماز جلدی جلدی ادا کی اور اطمینان حالت رکوع اور سجود مین اور بعد رکوع کے کہڑے ہونے مین اور
درمیان دو سجدون کے بیٹھنے مین ترک کر دیا آپ نے اوس سے فرمایا کہ تو پہر نماز پڑہ بعد اوسکے پہر وہ اعرابی بہی
نماز پڑہ کے آیا پہر آپ نے اعادہ کا حکم فرمایا پہر اوسنے ویسی ہی نماز پڑہی پہر آپ نے وہی حکم دیا چوتہی بار اوسنے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجکو سواے اس طریقے کے اور طریقہ نماز کا نہین معلوم ہی آپ مجکو سکہا دیجیے تب آپنے
اوسکو نماز کا طریقہ مسنون تعلیم فرمایا اور رکوع اور سجود مین اور درمیان کے جلسہ مین اور درمیان رکوع و سجود کے
قیام مین اطمینان کا حکم فرمایا اس حدیث سے نہ تو یہ معلوم ہوا کہ یہ اطمینان ان مقامات مین فرض ہی اور نہ یہ
معلوم ہوا کہ سنت یا واجب ہے البتہ اسقدر ثابت ہوا کہ جو شخص ایسی جلدی سے نماز پڑہے کہ ان مقامات مین
اطمینان ترک کرے اوسپر اعادہ اوس نماز کا لازم ہے سو یہ امر ہرگز مخالف مذہب امام اعظم کے نہین ہی اسوجہ سے
کہ امام کے نزدیک اگرچہ اطمینان ان مقامات مین فرض اور رکن مثل رکوع اور سجود اور قیام کے نہین ہی مگر ایسا بہی
نہین کہ بے اطمینان کے نماز اونکے نزدیک کامل ہو جاتی ہو بلکہ موافق تصریح اور تحقیق بعض مشایخ کے اطمینان
اونکے نزدیک واجب ہے کہ جسکے قصداً ترک کرنے سے نماز ناقص ہوتی ہے اور اعادہ اوسکا واجب ہوتا ہی
اور سہواً ترک کرنے سے سجدہ سہو لازم آتا ہی اور موافق تحقیق بعض مشایخ کے سنت موکدہ ہے اور سنت موکدہ کی
ترک سے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے اور ایسی نماز کا بہی اعادہ ضرور ہے ہدایہ اور اوسکی شرح عینی مین موجود ہے

ثم القومة اي بعد الركوع والجلسة اي بين السجدتين سنة عندهما اي عند ابي حنيفة ومحمد وكذا الطمانينة اي وكذا الاطمينان
في الركوع والسجود وسنة عندهما في تخريج الجرجاني وفي تخريج الكرخي واجبة حتى تجب سجدة السهو بتركها انتهى یعنے قیام
بعد رکوع کے اور جلسہ درمیان دو سجدون کے سنت موکدہ ہے نزدیک ابو حنیفہ اور محمد کے اور ایسی ہی اطمینان
حالت رکوع اور سجود مین سنت ہے اونکے نزدیک موافق تحقیق ابو عبد اللہ جرجانی کے اور موافق تحقیق کرخی کے
واجب ہی یہانتک کہ واجب ہوگا سجدۂ سہو بسبب ترک اوسکے اور بہی ہدایہ اور اوسکی شرح عینی مین دوسرے
مقام مین مذکور ہے وتعاد على وجه غير مكروه وهو الحكم في كل صلوة اديت مع الكراهة ليكون الاداء على نوع الوجوب
فان ترك واجبا من واجبات الصلوة يجب ان تعاد انتهى یعنے جو نماز ساتہ کراہت کے ادا کی گئی ہو وہ اعادہ
کیجاوے بطرز غیر مکروہ اور یہی حکم ہے ہر نماز کا کہ ادا کی گئی ہو ساتہ کراہت کے تاکہ ہو وے ادا موافق وجوب کے
پس اگر ترک کرے نماز پڑہنے والا کوئی واجب واجبات نماز سے پس واجب ہے کہ اعادہ کیجاوے وہ نماز

اور پھر اچھی طرح سے پڑھی جاوے اور شرح وقایہ مین اثناء ذکر واجبات نماز مین مرقوم ہے وتعدیل الارکان

وھو الاطمینان فی الرکوع کذا فی السجود وکذا الاطمینان بین الرکوع والسجود وبین السجدتین انتہی یعنے منجملہ واجبات

کے تعدیل ارکان ہے اور وہ عبارت ہے اطمینان سے رکوع اور سجدے مین اور ایسیہی اطمینان درمیان رکوع اور

سجود کے اور درمیان دونون سجدے کے اور شرح شرح وقایہ مسمے بہ السعایہ فی کشف ما فی شرح الوقایہ مین کہ جسکے

مثل شروح شرح وقایہ مین کوئی شرح نہین ہے اس مقام مین خوب تحقیق کی ہے بقدر ضرورت اوسکی عبارت نقل

کیجاتی ہے کہ سمجھدار کو اسقدر تحقیق کافی ووافی ہے وخلاصۃ المرام ان الطمانینۃ فی الرکوع والسجود وفی القومۃ

وفی الجلسۃ کلھا فرض علے رأے الشافعی وابی یوسف یعنے خلاصہ مقصد یہ ہے کہ اطمینان رکوع اور سجدے اور قومہ

مین یعنے درمیان رکوع وسجود کے قیام اور درمیان دونون سجدون کے جلسہ مین یہ سب جگہ اطمینان فرض ہے

امام شافعی اور امام ابو یوسف کے نزدیک واما عند ابی حنیفۃ ومحمد فالطمانینۃ فی الاولیین واجب علی الاصح خلافا لما خرجہ

الجرجانی اور لیکن نزدیک ابو حنیفہ اور محمد کی پس اطمینان رکوع اور سجود مین واجب ہے موافق قول اصح ومعتبر کے

برخلاف تحقیق ابو عبد اللہ جرجانی کہ وہ سنت کہتے ہین والاخریان وکذا الطمانینۃ فیھما سنۃ باتفاق تخریجھا اور قیام

درمیان رکوع اور سجدے کے اور جلسہ درمیان دونون سجدون کے اور ایسیہی اطمینان ان دونون مین سنت ہے

باتفاق تخریج جرجانی اور کرخی کے ہذا ھو المستفاد من کتب القدماء یہ وہ ہے کہ حاصل ہوتا ہے کتب قدماء حنفیہ سے

واختار المحققون من المتاخرین وجوب القومۃ والجلسۃ مع وجوب الطمانینۃ فیھما ایضا عند ابی حنیفۃ ومحمد اور اختیار

کیا ہے محققین نے متاخرین حنفیہ سے اس امر کو کہ قیام درمیان رکوع اور سجود کے اور جلسہ درمیان دونون

سجدون کے اور ایسیہی اطمینان ان دونون مین واجب ہین نزدیک ابو حنیفہ اور محمد کے وھو الاصح بالنظر الدقیق

اور یہی قول اصح اور معتبر ہے فقال ابن الھمام فی فتح القدیر پس کہا ابن ہمام نے فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین ینبغی

ان تکون القومۃ والجلسۃ ایضا واجبتین للمواظبۃ چاہیے کہ ہووے قیام درمیان رکوع اور سجدے کے اور جلسہ

درمیان دونون سجدون کے بھی واجب نزدیک ابو حنیفہ اور محمد کے بسبب مواظبت کے یعنے آن حضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے اسپر ہمیشگی کی ہے اور کبھی اسکو ترک نہین کیا اور مواظبت آپ کی کسی فعل پر اوسکو واجب

کر دیتی ہے ولما روی اصحاب السنن الاربعۃ والدارقطنی والبیہقی من حدیث ابن مسعود عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم

اور بسبب اسکے کہ روایت کیا ترمذی اور نسائی اور ابو داود اور ابن ماجہ اور دارقطنی اور بیہقی نے بروایت عبد اللہ

بن مسعود کے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے لا تجزی صلوۃ لا یقیم الرجل فیھا ظھرہ فی الرکوع والسجود

نہین کافی ہوتی ہے نماز ایسی کہ نہ سیدھا کرے نمازی اوسمین اپنی پشت کو رکوع اور سجود مین یعنے رکوع وغیرہ

جلدی جلدی ادا کرے اور اطمینان نہ کرے ولما کذلک عندھما اور شاید کی ایسیہی ہے نزدیک ابو حنیفہ اور محمد کے

یعنے یہ سب واجب ہین ویدل علیہ ایجاب سجود السہو مما ذکر فی فتاوے قاضی خان اور دلالت کرتا ہے اس امر پر
کہ یہ سب اونکے نزدیک واجب ہین واجب کرنا سجود سہو کا انکے ترک سے جیسا کہ فتاوی قاضی خان مین ہے
ان المصلے اذا رکع ولم یرفع راسہ من الرکوع حتے خر ساجدا ساہیا تجوز صلوتہ عند ابی حنیفۃ ومحمد وعلیہ السہو تحقیق نمازی
جب رکوع کرے اور نہ اوٹھاوے اپنے سر کو رکوع سے اور گر پڑے سجدے مین بھولے سے جائز ہوگی نماز نزدیک
ابو حنیفہ اور محمد کے اور اوپر اوسکے واجب ہے سجدۂ سہو انتہی کلام ابن الہمام تمام ہوا کلام ابن ہمام کا وتبعہ تلمیذہ
ابن امیر حاج فی حلیۃ المحلے اور موافقت کی اونکی اس تحقیق مین اونکے شاگرد شمس الدین محمد بن امیر حاج نے حلیۃ المحلی
شرح منیۃ المصلے مین وفی غنیۃ المستملی اور غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلے مین ہے مقتضے الدلیل فی کل من الطمانینۃ
والقومۃ والجلسۃ الوجوب کما قال الشیخ کمال الدین یعنے مقتضے دلیل کا اطمینان اور قومہ اور جلسہ کے باب مین
وجوب ان سب کا ہی جیسا کہ کہا ہے شیخ کمال الدین بن ہمام نے ولا ینبغی ان یعدل عن الدرایۃ اذا وافقتہا روایۃ
علی ما تقدم عن قاضی خان اور نہین سزاوار ہے کہ روگردانی کیجاوے مقتضاے دلیل سے جب کہ موافق ہووے
اوسکو روایت فقہی جیسا کہ قاضی خان سے منقول ہو چکا یعنے ہرگاہ قاضی خان نے امام کے نزدیک حکم بحالت ترک
قومہ وغیرہ سجدہ سہو کا لکھا اور دلیل سے بہی اسکا وجوب ثابت ہوتا ہے پس واجب نہ کہنے کی کوئی وجہ نہین ہے
ومثلہ ما ذکر فی القنیۃ من قولہ اور مثل اوسکے جو قاضی خان نے ذکر کیا ہے قنیہ مین مذکور ہے عبارت اونکی یہ ہے
وقد شدد القاضی الصدر فی شرحہ فی تعدیل الارکان جمیعہا تشدیدا بلیغا یعنے سختی کی ہے قاضی صدر نے باب تعدیل
ارکان مین فقال پس کہا صدر نے والکمال فی کل رکن واجب عند ابی حنیفۃ ومحمد وعند ابی یوسف والشافعی فریضۃ یعنے
کامل کرنا ہر رکن کا رکوع ہو خواہ سجدہ واجب ہے ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک اور ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک
فرض ہے فیمکث فی الرکوع والسجود وفی القومۃ بینہما حتے تطمئن کل عضو منہ پس ٹھہرے رکوع اور سجدے مین
اور درمیان ان دونون کے یہانتک کہ مطمئن ہو جاوے ہر عضو ہذا ہو الواجب عند ابی حنیفۃ ومحمد یہی واجب ہے
نزدیک ابو حنیفہ اور محمد کے حتے لو ترک کما او شیئا منہا ساہیا یلزمہ سجود السہو یہانتک کہ اگر چہوڑ دیا نمازی نے تھوڑا سے
کچہ بھولے سے واجب ہوگا اوسپر سجدۂ سہو ولو ترکہا عمدا یکرہ اشد الکراہۃ ویلزمہ ان یعید الصلوۃ اور اگر چہوڑ دیگا
اطمینان وغیرہ قصدا تو مکروہ ہوگی نماز اوسکی سخت کراہت کے ساتہ اور لازم ہوگا اوسپر کہ پہر پڑہے نماز انتہی کلامہ
تمام ہوا کلام صاحب قنیہ کا وفی البحر الرائق اور بحر الرائق شرح کنز الدقائق مین ہے مقتضے الدلیل وجوب الطمانینۃ
فی الاربعۃ ای فی الرکوع والسجود والقومۃ والجلسۃ ووجوب نفس الرفع من الرکوع والجلوس بین السجدتین یعنے مقتضے دلیل کا
وجوب ہے طمانینت کا چارون مین یعنے رکوع اور سجود مین اور قیام مین درمیان رکوع اور سجود کے اور جلسہ مین
درمیان دونون سجدون کے للمواظبۃ علے ذلک کلہ بوجہ ثابت ہونے مواظبت یعنے مداومت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے

ان سب پر وللامر فی حدیث المسئی صلاتہ اور بسبب وارد ہونے امر کے بیچ قصہ اوس اعرابی کے جسنے نماز کو
اچھی طرح سے نہین پڑہا تہا کیونکہ اونہین وارد ہے کہ جب اونسنے کہا یا رسول اللہ مجکو طریقہ نماز کا بتلا دیجیے
آپ نے اوسکو طریقہ تعلیم کیا اور اطمینان وغیرہ کا حکم فرمایا ولماذکرہ قاضی خان من لزوم سجود السہو بترک الرفع
من الرکوع ساھیا اور بسبب اوس چیز کے کہ ذکر کیا ہے قاضی خان نے کہ سجدہ سہو واجب ہے بسبب چھوڑ دینے
قومہ کے بہولے سے وکذا فی المحیط اور ایسیہی ہے محیط مین والقول بوجوب الکل ہو مختار المحقق ابن الہمام وتلمیذہ
ابن امیر حاج حتے انہ قال انہ الصواب اور قول واجب ہونے ان سب کا مختار ہے ابن ہمام اور اونکے شاگرد
ابن امیر حاج کا یہانتک کہ کہا ابن امیر حاج نے کہ واجب ہونا صواب ہے اور واجب نہونا غلط ہے انتہی
کلامہ تمام ہوا کلام صاحب بحر رائق کا وفی فتح الغفار شرح المنار لصاحب البحر اور منار الاصول کی شرح مسمی بہ فتح الغفار
تصنیف مصنف بحر رائق مین ہے الاعتدال فی القومۃ والجلسۃ سنۃ عندہما اتفاقاً ومقتضی المواظبۃ الوجوب فی الکل
یعنے اعتدال واطمینان قومہ اور جلسہ مین سنت ہے نزدیک ابوحنیفہ اور محمد کے باتفاق تحقیق کرخی و جرجانی وغیرہ
کے اور مقتضی دلیل کا یہ ہے کہ اطمینان سب ارکان مین واجب ہے ورجحہ فی فتح القدیر اور مرجح کیا ہے وجوب کو
ابن ہمام نے فتح القدیر مین والذا صرح فی الخانیۃ اور اسی سبب سے تصریح کی ہے فتاوی خانیہ مین بوجوب سجود السہو
بترک رفع الراس من الرکوع ساہیا واجب ہونے سجدہ سہو کے بسبب چھوڑ دینے قومہ کے انتہی تمام ہوا کلام صاحب
فتح الغفار کا **الغرض** امام ابوحنیفہ کے نزدیک اطمینان رکوع اور سجدہ اور قومہ اور جلسہ وغیرہ مین یا تو سنت مؤکدہ ہے
یا واجب ہے پس عمداً ترک کرنا اسکا باعث گناہ کا ہے جیسا کہ تفتازانی نے تلویح مین لکھا ہے ترک الواجب حرام یستحق بہ العقوبۃ
بالنار وترک السنۃ المؤکدۃ قریب من الحرام یستحق حرمان الشفاعۃ لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام من ترک سنتی لم ینل شفاعتی
انتہی یعنے چھوڑ دینا کسی واجب کا قصداً حرام ہے مستحق ہوتا ہے بسبب اسکے عذاب جہنم کا اور ترک سنت مؤکدہ کا
قریب حرام کے ہے مستحق ہوتا ہے بسبب اسکے محروم ہونے کو شفاعت سے جیسا کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے کہ جو شخص میری سنت کو چھوڑیگا وہ نہ پاویگا میری شفاعت کو اور اگر بہولے سے یا بسبب نہ معلوم ہونے مسئلہ کے
واجب کو چھوڑ دے گا تو سجدہ سہو لازم ہوگا اور سنت کو اگر چھوڑ دیگا تو نماز مکروہ ہوگی پس اگر نماز مکروہ ادا کی
یا واجب چھوڑنے کی صورت مین سجدہ سہو نہ کیا تو اوس نماز کا اعادہ واجب ہوگا پس ثابت ہوگیا کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم فرمانے مین اوس شخص کو جسنے اطمینان وغیرہ چھوڑ دیا تہا ساتھ اعادہ نماز کے اور امام
ابوحنیفہ کے قول مین کہ اطمینان فرض نہین بلکہ یا تو سنت مؤکدہ ہے یا واجب ہے جیسا کہ محقق ہے کچھ بھی
مخالفت نہین ہے بلکہ اسی حدیث پر اونکا عمل ہے کہ وہ بھی درصورت ترک اطمینان حکم اعادہ نماز کا دیتے ہین
ہمکو بڑا افسوس ہے ایسے لوگون کے حال پر کہ نہ مذہب امام کا سمجھتے ہین اور نہ کتب حنفیہ کو دیکھتے ہین اور نہ حدیث کا

مطلب سمجھتے ہین مگر غوث لگا کے شہیدون مین داخل ہونے کی غرض سے امام پر اعتراض کر بیٹھتے ہین ؎ دل دکھانا
عاشقون کا ارے بت عیار چھوڑ ✤ بازآ جور وستم سے شیوۂ آزار چھوڑ ✤ یاد رکھنہ تو ایکدن ذلت اوٹھائیگا ضرور ✤ مان لے
کہنا یہ میرا صحبت اغیار چھوڑ ✤ راہ سیدہی چل کہ اک عالم تجھے اچھا کہے ✤ کجروی بہتر نہین اے شوخ یہ رفتار چھوڑ ✤
بدمزاجی سے تجھے حاصل ہے کیا اے رشک مہر ✤ ساتھ شیرین کے مری جان تلخی گفتار چھوڑ ✤ **قولہ**[۱۴۰] ہدایہ وغیرہ مین
لکھا ہے کہ قومہ مین یعنے رکوع سے سر اوٹھانے کے بعد کھڑا ہونا فرض نہین اور یہ مذہب ہے امام اعظم اور محمد کا
سوا امام اعظم اور محمد نے خلاف کیا اس مسئلہ مین اونہین دو حدیثون کا جو کہ اوپر مذکور ہوئین **اقول** ؎ جان
جائیگی کس خرابی سے ✤ ہاتھ اوٹھیگا نہ اس رکابی سے ✤ کچہ سمجھ مین آوے یا نہ آوے مگر اس عبارت آبدار نمکین صاحب ارکا
(سوا امام اعظم نے خلاف کیا فلانی حدیث کا) لکھ دینا ضرور ہے اس بحث کا جواب وہی ہے جو سابقاً مذکور ہے با اینہمہ
جو نہ سمجھے اور پھر کمبہ کلام سوکا نہ چھوڑے اوسکے دماغ مین فتور ہے ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور **قولہ**[۱۴۱]
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ دو سجدون کے درمیان مین بیٹھنا فرض نہین اور یہ مذہب امام اعظم اور
اونکے شاگرد محمد کا ہے سوا امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے اونہین دونون حدیثون کا جو پہلے گذرین **اقول**
اسکا جواب وہی ہے جو سابقاً گذر چکا ہے کہ ان دونون حدیثون سے صرف اسیقدر معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص درمیان
دونون سجدون کے نہ بیٹھے اوسکو چاہیے کہ نماز پھر اچھی طرح سے پڑہے اور یہ مخالف مذہب حنفیہ نہین ہے اور ایک
چیز کے فرض نہونے سے نماز مین یہ نہین لازم ہے کہ بدون اوسکے نماز مکمل ہوجاوے اور حاجت اعادہ کی نہ ہے
تا مخالفت اون حدیثون کی لازم آوے تفصیل اسکی یہ ہے کہ نماز کے افعال حنفیہ وغیرہ کے نزدیک چار قسم پر منقسم ہین
ایک فرض جیسے رکوع اور سجدہ اور قیام اور قرأت قرآن وغیرہ انکا حکم یہ ہے کہ اگر انکو قصداً چھوڑ دیگا تو نماز
اوسکی بالکل باطل ہوجاویگی اور سخت گناہ لازم ہوگا اور اگر سہواً چھوڑ دیگا تب بھی نماز باطل ہوجاویگی مگر گناہ نہوگا
دوسری واجب جیسے التحیات پڑھنا بعد دو رکعت کے اور اخیر رکعت مین اور ترتیب درمیان سورہ فاتحہ اور
سورت کے یعنے پہلے سورۂ فاتحہ پڑہی جاوے اسکے بعد کوئی اور سورت ملانا اور ایسی سورہ فاتحہ کا پڑھنا
اور سورت کا ملانا یہ بھی واجب ہے اور فرض مطلق قرأت ہے انکا حکم یہ ہے کہ اگر انکو قصداً چھوڑ دیگا تو بڑا گناہ ہوگا
اور نماز کا اعادہ ضروری ہوگا اور اگر سہواً چھوڑ دیا تو گناہ تو نہ لازم ہوگا مگر دو سجدے سہو کے ضروری ہونگے
اور اگر کسی نے سجدے سہو کے نہ کیے تو اوسپر اعادہ نماز کا لازم ہوگا تیسرے سنت موکدہ جیسے قیام کی حالت مین
ہاتھ باندھنا یا بعد التحیات کے درود پڑہنا یا بعد سورۂ فاتحہ کے آمین کہنا وغیر ذلک انکا حکم یہ ہے کہ انکے
چھوڑنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے اور اعادہ اسکا لازم ہوتا ہے اور اگر قصداً چھوڑے گا تو گناہ بھی ہوگا چوتھی
مستحبات جیسے سات مرتبہ یا نو مرتبہ رکوع اور سجدے مین تسبیح پڑھنا یا بعد التحیات اور درود کی دعا پڑہنا وغیر ذلک

انکا حکم یہہ ہے کہ انکے ادا کرنے سے نماز کامل و مقبول ہوتی ہے اور چھوڑنے سے نماز درجہ کمال تک نہین پہونچتی ہے مگر گناہ نہین ہوتا ہے اور نہ اعادہ لازم ہوتا ہے آن سب مضامین کی توضیح و تشریح کتب فقہ مین جیسی شروح ہدایہ و حواشی شرح وقایہ و شروح منیہ و شروح کنز وغیرہ مین مسطور ہے پس اگر درمیان دو سجدون کے بیٹھنا یا بعد رکوع کے کھڑا ہونا امام ابو حنیفہ کے نزدیک فرض نہوا تو کیا گناہ ہوا آپ نہین سمجھے کہ بدون ان افعال کے نماز انکی نزدیک کامل ہوجاتی ہے بلکہ یہ افعال انکے نزدیک یا تو سنت موکدہ ہین یا واجب ہین بہرحال انکے چھوڑنے سے نماز ناقص ہوتی ہے اور حاجت اعادہ کی پڑتی ہے آپ کو اتنی امتیاز تو ہے نہین کہ فرض اور واجب اور سنت فقہاء کے نزدیک کیا چیز ہین اور انکے کیا احکام ہین اور یہہ بھی معلوم نہین کہ فرض نہونا کسی فعل کا اور چیز ہے اور نماز کا بدون اوسکے کامل ہوجانا اور چیز ہے مگر اعتراض کرنے پر تیار ہو جاتے ہین بے سوچے سمجھے جو کچھ جی مین آیا بک اوٹھتے ہین سچ ہے نقل کفر کفر نباشد مگر ایسے شخص کی عقل کی ہیرے او سے بیچنی چاہئے مگر اچھے بہہ ہر جگہ بفضل خدا الملک سیر ہوتا ہے ❊ **قولہ** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ شہر والے اگر گانون مین اپنے قربانی بھیجدین تو انکو بعد صبح قبل نماز عید قربانی کرنی جائز ہے سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ان تین حدیثون کا پہلے حدیث بخاری اور مسلم مین روایت ہے جندب سے الخ **اقول** اے سنگدل کا اس سے بہتر ہے نہین ہرگز علاج ❊ ایسے دیوانے کو زنجیر پنہایا چاہیے ❊ حنفیہ کے نزدیک جس شخص پر نماز عید واجب ہے اوسکو اوسی شہر مین جہان وہ رہتا ہی قبل نماز کے قربانی ناجائز ہے جیسا کہ ان احادیث سے جو آپنے ذکر کی ہین ثابت ہوتا ہے اور جس شخص پر نماز عید واجب نہین جیسے دیہات والے انکو بعد طلوع فجر کے قربانی جائز ہے اور اگر شہر مین رہنے والا اپنی قربانی کسی ایسی جگہہ بھیجدے جہان نماز عید واجب نہین اور کسی سے کہدے کہ تم ہماری طرف سے ذبح کر دو تو اوسکو بعد طلوع فجر کے قربانی جائز ہے اور وجہہ اس عبارت ہدایہ و بنایہ سے واضح ہے ثم المعتبر فی ذلک مکان الاضحیۃ یعنے معتبر اس باب مین مکان قربانی کا ہی نہ مکان قربانی کرنے والے کا حتے لو کانت فی السواد والمضحی فی المصر یجوز کما انشق الفجر لدخول الوقت یہانتک کہ اگر ہووے قربانی دیہات مین اور قربانی کرنے والا شہر مین جائز ہے قربانی کرنا بمجرد طلوع فجر کے بسبب آجانے وقت کے کیونکہ وقت قربانی کا طلوع صبح یوم النحر سے ہے اور نماز ادا کر لینا پہلے یہ شرط ہے اور ہر گاہ قربانی ایسی جگہہ پر ہے کہ نماز عید وہان نہین ہوتی ہی بدون انتظار نماز وہ جائز ہوجاویگی وفی العکس وہو ما اذا کانت الاضحیۃ فی المصر والمضحی فی السواد لایجوز الا بعد الصلوۃ لعدم دخول الوقت قبل الصلوۃ اور بیچ عکس اوس صورت کے یعنے یہ کہ قربانی شہر مین ہووے اور صاحب قربانی بیرون شہر ہووے نہین جائز ہے قربانی کرنا شہر مین مگر بعد نماز کے بسبب نہ پہونچنے وقت قربانی کے شہر مین قبل ادائے نماز کے وقال الکرخی فی مختصرہ ان کان رجل من اہل السواد دخل المصر لصلوۃ الاضحی وامر اہلہ ان یضحوا عنہ فانہ یجوز ان یذبحوا عنہ بعد طلوع الفجر وان سافر رجل فامر اہلہ وہم فی المصر ان یضحوا عنہ فانہ لایجوز ان یذبحوا عنہ الا بعد صلوۃ الامام

اور ذکر کیا ہے کرخی نے اپنے مختصر مین کہ اگر ایک شخص دیہات کا رہنے والا شہر مین نماز عید کے واسطے آوے اور اپنے اہل و
عیال سے کہہ آوے کہ تم ہماری طرف سے قربانی کر دینا جائز ہے اونکو کہ ذبح کر دین اوسکی طرف سے بعد طلوع فجر کے بدون
انتظار وقت نماز کے اور اگر سفر کرے کوئی شخص شہر کا رہنے والا اور حکم کر جاوے اپنے گھر والون کو کہ قربانی کر دین اوسکی طرف سے
نہین جائز ہے اونکو کہ ذبح کرین اوسکی طرف سے مگر بعد نماز امام کے وحیلة المصری اذا اراد التعجیل ان یبعث بہا الی خارج المصر
فیضحی کما طلع الفجر لان الاعتبار لمکان الاضحیة یعنے جو شخص شہر مین ہو اور اوسکو منظور یہ ہو کہ قربانی میری جلد ذبح ہو جاوے
اوسکے واسطے حیلہ یہ ہے کہ بھیجدے اپنی قربانی کو باہر شہر کی جہان نماز عید واجب نہین ہے پس ذبح کر دیجاوے وہ اوسکی طرف سے بمجرد طلوع صبح کے اسوجہ سے کہ
اعتبار قربانی کی جاگہ کا ہے وہذا الانہا تشبہ الزکاة من حیث انہا تسقط بہلاک النصاب قبل مضی ایام النحر کالزکاة تسقط بہلاک النصاب فیعتبر فی الصرف مکان
المحل ای محل الذبح لا مکان الفاعل اعتبارا بہا حیث تودی فی موضع المال دون موضع صاحبہ انتہی یعنے اعتبار کرنا مکان قربانی کا اسوجہ سے ہے
کہ قربانی مشابہ ہے زکاة کے اسوجہ سے کہ اگر صاحب نصاب کا جسپر زکاة واجب ہے نصاب ہلاک ہو جاوے زکوة ساقط ہو جاتی ہے اور
صاحب قربانی کا نصاب اگر ہلاک ہو جاوے تو قربانی ساقط ہو جاتی ہے اور زکاة مین معتبر مکان مال ہے نہ صاحب مال
مثلاً اگر صاحب مال ایک شہر مین ہووے اور مال اوسکا دوسرے شہر مین تو زکاة اوس مال کی اوسی شہر مین پہونچایگی
جہان مال ہے اور وہین کے فقرا پر تقسیم ہوگی نہ اوس مقام پر جہان صاحب مال ہے پس ایسی قربانی کے ذبح کرنے مین
بھی اعتبار اوسی مکان کا ہوگا جہان وہ قربانی ہے نہ اوس مکان کا جہان قربانی کرنے والا رہتا ہے پس جب
قربانی ایسی جگہ پر ہووے کہ وہان نماز عید واجب نہین ہے بالضرور اوسکو ذبح کر دینا موافق وہان کے طریقہ کے درست ہوگا
گو مالک قربانی شہر مین ہووے اور بدون نماز کے ذبح نہ کر سکے الحاصل اس باب مین کوئی آیت یا حدیث صحیح صریح ایسی
نہین وارد ہوئی جس سے یہ معلوم ہو کہ باب قربانی مین اعتبار مکان مالک قربانی کا ہے نہ مکان قربانی کا اگر ایسی
حدیث یا آیت ہوتی تو بیشک امام پر گفتگو ے اعتراض وارد ہوتی اور یہ جو حدیثین آپ نے بیان کین انمین اور
مذہب امام مین کچھ مخالفت نہین ہے اور بنظر نظائر قربانی کے امام کا مذہب قوی معلوم ہوتا ہے **قولہ** مسائل فتاوی عالمگیری
مین جامع صغیر سے نقل کر کے لکہا ہے کہ عقیقہ کرنا لڑکی اور لڑکے دونون کا مکروہ ہے اور یہ مذہب ہے امام اعظم کا
سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے ان حدیثون کا الخ **اقول** کہوئے نہ کس طرح سے ترا اعتبار جہوٹ ❊
ثابت کیا ہے میں نے ہزار ایکبار جہوٹ ❊ لائے یقین کون ترے قول و فعل کا ❊ گفتار تیری جہوٹ ہے سب کاروبار جہوٹ ❊
کراہت عقیقہ کی امام اعظم کی طرف نسبت کرنا بالکل غلط ہے اور ایسی نسبت کرنا اوسکے بدعت ہونے کی انکی طرف افترا ہے
البتہ انسے منقول ہے کہ عقیقہ مباح ہے اور انکے سوا اور ائمہ سے بعضون سے سنت ہونا اسکا منقول ہے اور بعضون سے
واجب ہونا منقول ہے رحمة الامة فی اختلاف الائمہ مین مسطور ہے عند مالک والشافعی ہو سنة مشروعة وقال
ابو حنیفة ہی مباحة ولا اقول انہا مستحبة وعن احمد روایتان اشہرہما انہا سنة والثانیة انہا واجبة وعند بعض صحابہ انتہی

یعنے عقیقہ کرنا امام شافعی اور مالک کے نزدیک سنت ہی اور کہا امام ابوحنیفہ نے کہ یہ مباح ہے نہین کہتا ہون مین کہ
یہ مستحب ہے اور امام احمد سے دو روایتین ہین مشہور روایت مین تو سنت ہے اور دوسری روایت وجوب کی ہے اور سند
کیا ہے اسکو بعض حنابلہ نے اور مولانا محمد معین ابن شارح سلم وغیرہ مولانا محمد مبین لکھنوی نہایۃ البیان فیما یحل ویحرم من الحیوان
مین تحریر کرتے ہین بدانکہ عقیقہ سنت ست نزد امام مالک وشافعی واحمد در مذہب مشہور وبر رایتی ازوے واجب ست واکثر
احادیث ناظر بر عدم وجوب ست الاحدیث کل غلام مرتہن بعقیقتہ وچون اغلب احادیث در انجانب ست آن نیز محمول بر
تاکید سنت واستحباب خواہد بود ونزد امام ابوحنیفہ عقیقہ سنت نیست امام محمد در موطا گوید کہ ما را چنین رسیدہ است کہ عقیقہ
اندر رسوم جاہلیت بود ودر اول اسلام نیز معمول بود پس ازان نسخ کرد اضحیہ ہر ذبح را کہ پیش ازان بود ونسخ کرد صوم رمضان
ہر صومی را کہ پیش ازوے بود ونسخ کرد غسل جنابت ہر غسلے را کہ پیش ازوے بود ونسخ کرد زکاۃ ہر صدقہ را کہ پیش ازوی بود
ہمچنین رسیدہ است ما را انتہی ونزد ابن حزم عقیقہ فرض ست وبعضے گفتہ اند کہ سنت ست برای ذکور سوای اناث چنانچہ
حسن وقتادہ عقیقہ را از جاریہ سنت نمی گویند وصاحب توضیح از امام محمد ودیگر کو چنین نقل کردہ کہ عقیقہ بدعت ست
ودر شرح توضیح گفتہ کہ این افترای محض ست بر امام اعظم بلکہ از امام اعظم در بعضے روایات آمدہ کہ عقیقہ سنت نیست
ای سنت ثابتہ یا موکدہ نیست بلکہ مستحب ست انتہی اور جامع صغیر مین امام محمد نے تحریر کیا ہے ولا یعق عن الغلام ولا
عن الجاریۃ انتہی اس عبارت سے بعض فقہاے نے اشارۃ نکالا ہی کہ عقیقہ مکروہ ہے اسی مضمون کو فتاوے عالمگیری
مین ذکر کیا ہے اور قول اباحت کو بھی نقل کیا ہے پوری عبارت اوسکی یہ ہے العقیقۃ عن الغلام والجاریۃ وہو ذبح
شاۃ فی سابع ولادتہ وضیافۃ الناس وحلق شعرہ مباح لاسنۃ ولا واجب کذا فی الوجیز للکردری یعنے عقیقہ فرزند اور دختر
کی طرف سے اور وہ عبارت ہے ذبح کرنے بکری سے ساتوین روز ولادت کے مع دعوت کرنے لوگون کے اور سر منڈانے
لڑکی کے مباح ہے نہ سنت ہے اور نہ واجب ہے ایسیہی وجیز کردری کی ہی و ذکر محمد فمن شاء فعل ومن شاء لم یفعل
وہذا یشیر الی الاباحۃ اور ذکر کیا ہے امام محمد نے باب عقیقہ مین کہ جو شخص چاہے عقیقہ کرے اور جو چاہے نکرے
اور یہ قول امام محمد کا اشارہ کرتا ہی طرف اباحت کے یعنے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ مباح ہے اوسکے کرنے
نکرنے مین آدمی مختار ہے وذکر فی الجامع الصغیر ولا یعق عن الغلام ولا عن الجاریۃ یعنے جامع صغیر مین امام محمد نے ذکر کیا ہی
کہ نہ عقیقہ کیا جاوے نہ پسر سے اور نہ دختر سے وانہ اشارۃ الی الکراہیۃ کذا فی البدائع اور یہ اشارہ ہی طرف مکروہ ہونی
عقیقہ کے ایسیہی ہی بدائع مین آپ آپہی ذرا انصاف سے کہیے کہ فتاوے عالمگیری سے جس مضمون کو آپ نے
نقل کیا ہے وہ کہان ہے نہ تو اوسمین جامع صغیر سے مکروہ ہونا نقل کیا ہے اور نہ اوسمین کراہت کو امام کی طرف
منسوب کیا ہے یا تو آپ کو عالمگیری کا دیکھنا نصیب نہین ہوا یا اوسکی عبارت کے مطلب سمجھنے مین قصور ہوا
ع زلف غمدار کو اے شوخ دل آزار نہ چھیڑ + جی نکل جاینگے عالم کے خبردار نہ چھیڑ + اب بیان عبارت

تعلیق الممجد کی بقدر ضرورت ہم نقل کیے دیتے ہین جسمین احقاق حق بطرز احق موجود ہے وقد ورد فی ہذا الباب احادیث کثیرۃ تدل
تصنیف مولوی ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی عالم حنفیہ ۱۲
علے مشروعیتہا واستحبابہا یعنے تحقیق وارد ہوئی ہین اس باب مین بہت حدیثین کہ دلالت کرتی ہین اوپر مشروع ہونے عقیقہ
کے اور استحباب کے من ذلک حدیث عائشۃ منجملہ اونکے حدیث ہے عائشہ کی قالت امرنا رسول اللہ ﷺ عن الغلام شاتین
وعن الجاریۃ شاۃ کہا اونہون نے کہ حکم کیا ہمکو آن حضرت ﷺ نے پسر کی طرف سے دو بکری کا اور دختر کی طرف سے ایک بکری کا
اخرجہ الترمذی وابن ماجۃ وابن حبان والبیہقی واللفظ لابن ماجۃ یعنے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن
حبان اور بیہقی نے اور یہ لفظ ابن ماجہ کی ہے ومن ذلک حدیث سمرۃ مرفوعا اور منجملہ اونکی حدیث ہے سمرہ کی فرمایا
رسول اللہ ﷺ نے الغلام مرتہن بعقیقتہ تذبح عنہ فی الیوم السابع ویحلق راسہ ویسمی یعنے لڑکا رہن ہے ساتھ عقیقہ
بکری کے کہ ذبح کیجاوے اوسکی طرف سے ساتوین روز اور سر منڈایا جاوے اوسکا اور نام اوسکا رکھا جاوے اخرجہ احمد
واصحاب السنن والحاکم والبیہقی من حدیث الحسن عن سمرۃ وصححہ الحاکم وعبد الحق والترمذی روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی
اور ابن ماجہ اور ابو داؤد اور نسائی اور بیہقی نے بروایت حسن بصری کے سمرہ سے اور تصحیح کی اسکی ترمذی اور حاکم اور
عبد الحق نے ومن ذلک حدیث ام کرز مرفوعا اور منجملہ اونکی حدیث ہے ام کرز کی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عن الغلام شاتان
وعن الجاریۃ شاۃ یعنے پسر سے دو بکری اور دختر کی طرف سے ایک بکری اخرجہ ابو داؤد وابن ماجۃ والنسائی والحاکم
وابن حبان ولہ طرق عند الاربعۃ والبیہقی روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی اور حاکم اور ابن
حبان نے اور اسکی چند اسناد ہین نزدیک اصحاب سنن اربعہ اور بیہقی کی ومن ذلک حدیث عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ
اور منجملہ اونکی حدیث ہے عبد اللہ بن بریدہ کی اپنے باپ سے کنا فی الجاہلیۃ اذا ولد لاحدنا غلام ذبح شاۃ ولطخ راسہ بدمہا
فلما جاء اللہ بالاسلام کنا نذبح شاۃ ونحلق راسہ ونلطخہ بزعفران تھے ہم زمانہ کفر وجاہلیت مین جب پیدا ہوتا کسی کے
یہان لڑکا ذبح کرتا وہ ایک بکری اور آلودہ کرتا لڑکے کے سر کو ساتھ خون اوس بکری کے پس جب کہ لایا اللہ جل شانہ دین اسلام
کو تھے ہم کہ ذبح کرتے تھے بکری اور سر منڈاتے تھے لڑکے کا اور مل دیتے تھے اوسپر زعفران اخرجہ ابو داؤد والحاکم والبیہقی
من حدیث عائشۃ روایت کیا اسکو ابو داؤد اور حاکم اور بیہقی نے بروایت عائشہ رض ومن ذلک حدیث ابن عباس
اور منجملہ اونکی حدیث ابن عباس ہے ان النبی ﷺ عق عن الحسن والحسین کبشا کبشا تحقیق کہ آن حضرت ﷺ نے عقیقہ کیا حسن
اور حسین کی طرف سے ایک ایک مینڈھا اخرجہ ابو داؤد والنسائی وصححہ عبد الحق وابن دقیق العید روایت کیا اسکو
ابو داؤد ونسائی نے اور صحیح کہا اسکو عبد الحق اور ابن دقیق العید نے وفی الباب اخبار واحادیث اخر ایضا مذکورۃ
فی مظانہا اور اس باب مین اور بھی حدیثین ہین کہ اپنے مقامات مین مذکور ہین وہی کلہا تشہد بمشروعیۃ العقیقۃ
بل بعضہا تدل علے الوجوب اور یہ سب گواہی دیتی ہین مشروع ہونے عقیقہ پر بلکہ بعض انکی دلالت کرتی ہین وجوب پر
فان لم یکن واجبا فلا اقل من ان یکون مستحبا بل سنۃ پس اگر نہو واجب پس نہین ہے مفر اس سے کہ ہووے مستحب

بلکہ سنت وبعلہا لم یبلغ اما مناحیث قال انہا مباحۃ ولیست بمستحبۃ انتہی ملخصًا اور شاید کہ یہ حدیثین نہین پہونچین ہمارے
امام کو کہ اونہون نے کہا کہ عقیقہ مباح ہے مستحب نہین ہے اسوجہ سے کہ ان حدیثون سے صاف مستحب ہونا بلکہ سنت
ہونا معلوم ہوتا ہے **قولہ** ۱۴۲ ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ جب تین رکعت وتر پڑہے تو دو رکعت پڑہ کے سلام نہ پہیرے
اور یہ مذہب ہے امام اعظم کا الخ **اقول** اس مقام پر صفحہ ۱۴۲ اور صفحہ ۱۴۳ اور صفحہ ۱۴۴ مین آپ نے خوب حق پوشی کا کام کیا
اور عوام کو خوب دہوکا دیا صفحہ ۱۴۲ مین عینی وغیرہ سے نقل کر کے کہ ایک رکعت وتر نہین درست ہے فوراً حکم
دے دیا کہ امام اعظم نے خلاف کیا ان پانچ حدیثون کا اور وہ حدیثین لکہدین جنسے ایک رکعت وتر پڑہنا جائز معلوم
ہوتا ہی اور صفحہ ۱۴۳ مین ہدایہ وغیرہ سے نقل کر کے کہ نماز وتر تین ہی رکعت ہے نہ زیادہ وکم لکہدیا کہ امام اعظم نے
خلاف کیا ان حدیثون کا بعد اسکے تین حدیثین لکہدین کہ جنسے نو رکعت اور تیرہ اور پانچ رکعت وتر پڑہنا ثابت ہے
اور صفحہ ۱۴۴ مین ہدایہ سے نقل کر کے کہ جب تین رکعت پڑہے تو دو رکعت پڑہ کے سلام نہ پہیرے حکم دے دیا
کہ امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ان دو حدیثون کا اور انہین کتب صحاح وغیرہ کتب حدیث مین جو حدیثین
موافق مذہب امام اعظم کے ہین جنسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وتر تین رکعت ہین ہیک سلام نہ کم نہ زائد آپ کو نہ دکہائی دین
اور آثار صحابہ بہی جنسے موافقت مذہب حنفیہ کی ہے آپ کی نظر سے نہ گذرے یا دیدہ ودانستہ فروگذاشت کیے گئے
بلکہ یقین ہے کہ آپ ان احادیث وآثار پر واقف ہوے ہونگے مگر قصداً بہر فریب دہی عوام باین ارادہ کہ لوگ مذہب حنفی کو
برا کہین اور اسکا ثواب آپ کو تا قیام قیامت ملا کرے واگذاشت کردیے ؎ امتیاز حق و باطل خود ستاؤن کو
کہان ہو سکیون نہ فرعون ایک سمجھے سحر اور اعجاز کو جو کیا خر زمنکر ہوے دو چار اگر خفاش طبع جب نہ نے دیکہا رجعت
خورشید کے اعجاز کو ٭ ان احادیث کی جو بظاہر مخالف مذہب امام اعظم آپکو معلوم ہوے ہین جوابات اور ان مسائل کی
تحقیقات کتب حنفیہ مین جیسی شرح معانی الآثار طحاوی کے اور بنایہ ہدایہ کی شرح عینی کی اور فتح القدیر وغیرہ مین
بتفصیل تمام مذکور ہین جسکو استعداد و شوق ہو دیکہ لے ہم یہان وہ احادیث اور آثار جنسے مذہب حنفی موافق ہے
نقل کرتے ہین تا عوام فریب سے محفوظ رہین اور سمجہ جاوین کہ مذہب امام اعظم بالکل موافق احادیث نبوی و افعال و اقوال
حضرات صحابہ سے ہے اور جو بے سمجھے بوجھے مخالفت کا حکم امام اعظم پر کردے وہ بیشک گمراہ ہے طحاوی نے شرح
معانی الآثار مین عامر شعبی سے روایت کی سألت ابن عباس وابن عمر کیف کانت صلوۃ رسول اللہ ﷺ قالا ثلاث
عشرۃ رکعۃ ثمان ویوتر بثلاث ورکعتین بعد الفجر یعنے پوچہا مین نے عبد اللہ ابن عباس اور عبد اللہ بن عمر سے کیفیت
آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز سے بوقت شب پس کہا ان دونون نے کہ آن حضرت ﷺ کی نماز شب کو تیرہ رکعت تہی
آٹھ رکعت پڑہتے تہے پہر تین رکعت وتر اور دو رکعت سنت فجر بعد طلوع صبح صادق اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کان
نبی اللہ ﷺ لا یسلم فی رکعتی الوتر یعنے تہے آن حضرت ﷺ کہ نہین سلام پہیرتے تہے بعد دو رکعت کے نماز وتر مین بلکہ تین رکعت

اور ایسے ہی خبر دینا اوس چیز سے کہ حاصل ہو ساتھ فعل اوسکے ثواب خاص یا عذاب خاص کہ اس عبادت پر اسقدر
ثواب ہے یا اس فعل مین اسقدر عذاب ہے اور مثال مرفوع فعلی حکمی کے یہ ہے کہ کرے صحابی کوئی ایسا فعل کہ اجتہاد کو
اوسمین دخل نہین ہے پس سمجھی جاویگی یہ بات کہ وہ آنحضرت سے ماخوذ ہے اور ایسے ہی اور کتب اصول حدیث مین
جیسے شرح الفیہ اور تدریب الراوی اور مقدمہ ابن الصلاح وغیرہ مین مسطور ہے چنانچہ بہت سی عبارتین متعلق اس
بحث کی سعی مشکور رد مذہب ماثور مین منقول ہین جسکو شوق ہو اوسکا مطالعہ کرے اور یہ ظاہر ہے کہ رکعات نماز کی
تصنیف مولانا ابوالحسنات شیخ محمد عبد الحی صاحب لکھنوی عم فیضہ ۱۲
تعداد بیان کرنا یا کیفیت نماز کی بیان کرنا ایسا امر نہین ہے کہ اجتہاد وقیاس سے معلوم ہو سکے پس جب صحابہ نے
باب وتر مین حکم دیا کہ یہ تین رکعت ہین مثل نماز مغرب کے بالضرور اونہون نے اس امر کو آنحضرت سے دریافت کیا ہوگا
ورنہ کیونکر عقل سے حکم ہو سکتا تھا پس قول صحابہ کا اس باب مین مثل قول نبوی کے سمجھا جاویگا اور یہ قاعدہ متعصبین
کا کہ اقوال وافعال صحابہ حجت نہین ہین یہان نہ سنا جاویگا کیونکہ یہ قاعدہ بشرط صحت اسکے اون امور مین ہے جنمین
قیاس واجتہاد کو دخل ہے خلاصہ مرام اس مقام مین یہ ہے کہ درباب وتر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تین طریقے
ثابت ہین ایک رکعۃ وتر کا پڑہنا اور تین رکعت ایک سلام سے پڑھنا اور تین رکعت دو سلام سے پڑہنا روایات
انکی صحاح ستہ مین موجود ہین اسیوجہ سے صحابہ کا عمل مختلف رہا سعد بن ابی وقاص اور معاویہ سے ایک رکعت پڑہنا
ثابت ہے اور عثمان سے بھی روایت ایک رکعت کی آئی ہے اور ابن عمر سے تین رکعت دو سلام سے ثابت ہین اس طرح ہے
کہ دو رکعت پڑہ کے سلام پھیرے اور ایک رکعت پھر پڑہے اور عمر بن الخطاب سے تین رکعت پڑہنا ثابت ہے
اور یہی مذہب ابن مسعود کا ہے بلکہ اونکے نزدیک ایک رکعت ناجائز ہے اور سبب اس اختلاف روایات حدیث
وعمل صحابہ کے اقوال مجتہدین مین اختلاف واقع ہوا رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ مین مسطور ہے اقل الوتر رکعۃ واکثرہ
احدی عشرۃ رکعۃ وادنی الکمال ثلاث رکعات عند الشافعی واحمد وقال ابو حنیفۃ الوتر ثلاث رکعات بتسلیمۃ واحدۃ لایزاد
علیہا ولا ینقص وقال مالک الوتر رکعۃ قبلہا شفع منفصل عنہا انتہی یعنے ادنے وتر کا ایک رکعت ہے اور اعلے گیارہ رکعت
نزدیک امام شافعی کے اور ادنی کمال وفضلیت کا اونکے نزدیک تین رکعت ہین اور کہا ابو حنیفہ نے کہ وتر تین
رکعت ہین ایک سلام سے نہ زیادتی کیجاوے اوسپر اور نہ کمی کیجاوے اور کہا مالک نے وتر ایک رکعت ہے کہ
قبل اوسکے دو رکعت ہون جدا ایک رکعت سے یعنے تین رکعت ساتھ دو سلام کے اور شمنی حنفی نے شرح مختصر وقایہ مین
تحریر کیا ہے مذہبنا قوی من حیث النظر لان الوتر لایخلو اما ان یکون فرضا او سنۃ فلو کان فرضا فالفرض لیس
الا رکعتین او ثلاثا او اربعا وکلہم اجمعوا علی ان الوتر لایکون اثنین ولا اربعا فثبت انہ ثلاث وان کان سنۃ فلا توجد سنۃ
الا ولہا مثل فی الفرض والفرض لم یوجد فیہ الوتر الا المغرب وہو ثلاث انتہی یعنے مذہب ہمارا کہ وتر تین رکعت ہے
قوی ہے بہ نسبت اور مذاہب کے اسوجہ سے کہ دو حال سے خالی نہین نماز وتر یا فرض ہے یا سنت ہے پس اگر

فرض ہو پس فرض نہین ہے مگر دو رکعت جیسے نماز صبح کی یا تین جیسے نماز مغرب یا چار جیسے نماز ظہر اور عشا ر اور یہ
سب علماء امت نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ وتر نہین ہے دو رکعت اور نہ چار رکعت پس ثابت ہوئی یہ بات کہ وہ
تین رکعت ہی مثل نماز مغرب کے کیونکہ نماز فرض کی کوئی اور صورت سوا ان تین صورتون کے شرع مین نہین ہے اور
اگر وہ سنت ہو پس نہین پائی گئی کوئی سنت مگر یہ کہ مثل اوسکا فرائض مین موجود ہے جیسے سنت فجر و سنت مغرب و
سنت عشاء کے مثل اسکے نماز صبح ہے اور سنت قبل ظہر کی مثل اسکے نماز ظہر و عصر و عشاء ہی اور فرض مین کوئی نماز فرد
نہین ہے مگر مغرب اور وہ تین رکعت ہین پس لابد وتر بھی تین ہی رکعت ہوگی اور ایک رکعت یا تین رکعت دو سلام سے کوئی نماز
فرائض مین نہین ہے اگر یہ شبہ ہو کہ نماز وتر امام ابوحنیفہ کے نزدیک واجب ہے نہ فرض ہے اور نہ سنت ہے پس
انحصار کرنا شمنی کا دو حال مین درست نہین ہے تو اوسکا دفع یہ ہے کہ واجب حنفیہ کے نزدیک حکم مین فرض کے ہے
پس حال اسکا بعینہ حال فرض کا ہے قولہ ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ نماز جنازے کی مسجد مین پڑھنا نہین درست ہے
اور یہ مذہب ہے امام اعظم اور ابو یوسف اور محمد کا سوا امام اعظم اور اونکے شاگردون نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے
حدیث کا پہلی حدیث مسلم مین روایت ہے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے کہ جب وفات ہوئی سعد بن ابی وقاص کی کہا
حضرت عایشہ نے داخل کرو اونکے جنازے کو مسجد مین تا کہ نماز پڑھون مین اوپر پس انکار کیا گیا یہ حضرت عائشہ پر
پس فرمایا حضرت عایشہ نے قسم ہے خدا کی نماز پڑھی رسول خدا نے اوپر دونون بیٹون بیضا کے مسجد مین یعنی سہیل اور
بھائی اونکے دوسرے حدیث موطا مین روایت ہے نافع سے اونے نقل کی عبد اللہ بن عمر سے کہ نماز پڑھی گئی اوپر
عمر بن الخطاب کے مسجد مین تیسری حدیث روایت کی ابن ابی شیبہ وغیرہ نے کہ نماز پڑھی جنازے کی حضرت عمر نے
حضرت ابوبکر پر مسجد مین اور صہیب نے نماز پڑھی جنازے کی حضرت عمر پر مسجد مین اقول اللہ رے تعصب نہایت
و عداوت دو ایک حدیثین جو بظاہر مخالف مذہب امام اعظم معلوم ہوئین اونکو پیش کر دینا اور جھٹ پٹ امام اعظم پر
الزام مخالفت کا لگا دینا اور جو حدیثین موافق مذہب امام ہون اونسے قطع نظر کرنا آپ ہی کا کام ہے کیون نہو
شاہ باش یہی مقتضاے آپکے اسلام کا ہے خدا جانے کس استاد نے آپکو پڑہایا ہے کسنے یہ طریقہ مکر و فریب کا بتایا ہے سانو نشیب و
فراز کیا جانے پکسی عیار نے سکھائی بات جہ کی بناوٹ بہت سی باتون مین + پر کہین چھپتی ہے بنائی بات پیدا ہے سمجھیے
مذہب حنفیہ کی تحقیق سنیے اور اوسکی دلیل پوچھیے اور اپنی تقریر بیہودہ پر کچھ تو منفعل ہو جیے تحقیق مذہب حنفیہ میں یا
مین یہ ہے کہ نماز جنازے کی امام اعظم کے نزدیک اگر ادا کریگا تو ادا ہو جاویگی مگر بلا ضرورت مکروہ ہے بعض فقہا کے
نزدیک مکروہ تحریمی ہے اور بعضون کے نزدیک تنزیہی ہے قاسم بن قطلوبغا نے اول قول کو اختیار کیا ہے اور اونکے
استاذ ابن الہمام نے قول ثانی کو ترجیح کیا ہے اور دلیل کراہت کی حدیث سنن ابی داود و سنن ابن ماجہ ہے کہ
من صلے علی میت فی المسجد فلا شیء له یعنے جسنے نماز پڑھی اوپر میت کے مسجد مین پس نہین ہے کچھ ثواب اوسکو اور

اس حدیث کی سند مین اگرچہ ایک راوی صالح مولی توامہ ضعیف ہے مگر ضعف اوسکا ایسا نہین ہے جس سے یہ روایت
ساقط ہوجاوے بلکہ تحقیق یہ ہے کہ یہ حدیث حسن قابل احتجاج ہے عبارت کتب معتبرہ مع اونکے ترجمہ اور حاصل کے
دیکھیے کہ جنسے تحقیق مذہب حنفیہ کی اور موافقت اوسکی ساتھ قرآن و حدیث کے بخوبی ثابت و ظاہر ہوتی ہے اور آپ کی
تقریر مخالفت مردود ہوتی ہے شمس الدین ابن القیم تلمیذ رشید ابن تیمیہ زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین تحریر کرتے ہین
لم یکن من ہدیہ الراتب الصلوٰۃ علیہ فی المسجد وانما کان یصلی علی الجنازۃ خارج المسجد یعنے نہین تہا طریقہ مستمرہ
آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑہنا میت پر مسجد مین نہین تہے کہ نماز پڑہتے جنازہ پر مگر باہر مسجد سے
وربما کان احیانا یصلی علی المیت فی المسجد کما صلی علی سہیل بن بیضاء واخیہ فی المسجد ولکن لم یکن ذلک سنتہ وعادتہ
اور کبہی آپ نماز پڑہتے میت پر مسجد مین جیسا کہ نماز پڑہی آپ نے اوپر جنازہ سہیل بیٹے بیضاء کے اور اونکے بہائی پر
مسجد مین لیکن نہ تہی یہ عادت آپکی وقد روی ابو داؤد فی سننہ من حدیث صالح مولی التوامۃ عن ابی ہریرۃ اور تحقیق
روایت کی ابو داؤد نے اپنے سنن مین بروایت صالح مولی توامہ کے ابو ہریرہ سے قال قال رسول اللہ کہا ابو ہریرہ نے
کہ فرمایا رسول اللہ نے من صلی علی میت فی المسجد فلا شیٔ لہ یعنے جسنے نماز پڑہی جنازہ پر مسجد مین پس نہین ہے کچہ
ثواب اوسکو وقد اختلف فی لفظ الحدیث اور تحقیق اختلاف کیا گیا ہے عبارت حدیث مین فقال الخطیب فی روایتہ
لکتاب السنن پس کہا خطیب بغدادی نے اپنی روایت مین کتاب سنن ابو داؤد کو فی الاصل فلا شیٔ علیہ یعنے اصل کتاب میں
بجاے فلا شیٔ لہ کے فلا شیٔ علیہ ہے کہ جسکا مطلب یہ ہے کہ کچہ مضائقہ اوسکو نہین ہے وغیرہ یروبہ فلا شیٔ لہ اور سواے
خطیب کے اور روات سنن ابو داؤد نے فلا شیٔ لہ کی روایت کی ہے وقد رواہ ابن ماجہ فی سننہ ولفظہ فلیس لہ شیٔ
اور تحقیق روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن ماجہ نے اپنے سنن مین اور لفظ اونکی روایت کی فلیس لہ شیٔ ہی کہ جسکا
مطلب یہ ہے کہ کچہ ثواب اوسکو نہ ملیگا ولکن قد ضعف الامام احمد وغیرہ ہذا الحدیث ولیکن ضعیف کہا ہی اس حدیث کو
امام احمد وغیرہ نے قال الامام احمد ہو مما تفرد بہ صالح کہا امام احمد نے کہ اس حدیث کے ساتہ تفرد کیا صالح مولی توامہ نے
اور سواے اونکے ابو ہریرہ سے اور کسی نے روایت نہین کیا وقال البیہقی ہذا حدیث فی افراد صالح وحدیث عائشۃ
اصح منہ وصالح مختلف فی عدالتہ کان مالک یجرحہ اور کہا بیہقی نے کہ یہ حدیث متفردات صالح سے ہے اور حدیث عائشہ
کی کہ جسمین آن حضرت کا نماز پڑہنا مسجد مین سہیل کے جنازے پر مروی ہے صحیح زیادہ ہے اس حدیث سے اور صالح کی عدالت مین
اختلاف کیا گیا ہے تہے امام مالک کہ جرح اور طعن کرتے تہے صالح پر ثم ذکر عن ابی بکر وعمر انہ صلی علیہما فی المسجد پہر ذکر کیا
بیہقی نے ابو بکر و عمر کے حال کو کہ اونکے جنازے کی نماز مسجد مین ہوئی قلت کہتا ہوں مین صالح ثقۃ فی نفسہ کما قال
عباس عن ابن معین کہ صالح مولی توامہ فی نفسہ ثقہ ہے جیسا کہ عباس نے ابن معین سے روایت کی ہے وقال
ابن ابی مریم و یحیے ثقۃ اور کہا ابن ابی مریم اور یحیے نے کہ صالح ثقہ ہے قلت لہ ابن مالکا ترکہ کہا مین نے اوسسے کہ

امام مالکنے صالح کو ترک کردیا اور اون سے روایت نہ کی پس معلوم ہوا کہ وہ ثقہ نہین ہین ورنہ مالک اونسے روایت
ترک نکرتے فقال ان مالکا ادرکہ بعد ان خرف پس کہا کہ امام مالک نے صالح کو اوس زمانے مین پایا کہ وہ خرف ہوگئے تھے
اور بسبب کبر سنی کے اونکے ہوش وحواس مین تغیر واقع ہوگیا تھا اسوجہ سے اونہون نے اونکو مخروج کیا اور روایت
کرنا اونسے ترک کردیا وقال علی ابن المدینی ہو ثقۃ الا انہ خرف وکبر فسمع منہ الثوری بعد ان خرف وسماع ابن ابی ذئب
عنہ قبل ذلک اور کہا علی ابن مدینی نے کہ صالح ثقہ ہین مگر یہ کہ بہت سن رسیدہ اور خرفت ہوگئے تھے پس سنا اونسے
سفیان ثوری نے احادیث بعد اونکے خرف ہوجانے کے اور ابن ابی ذئب کا سننا احادیث کا صالح سے قبل خرفت
کے ہے وہذا الحدیث حسن اور یہ حدیث یعنے من صلی علی میت فی المسجد فلا شیء لہ حسن قابل حجیت ہے فانہ من روایۃ
ابن ابی ذئب عنہ وسماعہ منہ قدیم قبل اختلاطہ فلا یکون اختلاطہ موجبا لرد ما حدث بہ قبل الاختلاط انتہی پس تحقیق کہ اس
حدیث کی راوی صالح سے ابن ابی ذئب ہین اور سننا اونکا احادیث کو صالح سے قبل خرافت اور اختلاط ہوش وحواس
اونکے تھا پس ہوگا اختلاط اونکا باعث رد اوس حدیث کا جو اونہون نے قبل اختلاط کے روایت کی ہے خلاصہ
اس عبارت کا یہ ہوا کہ رواۃ اس حدیث کی جس سے حنفیہ حکم کراہت کا دیتے ہین سب قوی اور ثقہ ہین صرف
ایک راوی صالح مولی توأمہ ہین جرح کی گئی ہے مگر وہ جرح مضر نہین ہے اسوجہ سے کہ اونکی عدالت وثقاہت مین
کلام نہین صرف اسقدر کلام ہے کہ وہ آخر عمر مین بوجہ کبر سنی کے ہوش وحواس باختہ ومختلط العقل ہوگئے تھے
اور یہ امر اصول حدیث کے کتب مین ثابت ہے کہ جو شیخ بوجہ کبر سنی کے مختلط العقل ہوجاوے اوسکی روایتین قبل
اختلاط کے سب مقبول ہین اور روایتین بعد زمانہ اختلاط کے مقبول نہین بسبب اسکے کہ اونمین احتمال سہو ونسیان
واغلاط کا غالب ہے اور یہان خوب معلوم ہے کہ یہ حدیث صالح سے ابن ابی ذئب نے روایت کی اور ابن ابی ذئب
نے صالح سے اوس زمانے مین اخذ علم کیا ہے جب وہ خرف نہین ہوے تھے پس بلاشبہ یہ روایت معتبر وحسن
ہوگی اور قابل حجیت کے ہوگی اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اکثر جنازون پر مسجد مین نماز نہ پڑہنا اور دوا
اوسکے باہر مسجد کے جانا زیادہ تر مؤید ہوگا اور قاسم بن قطلوبغا اپنے فتاوے مین لکہتے ہین قال محمد فی الموطا
کہا امام محمد نے موطا مین حدثنا مالک حدثنا نافع عن ابن عمر انہ قال ما صلی علی عمر الا فی المسجد خبر دی ہمکو مالک نے کہا
اونہون نے خبر دی ہمکو نافع نے ابن عمر سے کہا اونہون نے نہین نماز پڑہی گئی حضرت عمر پر مگر مسجد مین وقال محمد
لا یصلی علی جنازۃ فی المسجد وکذلک بلغنا عن ابی ہریرۃ کہا امام محمد نے بعد اوس روایت کے نہ نماز پڑہی جاوے
جنازے پر مسجد مین اور ایسہی خبر پہونچی ہمکو ابو ہریرہ سے کہ اونہون نے ممانعت کی وموضع الجنازۃ بالمدینۃ خارج المسجد
وہو الموضع الذی کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یصلی علی الجنازۃ فیہ اور موضع نماز جنازے کی مدینہ طیبہ مین بیرون
مسجد ہے اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اکثر نماز جنازے کی وہین ادا فرماتے تھے فافاد ان عمل النبی کان

علی خلاف ما وقع فی الصلوٰۃ علی امیر المومنین عمر تحیل علی العذر پس افادہ کیا امام محمد نے اس امر کا کہ طریقہ انحضرت کا
بابت نماز جنازہ مین خلاف اوس امر کے تہا جو در باب نماز عمرؓ کے واقع ہوا پس محمول ہوگا جنازہ عمرؓ کی نماز مسجد مین پڑہنا
حالت عذر پر اور بہ قال فی المحیط اور ساتہ اسیکے تصریح کی ہے محیط مین وتقطہ اور عبارت اوسکی یہ ہے فلا تقام فیہ ای
فی المسجد غیرہا الا لعذر وہذا تاویل حدیث عمر انہ لما قتل صلے علیہ فی المسجد لانہ کان لعذر وہو خوف الفتنۃ والعذر
الدفن عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم یعنے پس نہ ادا کی جاوے مسجد مین سواے نماز پنجگانہ وغیرہ کے مگر کسی عذر سے
اور یہی تاویل ہے حدیث عمرؓ کی کہ جب وہ شہید ہوے نماز پڑہی گئی اونپر مسجد مین اسوجہ سے کہ یہ امر بسبب عذر خوف
فتنہ کے اور خوف اس امر کے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس انکے دفن سے شاید کوئی ممانعت کرے واقع ہوا
وقال ابو الحسین القدوری فی التجرید اور کہا قدوری نے تجرید مین قال اصحابنا تکرہ الصلوٰۃ علی الموتی فی مسجد الجماعۃ وقال
الشافعی تجوز کہا ہمارے اصحاب حنفیہ نے کہ مکروہ ہے نماز اموات پر مسجد جماعت مین اور کہا شافعی نے جائز ہے لنا حدیث
ابی ہریرۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال من صلے علے میت فی المسجد فلا شئ لہ ذکرہ ابو داؤد ہماری دلیل حدیث ہے
ابوہریرہ کی کہ فرمایا آن حضرتؐ نے جو شخص نماز پڑہے جنازے کی مسجد مین پس نہین ہے ثواب اوسکو روایت کیا ہے
اسکو ابوداؤد نے قلت ورواہ ابن ابی شیبۃ بلفظ کہتا ہون مین اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اس حدیث کو ساتہ
اس لفظ کے من صلے علی جنازۃ فی المسجد فلا صلاۃ لہ جو شخص نماز پڑہے جنازے کی مسجد مین پس نہوگی نماز اوسکی
قال وکان اصحاب رسول اللہ اذا ضاق بہم المکان رجعوا ولم یصلوا اور کہا کہ صحابہ جب تنگ ہوتا مکان نماز جنازہ کا
بوجہ کثرت کے رجعت کرتے تہے اور مسجد مین نماز نہین پڑہتے تہے وروی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم لما نعی النجاشی
خرج یصلے علیہ فی المصلی ولو کان یجوز الصلوٰۃ فی المسجد لم یکن للخروج معنے اور روایت ہے کہ جب آن حضرتؐ نے خبر
موت نجاشی کی دی اور اونپر نماز ادا کرنے کا قصد کیا باہر گئے مسجد کے واسطے ادا سے نماز کے اور اگر جائز ہوتی نماز جنازہ
مسجد مین آپ نہ نکلتے ایک مسجد مین نماز ادا کرنے ولان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال اور اسوجہ سے کہ آن حضرت نے
فرمایا ہے جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم یعنے بچاؤ تم اپنی مسجدون کو اپنے لڑکون اور دیوانون سے یعنے لڑکون کو اور
دیوانون کو مسجد مین نہ لایا کرو وکان المعنی فیہ انہ لا یومن من تلویث المسجد وہذا موجود فی المیت اور ہے وجہ اس
ممانعت مین یہ کہ لڑکون کی اور دیوانون کے مسجد مین آنے سے خراب ہونے مسجد کا اور ملوث ہونے مسجد کا ساتہ نجاست
کے خوف ہے اور یہ وجہ میت مین موجود ہے کہ شاید کوئی نجاست نکل آوے اور مسجد خراب ہوجاوے پس جس طرح
مسجد مین لڑکون اور دیوانون کا لانا بسبب احتمال خرابی مسجد کے مکروہ ہے اسیطرح جنازہ مسجد مین لانا بہی مکروہ ہوگا
ولان الناس افردوا الجنائز فی سائر الامصار ولو جاز فی المسجد لم یکن لافراد موضع لہا معنے اور اسوجہ سے کہ تمام شہرون
مین نماز جنازے کے واسطے علحدہ ایک مقام لوگون نے مقرر کیا ہے اور اگر جائز ہوتی نماز جنازہ مسجد مین مکان علحدہ مقرر کرنے

ضرورت نہوتی وروی ابوداود الطیالسی اور روایت کیا ابوداود طیالسی نے حدثنا ابن ابی ذئب عن صالح مولے التوامۃ
کہا اونہون نے کہ خبر دی ہمکو ابن ابی ذئب نے اونہون نے روایت کی صالح سے قال ادرکت رجالا ممن ادرکا النبی
صلے اللہ علیہ وسلم وابا بکر اذا جاؤا فلم یجدوا الا ان یصلوا فی المسجد رجعوا فلم یصلوا انتہی کہا اونہون نے کہ دیکھا مین نے
بہت سے صحابہ کو اور ان لوگون کو جنہون نے مصاحبت ابوبکرؓ کی کی تہی کہ جب آتے نماز جنازے کے واسطے اور نہ ممکن
ہوتا اونکو مگر یہ کہ مسجد مین نماز پڑہین لوٹ جاتے تہے وہ اور نماز مسجد مین نہین پڑہتے تہے اور ابن الہمام فتح القدیر
مین لکھتے ہین اخرج ابوداود وابن ماجہ روایت کیا ابوداود اور ابن ماجہ نے عن ابن ابی ذئب ابن ابی ذئب سے
عن صالح مولی التوامۃ اونہون نے روایت کی صالح سے عن ابی ہریرۃ اونہون نے روایت کی ابوہریرہ سے قال قال
رسول اللہ کہا اونہون نے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے من صلے علے میت فی المسجد فلا اجر لہ جو شخص نماز پڑہیگا جنازہ پر مسجد مین
پس نہین ملیگا کچہ ثواب اوسکو ومولی التوامۃ ثقۃ لکنہ اختلط فی آخرہ اسند النسائی الی ابن معین انہ ثقۃ لکنہ اختلط
فی آخر عمرہ فمن سمع منہ قبل ذلک فہو حجۃ وکلم علے ان ابن ذئب وراوی ہذا الحدیث عنہ سمع منہ قبل الاختلاط فوجب قبولہ
اور صالح مولے توامۃ ثقہ ہے لیکن آخر عمر مین مختلط الحواس ہوگئے تہے پس جسنے اونسے روایت قبل اختلاط کے کی اوسکی روایت
قابل قبول کے ہے اور سب اہل حدیث اس امر پر متفق ہین کہ اس حدیث کے راوی ابن ابی ذئب نے صالح سے قبل اختلاط کے
روایت کی ہے پس ضرور ہوا قبول کرنا اس حدیث کا وفی مسلم لما توفی سعد بن ابی وقاص قالت عائشۃ ادخلوا بہ المسجد
حتے اصلے علیہ فانکر ذلک علیہا فقالت واللہ لقد صلے النبیؐ علی ابنی بیضاء فی المسجد سہیل واخیہ قلنا اولا واقعۃ حال
لاعموم لہا فیجوز کون ذلک کان لضرورۃ کونہ کان معتکفا ولو سلم عدمہا فانکارہم وہم الصحابۃ التابعون دلیل اعلانہ
استقر بعد ذلک علے ترکہ حاصل اسکا یہ ہے کہ وہ جو روایت کی مسلم نے کہ جب وفات ہوئی سعد بن ابی وقاص کی
کہا عائشہ نے کہ انکا جنازہ مسجد مین لاؤ کہ مین بہی اوسپر نماز پڑہون پس انکار کیا عائشہ پر صحابہ نے پس کہا اونہون نے
کہ تم کیون انکار کرتے ہو قسم خدا کی نماز پڑہی آنحضرتؐ نے بیضاء کے دونون پسر کے جنازے پر مسجد مین اس حدیث
سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازے کی مسجد مین پڑہنا درست ہے پس اسکے دو جواب ہین ایک یہ کہ یہ واقعہ حال ہے
اس سے عموم نہیں ثابت ہوتا ہے کیونکہ کہین آنحضرتؐ سے حکم کرنا ادا کرنے نماز جنازے کا مسجد مین بطور تشریع
عام کے نہین ثابت ہے جیسا کہ ممانعت ثابت ہے پس ہوسکتا ہے کہ یہ نماز پڑہنا آپکا مسجد مین بوجہ ضرورت
اعتکاف وغیرہ کے ہوا دوسرے یہ کہ اگر تسلیم کیا کہ وہان ضرورت نتہی پس انکار صحابہ اور تابعین کا حضرت عائشہ پر
دلیل اس امر پر ہے کہ عمل مستقر بعد اسکے ترک پر ہوا اسیوجہ سے صحابہ نے انکار کیا حاصل مقام یہ ہے کہ امام اعظم وغیرہ
نے جو حکم ممانعت کیا اوسکی چند دلیلین ہین اول حدیث من صلے علے میت فی المسجد فلا شئ لہ کہ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ نماز جنازے کی جو شخص مسجد مین پڑہیگا اوسکو ثواب نہ ملیگا اور اس حدیث کی سند مین اگرچہ صالح راوی پر خدشہ

کیا گیا ہے مگر بنظر تحقیق وہ خدشہ لغو ہو گیا جیساکہ سابقًا تحقیق ابن قیم و ابن ہمام سے واضح ہو چکا کہ صالح کی ثقاہت
اور عدالت مین شبہہ نہین ہے البتہ وہ آخر عمر مین مختلط ہو گئے تھے اور کتب اصول حدیث مین یہ امر محقق ہے کہ ایسے
راوی کی روایتین سب مردود نہین ہوتی ہین بلکہ جو روایتین اونسے قبل اختلاط کے کی گئی ہون وہ مقبول ہوتی ہین
اور اس مقام مین صالح سے راوی ابن ابی ذئب ہین کہ اونہون نے قبل اختلاط صالح کے روایت کی ہے پس بالضرور یہ
روایت مقبول ہو گی دوسری دلیل یہ کہ صحابہ بہت سے جب جگہ نہ پاتے نماز مسجد مین نہ پڑھتے جیساکہ روایت طیالسی
سے ثابت ہے تیسرے حضرت عائشہ پر جب اونہون نے جنازہ سعد کو مسجد مین طلب کیا بہت سے صحابہ نے انکار کیا
جو تھے یہ کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فی عمرہ بجز دو شخص کے کسی اور کے جنازہ پر کبھی مسجد مین نماز نہین ادا کی
اور عادت غالبیہ آپ کی یہی تھی کہ بیرون مسجد نماز ادا کرتے تھے باقی رہی حدیث عائشہؓ کی جسمین انکا جنازہ سعد کو
طلب کرنا اور صحابہ منکرین پر رد فرمانا اور آن حضرت کے جنازۂ فرزندان بیضا پر نماز مسجد مین پڑھنا بیان کرنا مذکور ہے اوسکا
جواب حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ اگر مجوزین عائشہؓ کے قول سے استدلال کرین تو استدلال انکا فاسد ہے اسوجہ سے
کہ کسی صحابی کا قول یا فعل جب اور صحابہ اوسمین مخالفت کرین حجت نہین ہوتا ہے پس اگرچہ حضرت عائشہؓ نے اسکو جائز کہا
مگر اور صحابہ نے اوس پر انکار کیا پس قول عائشہ کا حجت نہین رہا اگرچہ شبہہ ہووے کہ جب عائشہؓ نے فعل نبوی سے استناد کیا
صحابہ نے کیون سکوت اختیار کیا اور جواب کیون نہ دیا تو جواب اوسکا یہ ہے کہ چونکہ حضرت عائشہ مجتہدین سے تھین اور
رائے اونکی موافق اس حدیث کے جواز کی طرف مائل تھی اسوجہ سے اور صحابہ نے سکوت کیا کیونکہ صحابہ کی مثل عوام کے
یہ عادت نہ تھی کہ ہر وقت جھگڑا کرین اور مقابلہ مین مجتہدین کے مسائل اختلافیہ مین رد و قدح کرین پس انکا سکوت کرنا
اس امر پر دلیل نہین ہوسکتا ہے کہ انہون نے بھی موافقت حضرت عائشہؓ کی کرلی اگر یہ شبہہ ہووے کہ اگر اونکی رائے ممانعت
کی تھی تو انکو منع کرنا اور مقابلہ کرنا عائشہؓ سے ضرور تھا تو اوسکو یون دفع کرنا چاہیے کہ انکار اور ممانعت امور اجتہادیہ
اختلافیہ مین خصوصًا بمقابلہ مجتہدین کچھ ضرور نہین ہے اور ایسی حالت مین سکوت کرنے مین کچھ حرج نہین ہے جیساکہ

فتح القدیر مین ہے الانکار الذی یجب عدم السکوت معہ ہو المنکر من المعاصی لا الفصول المجتہد فیہا وہم رضی اللہ عنہم

لم یکونوا اہل لجاج خصوصًا مع من ہو من اہل الاجتہاد انتہی اور اگر مجوزین فعل نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے استناد کرین
کہ آپ نے جنازہ فرزندان بیضا پر مسجد مین نماز پڑھی تو اوسکا جواب کئی طرح پر ہے **اول** یہ کہ یہ حدیث فعلی ہے
کہ آپ نے فقط ایک مرتبہ نماز جنازہ مسجد مین ادا کی اور حدیث ممانعت کی جو سنن ابو داؤد وغیرہ مین مروی ہے قولی ہے
اور کتب اصول فقہ و اصول حدیث مین مصرح ہے کہ جب حدیث قولی اور حدیث فعلی مین تعارض و تخالف واقع ہووے
تو حدیث قولی مقدم ہوتی ہے اور اوسیکو دوسری حدیث پر ترجیح ہوتی ہے ابو بکر حازمی کی کتاب الناسخ والمنسوخ

مین بحث ذکر طرق ترجیحات مین مسطور ہے الوجہ السابع والثلثون ان یکون احد الحدیثین قولا والآخر فعلا فالقول

ابلغ فی البیان ولان الناس لم یختلفوا فی کون قولہ حجۃ واختلفوا فی اتباع فعلہ ولان الفعل لا یدل بنفسہ علی شئ بخلاف
القول فیکون اقوی انتہی تنقیح چوتھی وجہ ترجیح کی یہ ہے کہ ایک دو حدیث سے کہ وہ دونون متعارض ہون قول
نبوی ہوا اور دوسرا فعل نبوی ہو پس قول آپ کا مرجح ہوگا اسوجہ سے کہ قول بیان احکام شرعیہ مین ابلغ ہی بخلاف
فعل کے اور اسوجہ سے کہ قول نبوی کا حجت ہونا اور واجب الاتباع ہونا متفق علیہ ہے اور فعل نبوی کے واجب الاتباع
ہونے مین اختلاف ہے اور اسوجہ سے کہ فعل نہین دلالت کرتا ہے بذاتہ کسی حکم پر بخلاف قول کے کہ وہ موضوع ہی واسطے
بیان حکم کے پس اس مقام مین حدیث ممانعت کو ترجیح ہوگی حدیث جواز پر **دوسری** یہ کہ حدیث سنن ابو داؤد وغیرہ
کی ممانعت پر دال ہے اور حدیث صحیح مسلم کی جواز پر دال ہے اور کتب اہل فقہ و اصول حدیث مین مذکور ہی کہ جب دو
حدیثون مین اس طرح کا تخالف واقع ہو تو حدیث ممانعت پر احتیاطاً عمل اولی ہوگا ابو بکر حازمی نے تحریر کیا ہے
لانہ اذا اجتمع المبیح والمحظر غلب جانب الحظر لان الاثم حاصل فی فعل المحظور ولا اثم فی ترک المباح فکان الترک اولی انتہی
یعنے اسوجہ سے کہ جب جمع ہووے ایک دلیل مباح کرنے والی کسی چیز کو اور ایک دلیل ممنوع کرنے والی اوسکو غالب
کیا جاویگا طرف ممانعت کا اس سبب سے کہ ممنوع کی کرنے مین گناہ ہے اور مباح کی چھوڑنے مین گناہ نہین ہے پس
ترک ایسی چیز کا بہتر ہوگا پس اس مقام مین ہرگاہ حدیث عائشہؓ سے جواز ادائے نماز جنازہ کا مسجد مین ثابت ہوا
اور دوسری حدیث سے ممنوع ہونا ثابت ہوا بالضرور ترجیح دینا حدیث ممانعت کا ضرور ہوگا **تیسری** یہ کہ حدیث عائشہؓ
کی صرف ایک واقعہ حال پر دلالت کرتی ہے کہ آن حضرت نے دو ایک دفعہ نماز جنازہ مسجد مین پڑہی اور یہ امر اس سے
نہین ثابت ہوتا ہے کہ یہ امر عموماً ہر شخص کو ہر وقت مین جائز ہے کیونکہ کتب اصول مین مذکور ہے کہ واقعہ
حال مین عموم نہین ہوتا ہی تنقیح الاصول مین مسطور ہی مثلاً یہ الفعل لا تعم لان الفعل المحکی عنہ وقع علی صفۃ معینۃ نحو صلی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی الکعبۃ انتہی اور حدیث ممانعت بطور عموم وارد ہے پس ظاہر اوہ مرجح ہوگی **پانچوین** یہ کہ کتب حدیث و
تواریخ سے ثابت ہے کہ مقام نماز جنازہ آن حضرت کے زمانہ مین مسجد نبوی کے باہر مقرر تھا اور آن حضرت اکثر نماز جنازہ
ادا کرتے تھے اور بجز دو ایک مرتبہ کے کبھی آپ سے نماز جنازہ مسجد مین نہین ثابت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اگر نماز جنازہ
مسجد مین بلا کراہت جائز ہوتی آپ اکثر باہر مسجد کے بجائے بلکہ مسجد ہی مین اکثر ادا فرماتے اور بیرون مسجد ایک مقام
نماز جنازہ کا مقرر نفرماتے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ نماز جنازہ عبادت ہے اور عبادت مسجد مین بہتر ہے پس آپ کی
عادت غالبہ وطریقہ مستمرہ پر عمل کرنا دو ایک مرتبہ کے فعل پر عمل کرنے سے اولے وارجح ہوگا **پانچوین** یہ کہ نماز جنازہ
فرزندان بیضا پر مسجد میں پڑہنا جو آپ سے صادر ہوا محتمل ہے کہ کسی عذر خاص سے ہوا ہو مثلاً یہ کہ آپ معتکف ہون
باہر نجا سکتے ہون یا یہ کہ پانی برستا ہو بیرون مسجد نماز نہو سکتی ہو یا یہ کہ اونکی دفن مین عجلت مناسب ہوا اور
بیرون مسجد جانے مین تاخیر ہوتی ہو سوا اسکے اور بھی بہت سے اعذار و احتمالات نکل سکتے ہین پس باوجود اتنا کے

ان احتمالات کے کیونکر اس قصہ سے جواز بلا کراہت کا حکم مطلقاً درست ہوسکتا ہے چھٹی یہ کہ ممکن ہی کہ آپ نے
دو ایک مرتبہ نماز جنازہ مسجد مین بیان جواز کے واسطے پڑہی ہو تا لوگون کو معلوم ہوجاوے کہ مسجد مین پڑہنے کے لئے
ذمہ پاک ہو جاتا ہے اور فرض ادا ہو جاتا ہی نظیرین اسکی کتب احادیث مین بکثرت ہین دیکہیے آپ نے کہڑے
ہوکے پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہی اور ایک مرتبہ بیان جواز کے واسطے آپ نے خود کہڑے ہوکے پیشاب کر لیا ہے
ایسیہی قبلہ کی طرف رخ یا پشت کرکے پیشاب کرنی یا پائخانہ پہرنے سے منع فرمایا ہے اور کسیوجہ سے بیان جواز کے
واسطے آپ نے قبلہ رخ ایک مرتبہ پیشاب کیا ہے تفصیل اسکی کتب حدیث صحاح ستہ اور اوسکی شروح مین موجود ہے
پس ایسیہی اگر دو ایک مرتبہ بیان جواز کے واسطے آپ نے نماز جنازہ مسجد مین پڑہ لی تو اس سے جواز اوسکا مطلقاً
ثابت نہین ہوتا ہی اگر کوئی جاہل کہے کہ حدیث جواز کی صحیح مسلم مین ہی اور حدیث ممانعت کی سنن ابوداؤد مین ہی اور حدیث صحیحین کے مقدم ہی حدیث غیر
صحیحین پر مطلقاً تو جواب اسکا یہ ہی کہ تقدیم حدیث صحیحین کی صرف باعتبار قوت اسناد کے ہی لیکن بقراین خارجیہ و وجوہ ترجیحات اصولیہ حدیث غیر صحیحین
حدیث صحیحین پر مقدم ہوجاتی ہی جیسا کہ شرح نخبۃ وغیرہ مین مذکور ہی **قولہ** [۱۶۱] ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ
فرض نماز کی پچہلی دو رکعتون مین آدمی کو اختیار ہے خواہ چپکا رہے یعنے کچہ نہ پڑہے خواہ پڑہے خواہ سبحان اللہ پڑہے
اور یہ مذہب ہے امام اعظم کا سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا بخاری اور مسلم کی حدیث ابو قتادہ کا **اقول** ہرگز
نہین اسوجہ سے کہ حدیث ابو قتادہ سے اسیقدر ثابت ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی اول دو رکعت
مین سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑہتے تھے اور اخیر دو رکعت مین صرف سورہ فاتحہ پڑہتے تہے پس اگر امام اعظم کا مذہب
یہ ہوتا کہ اخیر دو رکعت مین قرآن کا پڑہنا درست نہین ہے تو البتہ اس حدیث کے وہ مخالف قرار دیے جاتے اونکا
مذہب تو یہ ہے کہ پچہلی دو رکعتون مین قراءت قرآن فرض نہین ہے اگر کچہ نہ پڑہیگا تب بہی فرض ادا ہوجاویگا
لیکن قرآن پڑہنے کی سنت ہونے کا اونسے انکار منقول نہین ہے اور اس حدیث سے اگر ثابت ہوتا ہی تو اسیقدر کہ فاتحہ
پڑہنا سنت ہے پس درمیان مذہب امام اعظم کے اور اس حدیث کے کیا مخالفت ہوئی ہان اگر اس حدیث سے
یہ ثابت ہوتا کہ فاتحہ پڑہنا پچہلی رکعتون مین بہی فرض ہے یا امام سے یہ منقول ہوتا کہ پچہلی رکعتون مین فاتحہ پڑہنا سنت
نہین یا مکروہ ہے تو البتہ مخالفت ہوتی ہے عبارات کتب معتبرہ کو دیکہیے اور امام کی دلیل کو سمجہیے اور اپنی ناانصافی کا
اقرار کیجیے سو ملم جو کرتا ہے تو ڈرتا نہین انجام سے ہر روسیہ ہوتا ہے اک دن خط عنبر فام سے * بحر الرایق مین ہی
وفی البدائع یعنے بدائع شرح تحفۃ الفقہا مین ہے کہ ہذا التخییر مروی عن علی و ابن مسعود یہ تخییر جو امام سے منقول ہے کہ
پچہلی رکعتون مین اختیار ہے قراءت قرآن کرے خواہ تسبیح و تہلیل ادا کرے خواہ چپکا کہڑا رہے مروی ہے حضرت علی
اور عبد اللہ بن مسعود سے وکانا یدرکہ ... فہو کالمرفوع انتہی ... اور یہ مسئلہ اوس قسم سے ہے کہ اجتہاد کو اوسمین دخل
نہین ہے پس قول صحابی کا ایسے امر مین حکم مین حدیث مرفوع کی ہی ماحصل اسکا یہ ہے کہ مصنف ابطال حنفیہ مین

علی اور ابن مسعود سے روایت ہے کہا ان دونون نے اقرأ فی الاولیین وسبح فی الاخریین یعنے پڑہ تو قرآن اول دو
رکعتمین اور تسبیح کر اخیر دو رکعت مین اور موطا امام محمد وغیرہ مین علقمہ سے مروی ہے ان عبد اللہ بن مسعود کان لا یقرأ
خلف الامام فیما یجہر فیہ وفیما یخافت فیہ لا فی الاولیین ولا فی الاخریین واذا صلی وحدہ قرأ فی الاولیین بفاتحۃ الکتاب
وسورۃ ولم یقرأ فی الاخریین شیئاً یعنے تحقیق کہ ابن مسعود نہین پڑہتے تہے قرآن پیچہے امام کے نہ نماز جہری مین جیسے
صبح اور مغرب اور نہ نماز سری مین جیسے ظہر اور عصر نہ پہلے دو رکعت مین اور نہ پچہلی دو رکعت مین اور جب تنہا نماز پڑہتے
تو پڑہتے تہے اول دو رکعت مین سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت اور نہین پڑہتے تہے پچہلی دو رکعت مین کچہ اور یہ ظاہر ہے کہ
یہ مسئلہ اجتہادی نہین ہے تا یہ خیال ہووے کہ ان صحابہ نے اپنی اجتہاد سے یہ امر کیا کیونکہ نماز کے ارکان اوقات وغیرہ
اجتہاد سے معلوم نہین ہوسکتے ہین اور مجتہدین اس بات مین عقل کو دخل نہین دیسکتے ہین اور سابقا شرح نخبہ وغیرہ کی
عبارت سے معلوم ہوچکا کہ قول اور فعل صحابی کا ایسا کہ اجتہاد کو اوسمین مداخلت نہو محمول ہے اس امر پر کہ اونہون نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اوس امر کو سنا ہوگا کیونکہ صحابی کی شان سے بعید ہے کہ بغیر دریافت کرنے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسے امور اپنی عقل سے کرنے لگے پس ثابت ہوا کہ پچہلی دو رکعت مین اختیار ہونا درمیان اسکے کہ
قرآن پڑہے یا سبحان اللہ کہے یا چپکا کہڑا رہے اور قراءت قرآن کا ضروری اور فرض نہونا جو ان صحابہ سے منقول ہے حکم مین
حدیث مرفوع کے ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اسی وجہ سے امام اعظم نے حکم دیا کہ پچہلی رکعتون مین
قرآن پڑہنا فرض نہین ہے بلکہ نمازی کو اختیار ہے چاہے پڑہے چاہے نہ پڑہے باقی رہی حدیث ابو قتادہ وغیرہ
اوسکے موافق امام بہی پچہلی رکعتون مین سورۂ فاتحہ پڑہنا سنت کہتے ہین موطا امام محمد مین مرقوم ہے السنۃ ان تقرأ
فی الفریضۃ فی الرکعتین الاولیین بفاتحۃ الکتاب وسورۃ وفی الاخریین بفاتحۃ الکتاب وان لم تقرأ فیہما اجزاک وان سبحت فیہما
اجزاک وہو قول ابی حنیفۃ انتہی یعنے سنت یہ ہے کہ پڑہے تو فرض کی اول دو رکعت مین سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت اور
پچہلی رکعتون مین سورۂ فاتحہ فقط اور اگر نہ پڑہیگا تو پچہلی رکعتون مین کافی ہوگا تجہکو اور اگر سبحان اللہ کہہ لیگا ان دونون مین
کافی ہوگا تجہکو اور یہ قول ہے امام ابو حنیفہ کا اور حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی مین محیط رضی الدین سرخسی سے منقول ہے
فی ظاہر الروایۃ ان القراءۃ سنۃ فی الاخریین ولو سبح فیہما ولم یقرأ لم یکن مسیئا وروی الحسن عن ابی حنیفۃ انہا فیہما واجبۃ حتی
لو ترکہا ساہیا یلزمہ سجود السہو انتہی یعنے ظاہر روایت امام اعظم سے یہ ہے کہ قرآن پڑہنا پچہلی دو رکعت مین سنت ہے اور اگر
صرف سبحان اللہ کہیگا ان دونون مین اور نہ پڑہیگا قرآن نہ گنہگار ہوگا یعنے ایسا گنہگار جیسے ترک فرض اور واجب سے ہوتا ہے
اور روایت کیا ہے حسن ابن زیاد نے امام سے کہ قرآن پڑہنا پچہلی رکعتون مین واجب ہے یہانتک کہ اگر چہوڑ دیگا اوسکو اور صرف
سبحان اللہ کہیگا یا چپکا کہڑا رہیگا تو سجدہ سہو لازم ہوگا اے اہتمام کرنے والو و اعتراض کرنے والو ذرا ہوش سے ان عبارات کو
اور ایسی اور عبارات کتب حنفیہ کو دیکہو اور اپنے اعتراض مہمل سے توبہ کرو اور اس قول کو یاد رکہو کہ ای یار جو کوئی کسیکو کہا دیگا

یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاویگا ۔ اس دار مکافات مین سن اے غافل ۔ جیسا کرے گا آج کل پاویگا ۔ **قولہ** ہدایہ وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت مرد دونون کانون تک ہاتھ اوٹھائے اور یہ مذہب ہے امام اعظم کا سو امام اعظم رضی اللہ عنہ
اس مسئلہ مین خلاف کیا ان تین حدیثون کا **اقول** ۔ ناحق یہ ترا غیظ مین آنا نہین اچھا ۔ اسمین سخن رنج کے لانا نہین اچھا ۔
جو تیر نظر سے جگر اور دل کو اوڑا دے ۔ ایسے کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا ۔ ہمکو بڑا افسوس آپ کی بربادی محنت اور لزوم شقاوت پر
ہوتا ہے اور آپ کی ان حرکات جاہلانہ ومتعصبانہ سے تعجب ہوتا ہے اللہ رے نفسانیت اور پھر اوسپر دعوے حقانیت
جو حدیثین کانون تک ہاتھ اوٹھانے کے باب مین وارد ہین اور حنفیہ کے موافق ہین اور کتب صحاح ستہ وغیرہ دفاتر حدیث
اوس سے مالامال ہین وہ آپ کو نہ سوجہین صرف دو تین حدیثین جو بظاہر مخالف ہین نظر پڑ گئین ذرا آنکھ کھولیے اور کان
لگا کے سنیے صحیح مسلم مین وائل بن حجر سے روایت ہے ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ حین دخل فی الصلوۃ وکبر ووضعہما
حیال اذنیہ یعنے تحقیق آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوٹھایا دونون ہاتھون کو جب کہ داخل ہوے نماز مین اور تکبیر کہی
اور رکھا دونون ہاتھ کو بوقت اوٹھانے کے مقابل دونون کان کے اور یہی حدیث سنن ابوداؤد اور سنن نسائی اور معجم طبرانی
اور سنن دارقطنی وغیرہ مین بھی موجود ہے اور بھی صحیح مسلم مین مالک بن الحویرث سے روایت ہے ان رسول اللہ کان اذا
کبر رفع یدیہ حتے یحاذی بہما اذنیہ یعنے تھے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب تکبیر تحریمہ کہتے اوٹھاتے تھے دونون ہاتھون کو
یہان تک کہ برابر دونون کان کے کر دیتے اور بھی صحیح مسلم مین مالک سے روایت ہے انہ راے النبی صلے اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ
حتے یحاذی بہما فروع اذنیہ یعنے اونہون نے دیکھا آن حضرت کو کہ اوٹھائے آپ نے دونون ہاتھ اپنے یہان تک کہ مقابل کر دیے
دونون کان کے کنارون کے اور مسند امام احمد اور مسند اسحق بن راہویہ اور سنن دارقطنی وغیرہ مین براء بن عازب سے مروی ہے
کان رسول اللہ اذا صلے رفع یدیہ حتے تکون ابہاماہ حذاء اذنیہ یعنے تھے آن حضرت کہ جب نماز پڑھتے اوٹھاتے دونون ہاتھون کو
یہان تک کہ ہو جاتے دو انگوٹھے مقابل دونون کان آپکے اور مستدرک حاکم اور سنن دارقطنی اور سنن بیہقی مین انس سے
روایت ہے رأیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کبر فحاذی بابہامیہ اذنیہ یعنے دیکھا مین نے آن حضرت کو کہ تکبیر تحریمہ کہی اور
ہاتھ اوٹھایا پس مقابل کیا اپنے دونون انگوٹھون کو دونون کانون کے اور سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ اور سنن نسائی مین
مالک بن الحویرث سے روایت ہے رأیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ اذا کبر واذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع
حتے بلغ بہما فروع اذنیہ یعنے دیکھا مین نے آن حضرت کو کہ اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ کو جب کہ تکبیر تحریمہ کہتے اور جب رکوع
کرتے اور جب رکوع سے سر اوٹھاتے یہانتک کہ پہونچاتے اون دونون کو مقابل کنارون کان کے اور طحاوی نے شرح معانی الآثار
مین براء بن عازب سے روایت کی کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذا کبر لافتتاح الصلوۃ رفع یدیہ حتے تکون ابہاماہ قریبا
من شحمتی اذنیہ یعنے تھے آن حضرت کہ جب تکبیر کہتے تھے شروع نماز مین اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ اپنے یہان تک کہ ہوجاتے
دونون انگوٹھے قریب دونون کان کے نیچے کے کنارون کی اور بھی طحاوی نے وائل سے روایت کی رأیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم

فرایتہ یرفع یدیہ حذاء اذنیہ یعنے آیا مین آن حضرتؐ کے پاس پس دیکہا آپکو کہ اوٹہاتے تہے دونون ہاتہون کو مقابل کانون کے
آنکے احادیث سے جو باسانید معتبرہ کتب معتمدہ مین موجود ہین حنفیہ کا مذہب بخوبی ثابت ہوتا ہی پس جو شخص کہے کہ حنفیہ کا
مذہب اس بحث مین احادیث کے خلاف ہی وہ جہوٹہا ہی باقی وہ حدیثین جنمین یہ مروی ہے کہ آن حضرتؐ ہاتہون کو مونڈہون تک
اوٹہاتے تہے جیسے حدیث ابوحمید ساعدی جو سنن ابوداؤد وغیرہ مین مروی ہی اور حدیث ابن عمرؓ جو صحیحین مین مروی ہے
اونکی صحت مین کسیکو گفتگو نہین ہے لیکن بعض حنفیہ اوسکو حالت عذر پر محمول کرتے ہین جیساکہ طحاوی نے بتحقیق تام لکہا ہے
اور استناد ساتہ حدیث وائل کے جو سنن ابوداؤد وغیرہ مین مروی ہے کیا ہی کیونکہ اوسمین یون وارد ہے کہ مین آن حضرتؐ
کے پاس حاضر ہوا پس دیکہا آپکو کہ ہاتہ اوٹہاتے تہے کانون تک بعد اوسکے دوسرے سال ایام سرما مین آپکے پاس
حاضر ہوا اور وہ لوگ یعنے صحابہ بسبب سردی کے چادرین اوڑہے ہوے تہے اور چادرون کے اندر ہاتہ اپنے مونڈہون تک
اوٹہاتے تہے اس سے معلوم ہوا کہ مونڈہون تک ہاتہ اوٹہانا بسبب عذر سردی کے تہا یہی حاصل ہی اس عبارت طحاوی کا
الرفع الی المنکبین کان لعذر لان وائل قال ثم اتیتہ من العام المقبل وعلیہم الاکسیۃ والبرانس فکانوا یرفعون ایدیہم فیہا واشار
شریک الی صدرہ فاخبر وائل بن حجر فی حدیثہ ہذا ان رفعہم الی مناکبہم انما کان لان ایدیہم تحت الثیاب واخبر انہم کانوا یرفعون
اذا کانت ایدیہم لیست فی ثیابہم الی حذو اذانہم فاعملنا روایتہ کلہا فجعلنا الرفع اذا کانت الیدان فی الثیاب لعلۃ البرد
الی منتہی ما یستطاع الرفع الیہ وہو المنکبان واذا کانتا بادیتین یرفعہما الی الاذنین کما فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انتہی
اور بعض حنفیہ لکہتے ہین کہ ان دونون حدیثون مین کچہ مخالفت نہین ہے کیونکہ جب کوئی شخص کانون تک ہاتہ اوٹہاویگا
اس طرح پر کہ دونون انگوٹہی کان کے نیچے کے کنارے کے مقابل ہون کسیقدر ہاتہ کی ہتیلی مونڈہون کے مقابل رہیگی
پس یہ بہی اوسپر اطلاق ہوسکتا ہے کہ اسنے ہاتہہ مونڈہون تک اوٹہایا کیونکہ ہاتہ تو نام ہے اونگلیون سے آخر تک نہ صرف
اونگلیون کا اور تصریح اسکی روایت وائل مین سنن ابوداؤد مین موجود ہے کہ اونہون نے دیکہا آن حضرتؐ کو کہ اوٹہائے
آپنے دونون ہاتہ اس طور پر کہ مقابل مونڈہون کے ہوگئے اور انگوٹہی کانون کے مقابل ہوگئے یہی حاصل ہے اس
عبارت فتح القدیر کا ولا معارضۃ فان محاذاۃ الشحمتین بالابہامین تسوغ حکایۃ محاذاۃ الیدین بالمنکبین والاذنین لان
طرف الکف مع الرسغ یحاذی المنکب او یقاربہ والکف نفسہ یحاذی الاذن والید یقال علی الکف الی اعلاہا فالذی نص
علی محاذاۃ الابہامین بالشحمتین وفق فی التحقیق بین الروایتین فوجب اعتبارہ ثم رأینا روایۃ ابی داؤد عن وائل صریحۃ فیہ
قال انہ ابصر النبی صلے اللہ علیہ وسلم حین قام الی الصلوۃ فرفع یدیہ حتے کانتا بحیال منکبیہ وحاذی بابہامیہ اذنیہ انتہی اور
نووی کی شرح صحیح مسلم مین موجود ہے المشہور من مذہبنا ومذہب الجماہیر انہ یرفع یدیہ حذو منکبیہ بحیث یحاذی اطراف اصابعہ فروع
اذنیہ ای اعلاہا وابہاماہ شحمتی اذنیہ وراحتاہ منکبیہ وبہذا جمع الشافعی بین روایات الحدیث فاستحسن الناس منہ انتہی حاصل
اسکا یہ ہے کہ مشہور مذہب شافعیہ اور مذہب جمہور علماء کا یہ ہے کہ اوٹہاوے دونون ہاتہون کو اسطرح پر کہ کنارے اونگلیون کے

مقابل کانون کے اوپر کے کنارون کے ہووین اور دونون انگوٹھے کانون کے نیچے کنارے کے مقابل ہووین اور دونون ہتھیلی
برابر مونڈھون کے ہووین اور ساتھ اسی طریقے کے تطبیق دی ہے امام شافعی نے درمیان روایات حدیث کے یعنے اون
روایتون مین جنمین کانون تک ہاتھ اوٹھانا آیا ہی اور اون روایتون مین جنمین مونڈھون تک ہاتھ اوٹھانا آیا ہے پس اچھا سمجھا
اس تقریر شافعی کو علماء نے اور تعریف کی اسکی اور یہی حاصل ہی اس عبارت ملا الہداد جونپوری کا حاشیہ ہدایہ مین مذہبنا
ومذہب الجماہیر انہ یرفع یدیہ حذو منکبیہ بحیث یحاذی اطراف اصابعہ فروع اذنیہ وابہاماہ شحمتی اذنیہ وراحتاہ منکبیہ وبہذا
جمع الشافعی بین الروایات فلا اختلاف بیننا وبینہ فی الحقیقۃ کما یفہم من مطالعۃ الکتب انتہی اور بعض حنفیہ لکھتے ہین کہ دونون
حدیثین یعنے مونڈھون تک ہاتھ اوٹھانے کے اور کانون تک ہاتھ اوٹھانے کی صحیح ہین اور اختلاف احوال پر محمول ہین کہ کبھی آنحضرت
نے مونڈھون تک ہاتھ اوٹھائے اور کبھی کانون تک پس اس باب مین وسعت ہی اور عمل دونون پر درست ہی ملا علی قاری مسند الامام
شرح مسند الامام مین لکھتے ہین الاظہر انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ من غیر تقیید الی ہیئۃ خاصۃ فاحیانا کان یرفع
یدیہ الی حیال منکبیہ واحیانا الی شحمتی اذنیہ انتہی یعنے اظہر یہ ہے کہ آنحضرت ہاتھ اوٹھانے مین کسی طریقہ خاصہ کے مقید نتھے
بلکہ کبھی مونڈھون تک ہاتھ اوٹھاتے تھے اور کبھی کانون تک پس جس صحابی نے جو دیکھا اوسکے موافق روایت کردیا اور عینی شرح
ہدایہ مین لکھتے ہین قلت لاحاجۃ الی ہذہ التکلفات وقد صح الخبر فیہما قلنا وفیما قالہ الشافعی فاختار الشافعی حدیث ابی حمید
واختار اصحابنا حدیث وائل انتہی یعنے نہین ضرورت ہے ان تکلفات کی یعنے حدیث ابوحمید کو عذر پر محمول کرنیکی جیسا کہ
طحاوی نے لکھا ہے اور تحقیق صحیح وارد ہوئی حدیث موافق ہمارے مذہب کے اور موافق مذہب شافعی کے پس اونہون نے
اختیار کیا حدیث ابی حمید کو اور ہمنے اختیار کیا حدیث وائل کو اور یہی عینی لکھتے ہین قال ابو عمر بن عبد البر اختلفت الآثار
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن الصحابۃ ومن بعدہم فی کیفیۃ رفع الیدین فروی انہ کان یرفع فوق الاذنین وروی عنہ
انہ کان یرفع حذاء اذنیہ وروی عنہ انہ کان یرفعہما حذو منکبیہ وروی عنہ انہ کان یرفعہما الی صدرہ وکلہا آثار محفوظۃ مشہورۃ
انتہی یعنے کہا ابن عبد البر مالکی نے کہ مختلف ہوئین روایتین آنحضرت سے اور صحابہ اور تابعین سے کیفیت ہاتھ اوٹھانے
مین پس ایک روایت مین ہے کہ کانون کے اوپر تک اوٹھاتے تھے اور ایک روایت مین ہے کہ مقابل دونون کانون کے
اور ایک روایت مین ہے کہ مقابل مونڈھون کے اور ایک روایت مین ہے کہ مقابل سینے کے ہاتھ اوٹھاتے تھے اور یہ سب
روایتین صحیح اور ثابت اور مشہور ہین [illegible] نے لکھا وہذا یدل علی التوسعۃ فی ذلک انتہی یعنے یہ اختلاف دلالت
کرتا ہے اس امر پر کہ اس باب مین وسعت ہے اور اختلاف احوال پر ان روایتون کا اختلاف محمول ہے خلاصہ مرام یہ ہے
کہ یہ کہنا کہ مذہب حنفیہ کا مخالف حدیث کے ہی اور یہ کہنا کہ حدیث مین صرف مونڈھون تک ہاتھ اوٹھانا ثابت ہے نہ کانون تک
محض مغالطہ دہی ہے ہان البتہ یہ جو بعض حنفیہ لکھتے ہین کہ وقت ہاتھ اوٹھانے کے دونون انگوٹھون سے کانون کو چھووے جیسا کہ
وقایہ اور فتاوی قاضی خان اور [illegible] اور ظہیریہ مین مذکور ہی اسکا ثبوت ان روایات حدیث مین نہین ہے

مگر یہ امر امام اعظم سے اور اونکے تلامذہ سے منقول بھی نہین اسیوجہ سے ہدایہ اور اکثر کتب متداولہ مین اس تقیید کا ذکر نہین ہے
صرف اسیقدر ہے کہ ہاتھون کو کانون کے مقابل کردے اور یہ امر بخوبی حدیث سے ثابت ہے اور منکر اسکا کاذب ہے

قولہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ ظہر کے اول دو رکعتون مین برابر کی سورتین پڑہے کم زیادہ نہ پڑہے اور
یہ مذہب ہے امام اعظم اور اونکے شاگرد ابو یوسف کا سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا اس حدیث کا جو کہ بخاری
اور مسلم مین روایت ابو قتادہ سے کہا تہے رسول خدا نماز پڑہاتے ہمکو پس پڑہتے ظہر اور عصر کے پہلے دو رکعتون مین سورہ فاتحہ
اور دو سورتین اور دراز کرتے پہلے رکعت کو اور پڑہتے پچہلی دو مین سورہ فاتحہ **اقول** اس منکر کا ذہن کج فہم ذرا
دہیان سے بات ❊ جو مسلمان ہین کہتے ہین وہ ایمان سے بات ❊ ہیٹ دہرم اب تو دنیا مین ہو گا کوئی بلا کہہ
سمجہاؤ پہ سنتا نہین تو کان سے بات ❊ دیکہو صحیح مسلم مین اوسی حدیث ابو قتادہ کے متصل یہ حدیث بروایت ابو سعید
خدری موجود ہے قال کنا نحزر قیام رسول اللہ فی الظہر والعصر فحزرنا قیامہ فی الرکعتین الاولیین من الظہر قدر الم تنزیل
السجدۃ وحزرنا قیامہ فی الاخریین قدر النصف من ذلک وحزرنا قیامہ فی الرکعتین الاولیین من العصر علی قدر قیامہ فی الاخریین
من الظہر وفی الاخریین من العصر علی النصف من ذلک کہا ابو سعید خدری نے تہے ہم کہ تخمین کرتے تہے آنحضرتؐ کے
قیام کو نماز ظہر اور عصر مین پس انداز کیا ہمنے آپکے قیام کو اول دو رکعت مین نماز ظہر سے بمقدار سورۂ الم تنزیل سجدہ کے
اور دو رکعت اخیر مین بقدر اوسکے آدہی کے اور انداز کیا ہمنے آپکے قیام کو اول دو رکعت مین عصر کی بقدر قیام آپکے
اخیر دو رکعت مین ظہر کے اور اخیر دو رکعت مین عصر کے بقدر اوسکے آدہی کے اور اوسی صحیح مسلم مین بعد اس حدیث کے
ابو سعید خدری سے مروی ہے ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان یقرء فی صلوۃ الظہر من الرکعتین الاولیین فی کل رکعۃ
قدر ثلاثین آیۃ وفی الاخریین قدر خمس عشرۃ آیۃ وفی العصر فی الرکعتین الاولیین فی کل رکعۃ قدر قراءۃ خمس عشرۃ آیۃ وفی الاخریین
قدر نصف ذلک تحقیق کہ آنحضرتؐ تہے کہ پڑہتے پہلی دو رکعت مین نماز ظہر کی ہر رکعت مین بمقدار تیس آیت کے اور
پچہلی دو رکعتون مین بمقدار پندرہ آیت کے اور عصر کی پہلی دو رکعت مین ہر رکعت مین بقدر پندرہ آیت کے اور پچہلی دو
رکعت مین بقدر اوسکے آدہی کے قسم ہے تمکو اوسکی جسکا تم پیرو معتقد ہو سچ کہو ان دو حدیثون سے کیا معلوم ہوتا ہے
کیا یہ نہین اس سے نکلتا ہے کہ ظہر کے پہلے دو رکعت مین قراءت قرآن برابر ہونا چاہیے ایک مین دوسرے سے بڑہ کے
نہونا چاہیے امام اعظمؒ اور ابو یوسف نے اسی حدیث سے استناد کیا ہے پس قول انکا مخالف حدیث کے کیونکر ہو گیا بلکہ
انکا قول بالکل موافق حدیث کے ہے اور حدیث ابو قتادہ کہ جس سے رکعت اول کا طویل ہونا بہ نسبت دوسری رکعت کے
معلوم ہوتا ہے کسیطرح بہی مخالف انکے مذہب کے نہین ہے کیونکہ اس حدیث میں کہین اسکا ذکر نہین ہے
کہ پہلی رکعت مین آپ بڑی سورت پڑہتے تہے بلکہ اسیقدر مذکور ہے کہ ظہر کی پہلی رکعت کو دراز کرتے تہے اس سے
یہ نہین ثابت ہوتا ہے کہ بڑی سورت اوسمین پڑہتے تہے بلکہ اگر دوسری رکعت کے برابر سورت آپ پڑہتے ہون

تب بھی دراز ہونا پہلی رکعت کا ہو سکتا ہے کیونکہ اوسمین بسم اللہ اور اعوذ باللہ اور سبحانک اللہم اور انی وجہت وغیرہ
اور دعائین جو وارد ہوئی ہین پڑہتے تھے اسوجہ سے دو رکعت دوسری رکعت سے بڑہ جاتے تھے نووی شرح صحیح مسلم مین
لکھتے ہین الحدیث متاول علے انہ طول بدعاء الافتتاح والتعوذ ونحوہ لا فی القراءة انتہی یعنے یہ حدیث ابو قتادہ کی محمول ہے
اس امر پر کہ آپنے پہلی رکعت طویل کی بسبب پڑہنے دعاء افتتاح اور اعوذ باللہ وغیرہ کے نہ نفس قراءت قرآن مین افسوس
صد افسوس ایسے لوگون کے حال پر جو اپنے زعم مین ایک دو حدیث کو مخالف مذہب امام اعظم سمجھ کے اعتراض کرنے پر
تیار ہو جاتے ہین اور جو حدیثین موافق مذہب امام کے ہین اونسے اغماض کرتے ہین **قولہ** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہے کہ قعدہ دوسرے مین اسطرح بیٹھے جس طرح کہ پہلے قعدہ مین بیٹھتا ہے سو امام اعظم نے خلاف کیا ابو حمید ساعدی
کی دو حدیثون کا **اقول** بلا شبہہ حدیث ابو حمید سے جو سنن ابو داود وغیرہ مین مروی ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت
پہلے قعدہ مین بائین پیر پر بیٹھتے اور داہنے پیر کی اونگلیان قبلہ رخ کرکے اوسکے قدم کو کہڑا کرتے اور اخیر قعدہ مین آپ
تورک کرتے یعنے بیٹھتے بائین کولہے کو زمین پر رکہکر اور بایان پیر داہنے طرف باہر نکالتے اور داہنا قدم کہڑا کرتے تھے
اور اسی حدیث کے موافق مذہب شافعی اور محدثین کا ہے تفصیل اسکی تعلیق ممجد علے موطا امام محمد مین موجود ہے لیکن
(تصنیف مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب عم فیضہ ۱۲)
امام اعظم کے مقلدین بھی چند حدیثین پیش کرتے ہین اور اپنے مذہب کو موافق حدیث سمجھتے ہین پس یہ کہدینا کہ امام اعظم
نے خلاف کیا حدیث کا اور جو حدیثین اونکی بظاہر موافق ہین اونکو پیش نہ کرنا سراسر تعصب ونفسانیت وعداوت پر
دال ہے صحیح مسلم مین حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کان یقول فی کل رکعتین التحیة وکان یفرش رجله اليسرى وينصب رجله اليمنى
یعنے تھے آنحضرت کہ پڑہتے تھے ہر قعدہ مین التحیات الخ اور بچہاتے تھے آپ بائین پیر کو اور کہڑا کرتے تھے داہنے پیر کو
اور سعید بن منصور نے وائل سے روایت کی ہے صلیت خلف رسول اللہ فلما قعد وتشهد فرش رجله اليسرى یعنے نماز پڑہی
مین نے پیچہے رسول اللہ کے پس جبکہ بیٹھے آپ بچہا دیا بائین پیر کو اور سنن نسائی مین ابن عمر سے روایت ہے من سنة
الصلوة ان تنصب القدم اليمنى واستقباله باصابعها القبلة والجلوس على اليسرى یعنے سنت نماز مین یہ ہے کہ کہڑا کرے تو
داہنے قدم کو اور اوسکی اونگلیون کو قبلہ رخ کرے اور بائین پیر پر بیٹھے ان حدیثون کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ
دونون قعدے ایک طور پر ہین **قولہ** ہدایہ وغیرہ مین لکہا ہے کہ نماز مین امام سمع اللہ لمن حمدہ کے ساتھ ربنا لک الحمد
نہ کہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ان دو حدیثون کا الخ **اقول** ہرچند کہ احادیث فعلیہ نبویہ سے جو
صحاح ستہ مین مروی ہین صاف ثابت ہے کہ آنحضرت حالت امامت مین بعد سمع اللہ لمن حمدہ کے ربنا لک الحمد بھی
کہتے تھے لیکن امام پر اعتراض کرنا ساتھ مخالفت حدیث کے خالی سفاہت سے نہین ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ امام نے بھی
اس مسئلہ مین ساتھ حدیث صحیح کے استدلال کیا ہے اور بے دلیل اپنی رای سے حکم نہین دیا ہے دوسرے یہ کہ ایک روایت
امام سے یہی وارد ہے کہ امام بھی سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد ربنا لک الحمد کہے اور یہی مذہب مختار صاحبین اور ایک جماعت

فقہاء حنفیہ کا ہے پس ہرگاہ امام کی اپنے قول پر حدیث صحیح سے استدلال کرتے ہیں اور تیر اعتراض کرنیا کہ انہوں نے مخالف حدیث کے حکم دیا ہرگز نہیں جائز ہے عبارت سعایہ فی کشف ما فی شرح الوقایہ کی دیکھیے اور اپنے مہملات سے توبہ کیجیے و یکتفی بہ ای بالتسمیع الامام فلا یقول ربنا لک الحمد ہذا عند ابی حنیفۃ وبہ قال مالک لما فی رسالۃ ابن ابی زید وہو قول احمد یعنے کفایت کری ساتھ سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے امام پس نہ کہے ربنا لک الحمد نزدیک ابو حنیفہ کے اور یہی قول ہے امام مالک کا جیسا کہ رسالہ ابن ابی زید مالکی میں ہے اور یہی قول ہے امام احمد کا و حکاہ ابن المنذر عن ابن مسعود و ابی ہریرۃ و الشعبی قال وبہ اقول اور نقل کیا ہے اسی مذہب کو ابن المنذر نے عبد اللہ ابن مسعود اور ابو ہریرہ سے اور کہا ابن المنذر نے کہ یہی میرا بھی قول ہے و استدلوا علی ذلک بقولہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دلیل لائے یہ لوگ اس مذہب پر ساتھ اس حدیث مرفوع کے اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا لک الحمد جب کہے امام سمع اللہ لمن حمدہ پس کہو اے مقتدیون ربنا لک الحمد رواہ الائمۃ الستۃ من حدیث انس روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے بروایت انس کے والخمسۃ ایضا سوی ابن ماجۃ من حدیث ابی ہریرۃ اور پانچ نے سوائے ابن ماجہ کے بروایت ابو ہریرہ کے بھی ومسلم والنسائی وابن ماجۃ واحمد من حدیث ابی موسے الاشعری اور مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ اور احمد نے بروایت ابو موسی اشعری کے والحاکم فی مستدرکہ من حدیث ابی سعید الخدری وقال حدیث صحیح اور حاکم نے مستدرک میں بروایت ابو سعید خدری کے اور کہا حاکم نے کہ یہ حدیث صحیح ہے ووجہ الاستدلال ان ہذہ قسمۃ والقسمۃ تنافی الشرکۃ تقریر استدلال کے ساتھ اس حدیث کی یہ ہے کہ اس حدیث سے قسمت معلوم ہوتی ہے اور قسمت منافی شرکت ہے یعنے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کو سمع اللہ کہنا چاہیے اور مقتدی کو ربنا لک الحمد کہنا چاہیے کیونکہ ہر ایک کا ذکر علحدہ آپ نے ذکر فرمایا اور فرمایا کہ جب امام سمع اللہ کہے تو مقتدی ربنا لک الحمد کہے اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ امام ربنا لک الحمد نہ کہے اور مقتدی سمع اللہ نہ کہے جیسے اگر کوئی شخص کہے کہ جب ہم قرآن پڑہیں تو تم درود پڑہنا اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہر ایک ذکر ہر ایک کے ساتھ خاص ہے ایک کو دوسرے کے ذکر میں شرکت نہیں بعد اسکے سعایہ میں مرقوم ہے قد وجدت مشروعیۃ التحمید بدلیل آخر یعنے پائی گئی مشروعیت ربنا لک الحمد کی امام کے واسطے دوسری دلیل میں وہو ما رواہ البخاری ومسلم من حدیث ابی ہریرۃ اور وہ دلیل وہ حدیث ہے کہ روایت کیا بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے والبخاری من حدیث ابن عمر اور بخاری نے ابن عمر سے ومسلم من حدیث عبد اللہ بن ابی اوفی ومن حدیث علی ابن ابی طالب اور مسلم نے عبد اللہ بن اوفی اور علی مرتضے سے انہم قالوا فی وصف صلوۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تحقیق ان سب صحابہ نے ذکر کیا آن حضرت کی نماز کے بیان کیفیت میں انہ کان حین یرفع راسہ من الرکوع یقول سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہ آن حضرت جب سر اوٹھاتے تھے رکوع سے فرماتے تھے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد فہذا صریح فی مشروعیۃ التحمید للامام پس یہ حدیث صریح ہے مشروع ہونے تحمید میں واسطے امام کے وبہ قال الثوری والاوزاعی واحمد فی روایۃ عنہ

تصنیف مولوی ابوالحسنات محمد عبدالحی صاحب عفی عنہ ۱۲

بعد سماع اسکے کہا سفیان ثوری اور اوزاعی نے اور امام احمد نے ایک روایت میں وہو روایۃ عن ابی حنیفۃ کما فی
المحیط اور یہی ایک روایت ہے امام ابو حنیفہ سے جیسا کہ محیط میں مذکور ہے وہو قول ابی یوسف ومحمد اور یہی قول ہے
امام ابو یوسف اور امام محمد کا والیہ مال الفضلی والطحاوی وجماعۃ من المتاخرین کما فی الظہیریۃ اور طرف اسی قول کے
میل کیا فضلی اور طحاوی نے اور ایک جماعت متاخرین حنفیہ نے جیسا کہ فتاوی ظہیریہ میں ہے واختارہ فی الحاوی
القدسی اور اسکو پسند کیا ہے حاوی قدسی میں ومشی علیہ الشرنبلالی فی نور الایضاح اور اختیار کیا اسکو حسن شرنبلالی نے
نور الایضاح میں وصاحب المنیۃ اور صاحب منیۃ المصلی نے وفی المحیط اور محیط میں ہے قال شمس الائمۃ الحلوانی کہا
حلوانی نے کان شیخنا القاضی الامام یحکی عن استاذہ انہ کان یمیل الی قولہما تھے شیخ ہمارے قاضی امام کہ نقل کرتے تھے
اپنے استاذ سے کہ وہ مائل تھے طرف قول صاحبین کے وکان یجمع بین الذکرین حین یکون اماما اور تھے وہ جمع کرتے
درمیان دونون ذکر کے جب امام ہوتے تھے یعنے سمع اللہ اور ربنا لک الحمد دونون کہتے تھے والطحاوی ایضا کان
یختارہ وہو قول اہل المدینۃ انتہی اور طحاوی بھی اسی قول کو پسند کرتے تھے اور یہی قول ہے اہل مدینہ کا خلاصہ
کلام یہ ہے کہ اسی مسئلہ میں امام سے ایک روایت موافق احادیث فعلیہ کے موجود ہے کہ امام بعد سمع اللہ کے
ربنا لک الحمد کہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے مگر امام کا مذہب مشہور رہی اعتراضات جہلا سے محفوظ ہے
قولہ[۱۵۳] ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون میں لکھا ہے کہ جو مچھلی خود بخود مرجاوے اور الٹی ہوجاوے کہانا اوسکو مکروہ ہے
سو امام اعظم نے خلاف کیا اس حدیث کا جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی میں روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ
فرمایا رسول خدا نے بیچ حق دریا کہ پاک کرنے والا ہے پانی اوسکا اور حلال ہے مردہ اوسکا **اقول** آپ کو یہ حدیث
نہ سوجھی جو سنن ابو داؤد اور سنن ابن ماجہ میں جابر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے ما القی البحر او جزر عنہ
فکلوا وما مات فیہ وطفی فلا تاکلوا اور یہ حدیث بھی نہ دکہائی دی جو جامع ترمذی میں جابر سے روایت ہے فرمایا
رسول اللہ نے ما اصطدتموہ وہو حی فکلوہ وما وجدتموہ میتا طافیا فلا تاکلوہ اور یہ بھی روایت نظر نہ پڑی جو طحاوی
نے جابر سے روایت کی فرمایا رسول اللہ نے ما جزر عنہ البحر فکل وما القی فکل وما وجدتہ طافیا فوق الماء فلا تاکل ان سب
روایتون کا حاصل یہ ہے کہ جس مچھلی کو دریا باہر پھینک دے یا پانی دریا کا ہٹ جاوے اور اس وجہ سے
مچھلی مرجاوے تو وہ حلال ہے اور جو طافی ہو یعنے خود بخود مرجاوے اور دریا پر تیرنے لگے اور الٹ جاوے
اوسکا کہانا منع ہے اور مراد دریا کے مردہ سے اوس حدیث میں جسکو آپ مخالف مذہب امام اعظم سمجھے ہین وہی
مچھلی ہے جو بوجہ پھینکنے یا ہٹ جانے پانی کے مرجاوے نہ وہ کہ خود بخود مرجاوے ہمکو بڑا تعجب ہے کہ حضرات غیر مقلدین
ائمہ کے مقلدین سے تو ہر مسئلہ میں حدیث صحیح صریح مانگا کرتے ہین اور خود اعتراض جمانے کی غرض سے حدیث
غیر صحیح بھی پیش کر دیا کرتے ہین اس باب میں کوئی حدیث مرفوع صحیح صریح ایسی نہین ہی جس سے مدعا ثابت ہوتا ہو کہ

طافی یعنے وہ مچھلی جو خود بخود دریا مین مرجانے اور اولٹی ہو کے تیرنے لگے حلال ہے بلا کراہت البتہ اس قسم کی حدیثین موجود
ہین جنمین آن حضرت نے فرمایا ہے کہ المیتہ بحر یعنے مردہ دریا کا حلال ہے مگر اوس سے مراد وہی ہے جو ہمنے بیان کی اور ممانعت
مین حدیثین صاف صاف موجود ہین اور راوینین سے بعضون کی سند اگرچہ ضعیف ہے مگر اوس مین ایسا ضعف نہین ہے کہ قابل
استناد نہ ہے تفصیل اسکی عینی کی شرح ہدایہ اور شرح معانی الآثار وغیرہ مین موجود ہے قولہ شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون
مین لکھا ہے کہ گہن کی نماز مین قرأت آہستہ پڑہنی چاہیے اور یہ مذہب ہے امام اعظم کا سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف
کیا بخاری اور مسلم کی حدیث کا اقول موافق مذہب امام اعظم کے حدیثین مطالعہ کیجیے اور اپنی ہٹ دہرمی سے باز آیئے
مسند احمد اور مسند ابو یعلی اور کتاب المعرفۃ بیہقی مین ابن عباس سے روایت ہے کنت الی جنب النبی صلے اللہ علیہ وسلم
فی صلوٰۃ الکسوف فما سمعت منہ حرفا من القرآن یعنے تہا مین نماز سورج گہن مین آنحضرت کے پہلو مین یعنے قریب آپکے
پس نہین سنا مین نے ایک حرف بہی قرآن کا آپ سے اور معجم طبرانی مین ابن عباس سے روایت ہے صلیت الی جنب النبی
صلے اللہ علیہ وسلم یوم کسفت الشمس فلم اسمع لہ قرأۃ یعنے نماز پڑہی مین نے پہلو کی طرف آن حضرت کے جس روز کہ گہن ہوا آفتاب
مین پس نہین سنا مین نے آپکا قرآن پڑہنا اور مسند احمد اور سنن ابو داؤد اور سنن ابن ماجہ اور سنن نسائی اور جامع ترمذی
اور سنن ابن حبان اور مستدرک حاکم مین سمرہ بن جندب سے روایت ہے صلے بنا رسول اللہ فی کسوف لا نسمع لہ صوتا
یعنے نماز پڑہی آن حضرت نے ہمارے ساتہ سورج گہن مین نہین سنتے تہے ہم آواز آپکے قرأت کی اور حاکم نے اس حدیث کو
صحیح کہا ہے اور ترمذی نے لکہا ہے حدیث سمرۃ حدیث حسن صحیح یعنے یہ حدیث سمرہ کی حسن اور صحیح ہے اور صحیح مسلم مین
ابن عباس سے روایت ہے انکسفت الشمس علے عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فصلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والناس
معہ فقام قیاما طویلا قدر نحو سورۃ البقرۃ یعنے سورج گہن ہوا زمانہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین پس نماز پڑہی آپ نے
اور صحابہ آپکے ساتہ تہے پس قیام کیا آپ نے دیر تک بقدر سورہ بقرہ کے اس سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ آن حضرت نے
جہر نہین فرمایا ورنہ صحابہ بیان کر دیتے کہ فلان سورت آپ نے پڑہی اور بطور تخمین کے بیان نہ کرتے یہی حاصل ہے اس عبارت
نووی کا شرح صحیح مسلم مین ان الصحابۃ حزروا القرأۃ بقدر البقرۃ وغیرہا ولو کان جہر لعلم قدرہا بلا حزر انتہی باقی رہی حدیث
عائشہ کی جو صحیحین مین مروی ہے اور اوسمین یہ وارد ہے کہ آپ نے جہر فرمایا اوس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے اتفاقاً
بعض آیات کے ساتہ جہر کیا ہوگا جیسا کہ آپ کی عادت نماز سری مین ثابت ہے کہ کبہی کبہی دو ایک آیت کے ساتہ آپ جہر
کرتے تہے تا صحابہ مقتدین کو معلوم ہو جاوے کہ آپ فلانی صورت پڑہ رہے ہین اور حافظ ابن حجر نے تلخیص الحبیر مین
لکہا ہے رجح الشافعی روایۃ سمرۃ یعنے ترجیح دی امام شافعی نے روایت سمرۃ کو جسمین آہستہ پڑہنا مذکور ہے اور روایت عائشہ پر
جسمین جہر مروی ہے بانہا موافقۃ لروایۃ ابن عباس المتقدمۃ ولروایۃ ایضا التی فیہا فقرأ نحوا من سورۃ البقرۃ وروایۃ
عائشہ حزرت قرأتہ فرأیت انہ قرأ سورۃ البقرۃ لانہا لو سمعتہ لم تقدرہ باین طور کہ یہ موافق ہے دونون روایت ابن عباس

ایک یہ صحیحین میں مروی ہے کہ مین نے آپ کی آواز نہین سنی دوسری وہ جسمین اونہون نے کہا کہ آپ نے بمقدار سورہ بقرہ کے
پڑہا اور یہی موافق ہے روایت عائشہ رض کی جسمین وہ کہتے ہین کہ مین نے اندازہ کیا ان حضرت کی قراءت کا پس سمجھی مین کہ
آپنے سورہ بقرہ پڑہی پس اگر عائشہ رض آپ کی قراءت سنتین اندازہ کرنے کی تقریر نہ کرتین بلکہ صاف بیان کر دیتین کہ آپنے
فلان سورت تلاوت کی **قولہ** ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ جو شخص رات کو فرض روزے کی نیت نہ کرے تو دن کو زوال کے وقت تک
اوسکو نیت کرنی جائز ہے سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا اس حدیث کا جو کہ مسند احمد وابو داود و ترمذی ونسائی
وابن ماجہ مین روایت ہے حفصہ سے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا جس نے نہ ٹھہرایا روزہ پہلے فجر کے پس نہین ہے واسطے اوسکے
روزہ ۹ **اقول** نہایت بڑا تعجب ہے کہ جب کوئی حدیث صحیحین کی بظاہر مخالف امام اعظم کے معلوم ہوتی ہے تو غیر مقلدین بڑے
جوش وخروش سے امام پر اعتراض کرنے کو طیار ہو جاتے ہین اور اگر صحیحین کی حدیث موافق اونکے ہوئی تو دہوکا دینے عوام
کے واسطے اوس سے اغماض کرکے اور حدیث کی کتابون سے مدد مانگتے ہین واہ رے جہالت اور نفسانیت اور اوسپر دعوی
حقانیت [illegible] تمہارا مذہب [illegible] کرتے ہو یہ رعونت کی گفتگو ۹ دیکھو صحیحین یعنے صحیح بخاری اور صحیح مسلم
اور سنن نسائی اور موطا امام مالک مین یہ حدیث موجود ہے ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم بعث رجلا ینادی فی الناس
یوم عاشوراء ان من اکل فلیتم او فلیصم ومن لم یاکل فلا یاکل یعنے آپ نے ایک شخص کو بہیجا دسوین تاریخ محرم کو کہ پکار دے لوگون کو
اور یہ امر [illegible] کہ جسنے کہانا آج کہالیا ہے وہ باقی دن امساک کرے اور کچہ نہ کہاوے اور جسنے نہین کہایا ہو وہ روزہ
رکہ لے [illegible] سے معلوم ہوا کہ روزہ عاشورا کی نیت دن کو کافی ہو گئی حالانکہ روزہ عاشورا کا قبل فرض ہونے روزہ رمضان
کے فرض تہا جیسا کہ حدیث عائشہ رض سے صحیح بخاری وغیرہ مین مروی ہے ثابت ہے ان النبی امر بصوم عاشوراء قبل ان
یفرض رمضان فلما فرض رمضان قال من شاء صام عاشوراء ومن شاء افطر یعنے آن حضرت نے حکم کیا روزہ عاشورا کا
قبل فرض ہونے رمضان کے پس جب فرض ہوا روزہ رمضان کا فرمایا آپ نے جو چاہے روزہ رکہے عاشورا کا اور جو
چاہے نہ رکہے اور طحاوی نے شرح معانی الآثار مین جابر بن سمرہ سے روایت کی کان رسول اللہ یامرنا بصوم یوم عاشوراء
ویحثنا علیہ ویتعاہدنا علیہ فلما فرض رمضان لم یامرنا ولم ینہنا عنہ اور قیس بن سعد سے روایت کی امرنا بصوم عاشوراء
قبل ان یفترض رمضان فلما نزل رمضان لم نومر ولم ننہ عنہ ونحن نفعلہ ان سب روایات سے اور ایسیہی اور روایات
سے جو کتب حدیث مین بطرق کثیرہ مروی ہین ثابت ہے کہ روزہ عاشورا کا قبل فرضیت روزہ رمضان کے فرض تہا
اور ہر چند کہ اسمین شافعیہ وغیرہ کا خلاف ہے مگر قوی اس بحث مین مذہب حنفیہ کا ہے جیسا کہ مطالعہ تعلیق ممجد وغیرہ سے معلوم
ہوتا ہے پس ہر گاہ [illegible] عاشورا کی فرضیت ثابت ہوئی اور [illegible] دن کو نیت کرنا اوس کی آنحضرت نے کافی سمجہا
ثابت ہو گیا کہ روزہ فرض کے دن کو بہی نیت صحیح ہے باقی رہی حدیث حفصہ کہ من لم یجمع من اللیل فلا صیام لہ یعنے جسنے رات سے
قصد روزے کا نہ کیا اوسکا روزہ نہین ہے سو امام اعظم [illegible] مقلدین اسپر بہی عمل کرتے ہین بدو طریقہ ایک یہ کہ

کو میں حدیث کے معنی یہ ہین کہ جنبے رات سے نیت نہین کی اوسکا روزہ کامل نہوگا پس اس حدیث مین نفی کمال ہے نہ نفی ذات
دوسرے یہ کہ یہ حدیث محمول ہے اوپر قضا رمضان اور روزہ نذر وغیرہ جنمین رات سے نیت کرنا فرض ہے پس معلوم ہوا
کہ امام اعظم نے اس مقام مین کسی حدیث کو نہین چھوڑا سب پر عمل کیا اور اون لوگون نے جو روزہ فرض کی نیت کو رات سے
فرض کہتے ہین حدیث صحیحین کو چھوڑ دیا **قولہ** ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ زمین سے خواہ تھوڑی چیز نکلے خواہ بہت زکوۃ
اوسمین دسوان حصہ ہے اور یہ مذہب ہے امام اعظم کا سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا اس حدیث کا جو کہ بخاری
اور مسلم مین روایت ہے ابوسعید خدری سے کہ فرمایا رسول خدا نے نہین ہے بیچ کم پانچ وسق کے کھجورون مین زکوۃ
اور نہین ہے پانچ اوقیہ سے کم مین چاندی سے زکوۃ اور پانچ وسق کے تین من ہوتی اور پانچ اوقیہ کے دو سو درہم **اقول**
یک من علم زادہ من عقل باید نفس حدیث کا ترجمہ کر دینا اور زبان سے یہ کہدینا کہ امام نے اس حدیث کے خلاف کیا بہت
آسان ہے مگر سب احادیث اور آیات قرآنیہ کو سمجھنا اور اونمین جو تعارض واقع ہو اوسکو دفع کرنا اور ایک کو دوسرے پر
ترجیح دینا بڑی مشکل ہے بدون فہم ثاقب و عقل صائب کے یہ امر نہین ہو سکتا ہے ۵ نہین کہ کرنا کچھ آسان ہے
راہ طریقت کا ✦ ابھی تو منزل مقصد بہت ہی دور رہ گئی لوہ سمجھو اس سے کچھ نہین ہوتا کہ تو تو مذہب امام باب مین
کسکا ہے کیونکہ اس امر کی تحقیق کے واسطے ایک دفتر چاہیے صرف اسقدر بیان کر دینا کافی ہے کہ امام اعظم کا مذہب
اس باب مین موافق ظاہر آیت قرآنیہ کے ہے یا ایہا الذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض
یعنی اے ایماندارو خرچ کرو تم اللہ کی راہ مین یعنے صدقہ اور زکات دو مال طیب سے جسکو تمنے بطور تجارت کے
حاصل کیا ہے اور اوس چیز مین جو زمین سے ہمنے تمہارے واسطے نکالی ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز از قسم غلہ
اور پھل میوہ جات وغیرہ زمین سے نکلے اوسمین سے صدقہ دینا واجب ہے اس آیت مین کسیطرح کی قید نہین ہے
کہ پانچ وسق ہو یا کمیس من ہو تب صدقہ واجب ہے ورنہ نہین واجب ہے اور یہی مذہب امام کا موافق ہے بعضی
احادیث صحیحین وغیرہ کی عبارت تعلیق ممجد حاشیہ موطا امام محمد کا مطلب سمجھنے ور اپنے غرافات سے باز رہیئے رفع الخلاف
فی نصاب الحبوب والثمار یعنے خلاف واقع ہوا غلہ اور پھلون کے نصاب مین کہ آیا انکا بھی کچھ نصاب مقرر ہے کہ اوس سے کم اگر
زکوۃ انکی کہ دسوان حصہ مقرر ہے دینا نہین واجب ہے یا نصاب نہین بلکہ ہر مقدار مین کم ہو یا زائد دسوان حصہ دینا
واجب ہے فعند الشافعی وابی یوسف ومحمد والجمہور نصابہا خمسۃ اوسق فلا شئ فیما دونہا پس نزدیک امام شافعی اور امام
ابو یوسف اور محمد اور اکثر علماء کے نصاب انکا پانچ وسق ہے پس نہین واجب ہے دسوان حصہ اس سے کم مین لورود ذلک
من حدیث ابی سعید وجابر وابن عمر وعمرو بن حزم وغیرہم بسبب وارد ہونے اس مضمون کے کہ پانچ وسق سے کم مین زکوۃ
نہین ہے بروایت ابوسعید خدری اور جابر اور عبد اللہ بن عمر اور عمرو بن حزم وغیرہ کے کما اخرجہ الطحاوی والبخاری
ومسلم واحمد وغیرہم جیسا کہ روایت کیا ان احادیث کو بخاری اور مسلم اور طحاوی اور امام احمد وغیرہ نے وخالفہم فی ذلک جماعۃ

من التابعين اور مخالفت کی ان لوگون کی ایک جماعت تابعین نے فقالوا فیما اخرجت الارض العشر او نصف العشر من غیر
تفصیل بین ان یکون قدر خمسة اوسق او اقل او اکثر پس کہا ان لوگون نے کہ جس چیز کو کہ زمین سے نکلی واجب ہے
دسوان حصہ یا بیسوان حصہ بدون تفصیل کے درمیان اسکے کہ ہووے بقدر پانچ وسق کے یا کم ہو یا زائد ہو ومنهم ابو حنیفة من جملہ
اون تابعین کے امام ابو حنیفہ ہین کہ انکے نزدیک ہر قلیل و کثیر مین غلہ وغیرہ کے صدقہ واجب ہے ومنهم عمر بن عبد العزیز
فانه قال فیما انبتت الارض من قلیل او کثیر العشر اور منجملہ انکے عمر بن عبد العزیز ہین کہ اونہون نے کہا جو چیز زمین سے
پیدا ہووے کم ہو یا بہت اوسمین دسوان حصہ دینا ضرور ہے اخرجه عبد الرزاق وابن ابی شیبة روایت کیا اسکو عمر
بن عبد العزیز سے عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ نے واخرج ابن ابی شیبة عن مجاهد وابراهیم النخعي نحوه اور روایت کیا ہے
ابن ابی شیبہ نے مجاہد اور ابراہیم نخعی سے مثل اسکے واستدلوا لهم بما اخرجه البخاري عن ابن عمر مرفوعا اور دلیل ذکر کی لوگون نے
ان تابعین کے قول کی کہ ہر قلیل و کثیر مین عشر واجب ہے وہ حدیث جو صحیح بخاری مین ابن عمر سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فیما سقت السماء والعیون او کان عثریا العشر وفیما سقی بالنضح نصف العشر ولفظ ابی داود اور روایت
ابو داؤد مین یہ لفظ ہے فیما سقت السماء والانهار والعیون او کان بعلا العشر وفی ما سقی بالسوانی او النضح نصف العشر وفی
صحیح مسلم عن جابر مرفوعا اور صحیح مسلم مین جابر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیما سقت الانهار والغیم
العشر وفیما سقی بالسانية نصف العشر وفی سنن ابن ماجه عن معاذ اور سنن ابن ماجہ مین معاذ بن جبل سے روایت
بعثنی رسول الله الی الیمن فامرنی ان آخذ مما سقت السماء وما سقی بعلا العشر وما سقی بالدوالی نصف العشر حاصل ان سب
حدیثوں کا یہ ہے کہ جس زمین مین غلہ وغیرہ نکلے آسمان یا چشمون کے پانی سے یا وہ زمین خود تر ہو کہ بدون محنت کے
اوسمین کھیتی ہو ایسی زمین کی چیزون مین دسوان حصہ واجب ہے اور جو زمین سینچی گئی ہو ڈول وغیرہ سے اور پانی
اوسمین پہونچایا گیا ہو مشقت سے ایسی زمین کے غلہ وغیرہ مین بیسوان حصہ واجب ہے پس چونکہ یہ حدیثین عام ہین
ہر کم و زیادہ کو شامل ہین اسی وجہ سے ایک طائفہ تابعین نے حکم دیا کہ زمین سے جو کچھ نکلے اوسمین دسوان خواہ بیسوان
حصہ دینا فرض ہے واورد بان هذه الاخبار مبهمة والاولی مفسرة فیجب حمل المبهم علی المفسر اور اعتراض کیا اس دلیل پر
باین طور کہ یہ حدیثین مبہم ہین اور پہلی حدیثین مفسر ہین کہ اونمین صاف بیان ہے کہ پانچ وسق سے کم مین صدقہ واجب
نہین ہے پس ضرور ہے کہ یہ حدیثین ان حدیثوں پر محمول کیجاوین اور قید پانچ وسق کی لگادیجاوے واجیب عنه بانه
اور جواب دیا گیا اس اعتراض سے باینطور کہ اذا ورد حدیثان متعارضان احدهما عام والآخر خاص فان علم تقدم العام علی الخاص
خص بالخاص وان علم تقدم الخاص فان العام ناسخا له فی ما تناوله وان لم یعلم التاریخ یجعل العام متاخرا لما فیه من الاحتیاط
وههنا الاخبار الاول خاصة والثانية عامة ولم یعلم التاریخ فیجعل الثانیة متاخرة وتعین ما ذکرنا قرره السغناقی والزیلعی وغیرهما
حاصل اس جواب کا جو سغناقی نے شرح ہدایہ مسمی بہ نہایہ مین اور زیلعی وغیرہ نے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ جب دو حدیثین متعارض

خواہ متخالف ہون اور ایک اون مین سے عام ہو دوسری خاص پس اگر یہ معلوم ہو کہ حدیث عام قبل ہی حدیث خاص کے
اور کلام مین بعد اوسکے ہے تو اوس عام کی تخصیص اوس خاص سے کیجاویگی اور اگر یہ معلوم ہو کہ حدیث خاص مقدم ہے
تو حدیث عام اوسکے ناسخ بنا دیجاویگی بقدر اون افراد کے جسکو دونون حدیثین شامل ہین اور اگر نہ معلوم ہو تاریخ اور
نہ معلوم ہو کہ کون حدیث پہلے ہے اور کون بعد پس اسوقت حدیث عام بنظر احتیاط کے موخر سمجھی جاویگی اور وہی
معمول بہ ہوگی تفصیل اس قاعدہ کی کتب اصول فقہ مین شرح وبسط مذکور ہے جب کہ یہ امر ممہد ہوا پس اب سمجھیے
کہ حدیث ابو سعید خدری وغیرہ کی خاص ہے کیونکہ اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ وسق سے کم مین صدقہ واجب
نہین زائد مین واجب ہے اور حدیث ابن عمر وغیرہ کی عام ہے کہ اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز زمین سے
نکلے کم ہو یا زائد اوسمین صدقہ واجب ہے دسوان حصہ خواہ بیسوان حصہ اور یہ نہین معلوم ہے کہ ان دونون
حدیثون مین کون پہلے کی ہے اور کون بعد کی پس اس وجہ سے احتیاطاً حدیث عام پر عمل کیا گیا اور یہ حکم دیا گیا کہ
ہر چیز مین صدقہ واجب ہے خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رح نے بھی اس بحث مین قرآن و حدیث پر عمل کیا آپ کی
طرح بے سمجھے بوجھے حکم نہین دیا **تنبیہ** ائمہ کے اختلاف کو بہت سے اسباب ہین جیسا کہ شاہ ولی اللہ دہلوی نے رسالہ الانصاف
فی بیان الاختلاف مین اور ملا عابد سندی نے رسالہ الاتفاق فی بیان سبب الاختلاف مین تفصیل تمام بیان کیا
منجملہ اسباب کے ایک یہ بھی سبب ہے کہ کسی مسئلہ مین ایک امام کو ایک حدیث پہونچی اونسے اوسکے موافق حکم دے دیا
اور دوسرے امام کو اوسکے مخالف حدیث پہونچی اونسے اوسکے موافق حکم دے دیا یا یہ کہ ایک امام کو ایک ہی حدیث پہونچی
اونسے اوسکے موافق حکم دیا اور ایک کو دو حدیثین متعارض ملین اونسے دفع تعارض کیا اور ایک کو دوسرے پر کسی وجہ سے
ترجیح دیکے حکم دیا پس ایسے مقامات مین ائمہ پر اعتراض کرنا کہ اونسے اس حدیث کے خلاف کیا یا اسنے اوس حدیث
کو خلاف کیا ہرگز نہین درست ہے اور اہل علم کے نزدیک جو کیفیت اختلاف سے واقف ہین ایسا اعتراض بالکل
مہمل ہے تفصیل اس اجمال کی انشاء اللہ آئندہ مقام مناسب پر کیجاویگی **فائدہ** ایک مسئلہ مردود ائمہ حنفیہ اور محدثین
کے نزدیک بلکہ جمہور علما امت محمدیہ کے نزدیک مؤلف ظفر مبین کا جسکو اونہون نے اپنی کتاب بلاغ مبین مین
بیان کیا ہے اور اس باب مین اونہون نے تقلید نواب بھوپال کی کی ہے یہ ہے کہ مال تجارت مین زکوۃ نہین واجب ہے
یہ مسئلہ مخالف قرآن کے بھی ہے اور مخالف حدیث کے بھی ہے اور مخالف اقوال صحابہ کے بھی ہے اور مخالف جمہور علما کے
امت محمدیہ کے بھی ہے نواب بھوپال کے رد اس باب مین ابراز الغی مین کہ جو اونکی اغلاط و مسامحات کی جامع ہے
تصنیف مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب مرحوم فقیہ ۱۲
اچھی طرح سے موجود ہے افسوس صد افسوس کہ ان حضرات کو تو مخالفت قرآن اور حدیث اور جمہور محدثین وغیرہم کی کچھ
کچھ باک نہین ہے اور با اینہمہ ائمہ مجتہدین پر کہ جنہون نے تمام عمر اتباع قرآن و حدیث مین صرف کر دی ہے اعتراض
کرنے لگین ہر چند کہ یہ مقام قابل اسکے نہین ہے کہ اس مسئلہ کی اچھی طرح سے تفصیل بیان کیجاوے مگر چونکہ سابقاً

ذکر اوس آیت کا آگیا جس سے زکات تجارت کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے اس وجہ سے کسیقدر اسکی تفصیل کی گئی
قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری مین تفسیر مین اس آیت کے یا ایہا الذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم تحریر
کرتے ہین ہذہ الآیۃ سند الاجماع وحجۃ الجمہور علے داؤد حیث قال لا یجب الزکاۃ الا فی الانعام والنقود یعنے یہ آیت
سند ہی اجماع و اتفاق کے اس امر پر کہ مال تجارت مین زکات واجب ہے اور دلیل ہے جمہور علما امت محمدیہ کی واسطے رد داؤد
ظاہری کے کہ اوسکے نزدیک بجز جانوران اور مال نقد کے کسی اور چیز مین زکات واجب نہین ہے وعند الجمہور
یجب فی العروض والعقار ایضاً اذا کان للتجارۃ اور نزدیک جمہور کے واجب ہے زکات اسباب اور زمین وغیرہ
مین بھی جب کہ بقصد تجارت ہو وعن ابن عمر لیس فی العروض زکاۃ الا ما کان للتجارۃ رواہ الدارقطنی اور روایت
ہے ابن عمر رضی سے کہ اونہون نے کہا نہین واجب ہے اسباب مین زکات مگر جب کہ بقصد تجارت ہو روایت کیا اسکو
دارقطنی نے وعن سمرۃ بن جندب اور روایت ہے سمرہ بن جندب سے کان یامرنا رسول اللہ ان نخرج الزکوۃ مما نعد
للبیع تھے آنحضرت کہ حکم فرماتے تھے ہمیں کہ دین ہم زکوۃ اوس مال سے جو واسطے تجارت کے ہو رواہ ابوداؤد والدارقطنی
والبزار روایت کیا اسکو ابوداؤد اور دارقطنی اور بزار نے ومما یدل علے وجوب الزکاۃ فی العروض ما روی عن حماس
اور ایک دلیل واجب ہونے زکات کی اسباب تجارت مین یہ ہے جو حماس سے روایت ہے قال مررت علے عمر بن عبد العزیز
وعلی عنقی ادم احملہا علی عنقی کہا اونہون نے کہ گذرا مین سامنے عمر بن عبد العزیز کے اور گردن پر اپنے مین چمڑے
اوٹھائے ہوئے تھا فقال یا حماس الا تؤدی زکوتک لیس کہا عمر بن عبد العزیز نے اے حماس کیا اسکی زکات نہ دو گے
ضعہا رکھدو ثم اسکو فوضعتہا بین یدیہ پس اوتار کے رکھدیا اوسکو حماس نے فحسبہا فوجدہا قد وجبت فیہ الزکوۃ فاخذ منہا
الزکوۃ پس حساب کیا عمر نے اوسکی قیمت کو پس پایا اوسکو اسقدر کہ زکوۃ اوسمین واجب ہوتی ہے پس لے لیا عمر بن
عبد العزیز نے اوس مال سے زکاۃ رواہ الشافعی واحمد وابن ابی شیبۃ وعبد الرزاق وسعید بن منصور والدارقطنی
روایت کیا اس حدیث کو امام شافعی اور امام احمد اور ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق اور سعید بن منصور اور دارقطنی نے
اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مال تجارت مین زکات واجب ہونا ہر طرق سے ثابت ہے اور صحابہ اور تابعین سے بھی
منقول ہے اور اسی پر اجماع سلف ہے اور بجز داؤد ظاہری اور اونکے مقلدین کے کسی نے اوسمین خلاف نہین کیا ہے
اور یہ ظاہر ہے کہ زکات کا کسی امر مین واجب ہونا ایسا امر نہین ہے کہ کوئی صحابی یا تابعی اپنی عقل و رائے سے
اوسمین دخل دے ... کرسکے پس فتوے دینا صحابہ کا اور اتفاق کرنا سلف صالح کا اس باب مین صاف
دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ یہ امر شرعی بعینہ مین بلا تردد ثابت ہے اور اگر اسپر کفایت نہو تو اور عبارات محدثین
ملاحظہ کیجیے اور اپنے حکم سابق سے توبہ کیجیے عبارت صحیح بخاری کو دیکھیے جس سے صاف مال تجارت مین زکات کا
واجب ہونا ثابت ہوتا ہے باب صدقۃ الکسب والتجارۃ لقول اللہ تعالے یعنے یہ باب ہے صدقہ مال تجارت کا

اور دلیل اسکی کہ مال تجارت مین زکاۃ واجب ہے یہ آیت ہے یا ایہا الذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم الآیۃ
شرح قسطلانی وعینی وغیرہ مین ہے لم یذکر فیہا حدیثا اکتفاء بالآیۃ انتہی یعنے نہین ذکر کی بخاری نے اس باب مین کوئی حدیث
واسطے کافی ہونے آیت قرآنیہ کے ثبوت زکاۃ تجارت مین اور نووی کی شرح صحیح مسلم مین ہے وبہ قال جمہور العلماء من الخلف
والسلف خلافا لداؤد انتہی یعنے واجب ہونا زکاۃ کا مال تجارت مین مذہب ہے اکثر متقدمین اور متاخرین کا
اور خلاف ہے اسمین داؤد ظاہری کا اور صحیح مسلم اور بخاری مین روایت ہے کہ آن حضرت نے حضرت عمر کو واسطے
تحصیل کرنے زکاۃ کے مقرر کیا پس آپ کو خبر پہونچی کہ خالد بن ولید اپنے مال کی زکاۃ نہین دیتے ہین پس آپ نے فرمایا
اما خالد فانکم تظلمون خالدا فانہ قد احتبس ادراعہ واعتادہ فی سبیل اللہ یعنے خالد پر تم لوگ ظلم کرتے ہو کہ اونکے اسباب کی
زکاۃ طلب کرتے ہو کیونکہ اونہون نے سب اسباب جہاد کو جیسے ہتھیار اور گھوڑے اور زرہ وغیرہ جو اونکے پاس ہے خدا کی
راہ مین وقف کر دیا اور مال وقف پر زکاۃ نہین ہے آس سے صاف ثابت ہے کہ مال تجارت مین زکات واجب ہے
ورنہ حضرت عمرؓ وغیرہ اسباب کی زکات کیون خالد سے مانگتے اور آن حضرتؐ کیون وقف کو بیان کرتے نووی کی شرح
صحیح مسلم مین مرقوم ہے ومعنی الحدیث انہم طلبوا من خالد زکاۃ اعتادہ ظنا منہم انہا للتجارۃ وان الزکاۃ فیہا واجبۃ
فقال لہم لا زکاۃ لکم علی فیہا فقالوا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان خالدا منع الزکاۃ فقال لہم انکم تظلمونہ لانہ حبسہا ووقفہا
فی سبیل اللہ فلا زکاۃ فیہا انتہی یعنے معنے حدیث کے یہ ہین کہ صحابہ نے طلب کیا خالد سے اونکے مال وسامان جہاد کی زکاۃ
اس خیال کہ یہ مال تجارت کا ہے اور زکات اسمین واجب ہے پس کہا خالد نے اونسے کہ میرے مال مین زکاۃ نہین
واجب ہے پس شکایت کی صحابہ نے آن حضرتؐ سے اور عرض کیا کہ خالد زکات نہین دیتے ہین پس فرمایا آپ نے
اونسے کہ تم زیادتی کرتے ہو خالد پر کیونکہ اونہون نے وہ سب مال وقف کر دیا ہے پس اوسکی زکات نہین واجب ہے
اور ابن القیم شاگرد رشید ابن تیمیہ زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین لکھتے ہین انہ جعلہا فی اربعۃ اصناف من المال
یعنے اللہ نے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا زکات چار قسم کی مال مین احدہا الزرع والثمار ایک کھیتی کا
غلہ اور پھل وغیرہ الثانیۃ بہیمۃ الانعام دوسرے جانور جیسے بکری گاے اونٹ الثالث الجوہران وہما الذہب والفضۃ
تیسرے سونا چاندی والرابع اموال التجارۃ چوتھے مال تجارت آن سب مین زکات واجب کی گئی اور سنن ابو داود
اور سنن دارقطنی اور مسند بزار مین سمرۃ بن جندب سے مروی ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرنا ان
نخرج الزکوۃ مما نعد للبیع یعنے تھے آن حضرتؐ کہ حکم فرماتے تھے ہمکو ساتھ ادا کرنے زکاۃ کے اوس مال سے جو بقصد
تجارت ہم رکھتے تھے اور اس حدیث کے سند مین اگرچہ ایک راوی سلیمان مجہول ہے مگر اوسکی جہالت کچہ مضر نہین ہے
اس وجہ سے کہ ابن منذر وغیرہ نے اجماع وجوب زکاۃ پر مال تجارت مین نقل کیا ہے اور ظاہر آیت قرآنیہ اور
حدیث صحیحین سابق بھی وجوب پر دلالت کرتی ہے پس یہ حدیث ابو داؤد کی بطور تقویت واستشہاد کے ذکر کیجاتی ہے

نفس ثبوت مسئلہ کچھ اس حدیث پر موقوف نہین تا ضعف اسکی سند کا کچھ ضرر کرے اور رد ہ جو نواب بھوپال نے
مسک الختام شرح بلوغ المرام مین جو بالکل مطیع اور خادم شوکانی کے ہین اور بمقابلہ تحقیق شوکانی کے کسیکی تحقیق پر کان
لگا کر نہین سنتے ہین شوکانی سے نقل کیا کہ نقل کرنا ابن منذر کا اجماع کا صحیح نہین ہے کیونکہ اس باب مین خلاف
ظاہریہ کا موجود ہے عبارت اونکی یہ ہے شوکانی گفتہ ونقل کردہ ابن منذر اجماع بر زکوۃ در تجارت ونیست این نقل
صحیح زا ول کسیکہ خلاف مے کنند دران ظاہریہ اند والیشان اند فرقہ از فرق اہل اسلام انتہی اور پھر یہ بھی تحریر کیا
وشک نیست در عدم وجود دلیل قوی درین باب غیر از اجماع اگر ثابت شود انتہی پس محض مزخرف اور باطل ہے
بڑے عجب کی بات ہے کہ قرآن کی آیت اور حدیث صحیحین کے صاف وجوب زکاۃ تجارت پر دلالت کر رہی ہے یا انہیہ
وہ کہہ رہے ہین کہ اسکی کوئی دلیل قوی نہین ہے سواے اجماع کے باقی رہی یہ بات کہ اوس آیت کا اور حدیث کا کچھ اور
مطلب کہا جاوے یا کچھ تاویل کیجاوے پس یہ مضر نہین ہے کیونکہ مدار ثبوت احکام کا ظاہر معانی آیات واحادیث پر ہے
اور بلا ضرورت تاویل اونمین درست نہین ہے اور اگر ایسی آیت یا حدیث صاف اس باب مین ہوتی کہ دوسرے
مطلب کا احتمال نہ رکھتے ہوتے تو ظاہریہ بسبب انکار وجوب تجارت زکات اور ایسیہی اونکے مقلد شوکانی کافر ہوجاتے
اسی وجہ سے کہ اوس آیت اور حدیث مین اور بھی مطلب ہوسکتا ہے ان لوگون پر حکم کفر کا نہین کیا گیا اور
یہ قول شوکانی کا کہ نقل ابن منذر کی صحیح نہین ہے کیونکہ اسمین ظاہریہ کا خلاف ہے محض لغو ہے اسوجہ سے کہ
حضرات ظاہریہ بعد ایک مدت دراز کے زمانہ صحابہ اور تابعین وغیرہ کے ظاہر ہوے اور ابن منذر نے اجماع
ظاہریہ کے قبل کا مراد لیا ہے پس اب انکے خلاف سے اوس اجماع مین کیا نقصان ہوسکتا ہے بلکہ انہین پر
الزام عائد ہوتا ہے اور ابن منذر کی نقل ایسی نہین کہ شوکانی اوسکو غیر معتبر بنا سکے ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

قولہ صفحہ ١١١ ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ اگر اندھا جماعت کراوے تو نماز مکروہ ہوتی ہے سو امام اعظم نے خلاف کیا
اس حدیث کا جو کہ سنن ابو داؤد مین روایت ہے انس سے کہ خلیفہ کیا رسول خدا نے عبداللہ بن ام مکتوم کو کہ
امامت کرین لوگون کی اور تھے وہ اندھے **اقول** یہ گفتگو آپکی مثل اندھون کی گفتگو کے ہے جو خود نہین
دیکھ سکتے ہین سنی سنائی بات اوڑا دیتے ہین سو ہمیشہ سیکڑون باتین تمہین نے کین شکر کی جو تمہین تاؤ
کبھی کچھ فتور ہمسے ہوا آپ ذرا آنکھ کھول کے دیکھیے اور غور سے سمجھیے کہ مذہب امام کا کیا ہے اور حدیث جسکو
مخالف آپ کہ رہے ہین کسیطرح سے مخالف نہین ہے درمختار مین ہے ویکرہ تنزیہا امامۃ عبد واعرابی وفاسق
واعمی الا ان یکون غیر الفاسق اعلم القوم انتہی یعنی مکروہ ہے بکراہت تنزیہی امامت کرنا غلام کا اور بدوی کا
اور فاسق کا اور اندھے کا مگر یہ کہ ہووے سواے فاسق کے یعنے غلام اور بدوی اور اندھا اعلم القوم یعنے بہ نسبت
اور حاضرین کے اونکو علم زیادہ ہووے اسوقت مین امامت اندھے وغیرہ کی مکروہ تنزیہی بھی نہین ایسیہی

اور کتب فقہیہ مین بہی ہی اس سے معلوم ہوا کہ امامت اندہے کی امام اعظم کے نزدیک حرام نہین ہے صرف مکروہ
تنزیہی ہے بخیال اسکے کہ اکثر اندہون مین جہالت ہوا کرتی ہی اور نجاست وغیرہ سے بچنے مین احتیاط کم ہوتی ہے
لیکن یہ بہی اوسوقت ہی جب اوس سے بہتر کوئی اور امام ملے اور اگر اندہا سبہون سے زیادہ علم رکہتا ہو تو امامت اوسکی
بالکل مکروہ نہین ہے اور آن حضرت نے جو ابن ام مکتوم کو امام بنا دیا تہا اوس زمانے مین یہ امر ہوا تہا کہ آن حضرت اور
صحابہ مدینہ سے سفر کرتے تہے اور مدینہ کے لوگون مین ابن ام مکتوم سے بڑہ کے عالم نہ تہا اسوجہ سے اونکو خلیفہ کر دیا تہا
بحر رائق مین ہی قید کراہۃ امامۃ الاعمی فی المحیط وغیرہ بان لایکون افضل القوم فان کان افضلہم فہو اولی انتہی یعنے مقید
کیا ہی مکروہ ہونے امامت اندہی کو محیط وغیرہ مین ساتہ اسکے کہ نہووے اندہا بہتر اور لوگون سے اور اگر اندہا اور لوگون سے
علم مین زائد ہووے پس اوسکا امام ہونا بہتر ہی اور نہر فائق مین ہی ورد فی الاعمی نص خاص ہو استخلافہ صلی اللہ علیہ وسلم
لابن ام مکتوم وعتبان علی المدینۃ وکانا اعمیین لانہ لم یبق من الرجال من ہو اصلح منہما انتہی یعنے وارد ہوئی ہے
باب امامت اندہے مین ایک روایت خاص کہ جسمین خلیفہ بنانا آن حضرت کا ابن ام مکتوم اور عتبان کو مروی ہے
اور وہ دو اندہے تہے اور وجہ ان دونون کے خلیفہ بنانے کی یہ تہی کہ نہین باقی تہا اوس زمانے مین مدینہ مین وہ شخص
جو انسے بہتر ہو بلکہ یہ دونون اور لوگون سے علم مین زائد تہے اسوجہ سے امامت انکی مکروہ نہین ہوئی بلکہ ایسی صورت
مین بہتر ہوگئی **قولہ** ہدایہ وغیرہ مین لکہا ہے کہ گانون مین جمعہ پڑہنا درست نہین سو امام اعظم نے اس مسئلے مین
خلاف کیا اس حدیث کا جو کہ بخاری اور ابو داؤد مین روایت ہے ابن عباس سے کہ تحقیق اول جمعہ کہ پڑہا گیا اسلام
مین پیچہے جمعے کے کہ پڑہا گیا مسجد رسول خدا مین البتہ جمعہ ہی کہ پڑہا گیا بیچ جواثے کے کہ گانون بحرین کا ہے **اقول**
یہ آپ کی تقریر بمقابلہ تقریرات حنفیہ بپایہ اعتبار سے ساقط ہی یہ مسئلہ کتب حنفیہ مین خوب بشرح وبسط مذکور ہے
اونکی قدر کچہ نہین علما کے سامنے ٭ دریا کے آگے کیا ہی حقیقت حباب کی ٭ حنفیہ کی دلیل یہ حدیث ہے
جو تخریج احادیث ہدایہ مین مذکور ہے روی عبد الرزاق عن علی موقوفا لا تشریق ولا جمعۃ الا فی مصر جامع واسنادہ
صحیح یعنے روایت کی عبد الرزاق نے حضرت علی سے کہ نہین ہے تشریق اور نہ نماز جمعہ مگر شہر مین اور اسناد اوسکا
صحیح ہے اور ایسیہی مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ مین ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی نے شہر کے ساتہ جمعہ کو خاص
کر دیا اور گانون مین جمعہ جائز نہین رکہا اور ظاہر ہے کہ ایسا مضمون صحابی اپنے اجتہاد ورائے سے نہین
کہ سکتا ہے پس موافق قاعدۂ اصول حدیث کے جیسا کہ سابقاً مفصلاً مذکور ہو چکا یہ قول حضرت علی کا حکم میں
حدیث مرفوع کے ہو گیا باقی وہ حدیث جو آپ نے ذکر کی اوسمین اسیقدر وارد ہے کہ جمعہ کی نماز مقام جواثے مین جو
قریب بحرین کے ہے ہوئی اور سوا اسکے اوس روایت مین قریہ کی لفظ کا اطلاق آگیا ہی مگر اس سے یہ نہین ثابت
ہوتا ہی کہ مقام جواثا گانون تہا شہر نہ تہا اسوجہ سے کہ لفظ قریہ اگرچہ بلغت عرب اسکے معنی گانون کے ہین مگر بہت جگہ

اسکا اطلاق شہر پر بہی آتا ہی قرآن پاک مین ایک مقام پر موجود ہے واذ قلنا ادخلوا ہذہ القریۃ اور دوسرے
مقام پر ہے واسئلہم عن القریۃ التی کانت حاضرۃ البحر اور تیسرے مقام پر ہے واسئل القریۃ التی کنا فیہا اور
چوتہے مقام پر ہے ربنا اخرجنا من ہذہ القریۃ الظالم اہلہا ان چارون مقام مین شہرون پر قریہ کی لفظ کا اطلاق کیا گیا
پس معلوم ہوا کہ صرف کسی جگہ کو قریہ کہنے سے یہ نہین لازم کہ وہ گانون ہووے شہر نہووے ایسی ممکن ہی کہ جو اتنا شہر
ہووے مگر اوسپر اطلاق قریہ کا آگیا ہو اور بعض مورخین نے اسکی تصریح بہی کی ہے تفصیل اس بحث کی کتب
تفسیر اور کتب فقہ مثل بنایہ وفتح القدیر وبحر الرایق ونہایہ وتبیین الحقائق شرح کنز الدقایق وغیرہ مین مذکور ہی
الحاصل یہ حدیث مخالف مذہب امام اعظم نہین ہے اور امام اعظم کا مذہب بہی موافق حدیث کے ہے **قولہ**
شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہی کہ سوائے نماز وتر کے اور نمازون مین دعاء قنوت پڑہنی جائز نہین سو امام اعظم
نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ان دو حدیثون کا **اقول** حنفیہ کے نزدیک صبح مین اور ایسہی اور نمازون مین قنوت
سنت نہین سوائے وتر کے مگر نوازل مین یعنے جب کوئی واقعہ عظیمہ ہووے جیسے واقعہ جہاد یا طاعون وغیرہ
اوس حالت مین صبح کی نماز مین دوسری رکعت مین بعد رکوع کے دعا پڑہنا واسطے دفع بلا کی درست ہی اور یہی امر
بڑے بڑے صحابہ سے مروی ہے مصنف ابن ابی شیبہ مین حضرت ابو بکرؓ وحضرت عمرؓ وحضرت عثمان کا حال مروی ہی انہم کانوا
لایقنتون فی الفجر یعنے یہ صحابہ صبح مین قنوت نہین پڑہتے تہے اور مصنف مین روایت ہے لما قنت علی فی الفجر انکر الناس
علیہ ذلک فلما قال انما استنصرنا علی عدونا یعنے جب علی مرتضےؓ نے نماز فجر مین قنوت پڑہی اوس زمانے مین کہ اونمین
اور حضرت معاویہؓ مین لڑائی ہو رہی تہی لوگون نے اوسپر انکار کیا پس حضرت علی نے کہا یعنے دعاء نصرت اور فتح کی اپنے دشمن پر
کی اور بہی مصنف مین ابن عباس اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن زبیر سے مروی ہی انہم کانوا لایقنتون فی الفجر
یعنے یہ لوگ نماز صبح مین قنوت نہین پڑہتے تہے اور کتاب الآثار مین اسود سے مروی ہے انہ صحب عمر فی السفر والحضر
فلم یرہ قانتا فی الفجر حتی فارقہ یعنے وہ ساتہ رہے عمر بن الخطابؓ کے سفر اور حالت اقامت مین پس نہین پایا عمر کو
کبہی قنوت پڑہتے ہوئے نماز صبح مین اور کتاب الاعتبار مین ابن مسعود سے مروی ہے لم یقنت رسول اللہ صلعم
الا شہرا لم یقنت قبلہ ولا بعدہ یعنے آن حضرتؐ نے صبح مین قنوت نہین پڑہی مگر ایک مہینہ اور شرح معانی الآثار مین ابن عمر کے
مروی ہے انہ بدعۃ ما فعلہ رسول اللہ غیر شہر ثم ترکہ یعنے قنوت صبح کی نماز مین ہمیشہ پڑہنا بدعت ہے آن حضرتؐ نے
نہین پڑہی دعا سے قنوت نماز صبح مین مگر ایک مہینہ پہر چہوڑ دیا آپ نے پڑہنا اوسکا اور بہی اوسمین ابراہیم نخعی سے
روایت ہے کان عبد اللہ لا یقنت فی الفجر واول من قنت فیہا علی کانوا یرون انہ انما فعل ذلک لانہ کان محاربا
یعنے تہے عبد اللہ بن مسعود کہ نہین پڑہتے تہے قنوت نماز صبح مین اور ابتدا اسکی علی مرتضےؓ نے کی اسوجہ سے کہ
وہ محارب تہے ساتہ معاویہ کے پس بغرض طلب فتح ونصرت قنوت پڑہی باقی وہ حدیثین جنمین آن حضرتؐ کا نماز صبح

یا سب نمازوں مین قنوت پڑہنا مروی ہے وہ سب محمول ہین اوپر قنوت نوازل کے کہ جب کوئی واقعہ خاص واقع ہوتا
اُسمین قنوت پڑہتے پہر ترک کردیتے نہ یہ کہ آپ ہمیشہ قنوت صبح مین پڑہا کرتے تہے عبارت ابن القیم کی زاد المعاد مین ملاحظہ
کیجیے اور اپنے اعتراضات واہیہ سے باز آیئے وقنت فی الفجر بعد الرکوع شہرا ثم ترک القنوت یعنے قنوت پڑہی آن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح مین ایک مہینہ پہر چہوڑ دیا اوسکو ولم یکن من ہدیہ القنوت فیہا دائما اور نہ تہا طریقہ آپ کا
قنوت پڑہنا صبح مین ہمیشہ ومن المحال ان رسول اللہ کان فی کل غداۃ بعد اعتدالہ من الرکوع یقول اللہم اہدنی فیمن
ہدیت ویرفع بذلک صوتہ ویومن علیہ اصحابہ دائما الی ان فارق الدنیا ثم لایکون ذلک معلوما عند الامۃ بل یضیعہ اکثر
امتہ وجمہور اصحابہ بل کلہم حتے یقول من یقول انہ محدث یعنے نہین ممکن ہے یہ امر کہ آن حضرت ہمیشہ صبح مین بعد
رکوع کے یہ دعاے قنوت اللہم اہدنی الخ بلند آواز سے پڑہتے ہون اور صحابہ ہمیشہ اوسپر آمین آمین کہتے ہون
اور پہر وہ یہ امر معلوم علماے امت کو بلکہ چہوڑ دین اسکو اکثر صحابہ بلکہ کل اور کہین بعض صحابہ کہ یہ نئی بات ہے
ماحصل یہ ہے کہ اکثر صحابہ سے قنوت نہ پڑہنا ثابت ہی اور بعضون سے اسپر حکم بدعت کا منقول ہے پس آنحضرت کا
اگر یہ طریقہ دائمہ ہوتا جیسا کہ شافعیہ اور بعض محدثین سمجھتے ہین کہ ہمیشہ آپ صبح مین [illegible] دعاے قنوت پڑہتے
اور صحابہ آمین آمین کہتے تہے کیون اکثر صحابہ خصوصا حضرات خلفا راشدین اس طریقہ کو چہوڑ دیتے اور اسپر حکم
بدعت کا کیونکر کرتے پس جب صحابہ سے ثابت ہے کہ اونہون نے اس طریقہ کو چہوڑ دیا معلوم ہوا کہ آن حضرت کا
یہ طریقہ دائمہ نہ تہا کما قالہ سعید بن طارق الاشجعی جیسا کہ منقول ہے سعید بن طارق اشجعی سے قلت لابی یا ابت انک
قد صلیت خلف رسول اللہ وابی بکر وعمر وعثمان وعلی فکانوا یقنتون فی الفجر فقال ای بنی محدث کہا مین نے اپنے باپ سے
کہ آپ نے آن حضرت اور خلفاء اربعہ کے پیچہے نماز پڑہی ہے پس کیا یہ سب قنوت پڑہتے تہے صبح مین پس کہا
اونہون نے کہ صبح مین قنوت پڑہنا نئی بات ہے یہ حضرت نہین پڑہتے تہے رواہ اہل السنن واحمد یعنے روایت کیا
اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور امام احمد نے قال الترمذی حدیث حسن صحیح کہا ترمذی نے
کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے وذکر الدارقطنی عن سعید بن جبیر اور روایت کیا ہے دارقطنی نے سعید بن جبیر سے اشہد
انی سمعت ابن عباس یقول ان القنوت فی صلوۃ الفجر بدعۃ کہا اونہون نے کہ مین گواہی دیتا ہون اس امر کی کہ مین نے
سنا ہے ابن عباس سے کہ وہ کہتے تہے کہ نماز فجر مین قنوت پڑہنا بدعت ہے وذکر البیہقی عن ابی مجلز اور روایت کیا
بیہقی نے ابو مجلز سے قال صلیت مع ابن عمر صلوۃ الصبح فلم یقنت فقلت لہ لا اراک تقنت فقال لا احفظہ عن احد من
اصحابنا کہا اونہون نے کہ نماز پڑہی مین نے صبح کی ابن عمر کے ساتہ پس نہین پڑہی قنوت اونہون نے پس کہا مین نے
کہ مین نے آپ کو قنوت پڑہتے نہین دیکہا پس کہا ابن عمر نے کہ نہین یاد کرتا ہون مین اس طریقہ کو کسی شخص سے
اپنے اصحاب سے یعنے کسیکو مین نے پڑہتے ہوئے نہین دیکہا بعد اوسکے ابن قیم کہتے ہین ومن المعلوم ان رسول اللہ

لو کان یقنت کل غداة ویدعو بهذا الدعاء ویؤمن الصحابة لکان نقل الامة لذلک کلهم کنقلهم جهره بالقراءة فیها وعددها
ووقتها وان جاز علیهم تضییع امر القنوت فیها جاز علیهم تضییع ذلک حاصل اسکا یہ ہے کہ اگر آن حضرت ہر صبح کی نماز میں ہمیشہ
قنوت پڑہتے ہوتے اور صحابہ آمین کہتے روایت حدیث ضرور اس امر کی روایت کرتے اور اسکی نقل مین خلاف نہ ہوتا
جیسا کہ صبح کی نماز مین جہر کرنا اور صبح کی رکعات کا عدد اور اوسکا وقت بلا اختلاف منقول ہوا ہے بعد اوسکے ابن قیم
لکھتے ہین والانصاف الذی یرتضیه کل عالم منصف انه جهر واسر وقنت وترک وکان اسراره اکثر من جهره وترکه القنوت
اکثر من فعله وانما قنت للدعاء لقوم وللدعاء علی آخرین ثم ترک لما قدم من دعا لهم واسلم من دعا علیهم وجاؤا تائبین
وکان قنوته لعارض فلما زال ترک القنوت یعنے انصاف کہ جسکو ہر عالم منصف پسند کرتا ہے یہ ہے کہ آن حضرت نے نماز مین
بسم اللہ کبھی پکار کے پڑہی اور کبھی آہستہ اور آہستہ پڑہنا اکثر تہا اور دعاے قنوت صبح مین پڑہی اور کبھی نہین پڑہی
اور نہ پڑہنا اوسکا اکثر تہا اور نہین قنوت پڑہی آپ نے مگر واسطے دعاء کے کسی گروہ مسلمانون کی نجات کے واسطے
یا کسی گروہ کفار پر بد دعا کرنے کی غرض سے پس جب کہ نجات پا گئے وہ لوگ جنکے واسطے آپ دعاے نجات کرتے تہے
یا ایمان لائے وہ کفار جن پر آپ دعا فرماتے تہے چہوڑ دیا آپ نے قنوت پڑہنا پس تہا قنوت پڑہنا آپ کا بسبب
عارض کے نہ ہمیشہ وذکر الامام احمد عن ابن عباس قال قنت رسول اللہ شهرا متتابعا فی الظهر والعصر والمغرب والعشاء
والصبح فی دبر کل صلوة اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمده من الرکعة الاخیرة یدعو علی حی من بنی سلیم علی رعل وذکوان وعصیة
ویؤمن من خلفه ورواه ابو داؤد یعنے روایت کیا امام احمد اور ابو داؤد نے عبد اللہ بن عباس سے کہ آنحضرت نے
قنوت پڑہی ایک مہینہ کامل پانچون نمازون مین آخر رکعت مین بعد رکوع کے بد دعا کرتے تہے آپ اوپر چند قبائل
کفار کے ایک رعل دوسرا ذکوان تیسرا عصیہ اور آمین کہتے تہے سب مقتدی آپکے پیچھے خلاصہ اس مقام مین
یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قنوت صبح وغیرہ مین چند قسم کی حدیثین وارد ہین بعض روایات مین تو
یہ ہے کہ آپ ہمیشہ قنوت صبح مین پڑہتے تہے مگر سند اس روایت کی ضعیف ہے جیسا کہ زاد المعاد اور فتح القدیر مین
اسکی تحقیق مذکور ہے اور بعض مین یہ ہے کہ آپ قنوت صبح مین نہین پڑہتے اور مراد اوس سے یہ ہے کہ ہمیشہ
نہین پڑہتے تہے اور بعض مین یہ وارد ہے کہ جب کوئی ضرورت خاص واقع ہو جاتی اور کسیکے نجات کی دعا یا کسی پر
بد دعا کرنے مین اہتمام مقصود ہوتا تو آپ صبح مین بلکہ پانچون نمازون مین دعاء مناسب پڑہتے اور جب ضرورت
مرتفع ہو جاتی تو پڑہنا چہوڑ دیتے اور یہی روایت صحیح ہے اور جس روایت مین مطلقاً آپ کا پڑہنا وارد ہوا ہے
اوس سے یہی مراد ہے بلکہ جسمین وارد ہوا ہے کہ آپ ہمیشہ پڑہا کرتے اگر وہ روایت صحیح ہو اوس سے بہی مراد یہی ہے
کہ جب کبہی ضرورت ہوئی آپ قنوت پڑہتے اور یہ طریقہ آپکا ہمیشہ رہا نہ یہ کہ آپ بلا ضرورت ہر روز پڑہا کرتے اور
یہی مذہب ہے اکثر حنفیہ کا پس مذہب حنفیہ کا اس باب مین بہت صحیح اور موافق احادیث ہے اور جو لوگ

سے نماز صبح مین قنوت پڑہنا سنت سمجھتے ہین اونکا قول معتبر نہین ہے جو اس حنیفہ مین مرقوم ہے اخرج عبد الرزاق
بسند صحیح عن ابی جعفر الرازی عن الربیع عن انس لم یزل رسول اللہ یقنت فی الفجر حتی فارق الدنیا وکذا عند الطبرانی
یہ راوی ضعیف ہے جیسا کہ ذکر اوسکا تقریب مین مذکور ہے
وغیرہ عند الطبرانی عن غالب بن فرقد الطحان قال کنت عند انس بن مالک شہرین فلم یقنت فی صلوٰۃ الغداۃ
والجواب ان المراد بالحدیث الاول انہ کان یقنت فیہ عند النوازل واختصاصہ بالنوازل قد ثبت بحدیث انس نفسہ
عند الخطیب فی کتاب القنوت واسنادہ صحیح قالہ فی التنقیح بلفظ کان لا یقنت الا ان یدعو لقوم او علی قوم وحدیث
ابی ہریرۃ عند ابن حبان فی صلوٰۃ الصبح الا ان یدعو لقوم او علی قوم واسنادہ صحیح قالہ الحافظ فیکون حدیث انس
المتقدم منسوخاً بصریح حدیثہ وعلیہ یحمل قول من قال من الصحابۃ بہ فلا یکون بالنسبۃ الی النازلۃ منسوخاً بل مستمرا وبہ
قال جماعۃ من اہل الحدیث والذی یؤخذ من مجموع الاخبار انہ کان لا یقنت الا فی النوازل ومن ثم ذہب جمع
من العلماء الی عدم نسخہ فیہا بل ہو امر مستمر مشروع قال فی ... قال الطحاوی انما لا یقنت عندنا فی الفجر من دون
وقوع بلیۃ فان وقعت فتنۃ او بلیۃ فلا باس بہ وقال ابراہیم الحلبی فی شرح المنیۃ ہو مذہبنا وہو مذہب الجمہور انتہی حاصل
اس عبارت کا اور ایسی ہی عبارت عینی کا شرح ہدایہ مین ان نزلت بالمسلمین نازلۃ قنت الامام فی صلوٰۃ الفجر وبہ قال
الاکثرون واحمد انتہی یہی ہے جو ہمنے سابقاً ذکر کیا کہ حنفیہ کے نزدیک اور اکثر علماء محدثین وغیرہ کے نزدیک قنوت
نوازل مسنون ہے اور بدون نوازل نہین اور یہی امر روایات حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے پس اعتراض اس
مقام مین امام اعظم پر ساتہ مخالفت حدیث کے محض مہمل ہے **قولہ** ہدایہ وغیرہ مین لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی
زمین اس غرض سے دیوے کسیکو کہ وہ اوسمین کہیتی کرے اور اوس سے اپنا حصہ مقرر کر لیوے تو جائز نہین
سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ان دو حدیثون کا پہلی حدیث صحیح مسلم مین روایت ہے عبد اللہ بن عمر سے
کہ رسول خدا نے دی یہود خیبر کو درخت کہجور اور زمین اوسکی اس شرط پر کہ محنت کرین وہ اوسمین اپنے مالون سے
اور رسول خدا نے لیا آدہا میوہ اوسکا دوسری حدیث الخ **اقول** امام کے مذہب کی سند بہی صحیح مسلم وغیرہ مین موجود ہے
تعجب ہے کہ وہ تو آپ کو نہ دکہائی دی اور حدیث مخالف جلدی سے نظر مین آگئی ع اتنی بہی سرکشی مگر اسے بت
خدا سے ڈر ٭ جاتی ہے یا سے عرش تک آہ و فغان دل ٭ ہر چند کہ اس مسئلے مین ابحاث بہت ہین کتب مطولہ مین
تفصیل تمام ثبت ہین مگر اس مقام پر صرف عبارت موطا امام محمد کی اور اوسکے حاشیہ تعلیق محمد کے سمجہدار کیلئے
کفایت کرتی ہے موطا مین امام محمد نے پہلے اوس حدیث کو جسکو آپ مخالف مذہب امام کہ رہے ہین ذکر کیا اوسکے بعد
یہ لکہا لا باس بمعاملۃ النخل علی الشطر والثلث والربع وبمزارعۃ الارض البیضاء علی الشطر والثلث والربع وکان ابو حنیفۃ
یکرہ ذلک ویذکر ان ذلک ہو المخابرۃ التی نہی عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ کہجور کے درختون کو
کسیکو دینا اسطور پر کہ وہ اوسمین محنت کرے اور جو میوہ اوسمین نکلے اوسمین دونون شریک ہون خواہ نصفاً

یا ثلثا یا ربعا یعنے مالک درخت اپنا حصہ آدہا مقرر کریوے یا تہائی یا چوتہائی اور ایسی خالی زمین کو واسطے کہیتی کے دینا اور کچہ حصا اپنا مقرر کرنا آدہا ہو یا چوتہائی یا تہائی یہ دونون صورتین امام محمد اور ایسی امام ابو یوسف کے نزدیک درست ہین اور تہی امام ابو حنیفہ کہ مکروہ جانتے تہے ان دونون کو اور کہتے تہے کہ یہی صورت شا بہ مخابرہ کی ہے کہ ان حضرتؐ نے اوس سے ممانعت فرمائی ہی اور عبارت تعلیق مجد کی یہ ہے المعاملة بلغة اہل المدینة عبارة عن دفع الاشجار الکروم والنخیل وغیر ذلک الی من یقوم باصلاحہا علی ان یکون لہ سہم معلوم من ثمرہا ویقال لہ المساقاة ایضاً یعنے معاملہ باصلاح اہل مدینہ کہتے ہین درخت انگور یا کہجور یا کسی اور میوہ کے درختون کو کسی ایسے شخص کے دینے کو کہ وہ اوسکا اہتمام کرے اور پانی وغیرہ اوسمین پہونچاوے باین شرط کہ اوسکے پہلون کا ایک حصہ معینہ مالک درختون کو ملے اور اسی معاملہ کو مساقاة بہی کہتے ہین وہو عقد جائز عندہما وعلیہ الفتوے اور یہ معاملہ جائز ہے ابو یوسفؒ اور محمدؒ کے نزدیک اور اسی پر فتوے ہی حنفیہ کے نزدیک وبہ قال احمد واکثر العلماء اور یہی مذہب ہے امام احمد اور اکثر علماء کا وحجتہم فی ذلک حدیث معاملة خیبر اور دلیل انکی حدیث معاملہ خیبر ہے والمزارعة عبارة عن عقد علی الارض البیضاء ای الخالیة عن الزرع ببعض معین مما یخرج عنہ اور مزارعت عبارت ہے عقد کرنے سے خالی زمین پر باین طور کہ وہ زمین کسیکو کہیتی کے واسطے دیوے اور جو کچہ اوسمین کہیتی سے غلہ پیدا ہووے اوسمین ایک حصہ اپنے واسطے مقرر کر لیوے وجوازہ قال الجمہور اور مساقاة جائز ہونے دینے معاملہ کے [illegible] ورواہ عنہ ابن ابی شیبة وغیرہ عن علی وابن مسعود وسعد وجماعة من التابعین ممن بعدہم اور مروی ہے مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ مین جواز اس معاملے کا حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود اور سعد بن ابی وقاص اور ایک جماعت تابعین سے وقد ورد فی بعض روایات معاملة خیبر العقد علی الزرع ایضا اور وارد ہوا ہے بعض روایات قصۂ معاملۂ خیبر مین کہ ان حضرتؐ نے زمین بہی یہود کو کہیتی کے واسطے دی تہی اور اپنا حصہ ٹہرالیا تہا وابو حنیفة حکم بفسادہما مستدلا بالنہی عن المخابرة اور ابو حنیفہ نے حکم کیا ہے فاسد ہونے ان دونون معاملہ کا اور دلیل اونکی یہ ہے کہ ان حضرتؐ نے مخابرہ سے ممانعت کی اور مخابرہ کے معنی یہی ہین کہ کسیکو زمین کہیتی کے واسطے دینا یا کہجور وغیرہ کے درخت دینا تا وہ اوسکا اہتمام کرے اور غلہ اور پہلون مین دونون کی شرکت ہووے ورد ذلک من حدیث جابر عند مسلم وزید بن ثابت عند ابی داؤد ورافع بن خدیج عند مسلم وغیرہ یعنے وارد ہوئی ممانعت مخابرہ سے صحیح مسلم مین بروایت جابر اور رافع بن خدیج کے اور سنن ابو داؤد مین بروایت زید بن ثابت کے اس عبارت سے ثابت ہوگیا کہ امام نے جو ایسے معاملہ سے ممانعت کی ہی اپنی رائے سے نہین کی بلکہ اپنے موافق حدیث بہی پیش کی الیس اونکا موافق جو حدیث ہو اوسکو نہ دیکہنا اور جو اونکے مخالف ہو اوسکو لکہدینا خالی دیانت [illegible] سے نہین ہے ہان اسمین شبہہ نہین ہے کہ [illegible] مین مذہب صاحبین کا جو موافق جمہور ہے قوی ہے اسیوجہ سے حنفیہ کے نزدیک فتوے بہی اسی پر ہے کہ یہ دونون صورتین درست ہین مگر یہ امر آخر ہے مجتہدین کے اختلافات مین کبہی ایک مجتہد کا قول قوی ہوتا ہے کہین

دوسرے مجتہد کا قوی ہوتا ہے اس سے یہ کہنا کہ فلان مجتہد نے خلاف قرآن یا حدیث کے کیا نہین جائز ہے کسی مجتہد کی یہ شان
نہین ہے کہ دیدہ و دانستہ خلاف حدیث اور قرآن کے کرے یا اپنی رائے کو احکام شرعیہ مین باوجود وارد ہونے حدیث اور
قرآن کے دخل دیوے اور جو لوگ ایسا امر کو امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کرتے ہین کہ وہ اپنی رائے کو بہت دخل دیتے تھے
اور حدیث اور قرآن کو ترک کر دیتے تھے وہ لوگ جھوٹے مفتری ہین جیسا کہ عبدالوہاب شعرانی نے میزان مین اور ملا معین نے
دراسات اللبیب مین اور ابن عبدالبر اور ابن حجر وغیرہ نے اپنے کتب مین اسکو بتفصیل تمام بیان کیا ہے **قولہ** ۱۰۴
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ اگر کسی سے سنتین فجر کی نہ پڑہی گئی ہون تو پڑہنا اوسکا نہ تو بعد فرض صبح کے
قبل نکلنے آفتاب کے جائز ہے اور نہ بعد نکلنے آفتاب کے جائز ہے اور یہ مذہب ہے امام اعظم اور اونکے شاگرد ابو یوسف کا سوا امام
اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے ان دو حدیثون کا پہلی حدیث ابن حبان نے قیس سے روایت کی کہ تحقیق اونسنے
پڑہی نماز ساتھ رسول خدا کے صبح کی اور نہ پڑہی تھین اوسنے دو رکعتین فجر کی یعنے سنتین پس جب سلام پھیرا رسول خدا نے
کہڑا ہوا پس پڑہین دو رکعتین فجر کی یعنے سنتین اور رسول خدا دیکھتے تھے اوسکی طرف اور نہ انکار کیا اوسپر دوسری
حدیث ترمذی مین روایت ہے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا نے جو شخص کہ نہ پڑہے دو رکعتین فجر کی یعنے سنتین
پس چاہیے کہ پڑہے اون دونون کو بعد اسکے کہ بلند ہوا آفتاب **اقول** یہ بے ثباتی ہے نہایت حسن ہے ناموس کو
پامال ہوتی ہے کم فہم سے فائدہ کو یہ قبل طلوع آفتاب کے بعد نماز فرض صبح کے سنت فجر کا ادا کرنا عوام علماء
کے نزدیک مکروہ ہے اور اسکے موافق حدیث صحاح ستہ مین موجود ہے صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین ابو سعید خدری سے
روایت ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوٰۃ بعد الصبح حتے تطلع الشمس ولا صلوٰۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس
یعنے فرمایا رسول خدا نے نہ پڑہی جاوے کوئی نماز نفل بعد نماز صبح کے تا بطلوع آفتاب اور نہ بعد نماز عصر کے تا بغروب
آفتاب چونکہ اس حدیث مین مطلقاً نماز نفل سے ممانعت آئی ہے اور ظاہر ہے کہ سنت فجر کی نفل ہے فرض و
واجب نہین ہے اسی وجہ سے امام اعظم وغیرہ نے حکم ممانعت کا دیا اور حدیث قیس کا یہ جواب ہے کہ وہ حدیث اباحت
و جواز پر دلالت کرتی ہے اور حدیث صحیحین کی ممانعت پر دلالت کرتی ہے اور جب دو حدیثون مین اس قسم کا تخالف
ہو کہ ایک سے کسی فعل کا جواز معلوم ہوتا ہو اور دوسرے سے اوسکی ممانعت تو عمل حدیث ممانعت پر احتیاطاً لازم ہے
جیسا کہ کتب اصول فقہ و اصول حدیث مین بشرح و بسط مذکور ہے آپ نے اس مقام پر یہ چالاکی کی کہ صحیحین کی حدیث
جو کہ موافق امام اعظم تھی اوس سے کنارہ کشی کر کے صحیح ابن حبان سے مدد مانگی اور ایک حدیث اوسکی جو جواز پر
دلالت کرتی ہے لکھدی تا عوام کے نزدیک وقعت آپ کی معلوم ہووے اگرچہ اس حرکت سے عوام نے آپ کو بڑا
عالم سمجھ لیا ہو مگر خواص کے نزدیک آپکی جہالت فریبی ظاہر ہو گئی باقی رہا دوسرا مسئلہ اوسمین بھی آپنے فریب دیا
کہ امام اعظم کی طرف عدم جواز ادای سنت کو بعد طلوع آفتاب کے منسوب کر دیا حالانکہ اونکے نزدیک بعد طلوع آفتاب کے

سنت اوسکی پڑھ لینا نہ حرام ہے نہ مکروہ البتہ ضرور نہیں ہے جیسا کہ عینی کی شرح ہدایہ میں ہے ولا یقضیہا اصلا فاعلہا عند
ابی حنیفۃ وابی یوسف وقال محمد احب الی ان یقضیہا الی وقت الزوال یعنے نہ قضا کی جاوے سنت فجر کی بعد طلوع آفتاب کی
امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اور کہا امام محمد نے بہتر ہے میرے نزدیک یہ کہ پڑھ لے اوسکو بعد طلوع آفتاب کے
دو پہر تک قال الحلوانی والفضلی ومن تابعہما لا خلاف بینہم کہا حلوانی اور فضلی وغیرہ نے کہ حقیقت میں کچھ خلاف نہیں
درمیان محمد کے اور درمیان ابو حنیفہ کے فان محمدا یقول احب الی ان یقضی وان لم یفعل فلا شئ علیہ وہما یقولان لیس
علیہ ان یقضی وان فعل لا باس بہ انتہی پس تحقیق امام محمد نے کہا کہ بہتر ہے یہ کہ قضا کرلے اور اگر نہ پڑھیگا تو کچھ گناہ نہیں ہے
اور یہ دونوں یعنے ابو یوسف اور ابو حنیفہ کہتے ہیں نہیں لازم ہے اوسپر پڑھنا اور اگر پڑھ لیگا تو کچھ حرج نہیں اور یہی
مطلب ہی اس عبارت رد المحتار کا قیل ہذا قریب من الاتفاق لان قولہ احب الی دلیل علی انہ لو لم یفعل لا لوم علیہ وقالا
لا یقضی وان قضی فلا باس بہ کذا فی الخبازیۃ انتہی اور ایسی ہی اور کتب فقہ میں بھی ہی پس اب اوس حدیث ترمذی میں جسکو
آپ نے مخالف سمجھی اور مذہب امام اعظم میں کیا مخالفت رہی اسوجہ سے کہ اوس حدیث سے مراد یہ نہیں ہی کہ بعد طلوع آفتاب
کے سنت کا پڑھ لینا فرض یا ضروری ہی تا مخالف مذہب امام کی لازم آوے علاوہ ازین اوس حدیث کے ثبوت مین
کسیقدر شبہ ہے خود ترمذی نے اوسکے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے آپنے بڑا کمال کیا کہ حدیث تو لکھدی اور باقی
عبارت ترمذی کی کہا لی واہ رے تدین اور واہ رے دعواے حقانیت اگر اسیکا نام حقانیت اور تدین ہے
تو ایسی حقانیت آپ کو مبارک رہی اور ہمکو خدا ایسی مکاری سے محفوظ رکھے عبارت ترمذی کی یہ ہے حدثنا عقبۃ
بن مکرم العمی البصری خبر دی ہمکو عقبہ بن مکرم بصری نے حدثنا عمرو بن عاصم کہا اونہوں نے کہ خبر دی ہمکو عمرو بن عاصم نے
کہا اونہوں نے کہ حدثنا ہمام خبر دی ہمکو ہمام نے عن قتادۃ اونہوں نے روایت کی قتادہ سے عن النضر بن انس
اونہوں نے نضر بن انس سے عن بشیر بن نہیک اونہوں نے بشیر بن نہیک سے عن ابی ہریرۃ اونہوں نے ابو ہریرہ رضہ سے قال
قال رسول اللہ کہا اونہوں نے کہ فرمایا رسول خدا نے من لم یصل رکعتی الفجر فلیصلہما بعد ما تطلع الشمس جسنے نہ پڑہی ہون
سنتین صبح کی پس پڑھ لے اونکو بعد طلوع آفتاب کے قال ابو عیسی کہا ابو عیسی ترمذی نے ہذا حدیث لا نعرفہ الا من ہذا
الوجہ یہ حدیث نہیں پہونچی ہے ہمکو مگر اسی سند سے اور دوسری کوئی سند اسکی نہیں ہے ولا نعلم احدا روی ہذا الحدیث
بہذا الاسناد نحو ہذا الا عمرو بن عاصم الکلابی والمعروف من حدیث قتادۃ عن النضر بن انس عن بشیر بن نہیک عن
ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ من ادرک رکعۃ من صلوۃ الصبح قبل ان تطلع الشمس فقد ادرک الصبح انتہی یعنے نہیں
جانتے ہین ہم کہ روایت کیا اس حدیث کو ہمام سے اس اسناد سے کسی نے مگر عمرو بن عاصم کلابی نے اور مشہور روایت
قتادہ سے ساتہ اس اسناد کے دوسری حدیث ہے قولہ ۱۳ ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص نکاح کرے
کسی عورت کو اور مہر مقرر کردے ایک برس دن کی خدمت کرنی یا پڑھانا قرآن کا تو یہ مہر باندھنا اوسکو کافی نہوگا

اور مہر مثل دینا آویگا اور یہ مذہب ہے امام اعظم کا اور اونکے شاگرد ابو یوسف کا سوا امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا اس حدیث کا جو کہ
بخاری کا اور مسلم میں روایت ہے **اقول** امام ابوحنیفہ کا عمل کلام پروردگار عالم پر ہے کہ سورۂ نسا میں بعد بیان اون عورتوں کی جنکا نکاح
حرام ہے ارشاد ہوتا ہے واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم حاصل اسکا یہ ہے کہ ماسوا اون عورتوں کی اور عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا تمکو
حلال ہے ساتھ دینے مال کے اس سے معلوم ہوا کہ ہر نکاح میں مہر مال دینا ضرور ہے اگرچہ بوقت نکاح مقرر ہوا تو اوسکا دینا ضرور ہے اور اگر مقرر نہو تو
مہر مثل دینا ضرور ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی نکاح مال کی مہر میں دینے سے خالی نہیں ہو سکتا ہے باقی وہ حدیثیں جنکا آپ مخالف
سمجھے ہیں اونمیں کہیں یہ نہیں ہے کہ قرآن پڑھانا یا برسوں کی خدمت کرنا مہر مقرر ہوا تھا ہاں اگر صاف اونمیں یہ امر ہوتا کہ قرآن
پڑھانا مہر ہے تو البتہ اعتراض مخالفت کی گنجایش تھی تفصیل اس مسئلہ کی شروح صحیح بخاری وغیرہ میں موجود ہے **تنبیہ** مؤلف
ظفر مبین نے جسقدر مسائل حنفیہ وغیرہ نکالکے اونپر اعتراض مخالفت قرآن اور حدیث کا کیا اونمیں اکثر مسائل اس قسم
کی ہیں کہ حضرات ائمہ سے منقول نہیں ہیں بلکہ فقہائی بطور تخریج اور استنباط کی قواعد ائمہ سے اپنی کتب میں درج
کیے ہیں انمیں سے اگر بعض مسائل کسی حدیث صحیح کی مخالف واقع ہو گئے تو ائمہ پر اسوجہ سے اعتراض کرنا خالی حماقت سے نہیں ہے کیونکہ حضرات
مجتہدین کی یہ شان نہیں ہے کہ جان بوجھ کر کوئی فتوی مخالف قرآن و حدیث کے دیں جو قواعد کلیہ انہوں نے منضبط کر دیے اوس سے
اگر کسی فقیہ نے کوئی حکم استخراج کر کے لکھدیا تو اسمیں ائمہ کا کیا قصور ہے بلکہ اون فقہا پر اعتراض بھی صحیح نہیں ہے اسوجہ سے کہ جائز ہے
کہ وہ حدیث صحیح اونکو نہ پہونچی ہو اگر حدیث صحیح اونکو پہونچتی تو وہ کبھی مخالفت نکرتے اور بعض مسائل اس قسم کی ہیں کہ ائمہ نے پہلے اوس
قسم کا فتوی دیا اوس حالت میں کہ کوئی حدیث مخالف اونکو نہ ملی اور جب اونکی تلامذہ یا اور اتباع کو حدیث صحیح ملگئی تو انہوں نے
اوس قول امام پر فتوی نہیں دیا بلکہ خلاف اوسکی جو موافق حدیث کی تھا اوسپر فتوی دیا ایسی مسائل کے سبب سے ائمہ پر طعن کرنا ہرگز جائز نہیں ہے اور
بہت سے مسائل اس قسم کی ہیں کہ اونمیں موافق اقوال ائمہ صحیح حدیثیں موجود ہیں اور بعض حدیثیں مخالف اوسکے بھی صحاح میں موجود ہیں اوسپر
اعتراض کرنا کہ جو حدیث اپنا ہے مخالف ہوا اوسکو لکھدینا اور جو موافق ہو اوسکو چھوڑ دینا خالی عداوت و شرارت سے نہیں ہے اور بعض مسائل اس
قسم کے ہیں کہ کسیطرح سے مخالف حدیث صحیح کے نہیں ہیں مگر مؤلف ظفر مبین نے اپنی سمجھ ناقص سے اونکو مخالف ٹھہرا کے اعتراض کر دیا تفصیل ان سب
امور کی بطور نمونہ کے جابجا جواب مسائل سابقہ سے واضح ہو گئی اور کیفیت استعداد حضرات غیر مقلدین کی خوب کھل گئی مثل ان لوگوں کی ایسی ہے جیسے
ایک شخص کاتب قرآن تھا مگر فراست اور دیانت سے دور تھا جب وہ قرآن نقل کرنے لگا اور مقام ذکر موسی صعقا تک پہونچا اپنی حماقت
سے سمجھا کہ یہ عبارت غلط ہے کیونکہ موسی کا خر تو کہیں نہیں سنا البتہ یہ مشہور ہے خر عیسے اگر بمکہ رود چون بیاید ہنوز خر باشد پس اوسنے
بلا تردد حکم غلط کا کر کے موسی کی جگہ پر عیسے لکھدیا یا اوس شخص کی مثل کہی ہے جسے لوگوں نے کہا کہ تو نماز کیوں نہیں پڑھتا ہے اوسنے فی الفور جواب دیا
کہ میں خدا کے حکم کے خلاف ہرگز نکرونگا حق تعالی خود فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوة پس ایسا ہی سمجھ بوجھ اعتراض کر دینا اور
سلف صالحین کو مطعون کرنا تو بہت آسان ہے مگر جزا اسکی حرمان اور خسران ہے آپ اسقدر پر کفایت کرتے ہیں اور باقی مسائل کی جواب کا جسکو
شوق ہو وہ کتب حنفیہ کو دیکھے اور یہ سمجھ لے کہ بعضے ظفر مبین کے سماعت قابل اعتبار نہیں ہیں اور چونکہ مؤلف ظفر مبین نے جا بجا ائمہ مجتہدین پر سخت الفاظ

کیبن ہین اور بہت سے امور صحیحہ وفضائل واقعیہ کا انکار کیا ہے اسوجہ سے ان اقوال کی تردید اور ذکر فضائل صحیحہ حضرات ائمہ کو ضروری سمجھکے اسطرف توجہ کرتے ہین **قولہ** امام اعظم کے مقلدین حدیث پر چلنے والون کو انکے منہ اللہ یہ دیتے ہین کہ امام اعظم کے پاس حدیث کی کتابون کے کئی صندوق تھے اور امام اعظم نے سوائے جماعت صحابہ کے تین سو تابعین مشائخ سے سماع حدیث کی کی اور اونکے مسند کی روایت پانچسو آدمیون نے کی ہے اور سب استاذ امام اعظم کے چار ہزار آدمی ہین اس بات کو شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح سفر السعادت مین نقل کیا ہے سو جواب اوسکا یہ ہے کہ یہ تو شیخ عبد الحق وغیرہ حنفیہ کے خانہ ساز باتین ہین بجز بعض متعصب امام اعظم کے مقلدون کے کوئی نہین مانتا اور ایسی بناوٹی دل سے تراشی ہوئی باتون کو سچا کوئی نہین جانتا ہے **اقول** مناقب امام اعظم کے صرف حنفیہ نہین لکھتے ہین تا گمان ہو کہ اونہون نے اپنے دل سے گڑھ لیا ہے بلکہ محدثین بھی ان مناقب کے بیان مین شریک ہین ابو عبد اللہ شمس الدین محمد ذہبی مؤلف میزان الاعتدال فی اسماء الرجال وغیرہ تذکرۃ الحفاظ مین لکھتے ہین ابو حنیفۃ الامام الاعظم فقیہ العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التیمی مولاہم الکوفی مولدہ سنۃ ثمانین یعنے امام اعظم ابو حنیفہ فقیہ اہل عراق کے نام انکا نعمان ہے اور اونکے باپ کا نام ثابت اور اونکے باپ کا نام زوطا ہے کوفہ کے رہنے والے ولادت اونکی سن اسی ہجری مین ہوئی رای انس بن مالک غیر مرۃ لما قدم علیہم الکوفۃ رواہ ابن سعد عن سیف بن جابر انہ سمع ابا حنیفۃ یقولہ دیکھا امام اعظم نے حضرت انس بن مالک رضہ کو چند مرتبہ جب کہ آئے انس کوفہ مین روایت کیا اس امر کو ابن سعد نے سیف ابن جابر سے کہ اونہون نے اس امر کو ابو حنیفہ سے سنا وحدث عن عطاء ونافع وعبد الرحمن بن ہرمز الاعرج وسلمۃ بن کہیل وابی جعفر محمد بن علی وقتادۃ وعمرو بن دینار وابی اسحق وخلق کثیر اور روایت کیا ابو حنیفہ نے احادیث کو عطا اور نافع اور عبد الرحمن اعرج اور سلمہ بن کہیل اور ابو جعفر امام باقر محمد بن زین العابدین اور عمرو بن دینار اور ابو اسحق سبیعی اور سوا ان کے اور جماعت سے وتفقہ بہ زفر بن الہذیل وداود الطائی والقاضی ابو یوسف ومحمد بن الحسن واسد بن عمرو والحسن بن زیاد اللؤلؤی ونوح الجامع وابو مطیع البلخی وعدۃ اور علم سیکھا اسے زفر بن ہذیل اور داود طائی جو کبار اولیاء اللہ سے ہین اور قاضی ابو یوسف اور امام محمد بن الحسن اور نوح جامع اور ابو مطیع بلخی وغیرہم نے وکان قد تفقہ بحماد بن ابی سلیمان وغیرہ اور علم دین سیکھا امام نے حماد بن سلیمان وغیرہ سے وحدث عنہ وکیع ویزید بن ہارون وسعد بن الصلت وابو عاصم وعبد الرزاق وعبید اللہ بن موسی وابو نعیم وابو عبد الرحمن المقری وبشر کثیر اور روایت کی امام سے وکیع اور یزید بن ہارون اور سعید بن صلت اور ابو عاصم اور عبد الرزاق اور عبید اللہ بن موسے اور ابو نعیم اور ابو عبد الرحمن اور سوا ان کے اور لوگون نے وکان اماما ورعا عالما عاملا متعبدا کبیر الشان لا یقبل جوائز السلطان بل یتجر ویتکسب ابو حنیفہ امام متقی عالم با عمل بڑے عابد بڑے مرتبہ والے نہین قبول کرتے تھے بسبب کمال ورع و دینداری کے تحفہ اور ہدایا بادشاہون کے بلکہ تجارت کرتے تھے اور اپنے ہاتھ سے محنت کرکے

کسب معیشت کرتے تھے قال ضرار بن صرد کہا ضرار بن صرد نے سئل یزید بن ہارون پوچھا کسی نے یزید بن ہارون سے ایما
افقہ الثوری او ابو حنیفہ ان دونوں میں کون بڑے فقیہ تھے سفیان ثوری یا ابو حنیفہ فقال پس جواب دیا یزید نے
ابو حنیفۃ افقہ وسفیان احفظ للحدیث یعنے ابو حنیفہ فقہ میں زیادہ ہیں اور سفیان ثوری احادیث کی بڑی یاد رکھنے والے
ہیں وقال ابن المبارک ابو حنیفۃ افقہ الناس اور کہا عبد اللہ بن مبارک نے ابو حنیفہ بڑے فقیہ تھے وقال الشافعی
الناس فی الفقہ عیال علی ابی حنیفۃ اور کہا امام شافعی نے سب لوگ فقہ میں محتاج ہیں امام ابو حنیفہ کے وروی
احمد بن محمد بن القاسم بن محرز اور روایت کیا احمد بن محمد بن قاسم بن محرز نے عن یحیی بن معین یحیی بن معین کہ
نقاد رجال حدیث سے ہیں اور جملہ محدثین اونکی توثیق کو معتبر سمجھتے ہیں اور جس راوی کو وہ ثقہ کہدیں اوسکو معتمد
سمجھتے ہیں قال کہا اونہوں نے امام ابو حنیفہ کے حق میں لاباس بہ لم یکن یتہم یعنے نہیں کچھ خلل ہے اونکی روایات میں
بلکہ وہ ثقہ ہیں اور نہیں ہیں متہم بالکذب وغیرہ اور یحیی بن معین کا کسی کو لاباس بہ کہدینا بمنزلہ ثقہ کہدینے کی ہے
جیسا کہ مقدمہ ابن الصلاح اور مختصر ابن جماعہ وغیرہ کتب اصول حدیث میں مسطور ہے اور تفصیل اسکی سعی مشکور
فی رد المذہب الماثور میں مذکور ہے جسکو شوق ہو دیکھ لے پس بتصریح یحیی بن معین ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہ
روایات حدیث میں ثقہ ہیں کسی طرح کا انمیں ضعف نہیں ہے ولقد ضربہ یزید بن عمر بن ہبیرۃ علی القضاء فابی ان
یکون قاضیا اور مارا امام کو یزید بن ہبیرہ نے اور مجبور کیا اونکو قبول عہدہ قضاء پر پس نمانا اونہوں نے اور بسبب
نہایت ورع واحتیاط کے عہدہ قضاء کو پسند نہ کیا وروی بشر بن الولید عن ابی یوسف قال کنت امشی مع ابی حنیفۃ
فقال واللہ لا یتحدث الناس عنی بما لم افعل فکان یحیی اللیل صلوۃ ودعاء وتضرعا اور روایت کیا بشر بن ولید نے
امام ابو یوسف سے کہا اونہوں نے کہ میں امام کے ساتھ تھا کہ ایک شخص نے راہ میں اونکو دیکھ کے کہا کہ یہ ابو حنیفہ ہیں
تمام رات نہیں سوتے ہیں پس کہا ابو حنیفہ نے نہ نسبت کیجاوے میری طرف وہ عبادت جو میں نہیں کرتا ہوں پس
اوس روز سے ابو حنیفہ تمام رات جاگتے تھے اور نماز واذکار ودعاء وغیرہ میں مصروف رہتے تھے قلت مناقب
ہذا الامام قد افردتہا فی جزء یعنے کہتا ہوں میں کہ مناقب اور فضائل اس امام میں ایک رسالہ مستقل میں نے
لکہا ہے وکان موتہ فی رجب سنۃ ۱۵۰ خمسین ومائۃ انتہی اور ہوا انتقال ابو حنیفہ کا رجب میں سنہ ۱۵۰ ڈیڑہ سو ہجری میں
اور ایسے ہی مناقب امام کے ذہبی فی کاشف میں اور یافعی شافعی مورخ نے مرآۃ الجنان میں اور ابن خلکان شافعی نے
اپنی تاریخ میں اور ابن عبد البر محدث مالکی نے اپنی کتاب الانتقاء میں اور ابن الاثیر محدث جزری شافعی نے جامع الاصول
میں اور شارح صحیح مسلم محی الدین نووی محدث شافعی نے تہذیب الاسماء واللغات میں اور مؤلف مشکوۃ نے اسماء رجال مشکوۃ
میں اور ابو اسحق شیرازی شافعی نے اپنے طبقات میں اور عبد الوہاب شعرانی شافعی نے میزان میں اور یواقیت میں
اور کشف الغمہ میں اور امام غزالی شافعی نے احیاء العلوم میں وغیرہم نے بتفصیل تمام مذکور کیے ہیں اور بہت سے

محدثین اور مقلدین مذاہب اربعہ نے مناقب امام مین رسائل مستقل لکھے ہین ایک[1] رسالہ ذہبی کا دوسرا[2] رسالہ مجد الدین شیرازی
شافعی صاحب قاموس کا تیسرا[3] رسالہ ابن حجر مکی شافعی کا مسمے بہ الخیرات الحسان فی مناقب النعمان چوتھا[4] رسالہ جلال الدین
سیوطی محدث شافعی کا مسمے بہ تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ پانچواں[5] رسالہ طحاوی کا مسمے بہ عقود المرجان چھٹا[6]
رسالہ بخاری کا مسمے بہ قلائد عقود الدرر والعقیان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان ساتواں[7] رسالہ انہین کا الروضۃ العالیۃ
المنیفہ فی مناقب ابی حنیفہ آٹھواں[8] رسالہ محمد بن احمد شعبی کا نواں[9] رسالہ موفق مکی کا دسواں[10] رسالہ محی الدین عبد القادر
قرشی کا مسمے بہ بستان فی مناقب النعمان گیارہواں[11] رسالہ جار اللہ زمخشری کا مسمے بہ شقائق النعمان فی مناقب النعمان
بارہواں[12] رسالہ عبد اللہ حارثی کا مسمے بہ کشف الاسرار تیرہواں[13] رسالہ یوسف ابو المظفر بغدادی کا چودہواں[14] رسالہ
انہین کا مسمے بہ انتصار لامام ائمۃ الامصار پندرہواں[15] رسالہ ابو عبد اللہ صیمری کا سولہواں[16] رسالہ احمد بن صلت حمانی کا
سترہواں[17] رسالہ محمد برازی کا اٹھارہواں[18] رسالہ ابو القاسم عبد اللہ سعدی کا انیسواں[19] رسالہ المواہب الشریفہ فی
مناقب ابی حنیفہ بیسواں[20] رسالہ تحفۃ السلطان فی مناقب النعمان اکیسواں[21] رسالہ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف دمشقی کا
مسمے بہ عقود الجمان فی مناقب النعمان بائیسواں[22] رسالہ زکریا بن یحیے کا تیئسواں[23] رسالہ ابو احمد شعبی کا چوبیسواں[24] رسالہ
شمس الدین احمد سیواسی کا پچیسواں[25] رسالہ ابو جعفر شیزاماری کا انکے سوا اور بھی بہت رسائل ہین جنمین فضائل
امام اعظم کے مذکور ہین پس اب سمجھو جو شخص فضائل امام سے انکار کرے وہ یا تو محض جاہل ہے یا متعصب فاجر ہے اور
انکار اوسکا ایسہی ہے جیسے روافض فضائل حضرات شیخین سے انکار کرتے ہین یا خوارج مناقب حضرت عثمان اور
حضرت علی سے انکار کرتے ہین یا یہود و نصاری اور کفار حب پرست فضائل خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کو نہین
مانتے ہین اور جو حنفیہ فضائل ذکر کرتے ہین اون سب کو فسانہ سازباتین حنفیہ کے کہنا اور اون سب کو غیر معتبر سمجھنا
جیسا کہ غیر مقلدین کہا کرتے ہین محض ناسمجھی کی بات ہے ہماری سمجھ مین نہین آتا ہے کہ کیون یہ لوگ جملہ فضائل
امام کو غیر معتبر سمجھتے ہین ظاہرا اسکے چند وجوہ معلوم ہوتے ہین مگر وہ سب وجوہ مردود ہین ایک یہ کہ بعض حنفیہ
اپنے رسائل مناقب مین بعض فضائل ایسے لکھتے ہین کہ خلاف عقل ونقل ہین جواب ہان یہ صحیح ہے مگر یہ امر کچھ
خاص حنفیہ کے ساتھ نہین بلکہ بعض شافعیہ بھی فضائل اپنے امام کے غلط لکھ گئے اور محدثین بھی مناقب بعض بعض
مین مبالغات کر گئے پھر یہ طریقہ اونہین لوگون کا رہا جو غیر معتبر تھے یا متعصب تھے اونکی ایسے مناقب کی اعتبار نکرنا
یہ نہین لازم ہے کہ سب فضائل یکقلم اوڑا دیے جاوین دوسرے[2] یہ کہ ہر مذہب والا اپنے امام کی تعریف کیا کرتا ہے
اور بسبب حسن اعتقاد کے اپنے مقتدی کو سب سے افضل سمجھا کرتا ہے بناء علیہ جو حنفیہ مناقب اپنے امام کے
لکھتے ہین اونپر اعتماد نہین ہوسکتا ہے جواب اولا تو یہ طریقہ جمیع مقلدین کا نہین ہوتا ہے بلکہ جو اونمین جامع
رطب و یابس ہوتے ہین اور علم وسیع نہین رکھتے ہین اونکا یہ شیوہ ہوتا ہے اس سے یہ نہین لازم کہ جمیع حنفیہ کا کلام

اونکے امام کے حق مین غیر معتبر سمجہا جاوے گرا اونکا شمار مصنفین اور محققین مین ہوتا ثانیاً یہ کہ یہ شبہہ تو جب ہو کہ
صرف حنفیہ ہی امام کے مناقب لکہہ گئے ہون اور ہرگاہ ایک جم غفیر شافعیہ اور حنبلیہ اور مالکیہ او رد مقتی محدثین کا ذکر
فضائل امام مین شریک ہیں پس یہ اشتباہ محض لغو ہے ثالثاً یہ کہ اگر ایسی شبہہ معتبر ہو تو لازم آتا ہے کہ محدثین جو اوصاف
بخاری اور مسلم وغیرہ لکہہ گئے وہ بہی قابل اعتبار نہون باین خیال کہ ہر شخص اپنے گروہ والون کو اچہا کہتا ہے
اوسکا اعتبار نہین ہوتا ہے بلکہ لازم آتا ہے کہ اہل سنت جسقدر مناقب حضرت شیخین کے لکہہ گئے وہ سب اپنی خیال خام
سے غیر معتبر ہو جاوین تیسرے یہ کہ جسقدر مناقب حنفیہ نے اپنی کتابون مین لکھے ہین وہ سب بے سند ہین اسوجہ سے
اونکا اعتبار نہین ہے **جواب** ہرگاہ ایک جم غفیر محدثین بہی اونکے شریک ہین پس بے سند ہونا ان مناقب کا
کیا ضرر کریگا اور اگر ایسی بے سند بات مطلقاً غیر معتبر ہوا کرے تو لازم آتا ہے کہ جتنے محدثین بخاری اور مسلم اور ابو داؤد
اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی اور امام مالک اور امام احمد اور امام شافعی وغیرہ کے فضائل لکہہ گئے وہ سب
خانہ ساز اور بے سند بناکے غیر معتبر کردیے جاوین بہلا بتاؤ تو کہ تذکرۃ الحفاظ مین اور سیر النبلاء مین ذہبی نے
اور طبقات الحفاظ مین سیوطی نے جو فضائل ان حضرات کے لکھے ہین اون باتون کی سند کہان ہے مقدمہ فتح الباری
مین جو مناقب امام بخاری کے کئی جزء لکھے ہین اونکی روایت مسلسل کہان ہے علاوہ ازین اس بنا پر لازم آتا ہے کہ
اکثر کتابین اسماء رجال کی لغو ہو جاوین کیونکہ اونمین محدثین کے اقوال جرح اور تعدیل رواۃ حدیث مین سب بے سند
مذکور ہین فرمایئے تو میزان الاعتدال مین جتنے اقوال قدماء کے منقول ہین اونکی اسانید کس کتاب مین ہین کاشف
اور تہذیب التہذیب اور تعجیل المنفعۃ برجال الاربعہ اور اسعاف المبطا برجال الموطا وغیرہ مین جو اکابر محدثین کی حکایات
مسطور ہین اونکو کسنے مسلسل روایت کیا ہے ارباب تواریخ و طبقات نے جو تراجم جو حالات علماء کے درج کر گئے وہ سب بے سند ہین
ابن تیمیہ اور ابن قیم کے جتنے حالات لکھے بے سند لکھے ابن حجر عسقلانی اور سخاوی اور ذہبی اور ابن الملقن اور ابن الصلاح
اور نووی اور زین الدین عراقی اور جلال الدین بلقینی اور سیوطی اور ابن رجب اور ابن عبد الہادی اور سوا اسکے
بڑے بڑے محدثین کے جتنے حالات لکھے سب بے سند لکھے پس لازم آتا ہے کہ یہ خانہ ساز باتین بناکے اوڑا دیے جاوین
اور تمام امور مندرجہ کتب تواریخ و اسماء رجال کے غیر معتبر سمجھ لیے جاوین ہمکو یقین ہے کہ اس امر کو کوئی غیر مقلد کیا بلکہ
کوئی ذی عقل بہی گوارا نہ کریگا پس اس امر کو پسند نکرنا اور امام اعظم کے مناقب کو خانہ ساز باتین کہہ دینا بجز مکر و دغابازی
کے اور کیا ہے **قولہ** ۱۴ دیکھو صحابہ سے امام اعظم کی سماع ثابت ہونے سے محققین نے انکار کیا ہے اور اوسکا رد لکھہ دیا ہے

چنانچہ کہا ملا علی قاری حنفی نے شرح نخبۃ الفکر مین عن السخاوی المعتمد انہ لا روایۃ للامام عن احد من الصحابۃ لصغرہ فی زمن
ادراکہ ایاہم یعنے روایت ہے سخاوی سے کہ لائق اعتماد کے یہ بات ہے کہ ابو حنیفہ کو کسی صحابہ سے اونکے زمانہ صحابہ مین
صغر سن ہونے کی سبب سے روایت نہین ہے **اقول** امام کا صحابہ سے احادیث کا سننا خود حنفیہ مین مختلف فیہ ہے

بعضے سماعت ثابت کرتے ہین اور بعضے انکار کرتے ہین رد المحتار مین بعض محدثین سے منقول ہی ما وقع للعینی انہ اثبت
سماعہ من جماعۃ من الصحابۃ رد علیہ صاحبہ الشیخ الحافظ قاسم الحنفی والظاہر ان سبب عدم سماعہ ممن ادرکہ من الصحابۃ انہ
اول امرہ اشتغل بالاکتساب حتے ارشدہ الشعبی لما رای من باہر نجابتہ الی الاشتغال بالعلم انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ عینی نے
امام کی سماعت احادیث کو صحابہ سے ثابت کیا ہی اور قاسم بن قطلوبغا حنفی نے کہ عینی کے معاصر تہے اونکے اقوال کو رد
کردیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ سبب نہ سننے امام کا صحابہ سے باوجود اسکے کہ زمانہ صحابہ کا اونہون نے پایا اور بعض صحابہ سے
ملاقات بہی کی یہ ہے کہ ابتدا مین امام کسب تجارت مین مشغول ہوے تہے اور تحصیل علم کی طرف توجہ نہین کی تہی اور جب
شعبی نے انکی نجابت و ذکاوت کو دیکہا انکو تحصیل علم کی ہدایت کی پس جب انہون نے قصد تحصیل علم کا کیا زمانہ صحابہ کا
گذر گیا تہا اسوجہ سے انکو نوبت صحابہ سے سماعت کی نہین آئی الحاصل اگر سماعت امام کی صحابہ سے نہ ثابت ہو کچہ
حرج نہین ہے صرف زمانہ صحابہ کو پانا اور بعض صحابہ سے ملاقات کرنا اور زمرۂ تابعین مین داخل ہونا اونکے امتیاز
وفضیلت کے واسطے وافی ہے امام اعظم کے زمانہ مین اور جتنے مشاہیر مجتہدین بلاد متفرقہ مین تہے کسیکو شرف صحبت
صحابہ نہین حاصل ہوا اگر ہوا تو امام کو حاصل ہوا ملا علی قاری شرح نخبۃ الفکر مین بعد تحقیق اس امر کے کہ تابعی وہ شخص ہی
جسنے صحابہ کو دیکہا ہو روایت اوسنے کی ہو یا نہ کی ہو لکہتے ہین قلت کہتا ہون مین وبہ یندرج الامام الاعظم فی سلک التابعین
فانہ قد رای انس بن مالک وغیرہ من الصحابۃ یعنے اسی بیان سے معلوم ہوا کہ امام اعظم تابعین مین داخل ہین اسوجہ سے
کہ اونہون نے حضرت انس وغیرہ کو دیکہا ہے علے ما ذکرہ الشیخ الجزری فی اسماء رجال القراء جیسا کہ ذکر کیا ہے اس امر کو
شیخ جزری مصنف حصن حصین نے اپنی کتاب اسماء رجال القراء مین والامام التورپشتی اور امام تورپشتی نے فی تحفۃ المسترشد
اپنی کتاب تحفۃ المسترشد مین وصاحب کشاف الکشاف فی سورۃ المومنین اور مصنف کشف الکشاف نے تفسیر سورۂ مومنون
مین وصاحب مرآۃ الجنان اور مولف مرآۃ الجنان نے وغیرہم من العلماء المتبحرین اور سوا انکے اور علماء متبحرین
نے فمن نفی انہ تابعی فاما من التتبع القاصر او التعصب الفاتر انتہی پس جسنے انکار کیا اونکی تابعیت کا پس یا تو یہ انکار
بسبب قصور تتبع کے ہو یا بسبب تعصب کے اگر کوئی جاہل کہے کہ ملا علی قاری حنفی ہین اونکی یہ بات خانہ ساز ہے تو اوسکا
جواب یہ ہے کہ وہ گو حنفی ہین مگر اونہون نے جزری سے نقل کیا ہے اور وہ محدثین شافعیہ مین ہین اور ایسیہی یافعی
مولف مرآۃ الجنان سے نقل کیا ہے اور وہ کبار اولیاء اللہ اور علماء شافعیہ مین معدود ہین اور ایسیہی صاحب کشف الکشاف
علماء شافعیہ سے ہین پس معلوم ہوا کہ یہ بات حنفیہ کی خانہ ساز نہین ہے بلکہ ایک امر خدا ساز ہی کہ جسکا اقرار ہر موافق
ومخالف کر رہا ہے اب اور بہی چند عبارات اجلۂ محدثین کی اور علماء متبحرین کی ملاحظہ کیجیے اور اپنی جہالتون سے
باز آئیے ذہبی جو اکابر محدثین اور علماء شافعیہ سے ہین تذکرۃ الحفاظ مین لکہتے ہین رای انس بن مالک غیر مرۃ لما قدم
علیہم الکوفۃ انتہی یعنے دیکہا ابو حنیفہ نے حضرت انس کو چند مرتبہ جب وہ کوفہ مین آئے اور احمد قسطلانی شافعی ارشاد الساری

شرح صحیح بخاری مین باب وجوب الصلوٰۃ فی الثیاب مین لکھتے ہین وہٰذا مذہب الجمہور من الصحابۃ اور یہ یعنے جائز ہونا
نماز کا ایک کپڑے مین بشرطیکہ ستر عیب جاوے مذہب ہے اکثر صحابہ کا کابن عباس وعلی ومعاویۃ وانس وخالد بن
الولید وابی ہریرۃ وعائشہ وام ہانی مثل عبد اللہ بن عباس اور علی مرتضے اور معاویہ اور انس اور خالد بن الولید اور
ابو ہریرۃ اور عائشہ اور ام ہانی رضی اللہ عنہم ومن التابعین الحسن البصری وابن سیرین والشعبی وابن المسیب وعطاء
وابو حنیفہ اور یہی مذہب ہے اکثر تابعین کا مثل حسن بصری اور ابن سیرین اور عامر شعبی اور سعید بن مسیب اور عطا
اور ابو حنیفہ کے ومن الفقہاء ابو یوسف ومحمد والشافعی ومالک واحمد فی روایۃ واسحٰق بن راہویہ انتہی اور یہی مذہب ہے
فقہاء مین سے ابو یوسف اور محمد اور شافعی اور مالک اور احمد اور اسحٰق بن راہویہ کا اور ذہبی کاشف مین لکھتے ہین
رای انسا وسمع عطاء والاعرج وعکرمۃ وعنہ ابو یوسف ومحمد انتہی یعنے دیکھا ابو حنیفہ نے انس کو اور روایت کیا احادیث
کو عطاء اور اعرج اور عکرمہ سے اور اونسے روایت کی ابو یوسف اور محمد نے اور یافعی شافعی مرآۃ الجنان مین لکھتے ہین
رای انسا وروی عن عطاء انتہی یعنے دیکھا ابو حنیفہ نے انس کو اور روایت کیا عطاء سے اور یہی یافعی لکھتے ہین
کان قد ادرک اربعۃ من الصحابۃ ہم انس بن مالک بالبصرۃ وعبد اللہ بن ابی اوفی بالکوفۃ وسہل بن سعد الساعدی
بالمدینۃ وابا الطفیل عامر بن واثلہ بمکۃ یعنے تھے امام ابو حنیفہ کہ پایا تھا اونہون نے چار صحابہ کو یعنے اونکے زمانے مین چار
صحابی موجود تھے انس بصرہ مین اور عبد اللہ بن ابی اوفی کوفہ مین اور سہل بن سعد ساعدی مدینہ مین اور ابو الطفیل
عامر بن واثلہ مکہ مین قال بعض اصحاب التواریخ لم یلق احدا منہم ولا اخذ عنہم واصحابہ یقولون لقی جماعۃ من الصحابۃ وروی
عنہم یعنے کہا بعض مورخین نے نہین ملاقات کی ابو حنیفہ نے کسی صحابی سے اور نہ روایت کیا اونسے کوئی حدیث اور
حنفیہ کہتے ہین کہ امام نے ملاقات کی ایک جماعت صحابہ سے اور روایت کی اونسے وذکر الخطیب فی تاریخ بغداد انہ
رای انس بن مالک انتہی اور ذکر کیا ہے خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد مین کہ ابو حنیفہ نے دیکھا ہے انس کو اور ملا علی قاری مکی
طبقات حنفیہ مین لکھتے ہین قد ثبتت رویتہ لبعض الصحابۃ واختلف فی روایتہ عنہم والمعتمد ثبوتہا کما بینتہ فی سند الانام
شرح مسند الامام فہو من التابعین الاعلام انتہی یعنے ثابت ہوئی ہے رویت ابو حنیفہ کی بعض صحابہ کو اور اختلاف
کیا گیا ہے اونکی روایت کرنے مین صحابہ سے اور معتبر یہ ہے کہ روایت ثابت ہے جیسا کہ مین نے بیان کیا ہے اسکو
سند الانام شرح مسند امام ابو حنیفہ مین پس ہوئی وہ زمرہ تابعین سے اور ابن جوزی علل متناہیہ مین لکھتے ہین
قال الدارقطنی ابو حنیفۃ لم یسمع من احد من الصحابۃ وانما رای انس بن مالک بعینہ انتہی یعنے کہا دارقطنی نے ابو حنیفہ
نے نہین سنا کسی صحابی سے جز این نیست کہ دیکھا ہے اونہون نے انس کو اپنی آنکھ سے اور سیوطی تبییض الصحیفۃ
فی مناقب ابی حنیفۃ مین لکھتے ہین قد الف الامام ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد الطبری المقری الشافعی جزوا فیما
رواہ ابو حنیفۃ عن الصحابۃ لکن قال الحافظ السہمی سمعت الدارقطنی یقول لم یلق ابو حنیفۃ احدا من الصحابۃ الا انہ رای

ان نہ ہیبہ ولم یسمع منہ انتہی یعنے تصنیف کیا ہے ابو معشر عبدالکریم طبری شافعی نے ایک رسالہ بیان مین اون
روایات کے جو ابو حنیفہ نے صحابہ سے کی ہین لیکن کہا حمزہ سہمی نے کہ سنا مین نے دارقطنی سے کہ کہتے تھے نہین ملاقات
کی ابو حنیفہ نے کسی صحابی سے یعنے اونکی صحبت و ملازمت نہین کی مگر یہ کہ دیکھا ہے اونہون نے انس کو اور نہین سنا
حدیث اونسے اور بیچ تبییض الصحیفہ مین ہے قد وقفت علی فتیا رفعت الی الشیخ ولی الدین العراقی یعنے مطلع ہوا مین
ایک فتوے پر کہ پیش کیا گیا خدمت مین ولی الدین عراقی ابن زین الدین عراقی کے اور اوسمین یہ سوال تھا ہل روی
ابو حنیفہ عن احد من الصحابۃ وہل یعد فی التابعین کیا روایت کی ہے ابو حنیفہ نے کسی صحابی سے اور کیا اونکا شمار تابعین
مین ہے یا نہین فاجاب پس جواب دیا ولی عراقی نے الامام ابو حنیفۃ لم یصح لہ روایۃ عن احد من الصحابۃ وقد رای انس
بن مالک ابو حنیفہ کا روایت کرنا کسی صحابہ سے درجہ صحت تک نہین پہونچا اور تحقیق دیکھا ہے اونہون نے انس رض کو
ورفع ہذا السوال الی الحافظ ابن حجر اور پیش کیا گیا یہی سوال حافظ ابن حجر عسقلانی مولف تقریب و فتح الباری وغیرہ
کی خدمت مین فاجاب پس جواب دیا اونہون نے ادرک ابو حنیفۃ جماعۃ من الصحابۃ لانہ ولد بالکوفۃ سنۃ ثمانین من الہجرۃ
وبہا یومئذ عبداللہ بن ابی اوفی فانہ مات بعد ذلک وبالبصرۃ یومئذ انس پایا ہے امام نے چند صحابہ کو کیونکہ ولادت
اونکی کوفہ مین سن اسی ہجری مین ہوئی اور کوفہ مین اوس زمانے مین عبداللہ بن ابی اوفی موجود تھے کیونکہ
اونکا انتقال بعد سن اسی کے ہوا ہے اور بصرہ مین اوس زمانے مین انس موجود تھے وقد اورد ابن سعد بسند لاباس
اور تحقیق روایت کیا ہے ابن سعد نے کتاب الطبقات مین ایسی سند سے کہ لاباس بہ ہے یعنے غیر معتبر نہین ہے ان ابا حنیفۃ
رای انسا یہ امر کہ ابو حنیفہ نے دیکھا انس رض کو وکان غیر ہذین من الصحابۃ ببلدۃ من البلاد احیاء اور تھے سوا اون
دو صحابی کے اوس زمانے مین زندہ چند شہرون مین وقد جمع بعضہم جزءا فیما ورد من روایۃ ابی حنیفۃ عن الصحابۃ اور تحقیق
تصنیف کیا ہے بعض علماء نے ایک رسالہ اون روایات مین کہ ابو حنیفہ نے صحابہ سے کی ہین ولکن لایخلو اسنادہ
من ضعف ولیکن نہین خالی ہے سند اون روایات کی ضعف سے یعنے بعض روات امام ابو حنیفہ کے مابعد اونمین ضعیف ہین
والمعتمد علی ادراکہ ما تقدم وعلی رویتہ لبعض الصحابۃ ما اوردہ ابن سعد فی الطبقات فہو بہذا الاعتبار من طبقۃ التابعین
اور معتبر باب ادراک مین وہی ہے جو پہلے ہم لکہ چکے یعنے ابو حنیفہ کے زمانے مین صحابہ موجود تھے اور باب روایت
مین روایت ابن سعد کی ہے کہ انس کو اونہون نے دیکھا ہے پس ابو حنیفہ اس اعتبار سے طبقہ تابعین سے ہین
کیونکہ تابعی ہونے مین مجرد دیکھنا کسی صحابی کا کافی ہے گو روایت اور کثرت ملازمت وصحبت نہو ولم یثبت ذلک لاحد
من ائمۃ الامصار المعاصرین لہ اور نہین ثابت ہوئی یہ فضیلت تابعیت کی کسیکو اون ائمہ سے جو ہمعصر ابو حنیفہ کے تھے
کالاوزاعی بالشام والحمادین بالبصرۃ والثوری بالکوفۃ ومسلم بن خالد الزنجی بمکۃ واللیث بن سعد بمصر انتہی جیسے اوزاعی
شام مین اور دونون حماد یعنے حماد بن سلمہ اور حماد بن زید بصرہ مین اور سفیان ثوری کوفہ مین اور مسلم زنجی مکہ مین

لیث بن سعد مصر مین کہ یہ سب زمانہ ابو حنیفہ مین تھے مگر کسی کو دیکھنا صحابہ کا حاصل نہین ہوا اور شارح صحیح مسلم
محی الدین نووی تہذیب الاسماء واللغات مین لکھتے ہین وقال الخطیب البغدادی فی التاریخ ابو حنیفۃ امام اصحاب الرای
وفقیہ اہل العراق رای انس بن مالک انتہی یعنے کہا خطیب بغدادی نے بیچ تاریخ مین کہ ابو حنیفہ امام ہین اصحاب
رای کے اور فقیہ ہین اہل عراق کے دیکھا ہے اونہون نے انس رض کو اور ابن عابدین شامی ردالمحتار مین لکھتے ہین وعلی کل ہو
من التابعین وممن جزم بذلک الحافظ الذہبی والحافظ العسقلانی وغیرہما انتہی یعنے ہر تقدیر پر کہ امام کا روایت کرنا صحابہ سے
ثابت ہو یا نہ ثابت ہووے پس وہ طبقہ تابعین سے ہین اور اون لوگون سے کہ جزم کیا اونہون نے اور تصریح کی ہے ساتھ
تابعیت امام کے ذہبی اور ابن حجر عسقلانی ہین کہ اونہون نے اونکے تابعی ہونے کو مرجح سمجھا ہے الحاصل کتب اصول فقہ
وحدیث مین محقق ہوچکا ہے کہ تابعی ہونے مین صرف رویت کسی صحابی کی کافی ہے خواہ سماعت حدیث اوس سے
ہوئی ہو یا نہ اور خواہ کثرت مصاحبت ومجالست ہوئی ہو یا نہ اور امام ابو حنیفہ کا انس کو دیکھنا ثابت ہے پس
اونکی تابعیت مین کیونکر شبہہ ہوسکتا ہے ہمکو بڑا تعجب ہے کہ مؤلف ظفر مبین نے بے سمجھے بوجھے تقلید مؤلف
معیار الحق کی کی اور صفحہ ۱۹۱ اور صفحہ ۱۹۲ مین راہ سفاہت اختیار کی شرارت وعداوت سے عوام کو مغالطہ
دینے وبہکانے لگے اولاً ایک عبارت ملا علی قاری کی شرح نخبۃ الفکر سے کہ اوسمین سخاوی سے منقول ہے
کہ معتمد یہ ہے کہ ابو حنیفہ کو کسی صحابی سے روایت نہین ہے نقل کردی باین غرض کہ عوام اس عبارت کو دیکھ کے
سمجھ جاوین کہ ملا علی قاری حنفی بھی منکر روایت ہین اور دوسری عبارت ملا علی قاری کی شرح نخبۃ کی اور ایسی
عبارت اونکی طبقات حنفیہ مین اور عبارت اونکی شرح مسند ابو حنیفہ مین اونکی نظر قاصر مین نہ گذری جنسے صاف معلوم ہوتا ہے
کہ اونکے نزدیک قول معتبر یہ ہے کہ ابو حنیفہ کو صحابہ کی رویت بھی حاصل ہے اور روایت احادیث بھی اونسے ثابت ہے
ثانیاً اسوجہ سے کہ مثل مؤلف معیار الحق کے ایک عبارت نووی کی تہذیب الاسماء واللغات کی نقل کردی جسمین
طبقات ابو اسحق شیرازی سے منقول ہے کہ امام کے زمانے مین چار صحابی موجود تھے انس رض اور عبد اللہ بن ابی اوفی
اور سہل بن سعد اور ابو الطفیل مگر امام نے کسی سے کوئی حدیث روایت نہین کی اور اسکے بعد کی عبارت نووی کی جو اوپر
منقول ہوچکی ہے جسمین تابعیت امام کا اثبات ہے صرف بغرض فریب دہی دونون نے اوڑا دی واہ حضرت واہ یہ تو مکر
فریب اور اوسپر نام اپنی کتاب کا ظفر مبین اور معیار الحق رکھنا آپ ہی کا کام ہے شاید یہ حضرات یہ سمجھتے ہین کہ ہم جو
لکھ دینگے اوسپر لوگ ایمان لاوینگے اور سواے ہمارے اور ایسے علماء نہین ہین کہ ان امور پر واقف ہونگے سو یہ
انکی غلط فہمی ہے خدا کے فضل سے ابھی تک مقلدین مذاہب اربعہ مین ایسے ایسے فضلاء موجود ہین کہ ان حضرات کو
صدہا برس تعلیم کرین اور انکے سر سر مکر وفریب کو ظاہر کردین ثالثاً اسوجہ سے کہ بہ اتباع مؤلف معیار الحق ایک عبارت
تذکرۃ الموضوعات کی لکھدی وکان فی ایام ابی حنیفۃ اربعۃ من الصحابۃ انس بن مالک بالبصرۃ وعبد اللہ بن ابی اوفی

بالکوفۃ وسھل بن سعد الساعدی بالمدینۃ وابو الطفیل عامر بن واثلۃ بمکۃ ولم یلق واحدا منھم ولا اخذ عنہ واصحابہ یقولون

انہ لقی جماعۃ من الصحابۃ وروی عنھم ولم یثبت ذلک عند اھل النقل اوراسکا ترجمہ یون کردیا یعنے ابو حنیفہ کے زمانے میں

چار صحابی موجود تھے انس بن مالک بصرہ مین اور عبد بن ابی اوفی کوفہ مین اور سہل بن سعد ساعدی مدینہ مین اور ابو طفیل

عامر بن واثلہ مکہ مین لیکن ملاقات ابو حنیفہ کی انمین سے ایک سے بھی ثابت نہین ہوا اور نہ انسے اونہون نے کچھ لیا ہے

اور جو ابو حنیفہ کے اصحاب کہتے ہین کہ اونہون نے ایک جماعت صحابہ سے ملاقات کی ہے اور انسے روایت بھی اونہون نے

کی سو یہ بات ائمہ نقل کے نزدیک ثبوت کو نہین پہونچی اور دونون امام اور مقتدی یہ نہ سمجھے کہ یہ عبارت انکو واسطے کچھ

مفید نہین اور غرض اونکی کہ ابو حنیفہ تابعی نہین اور روایت اونکی صحابہ سے ثابت نہین اس عبارت سے حاصل نہین ہوتی

چند وجوہ سے ایک یہ کہ کبھی ملاقات کا اطلاق اوسوقت کے ساتھ خاص کیا جاتا ہے جب کسی سے زیادہ صحبت ہو اور اوسکی

مجلس مین حاضری کا اتفاق چند مرتبہ ہوا اور نوبت کلام کی آئی ہو اور اگر صرف دو ایک مرتبہ کسیکو دیکھ لیا اور نوبت

اونسے بات چیت اور صحبت و مجالست کی نہین آئی وہ ملاقات نہین سمجھی جاتی ہے اکثر یہ ہوتا ہے کہ اگر ایسے شخص سے

پوچھیے کہ اوسنے کسی رئیس کو دیکھا ہو مگر نوبت حضوری دربار کی نہ آئی ہو کہ آپنے فلان رئیس سے ملاقات کی تو وہ نفی کا

جواب دیتا ہے کہ نہین اور اگر پوچھیے کہ آپ نے اونکو دیکھا ہے تو کہتا ہے کہ ہان ایسے ہی دوکاندارون سے جنکی نظر سے

صدہا بازاری گذرتے ہین پوچھیے کہ آپ نے فلان فلان سے جو ادہر سے گذر گئے ملاقات کی وہ کہتا ہے نہین اور اگر

پوچھیے کہ آپ نے اونکو دیکھا ہے تو کہتا ہے کہ ہان ایسے ہی امام مسجد اور واعظ سے کہ اوسکے ساتھ صدہا لوگ شریک نماز

و وعظ ہوتے ہین پوچھیے کہ آپ نے فلان فلان سے ملاقات کی تو کہتا ہے کہ نہین اور اگر کہیے کہ تمنے اونکو دیکھا ہے

تو کہتا ہے کہ ہان اور موافق انہین محاورات کے دارقطنی نے امام ابو حنیفہ کے حق مین ارشاد کیا ہے لم یلق ابو حنیفۃ

احدا من الصحابۃ الا انہ رای انس بعینہ جیسا کہ سابقاً منقول ہو چکا یعنے ابو حنیفہ نے کسی صحابی سے ملاقات نہین کی

مگر یہ کہ انس کو دیکھا ہے پس بنا برعایہ عبارت تذکرۃ الموضوعات سے اگر ثابت ہوتا ہے تو اسیقدر کہ ابو حنیفہ نے کسی

صحابی سے ملاقات نہین کی اور نہ روایت کی اس سے یہ نہین لازم کہ مطلق دیکھنا بھی نہ ثابت ہوا اور مدار تابعیت

بمذہب صحیح صرف کسی صحابی کو دیکھ لینا ہے بالقصد ہو یا اتفاقاً ہو نوبت روایت و مجالست و ملاقات و مصافحہ وغیرہ کی

آئی ہو یا نہ آئی ہو پس اس عبارت سے اگر ثابت ہوگا تو ابو حنیفہ کا روایت نہ کرنا صحابہ سے ثابت ہوگا لیکن

نفی تابعیت کا اس عبارت سے ہرگز ثبوت نہین ہوتا ہے پس سند گردانا اس عبارت کو نفی تابعیت مین

جیسا کہ مؤلف معیار سے سرزد ہوا محض غلط ہے دوسرے یہ کہ لفظ ذلک کا اوس عبارت مین اشارہ ہے طرف مجموع

ملاقات و عدم روایت کے اور مطلب یہ ہے کہ حنفیہ کہتے ہین کہ ابو حنیفہ نے صحابہ سے ملاقات کی اور روایت بھی اونسے کی

سو یہ بات ائمہ نقل کے نزدیک ثابت نہین ہوئی پس اس سے اگر ثابت ہوا تو انکار مجموع ملاقات اور روایت کا ثابت ہوا

نہ انکار صرف ملاقات کا اور انکار صرف رویت کا تعبیر شدہ ہے یہ کہ تصریحات محدثین صرف ابوحنیفہ کا انس رض کو دیکھنا ثابت ہی اور سوائے انکے اور کسی صحابی سے ملاقات کرنا نہین ثابت ہے اور بہت سے حنفیہ کا یہ قول ہے کہ ابوحنیفہ نے چند صحابہ سے ملاقات کی اور صاحب تذکرہ نے انکار اگر کیا ہے تو ایک جماعت صحابہ سے ملاقات کا کیا ہے نہ ایک ہی ملاقات الحاصل اس عبارت سے تابعیت امام کی اور انکار روایت انس کا نہین ثابت ہی علاوہ برین عبارات سابقہ سے معلوم ہو چکا کہ بڑے بڑے محدثین مذاہب مختلفہ نے امام کی تابعیت کو اور اونکے انس کے دیکھنے کو ثابت کیا ہے جیسے ملا علی قاری اور عینی اور یافعی اور ذہبی اور تورپشتی اور جزری اور قسطلانی اور سیوطی اور ابن حجر عسقلانی اور ولی عراقی اور خطیب بغدادی اور دار قطنی اور نووی اور ابن سعد وغیرہم پس اگر بالفرض والتسلیم عبارت محمد طاہر پٹنی مؤلف تذکرۃ الموضوعات سے نفی تابعیت ثابت ہو تو بمقابلہ ان اکابر محدثین اونکے قول کو کون معتبر کریگا بجز جاہل یا متعصب کے

فائدہ مؤلف معیار نے معیار مین لکھا یہ چارون صحابی امام کے زمانہ مین موجود تھے لیکن ملاقات امام کی کسی سے یا روایت کرنی اونسے نزدیک اکثر ائمہ نقل کے ثابت نہین ہوتی ہے جیسا کہ ابن طاہر حنفی صاحب مجمع البحار جنکی تحقیق سے فن حدیث و اخبار مین علما خوب واقف ہین تذکرہ موضوعات مین فرماتے ہین انتہی ناظرین منصفین پر مخفی نرہیگا کہ یہ تقریر بالکلیہ ہماری تقریرات سے اوڑ گئی ہم پوچھتے ہین کہ کیا مؤلف مجمع البحار اون محدثین سے بڑہ کے ہین جنکا ذکر ہو چکا علاوہ ازین لفظ اکثر کا نشان عبارت تذکرہ مین کہین نہین ہے یہ آپ نے کہان سے بڑہا دی آپ کی جلالت قدر و رفعت ذکر کا مقتضی یہ ہے کہ آپ اس تحقیق سے رجوع فرما دین اور اپنے حواری و انصار کو سمجھا دین ورنہ من سن سنۃ سیئۃ فعلیہ وزرہا ووزر من عمل الی یوم القیامۃ آپ کو خوب معلوم ہے آئندہ اختیار بدست مختار والسلام

صفحہ ١٩٢

قولہ اور حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی نے امام اعظم کو چھٹے طبقہ مین شمار کیا چنانچہ تقریب التہذیب مین ہی النعمان بن ثابت الکوفی ابوحنیفۃ الامام یقال اصلہ من فارس ویقال مولی بنی تیم فقیہ مشہور من السادسۃ یعنے نعمان بیٹا ثابت کا کوفی کا رہنے والا امام ابوحنیفہ کوئی کہتا ہی کہ یہ اصل مین فارسی ہین اور کوئی کہتا ہے کہ یہ بنی تیم کے آزاد کردہ غلام ہین یہ فقیہ مشہور ہین چھٹے طبقہ سے اور چھٹا طبقہ اون لوگون کا ہے جنکو کسی صحابے سے ملاقات نہین ہوئی چنانچہ ابن حجر خود مقدمہ کتاب مین فرماتے ہین السادسۃ من عاصر الخامسۃ لکن لم یثبت لہم لقاء احد من الصحابۃ کابن جریج

اقول آدمیت سی نہین آپ کو مس دکہیہ لیا خوب سا دکہیہ لیا آپ کو بس دکہیہ لیا ایک عبارت سے کسی عالم کے استناد کرنا اور بڑے بڑے عالمون کے قول کو چہوڑ دینا بلکہ اوسی عالم کے قول کو جو اپنے مخالف ہو ترک کر دینا بعید از انسانیت ہی آپ مولف معیار کے مقلد نیکے ایک عبارت ابن حجر کی لکہہ کے تابعیت امام کو اوڑانے لگے اور یہ نہ سمجھے کہ مدعین تابعیت کو یہ قول کسیطرح مضر نہین ہی بدو وجہ اول یہ کہ عبارات سابقہ سے معلوم ہو چکا کہ اکابر محدثین نے جیسے نووی اور خطیب بغدادی اور دار قطنی اور ابن جوزی اور ذہبی وغیرہ نے اثبات اس امر کا کیا ہی

کہ امام نے حضرت انس کو دیکھا ہے پس ان سب کے اقوال کو یک قلم واگذاشت کر دینا اور صرف ایک عبارت ابن حجر سے
استثنا کرنا خلاف عقل ونقل ہے دوسرے یہ کہ خود ابن حجر عسقلانی امام کے تابعیت کا اقرار کر رہے ہین اور اپنے
فتاوے مین روئیت انس کو معتبر سمجھتے ہین جیسا کہ سیوطی کی تبییض الصحیفہ سے سابقاً ہم نقل کر چکے ہین پس اوس
فتوے کا اعتبار نہ کرنا اور تقریب کی عبارت کو سند گرداننا باوجودیکہ ابن حجر مولف تقریب اور صاحب فتوے مذکورہ
ایک ہی ہے اور کلام اونکا جواب سوال مین موافق اقوال اجلہ محدثین و اکابر محققین کے ہے خالی سفاہت و شرارت و
عداوت سے نہین ہے اگر یہ شبہہ ہووے کہ سیوطی کی نقل پر اعتماد نہین تو جواب اوسکا یہ ہے کہ سیوطی اون علماء سے
نہین ہین کہ نقل اونکی معتبر نہ کہی جاوے اور اونکے اقوال پر اعتماد نہ کیا جاوے بڑے بڑے علماء کو اونکی جلالت قدر
و اعتبار نقل کا اعتراف ہے محمد بن عبد الباقی زرقانی کی شرح مواہب لدنیہ مین ہے السیوطی حجۃ فی النقل انتہی یعنے سیوطی نقل
اقوال و مذاہب مین حجت ہے اور نقل اوسکی معتبر ہے اور اگر یہ شبہہ ہو کہ اس مضمون کو ابن حجر سے کسی اور نے بجز سیوطی
کے نقل نہین کیا اسوجہ سے اس نقل مین ضعف ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ اگر صرف سیوطی ناقل ہوتے تو بھی قول اونکا
معتبر سمجھا جاتا چہ جائیکہ اس مقام مین اور علماء بھی اس نقل مین شریک ہین اور ابن حجر کی طرف نسبت تابعیت امام
کے کر رہے ہین ابن عابدین شامی رد المحتار مین لکھتے ہین ومن جزم بذلک الحافظ الذہبی والحافظ العسقلانی وغیرہما
قال العسقلانی انہ ادرک جماعۃ من الصحابۃ کانوا بالکوفۃ بعد مولدہ بہا سنۃ ثمانین ولم یثبت ذلک لاحد من ائمۃ الامصار
المعاصرین لہ کالاوزاعی بالشام والحمادین بالبصرۃ والثوری بالکوفۃ ومالک بالمدینۃ واللیث بن سعد بمصر انتہی یعنے اون
علماء سے کہ جزم کیا اونہون نے ساتھ تابعی ہونے ابوحنیفہ کے حافظ ذہبی اور حافظ عسقلانی ہین کہا ابن حجر عسقلانی
نے پایا امام نے چند صحابہ کو کہ تھے کوفہ مین بعد ولادت امام کے کوفہ مین کہ سن اسی مین ہوے اور نہین ثابت ہوئی یہ فضیلت
کسی امام کو ائمہ معاصرین ابوحنیفہ سے جیسے اوزاعی ملک شام مین اور حماد بن زید اور حماد بن سلمہ بصرہ مین اور سفیان
ثوری کوفہ مین اور مالک مدینہ طیبہ مین اور لیث بن سعد مصر مین اور ابن حجر مکی ہیتمی اپنے رسالہ الخیرات الحسان
فی مناقب النعمان مین لکھتے ہین صح کما قال الذہبی یعنے صحیح ثابت ہے جیسا کہ کہا ذہبی نے کہ انہ رای انس بن مالک
وہو صغیر تحقیق امام ابوحنیفہ نے دیکھا ہے انس کو بحالت صغر سنی مین وفی روایۃ مرارا اور ایک روایت مین ہے
کہ چند مرتبہ دیکھا واکثر المحدثین علی ان التابعی من لقی الصحابی وان لم یصحبہ وصححہ النووی کابن الصلاح اور مذہب
اکثر محدثین کا یہ ہے کہ تابعی وہ شخص ہے کہ ملاقات کرے صحابی سے اگرچہ اوس سے زیادہ صحبت نہوئی ہو تصحیح کی اس
مذہب کی نووی اور ابن صلاح نے پس ہرگاہ ابوحنیفہ کا ایک صحابی کو دیکھنا بطور صحیح ثابت ہوا بمذہب اکثر محدثین اونکی
تابعیت مین شبہہ نہین رہا وجاء من طرق انہ روی عن انس احادیث ثلثۃ اور وارد ہوا ہے چند طرق سے کہ ابوحنیفہ
نے روایت کی ہین انس سے تین حدیثین لکن قال ائمۃ الاحادیث مدارہا علی من اتہمہ الائمۃ بوضع الاحادیث

لیکن کہا ائمہ حدیث نے کہ مدار اون سب روایتون کا ایسے شخص پر ہے کہ وہ نزدیک ائمہ احادیث کے متہم بالوضع ہے یعنے بعد امام ابو حنیفہ کے اونکی روات مین ایک راوی غیر معتبر ہے پس روایت کرنا امام کا انس سے بطور صحیح ثابت نہوا البتہ مجرد رویت کا ثبوت بطور صحیح ہوگیا وفی فتاوی شیخ الاسلام ابن حجر اور فتاوی شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی مین ہے انہ ادرک جماعۃ من الصحابۃ کانوا بالکوفۃ بعد مولدہ بہا سنۃ ثمانین فہو من طبقۃ التابعین ولم یثبت ذالک لاحد من ائمۃ الامصار المعاصرین لہ کالاوزاعی بالشام والحمادین بالبصرۃ والثوری بالکوفۃ ومالک بالمدینۃ واللیث بن سعد بمصر انتہی تحقیق پایا ابو حنیفہ نے ایک جماعت صحابہ کو کہ تھے کوفہ مین بعد ولادت امام کے پس وہ طبقہ تابعین سے ہین اور نہین ثابت ہوئی یہ فضیلت کسی امام کو معاصرین ابو حنیفہ سے جیسے اوزاعی شام مین اور حماد بن سلمہ اور حماد بن زید بصرہ مین اور ثوری کوفہ مین اور مالک مدینہ مین اور لیث بن سعد مصر مین یہ تمام ہوا کلام ابن حجر عسقلانی کا بعد اسکے ابن حجر مکی کہتے ہین رح فہو من اعیان التابعین الذین شملہم قولہ تعالے یعنے پس ابو حنیفہ اجلہ تابعین سے ہین اور داخل ہین اون لوگون مین جنکی توصیف اس آیت مین ہے والذین تبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعد لہم جنات تجری من تحتہا الانہار ان عبارت سے معلوم ہوا کہ ابن حجر عسقلانی کی عبارت جو سیوطی نے نقل کی ہے اُس نقل مین وہ متفرد نہین ہین بلکہ اور علماء بھی اوسکو عسقلانی سے نقل کرتے ہین اور اگر کوئی جاہل مقلد اختیار الحق سد انتصار الحق یہ کہے کہ سیوطی نے جو عبارت تابعیت کی ابن حجر سے نقل کی وہ ابن حجر مؤلف تقریب کی نہین ہے بلکہ ابن حجر مکی کی یا کسی اور ابن حجر کی ہے تو جواب اوسکا چند طور پر ہے ایک یہ کہ علماء امت محمدیہ مین مشہور یہ ابن حجر دو عالم گذر گئے ایک ابن حجر عسقلانی جو سیوطی کے استاذ الاستاذ ہین اور ۸۵۲ھ مین اونکا انتقال ہے فتح الباری شرح صحیح بخاری اور تہذیب التہذیب اور تقریب اور لسان المیزان اور نخبہ اور شرح نخبہ اور سوائے انکے بہت سے رسائل حدیث وفقہ مین اونکی تصانیف سے ہین دوسرے ابن حجر مکی کہ جنکی تصانیف سے خیرات حسان اور الایضاح والبیان لما جاء فی لیلۃ النصف من شعبان اور شرح ارشاد اور تحفۃ المحتاج شرح منہاج وغیرہ ہین اور سوائے ان دو کے کوئی اور عالم اس لفظ سے مشہور نہین ہے اور سیوطی نے جو عبارت ابن حجر کی لکھی وہ یقیناً ابن حجر عسقلانی مؤلف شرح نخبہ وتقریب وغیرہ کی ہے نہ ابن حجر مکی کی اور ہر چند کہ یہ امر ہر عالم ماہر پر ظاہر ہوگا اور بجز جاہل غبی کے کسی سے مخفی نرہیگا مگر بنظر دفع شبہات قاصرین ورفع مکاید جاہلین ہم اسکی وجہین بھی بیان کیے دیتے ہین اول وجہ یہ ہے کہ اوس عبارت کو سیوطی نے اس لفظ سے ذکر کیا ورفع ہذا السوال الی الحافظ ابن حجر فاجاب الخ جیسا کہ سابقاً مذکور ہوچکا اور یہ ظاہر ہے کہ ان علماء کی عبارت مین حافظ ابن حجر کا اطلاق سوائے عسقلانی کے دوسرے پر نہین آتا ہے جیسا کہ تتبع عبارات علماء سے واضح ہے اور ابن حجر مکی کا شمار حفاظ حدیث مین نہین ہے کہ اطلاق حافظ کا

اونپر درست ہوا ہے بلکہ وہ فقہاے شافعیہ مین شمار کیے گئے ہین دوسری وجہ یہ کہ جو شخص تصانیف
سیوطی کو دیکھتا ہوگا اوسکو خوب معلوم ہوجائیگا کہ سیوطی اپنی تمام تصانیف مین جیسے مرقاۃ الصعود شرح
سنن ابو داؤد اور مصباح الزجاجہ شرح سنن ابن ماجہ اور زہر الربی شرح مجتبے اور توشیح شرح صحیح بخاری اور دیباج شرح
صحیح مسلم اور تنویر الحوالک شرح موطا مالک اور تدریب الراوی شرح تقریب النواوی وغیرہ صدہا مقامات مین ابن حجر
عسقلانی سے لطائف و فوائد نقل کرتے ہین اور ابن حجر مکی سے کسی کتاب مین اونہون نے ایک امر بھی نقل نہین کیا
تیسری وجہ یہ ہے کہ سواے سیوطی اور علما تصریح کر گئے کہ وہ کلام ابن حجر عسقلانی کا ہے نہ مکی کا چوتھی وجہ یہ ہے
کہ ابن حجر مکی خود اپنے رسالہ خیرات حسان مین اوس عبارت کو ابن حجر عسقلانی کی طرف منسوب کر گئے پانچوین
وجہ یہ ہے کہ سیوطی کا نقل کرنا ابن حجر مکی سے کسی امر کو محالات عقلیہ سے ہے اس وجہ سے کہ انتقال سیوطی کا ۹۱۱ سنہ نوسو
گیارہ ہجری مین ہوا جیسا کہ تمام کتب تواریخ مین مذکور ہے اور ابن حجر مکی کی ولادت ۹۰۹ سنہ نوسو نو ہجری مین ہوئی
جیسا کہ نور سافر باخبار القرن العاشر مین مسطور ہے ولد فی رجب سنۃ تسع وتسعمائۃ یعنے پیدا ہوے ابن حجر مکی
سنہ نوسو نو مین اور انتقال اونکا ۹۷۴ سنہ نوسو چوہتر مین ہوا اور یہی نور سافر مین ابن حجر مکی کے حال مین
خود اونہین سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہین ولدت قبل وفاتہ بنحو من ثلاث سنین انتہی یعنے پیدا ہوا مین قبل
وفات سیوطی کے قریب تین برس کے پس معلوم ہوا کہ تاریخ سال انتقال جلال الدین سیوطی مین ابن حجر مکی تین
برس کے سن تک نہین پہونچے تھے اور طفل مکتب بھی نہین ہوے تھے چہ جائیکہ قابل اسکے ہون کہ کسی فتوے کا
جواب اونسے صادر ہووے اور سیوطی اوسکو اپنی تصانیف مین درج کرین پس معلوم ہوا کہ یہ احتمال کہ بعض الصحیفہ
مین جس ابن حجر کی عبارت مذکور ہے جائز ہے کہ وہ ابن حجر مکی ہون نہ عسقلانی ایسا احتمال ہے جیسے کوئی کہے کہ صحیح بخاری
جو متداول ہے بخاری کی تصنیف نہین ہے بلکہ کسی اور کی ہے یا کوئی کہے کہ شرح نخبہ ابن حجر عسقلانی کی نہین ہے
بلکہ مکی کی یا کوئی کہے کہ تحفۃ المحتاج ابن حجر مکی کی نہین بلکہ عسقلانی کی ہے اس قسم کے احتمالات بیان کرنے سے
مبلغ علم ان لوگون کا معلوم ہوگیا جنہون نے انکو ذکر کیا خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ نقل سیوطی و ابن حجر مکی وغیرہ
سے ثابت ہوگیا کہ ابن حجر عسقلانی بھی تابعیت امام کے قائل ہوگئے اور اونکو طبقہ تابعین مین شمار کر گئے باقی رہی
عبارت اونکی تقریب کی جسمین اونہون نے امام ابو حنیفہ کو اوس طبقہ مین شمار کیا جنسے صحابہ سے ملاقات
نہین ہوئی اوسمین اور اس عبارت مین جو مفید تابعیت ہے اگرچہ بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن اوسکا دفع
چند طور سے ہوسکتا ہے ایک یہ کہ کبھی ایک شخص کو دو اعتبار سے دو طبقون مین شمار کرتے ہین جیسے مخضرمین
یعنے وہ لوگ جنہون نے زمانہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پایا اور اتفاق حضوری کا نہوا کبھی صحابہ کے ساتھ
ذکر کیے جاتے ہین اور کبھی تابعین مین شمار کیے جاتے ہین پس ہوسکتا ہے کہ چونکہ امام کی نفس رویت ایک صحابی سے

ثابت ہے اور زیادہ ملاقات و روئیت نہین ثابت ہے اسوجہ سے انکو کبھی طبقہ تابعین سے شمار کیا اور
کبھی اوسکے بعد کے طبقہ مین (دوسری) یہ کہ ممکن ہے تا زمان تصنیف تقریب انکی نزدیک تابعیت امام محقق نہوئی ہو
اسوجہ سے اونہون نے طبقہ تبع تابعین مین انکو ذکر کیا بعد اوسکے جب ثبوت تابعیت ہوگیا انکو طبقہ تابعین سے
شمار کر دیا واللہ اعلم **قولہ** ۱۹۲ اب اگر کوئی کہے کہ ملاقات کرنی ابوحنیفہ کی صحابہ مذکورین سے بروایت اعلام الاخیار اور
طحاوی ثابت ہے سو جواب اوسکا یہ ہے کہ اس باب مین جتنی روایتین حنفیہ لاتے ہین سب واہیات اور موضوع
ہین صحیح ایک بھی نہین بیان انکا معیار الحق مین مفصل موجود ہے جسکو منظور ہو دیکھ لے **اقول** معیار الحق کی رد
انتصار الحق عرصہ ہوا کہ مطبوع ہوکے ناظرین کے ملاحظہ سے گذر چکی ہے کسی کتاب مردود کا حوالہ دینا اور اوسکے دیکھنے کا
(تصنیف مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری ۱۲)
شوق دلانا خالی فریب سے نہین اور امام کی ملاقات صرف بروایت اعلام الاخیار اور طحاوی سے نہین ثابت ہے
بلکہ بتصریح ایک جماعت محدثین معتبرین کہ جنکا قول و نقل پر سب کے نزدیک اعتماد ہے ثابت ہے جیسا کہ سابقاً مفصلاً
معلوم ہوچکا **قولہ** اور یہ جو حنفیہ کہتے ہین کہ امام نے تین سو تابعین مشایخ سے سماع حدیث کی ہے اور سب امام کے
استاذ علم کے چار ہزار آدمی ہین سو اس بات کو سید محمد صدیق حسن خان صاحب جو آج کل بباعث کثرت تصانیف
پہلے علماؤن پر سبقت لے گئے ہین اپنی کتاب اتحاف النبلا مین رد کرتے ہین اور فرماتے ہین ولہذا جمعے از اہل
حدیث گفتہ اند کہ بضاعت وے در حدیث مزجاۃ است یعنی قلیل و آنکہ گفتہ اند کہ مشائخ وے چہار ہزار کس بود سند
محتاج بہ سند است انتہی **اقول** اس مقام پر کلام ہے بچند وجوہ ایک یہ کہ نواب بالفرض (اگر علم مین یہان افضل) ہون مگر
بہ نسبت شیخ عبدالحق دہلوی وغیرہ فقہاء و محدثین حنفیہ کے انکی فضیلت عشر عشیر بھی نہین ہے چہ نسبت خاک را با عالم پاک
پس کلام حنفیہ کے رد اگر کسی محقق حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی یا کوئی محدث کے کلام سے نقل کرتے البتہ کسیقدر اوسکا
اعتبار ہوتا ایک طفل مکتب اگر کسی عالم محقق کے قول کو ناسمجھی سے رد کردے تو اوسکا کیا اعتبار ہوگا دوسری یہ کہ
کثرت تصانیف باعث فضیلت کی نہین ہے مگر جب کہ وہ تصانیف جامع رطب و یابس نہون اور ایسی تصانیف
کہ اوسمین رطب و یابس و صحیح و غلط مجتمع ہو اور مقصود اوسکے مؤلف کو تنقیح اور تحقیق نہو کسیطرح سے باعث
فضیلت نہین ہوسکتے ہین تصانیف نواب صاحب ممدوح اغلاط اور مسامحات سے مالامال ہین جسکو شوق ہو وہ
ابراز الغی کو جسمین انکی تصانیف کی کیفیت اور اونکے مبلغ علم کی وقعت اچھی طرح سے منکشف کی گئی ہے دیکھ لے
تیسری یہ کہ جواب ابراز الغی مین بعض انصار نواب صاحب نے باشارہ اونکے یہ امر صاف لکھدیا ہے کہ
صاحب الاتحاف ناقل غیر ملتزم الصحۃ یعنی صاحب اتحاف النبلاء ناقل ہے ملتزم صحت نہین ہے اور منشاء
اسکا یہ ہوا کہ سابق مین مؤلف ابراز الغی نے تصانیف نواب بھوپال کی اغلاط متفرقاً اپنی تصانیف مین لکھی تھی
نواب صاحب ممدوح نے اون اغلاط کے جوابات مین ایک رسالہ مسمے بہ شفاء الغی مولوی محمد بشیر سہسوانی اور ملا عبدالرحیم کشمیری

مرحوم کی امداد و اعانت سے لکھوا کے مشتہر کیا اور اوسمین جابجا اعتراضات کا جواب یون دیا کہ فلان امر نواب صاحب
نے کشف الظنون سے اور فلان امر فلان کتاب سے نقل کیا ہے اور ناقل پر اعتراض نہین ہوسکتا ہے آور نیز
جواب ہین ابراز الغی مین یہ بحث کی گئی کہ دو حال سے خالی نہین یا تو نواب صاحب محض ناقل ہین کہ جنکو صرف
کسی کتاب سے کسی بات کا نقل کردینا منظور ہوتا ہے اور اس سے کچھ غرض نہین کہ وہ بات صحیح ہو یا غلط ہو اور التزام
صحت اوسکو نہین ہوتا ہے اور یا اونکو نقل التزام صحت مقصود ہے شق اول تو شان علماء سے بعید ہے کیونکہ
ہر عالم پر واجب ہے کہ جس امر کو کسی سے نقل کرے اوسکی صحت و عدم صحت کو دیکھ لے اور غلط کے غلط ہونے پر تصریح
کردے تا عوام اوسکے دیکھنے سے خراب اور گمراہ نہو جاوین اور بر تقدیر ثانی اونکو اعتراضات سے نجات نہین ہے کیونکہ
جب کسی عالم نے کسی امر کو کسی سے نقل کیا اور خود اوسکی صحت کا التزام کیا تو وہ محض ناقل نہین رہا بلکہ صحیح ہونے کا
اوس مضمون کے مدعی ہوگیا پس تمام اعتراضات اوسپر وارد ہونگے اور سب کا بار اوسکے ذمہ عاید ہوگا الغرض جب
انصار مؤلف اتحاف النبلاء اور مؤلف اتحاف نے دیکھا کہ اختیار تقدیر ثانی مین بڑی مشکل ہے کیونکہ تصانیف
نواب صاحب مین صدہا باتین غلط ہین اونکا سب کا بار اوٹھانا نہین ممکن ہے اسوجہ سے صاف بے باکانہ لکھدیا
کہ صاحب اتحاف محض ناقل ہے اوسکو اس سے بحث نہین کہ وہ امور جو اپنی تصانیف مین درج کرتا ہے صحیح ہین یا
غلط ہین پس اب اونہون نے اپنی زبان سے اقرار کرلیا کہ وہ حاطب اللیل ہین اور تصانیف اونکی سب غیر معتبر ہین
اور اون کتابون سے کسی امر کو نقل کرنا یا اوسپر اعتماد کرنا نہین درست ہے کیونکہ اونکو خود ہی التزام صحت نہین ہے
اور ایسے لوگون کی تصانیف جنمین رطب و یابس سب کچھ موجود ہو اور اونکے مصنف کو صحیح اور غلط مین امتیاز کرنا
مقصود نہو اور صرف صحیح باتین لکھنا منظور نہو بلکہ یہ منظور ہو کہ جو کچھ ملے وہ غلط ہو یا صحیح ضعیف ہو یا قوی حق ہو یا باطل
جمع کردین اور حجم تصنیف کو بڑہاوین بتصریح محققین غیر معتبر ہوتی ہین اور اس قابل نہین ٹھہرتی ہین کہ اونکی کسی
امر پر اعتبار کیا جاوے اور کسی مضمون مین اوسپر اعتماد کیا جاوے اسیوجہ سے فقہاء لکھتے ہین کہ قنیہ تصنیف
زاہدی اور حاوی زاہدی اور سراج وہاج شرح مختصر قدوری اور جامع الرموز شرح مختصر وقایہ اور خزانۃ الروایات
اور مطالب المومنین یہ سب کتابین بسبب اسکے کہ جامع رطب و یابس ہین غیر معتبر ہین اونپر اعتماد کرنا نہین درست ہے
زیادہ تفصیل اس بحث کی نافع کبیر مین اور جواب ابراز الغی کے رد مین جو بالفعل شہر لکھنؤ مین مؤلف ابراز الغی
تصنیف مولوی عبد الحی صاحب ۱۲
تالیف کر رہے ہین موجود ہے جسکو شوق ہو دیکھ لے اور خوب اس امر کو سمجھ لے کہ مؤلف اتحاف نے اپنے ہاتھ سے
اپنے پیر مین آپ ہی کلہاڑی ماری الحاصل ایسی تصانیف غیر منقحہ و غیر معتبرہ کی کثرت کسیطرح باعث فضیلت نہین ہے
بلکہ نیکی برباد گناہ لازم عوض فضیلت کے فضیحت حاصل ہوتی ہے ہمچنین یہ کہ کثرت تصانیف اسوجہ سے موجب
فضیلت ہوتی ہے کہ اوسسے مؤلف کی وسعت نظر و قوت علم و تحقیق کی کیفیت منکشف ہوتی ہے اور یہ امر تصانیف

ہو یا لیہ قنوجیہ مین مفقود ہے اسوجہ سے کہ یہ تصانیف جیسا کہ زبانی بعض ثقات وصادقین آشنید گان بہوپال
سنے معلوم ہوا دو قسم پر منقسم ہین بعض تو ایسی ہین کہ اونمین نواب صاحب نے ایک دو کتاب علماء سابقین کو لیکے
ملخص کر دیا اور کچہہ تھوڑا سا ادہر اودہر گہٹا کے اپنا نام نامی درج کر دیا جیسے دو رسالے اونکے جنت اور نار مین ہین وہ دونو
بالکل بدور سافرہ فی احوال الآخرۃ تالیف سیوطی سے ماخوذ ہین اور جیسے رسالہ اونکا علامات قیامت مین کہ وہ بالکل
الاشاعة فی اشراط الساعة تصنیف برزنجی سے ملخص ہی اور جیسے ابجد العلوم واتحاف النبلاء وغیرہ کہ وہ بالکل کشف
الظنون اور مقدمہ ابن خلدون سے مسروق ہین اور بعض ایسی ہین کہ اونکے اشعار اونکو جمع کرتے ہین اور ادہر اودہر سے
نقل کرکے ایک مجموعہ بناتے ہین اور بعد اونکے اس محنت کی نواب صاحب اپنا نام درج فرماتے ہین پس اس طرح کی
تصانیف بہلا کیونکر باعث فضیلت کی ہوسکتی ہین الحاصل آپ کا نقل کرنا کلام صاحب اتحاف النبلاء سے کہ حنفی کی
کتابین سب غیر معتبر ہین اور اوسکی تائید کے واسطے نواب صاحب کی فضیلت بسبب کثرت تصانیف کے ثابت
کرنا محض باطل ومہمل ہے پانچوین یہ کہ یہ قول فاضل قنوجی کا کہ آنکہ گفتہ اند کہ مشائخ وے چہار ہزار کس می رسند
مین محتاج سند ست محض مہمل ہے اسوجہ سے کہ کتب رجال وتواریخ محدثین مین علماء حدیث ورواۃ حدیث کے احوال
لکہتے ہین کہ انکے اتنے شیوخ ہین اور اتنے شاگرد ہین ان سب کی سند کہان ہے تقریب التہذیب اور تہذیب الکمال
اور تہذیب التہذیب مین دیکہو ایک ایک راوی محدث کا نام لکہہ کے اوسکے اساتذہ کا نام مرقوم ہے بعد اوسکے اونکے
تلامذہ کا ذکر ہے بعد اوسکے اقوال علماء کی اوسکے جرح وتعدیل مین مذکور ہین اب فاضل قنوجی سے کوئی پوچہے کہ بتاؤ تو
ان سب باتون کی سند کہان ہے مقدمہ فتح الباری مین حافظ ابن حجر عسقلانی نے بخاری کی مناقب مین بار جزو کے
قدر لکہے ہین اور صدہا اونکے مشائخ اور تلامذہ کا ذکر کیا ہے بہلا ہمکو کوئی بتاوے تو کہ ان باتون کی سند کہان ہے
اور اگر کوئی کہدے کہ یہ سب باتین خانہ ساز محدثین کی ہین انکا کیا اعتبار ہے تو اسکا کیا جواب ہے الغرض
جس طرح سے امام کے مناقب اور تعداد مشائخ جو کتب حنفیہ مین مذکور ہے محتاج سند ہین ایسیہی مناقب بخاری کی
تعداد اونکے مشائخ کی اور تمام احوال رواۃ ومحدثین سب محتاج سند ہین پہر کیا سبب ہی کہ وہ سب باتین تو بلا سند
مقبول ہوجاوین اور مناقب امام کے بے سند غیر معتبر سمجہ لیے جاوین چہٹی یہ کہ یہ قول فاضل قنوجی کا کہ جمعے از
اہل حدیث گفتہ اند کہ بضاعت وے در حدیث مزجاۃ است یا تو مراد اس سے یہ ہے کہ ابو حنیفہ روایت حدیث مین
غیر معتبر ہین اور یا یہ مراد ہی کہ بہ نسبت اور ائمہ کے اونکی روایتین کم ہین شق اول محض غلط ہی اور شق دوم کچہہ مضر
نہین ہے حضرات صحابہ مین افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایتین بہت کم ہین پہر کیا اس سے
کچہہ اونکی فضیلت مین نقصان لازم آگیا ایسیہی اگر امام کی روایتین کم ہوئین تو کیا حرج ہوا ابو عبد اللہ ذہبی جنکا
قول باتفاق محدثین مقبول ہے تذکرۃ الحفاظ مین لکہتے ہین روی احمد بن محمد بن القاسم عن یحیی بن معین

قال لاباس بہ ولم یکن متہما انتہی یعنے احمد بن محمد بن قاسم نے روایت کیا ہے یحیے بن معین سے کہ قول اونکا
باب توثیق مین معتبر ہے کہ اونہون نے امام ابوحنیفہؒ کے حق مین فرمایا لاباس بہ ولم یکن متہما اور زید الفاظ
توثیق سے ہی آور خیرات حسان مین ابو عمر یوسف بن عبد البر مالکی شارح موطا سے کہ اکابر محدثین سے ہین منقول ہے
الذین رووا عن ابی حنیفۃ ووثقوہ واثنوا علیہ اکثر من الذین تکلموا فیہ یعنے جن لوگون نے ابوحنیفہ سی احادیث روایت
کین اور اونکی توثیق کی وہ بہت زائد ہین اون لوگون سے جنہون نے اونپر طعن کی آور بہی اوسمین ہی وقد قال
الامام علی بن المدینی یعنے تحقیق کہا علی بن مدینی نے جو اکابر محدثین مین ہین اور بخاری کے استاد ہین ابو حنیفۃ
روی عنہ الثوری وابن المبارک وحماد بن زید وہشام ووکیع وعباد بن العوام وجعفر بن عون وہو ثقۃ لاباس وکان
شعبۃ حسن الرائے فیہ امام ابوحنیفہ سے روایت کیا سفیان ثوری اور عبد اللہ بن مبارک اور حماد بن زید اور ہشام اور وکیع
اور عباد بن العوام اور جعفر بن عون وغیرہ نے آور ابوحنیفہ ثقہ ہین اور تہے شعبہ خوش عقیدہ اونکے حق مین وقال
یحیے بن معین اصحابنا یفرطون فی ابی حنیفۃ واصحابہ فقیل لہ اکان یکذب قال لا انتہی اور کہا یحیے بن معین نے ہمارے
اصحاب یعنے محدثین کمی کرتے ہین ابوحنیفہ کے حق مین اور اونکے اتباع کے حق مین پس پوچہا اونسے کسی نے کہ کیا
ابوحنیفہ جہوٹ روایت کرتے تہے جواب دیا یحیے بن معین نے کہ نہین اور عبد الوہاب شعرانی کہ جنکا قول مقلدین
وغیر مقلدین سب مانتے ہین میزان کبرے مین تحریر کرتے ہین مذہبہ اول المذاہب تدوینا وآخرہا انقراضا کما قالہ
بعض اہل الکشف یعنے مذہب ابوحنیفہ کا اول ہے سب مذاہب مشہورہ سے اور سب کے آخر تک رہیگا جیسا کہ
بعض ارباب کشف نے کہا ہی قد اختارہ اللہ اماما لدینہ وعبادہ ولم تزل اتباعہ فی زیادۃ فی کل عصر الی یوم القیامۃ
تحقیق پسند کیا ہے اور برگزیدہ کیا اونکو پروردگار نے واسطے امامت اپنے دین کے اور اپنے بندون کے اور ہمیشہ
متبعین اونکے زیادہ ہوتے رہے ہر زمانے مین آور ایسے ہی قیامت تک زیادتی رہیگی فرضی اللہ عنہ وعن اتباعہ
وعن کل من لزم الادب معہ ومع سائر الائمۃ پس راضی ہووے اللہ تعالے اونسے اور اونکے مقلدین سے اور
اوس شخص سے جو لازم لے ادب کو ساتہ اونکے اور ساتہ جمیع ائمہ کے آور یہی میزان شعرانی مین ہے وقد تتبعت بحمد اللہ
اقوالہ واقوال اصحابہ لما الفت کتاب ادلۃ المذاہب یعنے تحقیق کی مین نے ابوحنیفہ کے اقوال کی اور اونکے مقلدین کی
اقوال کی جب کہ تصنیف کیا مین نے کتاب ادلۃ المذاہب فلم اجد قولا من اقوالہ او اقوال اتباعہ الا وہو مستند الی آیۃ
او حدیث او اثر او الی مفہوم ذلک او حدیث ضعیف کثرت طرقہ او الی قیاس صحیح علے اصل صحیح پس نہین پایا مین نے
کسی قول کو اونکے اور اونکے مقلدین کے اقوال سے مگر یہ کہ وہ مستند ہے طرف کسی آیت یا کسی حدیث یا کسی قول
صحابی کے یا کسی حدیث ضعیف کی طرف کہ طرق اوسکے کثیر ہون یا کسی قیاس صحیح کی طرف غرض کوئی قول اونکا دلیل
محض عقل سے نہین ہے آور بہی اوسمین ہے کان ابو مطیع یقول کنت یوما عند الامام ابی حنیفۃ فی جامع المسجد فدخل علیہ

سفیان الثوری ومقاتل بن حیان وحماد بن سلمة وجعفر الصادق وغیرہم من الفقہاء فکلموا الامام ابا حنیفة وقالوا
قد بلغنا انک تکثر من القیاس فی الدین وانما نخاف منه علیک فان اول من قاس ابلیس فناظرہم الامام ابو حنیفة
من بکرة من نہار الجمعة الی الزوال وعرض علیہم مذہبه وقال انی اقدم العمل بالکتاب ثم بالسنة ثم باقضیة الصحابة مقدما
ما اتفقوا علیه علی ما اختلفوا فیه وح اقیس فقاموا کلہم وقبلوا یدیه ورکبتیه وقالوا له انت سید العلماء فاعف عنا فیما
مضی منا من وقیعتنا فیک بغیر علم فقال غفر الله لنا ولکم حاصل اسکا یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ ایک روز بیٹھے تھے
جامع مسجد کوفہ مین پس آئے اونکے پاس سفیان ثوری اور مقاتل بن حیان اور حماد بن سلمہ اور امام جعفر صادق
اور سوا اونکے اور فقہاء پس کہا اون سب نے ابو حنیفہ سے کہ ہمکو خبر پہونچی ہے کہ آپ قیاس بہت کیا کرتے ہین
پس مناظرہ کیا اونسے ابو حنیفہ نے صبح جمعہ سے دوپہر تک اور بیان کیا اپنے طریقہ کو کہ مین مسائل کو قرآن سے
نکالتا ہون بعد اوسکے حدیث سے بعد اوسکے عمل کرتا ہون ساتہ احکام صحابہ کے اور اونمین سے جو متفق علیہ
صحابہ کا ہو اوسکو مقدم کرتا ہون مختلف فیہ پر بعد اسکے قیاس کرتا ہون جب امام ابو حنیفہ نے یہ بیان کیا سب
علماء کہڑے ہوے اور ابو حنیفہ کے ہاتہ کا بوسہ دیا اور کہا کہ آپ سردار ہین علماء مین پس معاف کیجیے ہمارے
قصور کو اور ہماری غیبت وشکایت کو جو بے سمجہے ہمنے آپ کی پس فرمایا امام نے حق جلشانہ ہمارے اور تمہارے
گناہ بخشدے اور یہی اوسمین ہے ومما کان کتبه الخلیفة ابو جعفر المنصور الی الامام ابی حنیفة بلغنی انک تقدم
القیاس علی الحدیث فقال لیس الامر کما بلغک یا امیر المؤمنین انما اعمل اولا بکتاب الله ثم بسنة رسول الله ثم باقضیة
ابی بکر وعمر وعثمان وعلی ثم باقضیة بقیة الصحابة ثم اقیس بعد ذلک اذا اختلفوا یعنے لکہا خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی
امام ابو حنیفہ کی طرف کہ خبر پہونچی ہے ہمکو کہ آپ قیاس کو حدیث پر مقدم کرتے ہین پس جواب لکہا امام نے کہ یہ امر
غلط ہے مین اول عمل کرتا ہون ساتہ قرآن کے پہر ساتہ حدیث کے پہر ساتہ اقوال واحکام خلفاء اربعہ کے پہر ساتہ
فتاوی باقی صحابہ کے بعد اسکے جب کوئی حکم ان سب مین نہین پاتا ہون قیاس کرتا ہون اور یہی اوسمین ابو جعفر
شیزاماری سے منقول ہے انما الروایة الصحیحة عن الامام تقدیم الحدیث ثم الآثار ثم یقیس بعد ذلک فلا یقیس الا بعد ان لم
یجد ذلک الحکم فی الکتاب والسنة واقضیة الصحابة فہذا ہو النقل الصحیح عن الامام ولا خصوصیة للامام ابی حنیفة
فی القیاس بشرطه المذکور بل جمیع العلماء یقیسون فی مضائق الاحوال اذا لم یجدوا فی المسئلة نصا من کتاب ولا سنة
ولا اجماع ولا اقضیة الصحابة یعنے امام ابو حنیفہ سے روایت صحیح یہ ہے کہ وہ مقدم کرتے تہے حدیث کو پہر آثار صحابہ کو
پہر قیاس کرتے تہے بعد اسکے پس نہین قیاس کرتے تہے وہ مگر بعد اسکے کہ حکم مسئلہ کو قرآن اور حدیث اور فتاوی صحابہ
مین نہ پاوین اور اس امر مین امام کی خصوصیت نہین بلکہ سب علما قیاس کرتے تہے ایسے وقت جب نہین پاتے تہے
مسئلہ مین کوئی تصریح قرآن اور حدیث سے اور نہ اجماع اور نہ فتاوی صحابہ سے اور یہی اوسمین ہے نعلم ان الامام

لایقیس ابدا مع وجود النص کما یزعمه بعض المتعصبین علیه وانما یقیس عند فقد النص یعنے پس معلوم ہوا یہ امر کہ ابوحنیفہ
کبھی قیاس نہین کرتے تھے باوجود ملنے نص کے جیسا کہ گمان کرتے ہین بعض متعصبین بلکہ قیاس نہین کرتے ہین مگر بوقت
نہ ملنے کسی نص کے وان وقع اننا وجدنا للمسئلة التی قاس فیہا نصا من کتاب او سنة فلا یقدح ذلک فیہ بعدم استحضاره
ذلک حال القیاس ولو انہ استحضره لما احتاج الی قیاس اور اگر اتفاقاً ہمکو کسی مسئلہ قیاسی ابوحنیفہ کی کوئی نص قرآن
اور حدیث کے مخالف معلوم ہووے پس یہ امر ابوحنیفہ پر باعث اعتراض نہین ہے کیونکہ ممکن ہے کہ بوقت قیاس
وہ نص امام کو نہ ملی یا خیال اوسکا نہ رہا ہو اور اگر اوسکا اونکو خیال ہوتا تو ہرگز قیاس نہ کرتے وقد کان ابوحنیفہ یشترط
فی الحدیث المنقول عن رسول اللہ قبل العمل بہ ان یرویہ عن ذلک الصحابی جمع اتقیاء عن مثلہم وہکذا یعنے تھے ابوحنیفہ
کہ شرط کرتے تھے نقل حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین یہ کہ روایت کرے اوس حدیث کو صحابی سے ایک گروہ عدول
اور اتقیاء کا اور پہر اونسے پہر ایک گروہ اتقیاء کا پس جب تک یہ شرط پائی نہین جاتی تہی ابوحنیفہ اوسکو روایت
نہین کرتے تھے اسیوجہ سے روایت حدیث اونسے بقلت واقع ہوئی اور یہی اوسمین ہے واعتقادنا واعتقاد
کل منصف فی الامام ابی حنیفة بقرینة ما ردیناه انفا من ذم الرای والتبری عنہ ومن تقدیمہ النص علے القیاس انہ
لو عاش حتے دونت احادیث الشریعة وبعد رحیل الحفاظ فی جمعہا من البلاد والثغور وظفر بہا لاخذ بہا وترک کل
قیاس قال فی مذہبہ وکان القیاس قل فی مذہبہ کما قل فی مذہب غیره بالنسبة الیہ لکن لما کانت ادلة الشریعة
متفرقة فی عصره مع التابعین وتبع التابعین فی المدائن والقری والثغور کثر القیاس فی مذہبہ بالنسبة الی غیره
من الائمة ضرورة لعدم وجود النص فی تلک المسائل التی قاس فیہا بخلاف غیره من الائمة فان الحفاظ کانوا
قد رحلوا فی طلب الاحادیث وجمعہا فی عصرہم من المدائن والقری ودونوہا فجاءت احادیث الشریعة فہذا کان
سبب کثرة القیاس فی مذہبہ وقلتہ فی مذاہب غیره حاصل اسکا یہ ہے کہ مسائل ابوحنیفہ مین بہ نسبت اور ائمہ کے
جیسے شافعی اور مالک اور احمد وغیره جو کثرت قیاس کے معلوم ہوتی ہے اوسکا یہ سبب نہین ہے کہ ابوحنیفہ
قیاس کو نص پر مقدم کرتے تھے کیونکہ عبارات سابقہ سے معلوم ہو چکا کہ وہ قیاس جب کرتے تھے جب حکم
مسئلہ کو قرآن اور حدیث اور اجماع اور آثار صحابہ سے نہین پاتے تھے اور نہ یہ سبب ہے کہ اونکی دستگاه
حدیث مین کم تہی بلکہ یہ وجہ ہے کہ امام کے زمانے مین کتب حدیث مدون نہین ہوئی تہین اور احادیث تابعین
تبع تابعین کے پاس متفرق بلاد مین تہین اور جمع کرنا اونکا اور سفر کرنا حفاظ حدیث کا بقصد جمع کرنے احادیث
کے متفرق شہرون سے نہین تہا پس اسی وجہ سے احادیث اونکو کم ملین پس جس مسئلہ مین حدیث نہ ملی اونہون نے
اجتہاد کرکے حکم دیا اور بعد ابوحنیفہ کے کتب حدیث تصنیف ہوئین اور ائمہ نے سفر دور دراز واسطے جمع کرنے
احادیث کے علماء سے بلاد متفرقہ سے اختیار کیا پس اونکے زمانے مین بکثرت احادیث ملین اور حاجت

قیاس کی کم پڑی اور اعتقاد ہر منصف کا ابوحنیفہ کے باب مین یہ ہی کہ اگر وہ پاتے وہ زمانہ جسمین احادیث کا کثرت
ملین اور کتب حدیث تالیف ہوئین البتہ اونکے مذہب مین بھی قیاس کم ہوتا جیسا کہ اور ائمہ کے مذاہب مین کم ہوا
پس کثرت اجتہاد و قیاس امام سے بمجبوری واقع ہوئی اور اگر پاتے وہ نصوص اوسقدر جسقدر اور ائمہ نے پائین تو
اسقدر کثرت اونکی مذہب مین نہ ہوتی اور یہی اوسمین ہی فعلم ما قررناہ ان کل من اعترض علے شئ من اقوال الامام
ابی حنیفۃ کالفخر الرازی فانما ہو لخفاء مدارک الامام علیہ انتہی پس معلوم ہوا مضامین سابقہ سے کہ جنے اعتراض کیا
ابوحنیفہ کے کسی قول پر جیسے فخر الدین رازی شافعی مؤلف تفسیر کبیر وغیرہ نہین ہی اعتراض اونکا مگر بسبب مخفی ہونے
مراتب امام کے اوسپر اور یہی اوسمین ہی اعلم یا اخی انی طالعت بحمد اللہ ادلۃ المذاہب الاربعۃ وغیرہا لاسیما ادلۃ مذہب
الامام ابی حنیفۃ فانی خصصتہ بمزید اعتناء وطالعت علیہ کتاب تخریج احادیث الہدایۃ للزیلعی وغیرہ من الشروح فرایت
ادلتہ وادلۃ اصحابہ ما بین صحیح او حسن او ضعیف کثرت طرقہ حتی لحق بالحسن او الصحیح فی صحۃ الاحتجاج بہ من ثلاثۃ طرق او اکثر
الی عشرۃ وقد احتج جمہور المحدثین بالحدیث الضعیف اذا کثرت طرقہ والحقوہ بالصحیح تارۃ وبالحسن اخری وہذا النوع من الضعیف
یوجد کثیرا فی السنن الکبرے للبیہقی التے الفہا بقصد الاحتجاج لاقوال الائمۃ واقوال اصحابہم فانہ اذا لم یجد حدیثا صحیحا او
حسنا یستدل بہ لقول ذلک الامام او قول احد من مقلدیہ یصیر یروی الحدیث الضعیف من کذا کذا طریقا ویکتفی بذلک
ویقول ہذہ الطریق یقوی بعضہا بعضا فبتقدیر وجود ضعف فی بعض ادلۃ اقوال ابی حنیفۃ واقوال اصحابہ فلا خصوصیۃ لہ
فی ذلک بل الائمۃ کلہم شارکوہ ولا یلزم الا علے من یستدل بحدیث واہ بمرۃ جاء من طریق واحد وہذا لا یکاد احد فی ادلۃ
احد من المجتہدین فما منہم من استدل بضعیف الا بشرط مجیئہ من عدۃ طرق انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ مین نے سب مذاہب
کی اولہ کی تحقیق کی خصوصًا اولہ مذہب ابوحنیفہ کی کہ اوسکی تنقیح مین مین نے زیادہ اہتمام کیا اور تخریج احادیث
ہدایہ زیلعی وغیرہ کو دیکھا پس معلوم ہوا کہ بعض دلائل مذہب ابوحنیفہ اور حنفیہ کی تو احادیث صحیحہ ہین اور بعض
احادیث حسنہ اور بعض احادیث ضعیفہ مگر ایسی کہ طرق اوسکے بہت ہین یہانتک کہ حسن اور صحیح کے ساتھ ملحق ہین اور
قابل احتجاج ہین اور اس قسم کی احادیث ضعیفہ سنن بیہقی مین بہت ہین کہ جسکو بیہقی نے بقصد ذکر اولہ مذاہب
تصنیف کیا ہے اور اوسمین اوسکی عادت ہے کہ حدیث ضعیف کو چند طرق سے روایت کرکے حکم تقویت کا دیتا ہے
اور اوسکے ساتھ استدلال کرتا ہی پس برتقدیر وجود ضعف کے بعض ادلہ حنفیہ مین اسمین کچھ خصوصیت
اونکی نہین ہے بلکہ سب ارباب مذاہب اسمین شریک ہین اور یہی اوسمین ہے وقد من اللہ علے بمطالعۃ
مسانید الامام ابی حنیفۃ الثلاثۃ من نسخۃ صحیحۃ علیہا خطوط الحفاظ فرایتہ لا یروی حدیثا الا عن خیار التابعین
العدول الثقات الذین ہم من خیر القرون کالاسود وعلقمۃ وعطاء وعکرمۃ ومجاہد ومکحول والحسن البصری واضرابہم
فکل الرواۃ الذین بینہ وبین رسول اللہ عدول ثقات اعلام اخیار ولیس فیہم کذاب ولا متہم بکذب انتہی اور تحقیق

احسان کیا پروردگار نے مجھپر ساتھ معائنہ میں مسند ابو حنیفہ کے اور نسخے اوسکے صحیح تھے اونپر تحریرات حفاظ حدیث
کی موجود تہین پس پایا مین نے اونمین کہ نہین روایت کرتے ہین وہ حدیث کو مگر عمدہ تابعین سے کہ عادل اور ثقہ ہین
جیسے اسود اور علقمہ اور عطا اور عکرمہ اور مجاہد اور مکحول اور حسن بصری وغیرہم پس سب رواۃ حدیث درمیان ابو حنیفہ
کے اور درمیان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عادل اور ثقہ ہین اور کوئی اونمین جہوٹا روایت مین نہین ہے
اور نہ متہم اور بہی اوسمین ہے روی الامام ابو جعفر الشیزاماری بسندہ المتصل الی ابی حنیفۃ یعنے روایت کیا
ابو جعفر شیزاماری نے سند متصل سے امام ابو حنیفہ کی طرف انہ کان یقول کہ کہتے تہے ابو حنیفہ کذب واللہ وافتری
علینا من یقول عنا اننا نقدم القیاس علی النص وہل یحتاج بعد النص الی قیاس یعنے جہوٹا ہے اور افترا کیا
اوسنے جو ہماری طرف نسبت اس امر کی کرتا ہے کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم کرتے ہین اور نہین احتیاج ہے
قیاس کی بعد وجود نص کے اور بہی اوسمین رسالہ شیزاماری سے منقول ہے وکان رح یقول نحن لا نقیس الا
عند الضرورۃ الشدیدۃ وذلک اننا ننظر اولا فی دلیل تلک المسئلۃ من الکتاب والسنۃ او اقضیۃ الصحابۃ فان
لم نجد دلیلا قسنا وفی روایۃ اخری عن الامام اننا نا خذ اولا بالکتاب ثم بالسنۃ ثم باقضیۃ الصحابۃ ونعمل بما یتفقون علیہ
فان اختلفوا قسنا حکما علی حکم وفی روایۃ اخری انا نعمل اولا بکتاب اللہ ثم بسنۃ رسول اللہ ثم باحادیث ابی بکر وعمر و
عثمان وعلی وفی روایۃ اخری انہ کان یقول ما جاء عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فعلی الراس والعین بابی ہو وامی ولیس لنا مخالفتہ
وما جاءنا عن اصحابہ تخیرنا وما جاء عن غیرہ فہم رجال ونحن رجال انتہی حاصل ان سب روایتون کا یہ ہے کہ امام
ابو حنیفہ قیاس نہین کرتے تہے مگر بضرورت شدیدہ پہلے حکم کو قران سے تلاش کرتے تہے اگر کوئی آیت سے وہ حکم
نہ معلوم ہوا تو احادیث نبویہ پر عمل کرتے تہے اگر احادیث نبویہ بہی نہ ملین تو آثار صحابہ پر عمل کرتے تہے اگر وہ
متفق علیہ صحابہ کا ہو اور اگر مختلف فیہ ہو تو اقوال صحابہ سے کسی قول کو اختیار کرتے تہے اگر ان سب سے حکم
نہ ثابت ہوا اور ضرورت اجتہاد کی پڑی اوسوقت قیاس کرتے تہے اور بہی اوسمین ہے جمیع ما استدل بہ
لمذہبہ اخذہ عن خیار التابعین فانہ لا یتصور فی سندہ شخص متہم بکذب وان قیل بضعف شئ من ادلۃ مذہبہ فذلک
الضعف انما ہو بالنظر للرواۃ النازلین عن سندہ بعد موتہ وذلک لا یقدح فیما اخذ بہ الامام عند کل من استصحب النظر
فی الرواۃ وہو صاعد الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم وکذلک نقول فی ادلۃ مذہب اصحابہ فلم یستدل احد منہم بحدیث
ضعیف فرد لم یات الا من طریق واحدۃ ابدا کما تتبعنا ذلک انما یستدل احدہم بحدیث صحیح او حسن او ضعیف قد کثرت
طرقہ حتے ارتفع لدرجۃ الحسن وذلک امر لا یختص باصحاب الامام ابی حنیفۃ بل یشارکہم فیہ جمیع المذاہب کلہا انتہی
حاصل اسکا یہ ہے کہ جتنے احادیث کہ ابو حنیفہ نے اونسے استدلال کیا ہے وہ سب تابعین عادلین سے
مروی ہین اور اونکی مسند مین امام سے تا بہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کوئی شخص متہم اور کاذب نہین ہے

اور کوئی دلیل اونکی ضعیف معلوم ہو پس وہ بسبب ضعف اون رواۃ کے ہے جو بعد ابو حنیفہ کے ہین اور
اس سے اونکی دلیل مین کچھ نقصان لازم نہین آتا ہے اور اسیطرح دلیلین مقلدین ابو حنیفہ کی حدیث
صحیح اور حسن اور ضعیف کہ جسکی طرق کثیر ہوتی ہین اور اس طریقہ مین اونکے سب مذہب والے شریک ہین
کچھ اونکی خصوصیت نہین ہے اور بھی میزان شعرانی مین ہے روی ابو جعفر الشیزاماری عن شقیق البلخی
روایت کیا ہے ابو جعفر شیزاماری نے شقیق بلخی سے انہ کان یقول ابو حنیفۃ من اورع الناس واعلم الناس
واعبد الناس واکرم الناس واکثرہم احتیاطا فی الدین وابعدہم عن القول بالرای فی دین اللہ وکان لا یضع مسئلۃ
فی العلم حتے یجمع اصحابہ علیہا ویعقد علیہا مجلسا فاذا اتفق اصحابہ کلہم علی موافقتہا للشریعۃ قال لابی یوسف او غیرہ
ضعہا فی الباب الفلانی انتہی کہتے تہے شقیق کہ تہے ابو حنیفہ سب آدمیون مین بڑے متقی اور بڑے پرہیزگار اور
بڑے زاہد اور بڑے عالم اور بڑے محتاط امور دینیہ مین اور بہت دور ہونے والے دخل دینے عقل سے دین مین
اور تہے کہ نہین حکم دیتے تہے کسی مسئلہ مین یہانتک کہ اپنے سب تلامذہ کو جمع کرتے اور سبہون کے سامنے پیش کرتے
پس جب سب اتفاق کرتے کہ یہ امر موافق شرع کے ہے اوسوقت ابو یوسف یا کسی اور اپنے شاگرد سے
کہتے کہ اس مسئلہ کو فلان باب مین درج کرو اور بھی اوسمین ہے وروی بسندہ الی ابراہیم بن عکرمۃ روایت
کیا شیزاماری نے اپنی سند سے ابراہیم بن عکرمہ سے انہ کان یقول کہ وہ کہتے تہے ما رایت فی عصری کلہ عالما
اورع ولا ازہد ولا اعبد ولا اعلم من الامام ابی حنیفۃ نہین دیکہا مین نے اپنے زمانے مین کوئی عالم بڑا زاہد اور عابد
اور بڑا عالم ابو حنیفہ سے بڑہ کے وروی الشیزاماری ایضا عن عبد اللہ بن المبارک اور روایت کیا شیزاماری نے
عبد اللہ بن مبارک سے قال دخلت الکوفۃ فسالت علماءہا من اعلم الناس فی بلادکم ہذہ فقالوا کلہم الامام
ابو حنیفۃ کہا اونہون نے کہ ہوئی گیا مین کوفہ مین پس پوچہا مین نے وہان کے علماء سے کہ کون ہے بڑا عالم ان شہرون
مین پس سبہون نے بالاتفاق جواب دیا کہ ابو حنیفہ فقلت لہم من اورع الناس فقالوا کلہم الامام ابو حنیفۃ پس
کہا مین نے کہ کون ہے بڑا پرہیزگار ان بلاد مین پس سبہون نے کہا کہ ابو حنیفہ فقلت لہم من ازہد الناس فقالوا
کلہم الامام ابو حنیفۃ پس کہا مین نے کہ کون ہے بڑا زاہد اہل اطراف مین پس سبہون نے کہا کہ ابو حنیفہ فقلت لہم
من اعبد الناس واکثرہم اشتغالا بالعلم فقالوا کلہم الامام ابو حنیفۃ پس پوچہا مین نے کہ کون ہے بہت عبادت
کرنیوالا اور اکثر علم کے ساتہ شغل کرنے والا پس سبہون نے جواب دیا کہ ابو حنیفہ فما سالتہم عن خلق من الاخلاق
الحسنۃ الا قالوا کلہم لا نعلم احدا اتخلق بذلک غیر الامام ابی حنیفۃ بعد اوسکے نہین پوچہا مین نے اونسے کسی عمدہ صفت کو
مگر اونہون نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک یہ صفت سواے ابو حنیفہ کے کسی مین نہین ہے ان عبارات سے
واضح ہوگیا کہ امام ابو حنیفہ کی علو مرتبت و رفعت و رتبت کے تمام فقہا و محدثین و اولیاء اسے مقر ہین اور اونکی طرف

نسبت کرتے ہین کہ وہ قیاس بہت کرتے تھے اور حدیث کو چھوڑ دیتے تھے یا یہ کہ اونکو علم حدیث مین مداخلت
کم تھی یا یہ کہ اونکے مذہب مین احتیاط کم ہے وہ سب بتعصب جھوٹے ہین اب تھوڑی سی عبارت نووی شارح صحیح مسلم
کی کہ قول اونکا تمام علمار کے نزدیک مقبول ہے اور تحقیق اونکے جملہ محدثین کے نزدیک معتبر ہے بہی نقل کی جاتی ہے
جس سے کیفیت منقبت ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی زیادہ منکشف ہوتی ہے تہذیب الاسماء واللغات مین وہ لکھتے ہین قال
الخطیب البغدادی کہا خطیب بغدادی نے جو اجلہ محدثین سے ہین اپنی تاریخ مین ابو حنیفة التیمی فقیہ اہل العراق یعنے
ابو حنیفہ فقیہ ہین اہل عراق کے رأی انس بن مالک دیکھا اونہون نے حضرت انس رضی اللہ عنہ صحابی کو وسمع عطاء بن ابی رباح
وابا اسحق السبیعی ومحارب بن دثار والہیثم بن حبیب الصواف وقیس بن مسلم ومحمد بن المنکدر ونافعا مولے ابن عمر وہشام
بن عروة ویزید الفقیر وسماک بن حرب وعلقمة بن مرثد وعطیة العوفی وعبد العزیز بن رفیع وعبد الکریم ابا امیة وغیرہم
اور سنا ابو حنیفہ نے احادیث کو عطاء اور ابو اسحق اور محارب بن دثار اور ہیثم بن حبیب اور قیس بن مسلم اور محمد
بن المنکدر اور نافع اور ہشام بن عروہ اور یزید اور سماک بن حرب اور علقمہ بن مرثد اور عطیہ عوفی اور عبد العزیز بن
رفیع اور عبد الکریم وغیرہ سے وروی عنہ ابو یحیی الحمانی وہشیم بن بشیر وعباد بن العوام وعبد اللہ بن المبارک ووکیع
بن الجراح ویزید بن ہارون وعلی بن عاصم ویحیی بن نصر وابو یوسف القاضی ومحمد بن الحسن وعمرو بن محمد العنقزی
وہوذة بن خلیفة وابو عبد الرحمن المقری وعبد الرزاق بن ہمام وآخرون اور روایت کیا ابو حنیفہ سے احادیث کو
ابو یحیی حمانی اور ہشیم بن بشیر اور عباد بن عوام اور عبد اللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح اور یزید بن ہارون اور علی
بن عاصم اور یحیی بن نصر اور قاضی ابو یوسف اور محمد بن حسن اور عمرو بن محمد اور ہوذہ بن خلیفہ اور ابو عبد الرحمن
مقری اور عبد الرزاق بن ہمام وغیرہ نے قال الخطیب ہو من اہل الکوفة نقلہ ابو جعفر المنصور الی بغداد فاقام بہا
حتے مات کہا خطیب نے کہ وہ کوفہ کے رہنے والون سے ہین بلایا اونکو خلیفہ وقت ابو جعفر منصور نے بغداد مین
پس وہین اونہون نے اقامت کی یہانتک کہ انتقال کیا وروی الخطیب باسنادہ الی اسمعیل بن حماد بن ابی حنیفة قال ان
جدی من ابناء فارس الاحرار واللہ ما وقع علینا رق قط اور روایت کیا خطیب نے بسند ابو حنیفہ کے پوتے اسمعیل
بن حماد سے کہ اونہون نے کہا ہمارے آباء اجداد اصل فارس کے تھے اور سب حر تھے کبھی اونمین غلامی کی صفت
نہین آئی وباسنادہ عن عبد اللہ بن عمرو الرقی قال اور روایت کیا خطیب نے اپنی سند سے عبد اللہ بن عمرو رقی
سے کہ کہا اونہون نے کلم ابن ہبیرة ابا حنیفة ان یلی قضاء الکوفة فابی علیہ فضربہ مائة سوط وعشرة اسواط فی کل
یوم عشرة اسواط وہو علے الامتناع فلما رأے ذلک خلی سبیلہ وکان ابن ہبیرة عاملا علے العراق فی زمان بنی امیة
یعنے ابن ہبیرہ نے جو حاکم تھے بلاد عراق مین سلاطین بنی امیہ کی طرف سے امام ابو حنیفہ کو عہدہ قضا سپرد
کرنے کا قصد کیا اور ان سے اصرار کیا امام نے بوجہ کمال احتیاط ونہایت اتقاء اوس سے انکار کیا ابن ہبیرہ نے

ایک سو دس تازیانہ ابو حنیفہ کو مارے ہر روز دس دس تاکہ وہ اس عہدہ کو قبول کر لین مگر اونہون نے نہ قبول کیا

وعن الربیع بن عاصم اور روایت کی ربیع بن عاصم نے قال ارسلنی یزید بن عمر بن ہبیرۃ فقدمت علیہ بابی حنیفۃ

فارادہ علی بیت المال فابی فضربہ عشرین سوطا کہا اونہون نے بہیجا مجکو یزید بن عمر بن ہبیرہ نے ابو حنیفہ کے پاس کیا

لے آیا مین اونکو ابن ہبیرہ کے پاس پس قصد کیا اوسنے کہ سپرد کرے اونکے بیت المال کو پس نہ مانا ابو حنیفہ نے پس

مارا ابن ہبیرہ نے اونکو بیس کوڑون سے وعن اسمعیل بن سالم البغدادی قال اکرہ ابو حنیفۃ علی الدخول فی القضاء

فلم یقبل وکان احمد بن حنبل اذا ذکر ذلک بکی وترحم علی ابی حنیفۃ اور روایت کی اسمعیل بن سالم بغدادی سے

کہا اونہون نے جبر کیا گیا ابو حنیفہ پر واسطے قبول کرنے عہدہ قضا کے پس نہ مانا اونہون نے اور تہے امام احمد جب ذکر

کرتے تہے اس کیفیت کا روتے تہے اور ابو حنیفہ کیواسطے دعاے رحمت کرتے تہے وباسنادہ الی بشر بن الولید الکندی

قال اشخص المنصور ابو جعفر امیر المومنین ابا حنیفۃ یعنی من الکوفۃ الی بغداد فارادہ ان یولیہ القضاء فابی فحلف علیہ

لیفعلن فحلف ابو حنیفۃ ان لا یفعل فحلف المنصور لیفعلن فحلف ابو حنیفۃ ان لا یفعل فقال الربیع الحاجب الا تری

امیر المومنین یحلف فقال ابو حنیفۃ امیر المومنین علی کفارۃ ایمانہ اقدر منی علی کفارۃ ایمانی فامر بہ الی الحبس فی الوقت

والصحیح انہ توفی وہو فی السجن اور روایت کیا خطیب نے بسند بشر بن ولید کندی سے کہ بلایا سلطان زمان ابو جعفر

منصور نے ابو حنیفہ کو کوفہ سے بغداد مین اور ارادہ کیا کہ اونکو قاضی بنا دیتا پس انکار کیا ابو حنیفہ نے پس قسم

کہائی بادشاہ نے کہ تمکو ضرور ہم قاضی کرینگے پس قسم کہائی ابو حنیفہ نے کہ ہرگز مین قاضی نہونگا پہر قسم کہائی بادشاہ

نے اور قسم کہائی ابو حنیفہ نے پس کہا ربیع دربان بادشاہ نے ابو حنیفہ سے کہ تمکو بادشاہ کی قسم کا بہی لحاظ نہین ہے

پس جواب دیا ابو حنیفہ نے کہ بادشاہ قسم کے کفارہ دینے پر قادر ہے اور مین اپنی قسم کے کفارہ دینے پر قادر نہین ہون

پس اوسیوقت بادشاہ نے امام کو قیدخانے مین داخل کیا اور امام قیدخانے مین رہے یہانتک کہ رحلت کی

وباسنادہ الی مغیث قال خارجۃ بن بدیل دعا ابو جعفر ابا حنیفۃ الی القضاء فابی فحبسہ ثم دعا بہ فقال

اترغب عما نحن فیہ قال اصلح اللہ امیر المومنین لا اصلح للقضاء فقال لہ کذبت ثم عرض علیہ الثانیۃ فقال ابو حنیفۃ

قد حکم علی امیر المومنین انی لا اصلح للقضاء لانہ نسبنی الی الکذب فان کنت کاذبا فلا اصلح وان کنت صادقا فقد

اخبرت امیر المومنین انی لا اصلح للقضاء فردہ الی الحبس یعنی روایت کیا خطیب نے بسند مغیث سے کہا انہون

نے کہا خارجہ بن بدیل نے بلایا ابو جعفر نے ابو حنیفہ کو قاضی بنانے کیواسطے پس انکار کیا اونہون نے پس قید کیا

اونکو پہر ایک روز بلایا اونکو اور کہا کہ کیا تم انکار کرتے ہو کہا ابو حنیفہ نے مین قابل قضا کے نہین ہون پس

کہا ابو جعفر نے تم جہوٹے ہو پس کہا ابو حنیفہ نے کہ آپ کے کلام سے ثابت ہوگیا کہ مین قابل قضا کے نہین ہون

کیونکہ آپ نے مجکو جہوٹا کہدیا پس اگر مین جہوٹا ہون تو قابلیت قضا کی نہین رکہتا ہون کیونکہ جہوٹا قاضی

نہیں ہو سکتا ہو اور اگر میں سچا ہوں تو آپ سے میں کہہ چکا کہ میں قابل قضاء کے نہیں ہوں وباسنادہ
الی الربیع بن یونس قال رایت امیر المومنین المنصور ینازل ابا حنیفۃ فی امر القضاء وہو یقول اتق اللہ ولا ترع فی امانتک
الا من یخاف اللہ فقال لہ کذبت انت تصلح فقال قد حکمت علی نفسک کیف یحل لک ان تولی قاضیا علی امانتک وہو
کذاب یعنے روایت کیا خطیب نے بسند ربیع بن یونس سے کہا اونہوں نے دیکھا میں نے امیر المومنین منصور کو
کہ گفتگو کرتے تھے ابو حنیفہ سے قاضی بنانے کے باب میں اور وہ جواب دیتے تھے کہ خدا سے خوف کرو اور نہ قاضی
بناؤ مگر اوسکو جو خدا سے ڈرتا ہو اور میں قابل اسکے نہیں ہوں پس کہا منصور نے کہ تم جھوٹے ہو تم قابل قضاء کے ہو
پس کہا ابو حنیفہ نے کیونکر درست ہے تمکو کہ قاضی بناؤ جھوٹے کو وقال ابو حنیفۃ دخلت علی ابی جعفر امیر المومنین
فقال لی یا ابا حنیفۃ عمن اخذت العلم قلت عن حماد یعنی ابن ابی سلیمان عن ابراہیم النخعی عن عمر بن الخطاب وعلی
بن ابی طالب وعبد اللہ بن مسعود وعبد اللہ بن عباس فقال ابو جعفر بخ بخ استوثقت یا ابا حنیفۃ اور کہا ابو حنیفہ نے
کہ گیا میں پاس ابو جعفر کے پس کہا اونہوں نے کس سے تمنے علم حاصل کیا کہا میں نے حماد بن ابی سلیمان سے اونہوں نے
ابراہیم نخعی سے اونہوں نے حضرت عمر اور حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس سے پس کہا
ابو جعفر نے بڑی سند مضبوط تمنے حاصل کی ودخل ابو حنیفۃ یوما علی المنصور فقال المنصور ہذا عالم الدنیا الیوم سے گئے
ابو حنیفہ ایک روز منصور کے پاس پس کہا منصور نے کہ یہ شخص اس زمانے میں عالم تمام دنیا کا وعن ہشام بن
مہران قال رای ابو حنیفۃ فی النوم کانہ ینبش قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم فبعث من سال لہ محمد بن سیرین فقال
محمد بن سیرین من صاحب ہذہ الرؤیا ولم یجبہ عنہا ثم سالہ الثانیۃ فلم یجبہ عنہا ثم سالہ الثالثۃ فقال صاحب ہذہ الرؤیا
یثور علما لم یسبقہ الیہ احد قبلہ اور روایت کیا خطیب نے ہشام بن مہران سے کہ دیکھا ابو حنیفہ نے خواب میں کہ وہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مقدس کھود رہے ہیں پس بھیجا ایک شخص کو محمد بن سیرین کے پاس جو
بڑے معبر تھے کہ اس خواب کی کیا تعبیر ہے اوس شخص نے یہ خواب محمد بن سیرین سے بیان کیا اونہوں نے
چند مرتبہ پوچھا کہ کسنے یہ خواب دیکھا ہے مگر اوس شخص نے نام امام کا نہیں بتایا پس کہا محمد بن سیرین نے
کہ جسنے یہ خواب دیکھا ہے وہ شائع کریگا علم کو کہ قبل اوسکے وہ امر کسیکو نصیب نہیں ہوا ہوگا وعن ابن عیینۃ
قال ما مقلت عینی مثل ابی حنیفۃ اور روایت کیا ابن عیینہ سے کہا اونہوں نے نہیں دیکھا میری آنکھ نے
مثل امام ابو حنیفہ کے وعن ابن المبارک قال کان ابو حنیفۃ آیۃ کہا عبد اللہ بن مبارک نے کہ تھے ابو حنیفہ ایک نشان
علم وخیر کے وعن سہل بن مزاحم قال بذلت الدنیا لابی حنیفۃ فلم یردہا وضرب علیہا بالسیاط فلم یقبلہا اور روایت کیا
سہل بن مزاحم نے کہا اونہوں نے پیش کی گئی اور متوجہ کی گئی دنیا ابو حنیفہ کی طرف لیکن اونہوں نے قصد
نہیں کیا اوسکو اور مارے گئے کوڑے تاکہ دنیا قبول کریں مگر اونہوں نے انکار کیا وعن مسعر بن کدام قال

ما احسد احدا بالکوفۃ الا رجلین ابا حنیفۃ فی فقہہ والحسن بن صالح فی زہدہ اور روایت کیا مسعر بن کدام سے کہا نہوں نے
نہین رشک کرتا ہون کوفہ مین کسیکا مگر ابو حنیفہ کی فقہ کا اور حسن بن صالح کے زہد کا وعن الفضیل بن عیاض قال
کان ابو حنیفۃ فقیہا معروفا مشہورا بالورع معروفا بالافضال علی من یطیف صبورا علی تعلیم العلم باللیل والنہار
کثیر الصمت قلیل الکلام حتی ترد مسئلۃ فی حلال وحرام اور روایت کیا فضیل بن عیاض سے کہا اونہون نے
کہ تھے ابو حنیفہ بڑے فقیہ مشہور ساتھ پرہیزگاری کے اور ساتھ احسان کرنے کے مہمانون پر بڑی کوشش کرنیوالے
تعلیم علم مین شب و روز اور تھے کہ اکثر چپ رہتے تھے اور بہت کم گفتگو کرتے تھے یہانتک کہ کوئی مسئلہ حلال اور
حرام کا آجاوے وعن ابی یوسف قال انی لادعو لابی حنیفۃ قبل ابوی اور روایت کیا ابو یوسف سے کہ مین دعا
کیا کرتا ہون ابو حنیفہ کے واسطے قبل اپنے والدین کے وعن ابی بکر بن عیاش قال اور روایت کیا ابو بکر بن
عیاش سے کہا اونہون نے مات اخو سفیان الثوری فاجتمع الناس الیہ لعزائہ فجاء ابو حنیفۃ فقام الیہ سفیان
واکرمہ واقعدہ مکانہ وقعد بین یدیہ انتقال کیا سفیان ثوری کے بھائی نے پس لوگ آئے اونکے پاس تعزیت
کے واسطے پس آئے ابو حنیفہ پس کھڑے ہوگئے سفیان ثوری اور تعظیم کی اونکی اور بٹھایا ابو حنیفہ کو اپنی جگہ پر
اور خود مودب ہو کے سامنے اونکے بیٹھے وعن ابن المبارک قال ما رایت فی الفقہ مثل ابی حنیفۃ اور روایت
کیا ابن مبارک سے کہا اونہون نے نہین دیکھا مین نے مہارت فقہ مین مثل ابو حنیفہ کے وعن ابن المبارک قال
اور روایت کیا عبد اللہ بن مبارک سے کہا اونہون نے رایت مسعرا فی حلقۃ ابی حنیفۃ جالسا بین یدیہ یسالہ ویستفید
منہ وما رایت احدا قط تکلم فی الفقہ احسن من ابی حنیفۃ دیکھا مین نے مسعر بن کدام کو مجلس ابو حنیفہ مین پوچھتے
تھے اونسے مسائل اور علم حاصل کرتے تھے اور نہین دیکھا کسیکو بہتر گفتگو کرنے والا ابو حنیفہ سے فقہ کے
وعن ابی نعیم قال کان ابو حنیفۃ صاحب غوص فی المسائل اور روایت کیا ابو نعیم سے کہا اونہون نے تھے ابو حنیفہ
صاحب فکر وغوطہ زن مسائل مین وعن وکیع قال اور روایت کیا وکیع سے کہ کہا اونہون نے ما لقیت افقہ من
ابی حنیفۃ ولا احسن صلوۃ منہ نہین دیکھا مین نے کوئی فقیہ اور خوب نماز پڑھنے والا ابو حنیفہ سے بڑھ کے
وعن النضر بن شمیل قال اور روایت ہے نضر بن شمیل سے کہ کہا اونہون نے کان الناس نیاما عن الفقہ
حتی ایقظہم ابو حنیفۃ تھے آدمی سب سوتے اور غافل فقہ سے پس جگایا اور ہوشیار کیا اونکو ابو حنیفہ نے
وعن الشافعی الناس عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ اور روایت کیا امام شافعی سے کہ سب لوگ محتاج ہین ابو حنیفہ
کے فقہ مین وعن جعفر بن الربیع قال اور روایت کیا جعفر بن ربیع سے کہا اونہون نے اقمت علی ابی حنیفۃ
خمس سنین فما رایت اطول صمتا منہ فاذا سئل عن الشئ من الفقہ تفتح وسال کالوادی قیام کیا مین نے
ابو حنیفہ کے پاس پانچ برس پس نہین دیکھا چپ بیٹھنے والا اونسے زائد کوئی پس جب کوئی امر فقہ سے

سوال کرتا اب جواب دیتے اور اسطرح سے بیان کرتے جیسے پانی بہتا ہے وعن ابراہیم بن عکرمۃ قال ما رایت
اورع ولا افقہ من ابی حنیفۃ اور روایت کیا ابراہیم بن عکرمہ سے کہ نہین دیکھا مین نے کوئی پرہیزگار اور متقی
اور فقہ ابوحنیفہ سے بہتر کے وعن یحیے بن ایوب الزاہد قال اور روایت کیا یحیے بن ایوب زاہد سے کہا اونہون نے
کان ابوحنیفۃ لا ینام اللیل تھے ابوحنیفہ تمام رات نہین سوتے تھے وعن زافر بن سلیمان قال اور روایت کیا
زافر بن سلیمان سے کہا اونہون نے کان ابوحنیفۃ یحیے اللیل برکعۃ یقرء فیہا القرآن تھے ابوحنیفہ کہ شب بیداری کیا
کرتے تھے اور ایک رکعت مین تمام قرآن پڑھتے تھے وعن اسد بن عمرو قال اور روایت کیا اسد بن عمرو سے
کہا اونہون نے صلے ابوحنیفۃ بوضوء العشاء صلوۃ الفجر اربعین سنۃ وکان عامۃ اللیل یقرء القرآن فی رکعۃ وکان
یسمع بکاءہ حتے یرحمہ جیرانہ وحفظ علیہ انہ ختم القرآن فی الموضع الذی توفی فیہ سبعۃ آلاف مرۃ ابوحنیفہ نے
عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑہی ہے چالیس برس تک اور اکثر ایک رکعت مین سارا قرآن پڑہتے تھے
اور روتے تھے شب کو یہانتک کہ اونکے ہمسایہ کے لوگ اونکے رونے پر رحم کرتے تھے اور جس مقام مین
ابوحنیفہ نے انتقال کیا وہان سات ہزار ختم قرآن کے اونہون نے کیے اور یہی تہذیب الاسماء نووی مین ہے
عن الحسن بن عمارۃ انہ غسل ابا حنیفۃ حین توفی وقال غفر اللہ لک لم تفطر منذ ثلاثین سنۃ ولم تتوسد یمینک
باللیل منذ اربعین سنۃ وقد اتعبت من بعدک اور روایت کیا حسن بن عمارہ سے کہ اونہون نے جب غسل دیا
ابوحنیفہ کو کہا اللہ تمہاری مغفرت کرے تیس برس تک آپ نے افطار نکیا علی الاتصال روزہ رکھا کیے اور
شب کو چالیس برس تک عبادت مین رہے ایک لمحہ نہین سوئے وعن ابن المبارک ان ابا حنیفۃ صلے
خمسا واربعین سنۃ الصلوات الخمس بوضوء واحد وکان یجمع القرآن فی رکعتین اور ابن المبارک سے روایت
کی کہ ابوحنیفہ نے پینتالیس ۴۵ برس تک پنج وقتہ نماز ایک وضو سے پڑہین اور تھے کہ تمام قرآن پڑہتے تھے
دو رکعت مین وعن ابی یوسف قال بینا انا امشی مع ابی حنیفۃ سمع رجلا یقول لرجل ہذا ابوحنیفۃ لا ینام
اللیل فقال ابوحنیفۃ لا تحدث عنی بما لا افعلہ فکان یحیے اللیل صلوۃ ودعاء وتضرعا اور امام ابویوسف سے
روایت کی کہا اونہون نے مین چلا جاتا تہا امام ابوحنیفہ کے ساتھ کہ اونہون نے سنا ایک شخص کو کہ کہتا ہے
دوسرے سے یہ ابوحنیفہ ہین کہ تمام رات نہین سوتے ہین پس فرمایا ابوحنیفہ نے نہ نسبت کیا جاوی
میری طرف وہ امر کہ مجہہ مین وہ نہین ہے پس اوس روز سے تمام رات جاگتے تھے اور نماز اور دعا وغیرہ
مین مصروف رہتے تھے وعن مسعر بن کدام قال دخلت لیلۃ المسجد فرایت رجلا یصلی فاستحلیت قراءتہ
فقرء سبعا فقلت یرکع ثم قرء الثلث ثم النصف فلم یزل یقرء حتے ختمہ کلہ فی رکعۃ فنظرت فاذا ہو ابوحنیفۃ اور
روایت [illegible] بن کدام سے کہا اونہون نے گیا مین ایک شب کو مسجد مین پس دیکھا مین نے ایک شخص کو

کہ نماز پڑھتا تھا پس خوش معلوم ہوئی مجکو اوسکی تلاوت قرآن پس سننے لگا مین پس پڑہا اوسنے ساتوان
حصہ قرآن مین نے خیال کیا کہ اب رکوع کریگا مگر اوسنے رکوع نکیا اور پڑھتا گیا یہانتک کہ ایک تہائی قرآن تک
پہونچا پہر نصف تک اسیطرح پڑھتا گیا یہانتک کہ کل اوسنے ایک رکعت مین پڑہا پس غور کیا مین نے کہ یہ کون شخص ہے
پس معلوم ہوا کہ ابو حنیفہؒ ہین وعن زائدۃ قال صلیت مع ابی حنیفۃ فی مسجد العشاء وخرج الناس ولم یعلم انی
فی المسجد فقام فافتتح الصلوۃ فقرء حتے بلغ ہذہ الآیۃ فمن اللہ علینا ووقانا عذاب السموم فلم یزل یرددہا حتے
اذن المؤذن لصلوۃ الصبح اور زائدہ سے روایت کی کہ مین نے ابو حنیفہ کے ساتہ عشا کی نماز ادا کی اور بعد نماز کے
لوگ سب چلے گئے مگر مین بیٹھا رہا اور ابو حنیفہ نے سمجھا کہ اب کوئی مسجد مین نہین ہے پس نماز شروع کردی
اور اوسمین سورہ طور پڑہنے لگے جب اس آیت تک پہونچے فمن اللہ علینا ووقانا عذاب السموم ایسی خشیت
اونپر طاری ہوئی کہ تمام شب اسی آیت کو مکرر پڑہا کیے یہانتک کہ صبح کی اذان ہوگئی وعن القاسم بن معن
ان ابا حنیفۃ قام لیلۃ بہذہ الآیۃ بل الساعۃ موعدہم والساعۃ ادہی وامر فلم یزل یرددہا ویبکی ویتضرع اور قاسم
بن معن سے روایت کی کہ ابو حنیفہ نے ایک شب کو اس آیت کی بل الساعۃ موعدہم الخ جو سورہ قمر مین ہے تکرار کی
اور رویا کیے یہانتک کہ صبح ہوگئی وعن مکی بن ابراہیم قال جالست الکوفیین فما رایت فیہم اورع من ابی حنیفۃ
اور مکی بن ابراہیم سے روایت کی کہا اونہون نے ملاقات کی مین نے اہل کوفہ سے اور بہت کی زہان کے علماء کی
پس نہین دیکہا مین نے کسیکو پرہیزگار ابو حنیفہ سے بڑہ کے وعن وکیع قال کان ابو حنیفۃ جعل علی نفسہ ان
لا یحلف باللہ فی عرض کلامہ الا تصدق بدرہم فحلف فتصدق ثم جعلہ علی نفسہ ان حلف ان یتصدق بدینار فکان اذا حلف
فی عرض الکلام تصدق بدینار وکان اذا انفق علی عیالہ نفقۃ تصدق بمثلہا وکان اذا اکتسی ثوبا جدیدا اکسی بقدر
ثمنہ الشیوخ العلماء وکان اذا وضع بین یدیہ الطعام اخذ منہ ضعف ما یاکل فجعلہ علی الخبز ثم یعطیہ لفقیر اور روایت کی
وکیع سے کہ تہے ابو حنیفہ کہ کمال احتیاط سے قسم سچی بہی نہین کہاتے تہے اور اونہون نے نذر کرلی تہی کہ اگر مین کبہی
اثنائے گفتگو مین خدا کی قسم کہاؤن تو مین ایک درہم صدقہ کرونگا پس ایکمرتبہ اتفاقاً قسم کہا گئے پس ایک
درہم صدقہ کیا بعد اوسکے نذر کی کہ اب اگر کبہی قسم کہاؤن تو ایک دینار صدقہ کرونگا پس بعد اسکے جب کبہی
قسم کہاتے ایک دینار صدقہ کرتے اور تہے کہ جب کسیقدر اپنے اہل وعیال پر صرف کرتے تہے اوسیقدر فقراء کو
کردیتے اور جب کبہی نیا کپڑا پہنتے بقدر قیمت اوسکے اور علماء کو کپڑے پہناتے اور جب کہانا کہاتے دو حصہ
اوسکا جسیقدر کہاتے فقیر کو دے دیتے وعن وکیع ایضاً قال کان ابو حنیفۃ عظیم الامانۃ وکان یوثر رضاء اللہ
علی کل شئ ولو اخذتہ السیوف فی اللہ لاحتملہا اور یہی روایت ہے وکیع سے کہ تہے ابو حنیفہ بڑے امانت دار اور
مقدم رکہتے تہے خوشنودی پروردگار کو ہر چیز پر اور اگر راہ خدا مین واجرای شریعت مین اونپر تلوارین پڑین

اوسکے متحمل ہوجاتے وعن قیس بن الربیع قال کان ابو حنیفۃ ورعا فقیہا کثیر البر والصلۃ لکل من لجا الیہ کثیر الافضال
علی اخوانہ وکان یبعث البضائع الی بغداد فیشتری بہا الامتعۃ ویحملہا الی الکوفۃ ویجمع الارباح من سنۃ الی سنۃ فیشتری
بہا حوائج الاشیاخ المحدثین واقواتہم وکسوتہم وما یحتاجون الیہ ثم یعطیہم باقی الدنانیر من الارباح ویقول انفقوا فی حوائجکم
ولا تحمدوا الا اللہ فانی ما اعطیتکم من مالی شیئا ولکن من فضل اللہ علی فیکم وہذہ ارباح بضاعتکم فانہ ہو واللہ مما یجریہ اللہ
لکم علی یدی اور روایت کی قیس بن ربیع سے کہ تھے ابو حنیفہ بڑے متقی اور بڑے فقیہ بہت احسان کرتے اپنے
بھائیون پر اور اعزہ پر اور جو شخص کہ مضطر ہو اور بھیجتے تھے بضائع واسطے خریدنے اسباب کے طرف بغداد کے اور وہ
اسباب جب کوفہ مین آتا تو اوسکو فروخت کرتے تھے اوسمین جسقدر نفع ہوتا تھا سال بسال اوسکو جمع کرکے
اوس سے کھانے کا سامان اور کپڑے وغیرہ ضروریات خرید کرکے محدثین اور علماء کو تقسیم کردیتے تھے اور باقی
دنانیر بھی اونہین کو دیتے تھے اور کہتے تھے کہ نہ شکر کرو تم مگر اللہ کا کہ یہ مال میرا نہین بلکہ تمہین سب کا ہے کہ
میرے ذریعہ سے اللہ نے تمکو پہونچایا ہے وعن حفص بن حمزۃ القرشی قال کان ابو حنیفۃ ربما مر بہ الرجل فیجلس
الیہ بغیر قصد ولا مجالسۃ فاذا قام سال عنہ فان کان بہ حاجۃ وصلہ وان مرض عادہ حتی یجرہ الی مواصلتہ وکان
اکرم الناس مجالسۃ اور روایت کی حفص بن حمزہ سے کہ ابو حنیفہ کے پاس جب کوئی اجنبی آتا اور اتفاقاً اونکے
پاس بیٹھتا جب وہ اوٹھنے لگتا تو ابو حنیفہ اوسکا حال دریافت کرتے اور کمال حسن خلق کے ساتھ پیش آتے پس
اگر معلوم ہوتا کہ اوسکو کچھ ضرورت ہے ابو حنیفہ رفع ضرورت کردیتے اور اوسکی خدمت کرتے وعن ابی یوسف
کان ابو حنیفۃ لا یکاد یسال حاجۃ الا قضاہا اور روایت کی ابو یوسف سے کہ ابو حنیفہ سے جب کوئی حاجت پیش
کرتا تھا آپ قضاے حاجت کردیتے تھے وعن ابن المبارک قال قلت لسفیان الثوری ما ابعد ابا حنیفۃ من الغیبۃ
ما سمعتہ یغتاب عدوا لہ قط فقال واللہ ہو اعقل من ان یسلط علی حسناتہ ما یذہب بہا اور عبد اللہ بن مبارک کر
روایت کی کہ کہا مین نے سفیان ثوری سے بطور تعجب کے کہ ابو حنیفہ کو نہین سنا مین نے کسی کی غیبت کرتے ہوئے
حتی کہ اپنے دشمن کی بھی غیبت نہین کرتے ہین پس کہا سفیان ثوری نے وہ بڑے عقلمند ہین نہین چاہتے ہین
کہ اونکی نیکیان دوسرے کے پاس چلی جاوین یعنے حدیث مین وارد ہوا ہے کہ غیبت کرنے والے کی نیکیان
اوسکو ملجاتی ہین جسکی وہ غیبت کرتا ہے اسیوجہ سے ابو حنیفہ کسیکی غیبت نہین کرتے ہین کہ اونکے نیک کامون پر
دوسرا شخص مسلط نہو جاوے ان عبارت سے کمال مرتبہ جلالت وفضیلت امام ابو حنیفہ رحمہ کی تصریحات
اکابر محدثین وعلماء تابعین ثابت ہوئی اور معلوم ہوا کہ جمیع صفات کمالیہ مین امام کو مرتبہ علیا حاصل تھا
عبادت کی وہ کیفیت حسن خلق وسخاوت کی وہ حالت اتباع شریعت واتقا و پرہیزگاری کی وہ کیفیت
ویسا ہی اور عبارات محدثین وفقہاء کی اگر لکھی جاوین تو ایک دفتر طویل ہوجاوے خدا جانے ان جہلاء کی

آنکھون پر کیسے پردے پڑے ہین کہ باوجود اسکے کہ تمام محدثین و علماء معتبرین امام کے مداح و ثنا خوان ہین مگر وہ
کچھ نہین دیکھتے ہین وہی محدثین اور مورخین جو بخاری و مسلم کے مناقب لکھ گئے وہی امام کے بھی مناقب لکھ گئے
مگر جہلاء متعصبین جب فضیلت بخاری اور مسلم کا ذکر آتا ہے تو ان محدثین کے کلام کو اگر چہ بے سند ہو انہی سند
گردانتے ہین اور جب امام کا ذکر آتا ہے تو انہین محدثین کے کلام کو اگر چہ باسند ہو نہین مانتے ہین جہلاء تو جہلاء انکے علماء
کی بھی یہی کیفیت ہے کہ جہان تک ممکن ہوا امام ابوحنیفہ کے معائب ذکر کرنے پر تیار ہوتے ہین اور عبارات
مناقب کو درگذاشت کر جاتے ہین ؎ خود پرست ہوگیا ہے اک عالم * نفس کو اپنے جانتا ہے صنم + مؤلف
معیار کو دیکھیے جتنی عبارتین امام کی نقصان فضیلت پر دال ہین جھٹ پٹ لکھدین اور جو عبارتین محدثین کی
اونکا کمال منقبت پر دال ہین وہ ملاحظہ سے نہ گذرین نہین نہین عمداً چھوڑ دین تہذیب الاسماء سے ایک عبارت
ابو اسحق شیرازی کی نقل کر دی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوحنیفہ تابعی نہین ہین اور اوسکے متصل تہذیب الاسماء
کی عبارت جسمین بشہادت خطیب بغدادی جو بڑا محدث جلیل القدر ہے امام کی تابعیت مذکور ہے اوڑا دی فاضل
قنوجی نواب بھوپالی نے جنکے باب مین یہ مثل مشہور ہے فاز بالمعروج بالفروج تو قسم کھا لی ہے کہ ہر تصنیف مین
اپنے وہ معائب امام کا ذکر کر دیتے ہین اور مناقب صحیحہ کو واگذاشت کر جاتے ہین بے دھڑک لکھدیا کہ ابوحنیفہ
کی بضاعت حدیث مین مزجاۃ ہے اور یہ نہ خیال کیا کہ اکابر محدثین اس قول کی تکذیب کر چکے ہین سب معتبر
مورخین و محدثین اس بات کے قائل ہین کہ ابوحنیفہ قیاس عند الضرورۃ کرتے تھے پہلے قرآن و حدیث و آثار
صحابہ سے حکم مسئلہ تلاش کرتے تھے جب نہین پاتے تھے قیاس کرتے تھے اور یہ بھی سب لکھتے ہین کہ ابوحنیفہ
روایات حدیث مین معتبر ہین پھر بھلا اونکی قلت مہارت کی حدیث مین کیا معنے ہان روایات حدیث جسقدر
اور ائمہ نے کین ابوحنیفہ سے نہین ہوئین اوسکے چند اسباب ہین ایک یہ کہ ابوحنیفہ کے زمانے مین احادیث
کی روایت کرنی اور جمع کرنی کا طریقہ نہ تھا اور بعد اونکے اور ائمہ کے زمانے مین رواج فن حدیث کا بہت ہوا شرقاً
و غرباً محدثین نے سفر کرنا شروع کیا اور روایت حدیث و تصنیف کا طریقہ شائع ہوا اسوجہ سے ابوحنیفہ کیا
بلکہ اکثر مجتہدین ہمعصر ابوحنیفہ کو روایات حدیث کا کم اتفاق ہوا اس سے یہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ اونکی
ہمت حدیث مین پست تھی اور راے اونکی سست تھی دوسری یہ کہ روایت حدیث مین اونکو کمال احتیاط کی
وجہ سے یہ امر مد نظر رہتا تھا کہ جب تک وہ حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے اونکے زمانہ تک
بذریعہ خیار صحابہ و تابعین نہ پہونچے اوسکی روایت نہین کرتے تھے اسوجہ سے اونکی روایتین بہ نسبت اور محدثین کے
کم ہوئین تیسری یہ کہ جب تک حدیث یاد نہو اسوقت تک وہ روایت کو جائز نہین رکھتے تھے اور غایت احتیاط
کی وجہ سے یہ راے اونکی تھی کہ اگر کوئی شخص اپنے شیخ سے حدیثین سنکے لکھ رکھے اور بعد ایک عرصہ کے اوسکو

کاغذ کو دیکھے اور یقیناً سمجھے کہ میرا ہی خط ہے اسمین کچھ فرق نہین ہے تب بھی اوسکو روایت کرنا نہین جائز ہے
جب تک اوسکو یاد نہ آوے جیسا کہ فتح القدیر مین بحث قرأت خلف الامام مین مسطور ہے فبطل رد المتعصبین
وتضعیف بعضهم بنسبته الی حنیفة مع تضییقه فی الروایة الی الغایة حتے انه شرط التذکر لجواز الروایة بعد علم انه خطه ولم یشترط
الحفاظ هذا ولم یوافقه علیه صاحباه انتهی جو یہ تہی یہ کہ بعض کتب مین مذکور ہے کہ ابو حنیفہ روایت حدیث بالمعنی کو جائز نہین
رکہتے تہے بلکہ جب تک خاص وہ لفظ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلا ہے یاد نہو روایت
کرنا درست نہین رکہتے تہے پس بسبب ان شروط احتیاطیہ کے جو کہ علامت کمال تقوے ابو حنیفہ کی ہین
اونسے روایات حدیث کم واقع ہوئین اس سے یہ سمجہنا کہ ابو حنیفہ کی بضاعت حدیث بین مزجاة ہے
خلاف عقل ہے الحاصل کلام فاضل قنوجی اس بحث مین قابل سماعت کے نہین ایسا کلمہ وہی لکہیگا اور وہی
تسلیم کریگا جو جاہل ہوگا یا متعصب ہوگا اس سے بڑہ کے اور سنیے فاضل قنوجی نے ابجد العلوم مین انجد ان
نینکے آنکہہ بند کرکے تحریر فرما دیا لم یرا احدا من الصحابة باتفاق اهل الحدیث انتهی یعنے نہین دیکہا ابو حنیفہ نے
کسی صحابی کو باتفاق محدثین کے باوجودیکہ خود ہی اپنے رسالہ حیطہ مین ایسی عبارتین لکہدین جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ بعض محدثین نے امام کے تابعی ہونے کی اور صحابہ کو دیکہنے کی تصریح کی ہے اگر یہی بہول چہک ہے
تو اندہیرا ہوگا چار جانب سے بہت آپ کو بہیرا ہوگا ردِ اسکی تفصیل تمام مؤلف ابراز الغی نے ابراز الغی
مین کردی ہے خدا اوسکو جزاے خیر دے جسکو شوق ہو ابراز الغی دیکہہ لے اور عبارات نودی و شعرانی
وغیرہ سے یہ قول بہی فاضل قنوجی کا اتحاف النبلاء مین لیکن درین شک نیست کہ مقلدین مذہب ابو حنیفہ
درمناقب وے سلوک سبیل مبالغہ کردہ اند تا آنکہ بعضے نوشتہ اند کہ چہل سال بوضوے عشا نماز صبح گذرانید
ودر عامہ لیالی تمام قرآن در یک رکعت ختم میکرد وسی سال افطار نمودہ و پنجاہ و پنج حج گذاردہ اینہمہ غلو قبیح است
انتہی مردود ہو گیا نودی اور عبدالوہاب شعرانی اور خطیب بغدادی اور وہ لوگ جنسے انہون نے نقل کیا ہے
مقلدین مذہب ابو حنیفہ سے نہ تہے حال آنکہ یہ مناقب یہ سب ہی لکہہ گئے آپ غور کیجیے کہ یہ غلو کسکا ہے
حنفیہ کا یا مولف اتحاف کا اگر کوئی کہے کہ محدثین جو مناقب بخاری مین لکہہ گئے کہ جب اونہون نے صحیح
تصنیف کی ہے ہر حدیث کے بعد وضو کرکے دو رکعت نماز پڑہتی اور پہر ایک حدیث لکہتے تہے اور ایسے ہی اور
مناقب جو اونکے محدثین لکہہ گئے وہ سب غلو قبیح ہے اور خانہ ساز محدثین کی باتین ہین پس آپ جو اسکا جواب
دیجئے وہی ادہر سے بہی سمجہہ لیجئے فرق کی کوئی وجہ نہین ہے یا یان نہین جدال کا انصاف شرط ہے
بے اصل بات الشنہ گرگین کا فرط ہے اور اس قول کا کہ ابو حنیفہ کو مداخلت علم حدیث مین کم تہی ابن
خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ مین اچہی طرح سے ابطال کر دیا ہے عبارت اونکی یہ ہے وقد تقول بعض المتعصبین

یعنی جناب مولانا ابوالحسنات محمد عبد الحی صاحب دام فیضہ ۱۲

بالمتعسفین الی ان منہم من کان قلیل البضاعۃ فی الحدیث فلہذا قلت روایتہ یعنے بعض متعصبین کہ ائمہ سے
بغض رکھتے ہین کہا کہ بعض ائمہ کو جیسے ابوحنیفہؒ علم حدیث مین کم دخل تہا اسیوجہ سے روایتین حدیث کی اونکی
کم ہوئی ہین ولا سبیل الی ہذا المعتقد فی کبار الائمۃ لان الشریعۃ انما تؤخذ من الکتاب والسنۃ ومن کان قلیل
البضاعۃ من الحدیث فیتعین علیہ طلبہ وروایتہ والجد والتشمیر فی ذلک لیاخذ الدین عن اصول صحیحۃ ویتلقی الاحکام
عن صاحبہا المبلغ لہا وانما قلل منہم من قلل الروایۃ لاجل المطاعن التی تعترضہ فیہا والعلل التی تعرض فی طرقہا
سیما والجرح مقدم عند الاکثر فیودیہ الاجتہاد الی ترک الاخذ بما یعرض مثل ذلک فیہ من الاحادیث وطرق الاسانید
ویکثر ذلک فتقل روایتہ لضعف فی الطرق ہذا مع ان اہل الحجاز اکثر روایۃ للحدیث من اہل العراق لان المدینۃ
دار الہجرۃ وماوی الصحابۃ ومن انتقل منہم الی العراق کان شغلہم بالجہاد اکثر والامام ابوحنیفہ انما قلت روایتہ
لما شدد فی شروط الروایۃ والتحمل وضعف روایۃ الحدیث الیقینی اذا عارضہا الفعل النفسی وقلت من اجلہا روایتہ
فقل حدیثہ لا انہ ترک روایۃ الحدیث متعمدا فحاشاہ من ذلک ویدل علے انہ من کبار المجتہدین فی علم الحدیث
اعتماد مذہبہ فی ما بینہم والتعویل علیہ واعتبارہ ردا وقبولا واما غیرہ من المحدثین وہم الجمہور فتوسعوا فی الشروط
وکثر حدیثہم والکل عن اجتہاد وقد توسع اصحابہ من بعدہ فی الشروط وکثرت روایتہم وروی الطحاوی فاکثر
وکتب مسندہ انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ حضرت ائمہ مجتہدین کی شان مین کہ منجملہ اونکے ابوحنیفہ بہی ہین ہرگز
یہ خیال نہین ہوسکتا ہے کہ اونکو حدیث کی طرف توجہ کم تہی اسوجہ سے کہ احکام شرعیہ قرآن وحدیث سے
ماخوذ ہین اور اجتہاد مین شرط ہے کہ قرآن وحدیث مین مداخلت تامہ ہو اور جب علم قرآن وحدیث
واجب ہے تو معلوم ہوا اجتہاد سے اوسکا استخراج کیا جاوے پس مجتہد پر فرض ہے کہ طلب احادیث اور
تتبع روایات کرے ورنہ وہ قیاس کیونکر کرسکتا ہے اور ابوحنیفہؒ کے مجتہد ہونے مین کسیکو گفتگو نہین ہے
پس بالضرورۃ انکی توجہ حدیث کی طرف ناقص نہین ہوسکتی ہے اور دلیل قوی انکے مجتہد ہونے پر اور علم
حدیث مین ماہر ہونے پر یہ ہے کہ جملہ مجتہدین ومحدثین انکے اقوال پر اعتبار کرتے ہین اور جب اور مجتہدین
انکے اقوال سے بحث کرتے ہین انکے بہی اقوال سے خواہ بطور رد کے خواہ بطور قبول کے بحث کرتے ہین اگر
انکو علم حدیث مین مہارت نہوتی اور اجتہاد کا مرتبہ انکو حاصل نہوتا انکے قول کا کوئی اعتبار نکرتا اور روایتین
حدیث کی جو اونہون نے بہ نسبت اور ائمہ کے کم کین اسکی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ بلاد عراق مین تہے اور
اور ائمہ بلاد عرب مین جیسے شافعی مکہ مین اور مالک مدینہ مین اور روایات حدیث کی کثرت جسقدر حرمین وغیرہ
مین ہوئی اوسقدر بلاد عراق وغیرہ مین نہین ہوئی دوسری وجہ یہ ہے کہ ابوحنیفہ کی شروط روایات مین شدید
ہین اور اعلیٰ تیر امام انکا بہ نسبت التزامات اور ائمہ کے قوی ہے اسوجہ سے تعداد انسے روایت کم ہوئی اور سوائے

اونکے اور ائمہ نے اس قسم کے التزامات نہین کیے اسوجہ سے روایت اونہون نے بکثرت کی بلکہ خود تلامذہ
امام ابوحنیفہ اور مقلدین مذہب حنفی نے اون شروط کا التزام نہین کیا اسیوجہ سے اونکے تلامذہ نے
بہت روایتین کین اور طحاوی حنفی نے بہت روایتین حدیث کی کین اور ایک مسند روایات ابوحنیفہ
کی تصنیف کی **قولہ** امام اعظم کو تو بجز سترہ حدیثون کے اور کوئی حدیث ہی نہین ملی چنانچہ عبدالرحمن بن
محمد بن خلدون نے اپنی کتاب تاریخ عبر دیوان المبتدأ والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر مین لکھا ہے
فابو حنیفہ یقال بلغت روایتہ الی سبعۃ عشر حدیث الخ **اقول** لعنۃ اللہ علی الکاذبین المتعصبین
مزن بے تامل بگفتار دم ٭ نکوگوی گر دیر گوئی چہ غم ٭ اس مقام پر کلام ہے بچند وجوہ **اول**
ابن خلدون کے کسی اور نے یہ مضمون نہین لکھا کہ ابوحنیفہ کو کل سترہ حدیثین پہونچین اور
کا قول اس باب مین معتبر نہین کیونکہ اوسکو علوم شرعیہ مین مہارت نہ تھی اور فن حدیث
مین مداخلت نہ تھی جیسا کہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی نے جو شاگرد رشید حافظ ابن حجر
ہین اپنی کتاب ضوء لامع فی اعیان القرن التاسع مین ترجمہ ابن خلدون مین لکھا ہے ولم یکن
الشرعیۃ انتہی ہان اگر کسی محدث معتبر یا کسی مورخ معتبر سے جو علم روایات حدیث وغیرہ مین مہا
اور کتب حدیث سے واقفیت ہو ایسا مضمون صادر ہوتا البتہ کچھ اعتبار اوسکا ہو سکتا تھا بجائے
کہ جینے تصانیف حدیث کو بنظر غور نہین دیکھا کیا جانے کہ ابوحنیفہ کی کسقدر روایات کتب حدیث
دوم یہ کہ خود ابن خلدون نے اس مضمون کا اعتبار نہین کیا بلکہ بلفظ یقال کہ جس سے اشارہ
کی طرف ہے لکھا پس ایسے قول ضعیف پر اور وہ بھی ایسے کا قول کہ جسکو خود مہارت فنون شرعیہ
اعتبار کرنا اور اوسکو درج کتاب کر دینا جیسا کہ نواب بھوپال سے اور اونہین کی تقلید کی وجہ سے
صادر ہوا ہر عاقل کے نزدیک قبیح ہے **سوم** یہ کہ اس عبارت ابن خلدون کے متصل جو دوسری عبا
ابن خلدون کی ہے جو ہمنے سابق نقل کی جسمین ابوحنیفہ کا ماہر ہونا فن حدیث مین مذکور ہے اور
کم روایت کرنے کی وجہ مسطور ہے معلوم نہین کسوجہ سے آپ نے واگذاشت کر دی ہان اس سبب
نہین لکھی کہ تا عوام کو منقبت وفضیلت امام مین شبہہ واقع ہوجاوے اور اسکا ثواب آپ کو
چہارم یہ کہ ابن خلدون کے نسخون مین اس مقام مین غلطی سے یہ عبارت واقع ہو گئی اوسپر اعتبا
کرنا بجز نواب بھوپال اور اونکے مقلدین کے کہ جو رطب و یابس سب جمع کر دیتے ہین اور صحیح و غلط مین اونکو
امتیاز نہین ہوتی ہے کسی آدمی کا کام نہین موطا کی شرح مین زرقانی نے امام کی روایات کی تعداد مین چند
قول لکھے ہین ایک پانچسو دوسری تین ہزار تیسری ایک ہزار اور چوتھی ایک ہزار سات سو پانچوین چھ سو

چھپا ۶۶۶ سنہ آور ایسے ہی اور محدثین بھی لکھ گئے پس ظاہر یہ ہے کہ ابن خلدون نے سبعمائۃ لکھا بغیر بات سہو
غلطی ناسخ سے سبعۃ عشر ہوگیا پنجم یہ کہ کل سترہ حدیثین امام کو پہونچنا محض خلاف عقل ہے اسکو تسلیم کرنا ایسا ہی
جیسے تسلیم کرنا اس امر کا کہ بخاری کو کل تین حدیثین ملین مسانید روایات امام اعظم سے اگر قطع نظر کیجاوے
اور صرف تصانیف تلامذہ امام کی دیکھی جاوین جنمین بذریعہ امام بسند مسلسل اخبار اور آثار مروی ہین جیسے
موطا اور کتاب الحجج اور سیر کبیر امام محمد کی اور کتاب الخراج امام ابو یوسف کی اور کتاب الآثار امام محمد کی
تو بھی صدہا روایات امام کی نکلین گی تیرہ روایتین تو امام سے بسند مسلسل صرف موطا ہی مین موجود ہین
مصنف ابن ابی شیبہ مین دیکھیے کسقدر ابوحنیفہ کے ذریعہ سے بسند متصل روایتین موجود ہین شرح معانی
الآثار اور مشکل الآثار طحاوی کے اور تصانیف دارقطنی اور تصانیف بیہقی وغیرہ دیکھیے کسقدر اوسمین
روایتین امام سے مروی ہین ششم یہ کہ زمانہ امام کا آخر زمانہ صحابہ کا اور شروع زمانہ تابعین کا تھا
اوس زمانے مین ایک ایک طفل مکتب کی صدہا حدیثین روایتین موجود ہین باینہمہ یہ کہنا کہ امام کو کل سترہ
حدیثین ملین خالی حماقت سے نہین ہفتم یہ کہ امام کے مجتہد ہونے مین کسیکو شبہہ نہین ہے اور ذکر اونکا
ذکر درمیان محدثین و مجتہدین کی کتب محدثین مین موجود ہے اگر اونکو کل سترہ حدیثین ملی ہوتین تو اونکا
کیونکر چلتا اور شہرہ اونکا مجتہدین مین کیونکر ہوتا ہشتم یہ کہ اور عبادات و معاملات سے قطع نظر
صرف نماز کو دیکھیے کہ اوسمین کسقدر فرض اور واجب اور سنت اور مستحب امام سے منقول ہین اور ظاہر ہے کہ
جزئیات قرآن مین منصوص نہین ہین پھر اگر امام کو بجز سترہ کے اور حدیث نہ ملی تو یہ سب احکام سنت
مستحب کے کہان سے اونھون نے بیان کیے اور تمام محدثین انکے اقوال کو کیونکر معتبر سمجھا کیے نہم یہ کہ
مشایخ امام کے بتصریح ابن حجر وغیرہ چار ہزار ہین اگر اوسکا اعتبار نہ کیجیے تو بقول جمال الدین مزی صاحب
تہذیب الکمال کہ جنکا قول تمام محدثین کے نزدیک مقبول ہے اسقدر ہین ابراہیم بن محمد بن منتشر اسمعیل
بن عبدالملک جبلۃ بن سحیم ابو ہند حارث بن عبدالرحمن ہمدانی حسن بن عبید اللہ حکم بن عتیبہ حماد بن ابی
سلیمان خالد بن علقمہ ربیعہ بن ابی عبدالرحمن زبید الیامی زیاد بن علاقہ سعید بن مسروق ثوری سلمہ
بن کہیل سماک بن حرب شداد بن عبدالرحمن قشیری شیبان بن عبدالرحمن طاؤس بن کیسان طریف
بن سفیان سعدی طلحہ بن نافع عاصم بن کلیب عامر سبیعی عبداللہ بن ابی حبیبہ عبداللہ بن دینار عبدالرحمن
بن ہرمز اعرج عبدالعزیز بن رفیع عبدالکریم بن ابی امیہ بصری عبدالملک بن عمیر علی بن ثابت انصاری
عطاء بن ابی رباح عطاء بن سائب عطیہ بن سعد عوفی عکرمہ مولے ابن عباس نافع مولا ابن عمر علقمہ بن مرثد
علی بن اقمر علی بن حسن عمرو بن دینار عون بن عبداللہ قابوس بن ابی ظبیان قاسم بن عبدالرحمن بن عبداللہ

بن مسعود قتادہ قیس بن سالم محارب بن دثار محمد بن زبیر حنظلی محمد بن السائب ابوجعفر محمد بن علی
محمد بن قیس ہمدانی محمد بن شہاب زہری محمد بن منکدر مکحول بن راشد مسلم بطین معین بن عبدالرحمن مقسم
منصور بن معتمر موسے بن ابی عائشہ ناصح بن عبداللہ یحیی ہشام بن عروہ الہیثم بن حبیب ولید بن ربیع
مخزومی یحیے بن سعید انصاری یحیے بن عبداللہ کندی یحیے بن عبداللہ ابی بریز یزید بن صہیب یزید بن عبدالرحمن
کوفی یونس بن عبداللہ ابو حصین اسدی ابوزبیر مکی ابوالسوادسلمی ابوعون ثقفی ابوسعید وغیرہ پس
اگر امام نے انمین سے ہر ایک سے ایک ایک حدیث روایت کی ہو تب بھی ستر حدیثین ہوتی ہین سترہ
چہ معنی دارد الغرض اس قول کے کہ امام کو کل سترہ حدیثین پہونچین بطلان کئی بات سے وجوہ ہین عقلاً
بھی یہ قول باطل ہے اور نقلاً بھی یہ قول باطل ہے اسکا اعتقاد کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی اعتقاد کرے
کہ بخاری کو کل تین چار حدیثین پہونچین اور یہ جو سب حدیثین صحیح بخاری مین ہین وہ بخاری کی جمع کی ہوئی
نہین ہین کسی دغا باز خانہ ساز نے ملادین ہین یا یون کوئی اعتقاد رکھے کہ یہ جو قرآن پاک ہے اسمین
صرف دو چار سورتین یا آیتین پروردگار کی ہین باقی سب بندگان خدا کی گڑہی ہوئی ہین حق جل شانہ
ہر ایک مسلمان کو اس قسم کے عقائد سے محفوظ رکھے اور بہکانے والون کے فریب سے بچا وے امین
تنبیہ یہ کہنا کہ کل سترہ حدیثین ملین ابوحنیفہ کے حق مین جو زمانہ صحابہ مین موجود تہے اور ہم
تہے اور بشہادت امام شافعی وغیرہ فقہ مین اونکا کمال مرافقت تہی ایسا ہی ہے جیسے صحیح بخاری
مین روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو کوفہ کا عامل بنایا اور
حمقاء اونسے ناخوش ہوے اور طرح طرح کے مطاعن اونکے حضرت عمر کو پہونچانے لگے اور مدینہ مین یہ
مختلف شکایتین کرتے رہے یہانتک کہ بعضون نے یہ بھی کہدیا کہ وہ نماز بھی اچھی طرح پڑہنا نہین
حضرت عمر نے سعد کو کوفہ سے بلوایا اور کہا کہ تمہاری شکایت اہل کوفہ نے بہت کی یہانتک کہ یہ بھی کہا
تمکو نماز بھی پڑہنا نہین آتی ہے تب سعد نے کہا کہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہین چہوڑتا
اور آپ ہی کے طریقہ پر نماز پڑہتا ہون بعد اسکے اونہون نے طریقہ اپنی نماز پڑہنے کا بیان کیا حضرت
عمر نے کہا یہی گمان تہا تمہارے ساتہ کہ تم آنحضرت کی اتباع نچہوڑو گے اور ہم تم اتباع شریعت مین معہ
رہو گے القصہ پہر سعد کوفہ کی طرف گئے اور جنہون نے انپر تہمت لگائی تہی اونکے حق مین بددعا کی اور
اونکی بددعا سے وہ لوگ مبتلا بلا ہو گئے پس ابوحنیفہ کے حق مین یہ کہنا کہ کل سترہ حدیثین اونکو
آتی تہین ایسا ہے جیسے اون احمقون نے کہا کہ سعد کو نماز بھی نہین آتی ہے بہلا کوئی عقلمند اسکو
باور کریگا کہ سعد بن ابی وقاص اکابر صحابہ سے ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضر اور سفر مین

بارہا ساتھ رہے اور عشرہ مبشرہ مین شمار کیے جاتے ہین اور بہت سی حدیثین اونکی تعریف مین وارد ہین
ویسے صحابی کو نماز پڑہنا بھی نہ آوے حالانکہ اوس زمانہ مین ادنے ادنے صحابی نماز اچھی طرح سے ادا کرتے تھے
بلکہ طفل مکتب بھی صحابہ کے اہل کوفہ سے بدرجہا بہتر عبادت اہتمام سے کرتے تھے پس ایسی ابوحنیفہ پر
یہ طعن کرنا کہ اونکو حدیثین نہین ملین بجز سترہ کے ہم پوچھتے ہین کہ اگر اتنی ہی حدیثین اونکو ملین تو وہ فقیہ
کیونکر تسلیم کیے گئے اور امام شافعی وغیرہ بڑے بڑے محدثین اور مجتہدین اونکی فقاہت کی توصیف کیون کرگئے
کیا ان تعریف کرنے والون کو اتنا نہین معلوم تھا کہ فقاہت تو نام ہے ایسی قوت استعداد کا جسکی وجہ سے
انسان دلائل شرعیہ سے مسائل کا استخراج کرسکے صرف مسائل کو یاد کرلینا یا عقل اور اپنی راے مین جو کچھ
آوے بک دینا اور امور شرعیہ مین دخل در معقول کرنا اس سے انسان فقیہ نہین ہوجاتا اسیوجہ سے
کتب اصول جیسے توضیح وتلویح اور تحریر الاصول وغیرہ مین تفصیل تمام مذکور ہے کہ مقلد جو کسی امام کے قول کی
اتباع کرے اور خود اوسکو قوت اس امر کی نہو کہ وہ مسائل دلائل شرعیہ سے استنباط کرسکے اگرچہ وہ بڑا عالم ہو
اور صدہا مسائل اوسکی زبان پر ہون ہرگز فقیہ نہین ہوسکتا ہے جب تک کہ اوسمین قوت استنباط کی حاصل
نہوے عالم ہونا اور حافظ مسائل شرعیہ ہونا اور مفتی ہونا اور کتب فقہیہ دیکھکر حکم مسئلہ نکال دینا اور شی ہے
اور فقاہت اور شئے ہے پس جب ابوحنیفہ کو فقط سترہ حدیثین ملین تو وہ فقیہ نہین ہوسکتے ہین کیونکہ دلائل
احکام شرعیہ کے چار ہین قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس اور قیاس مین یہ شرط ہے کہ جب کسی
اور دلیل سابق سے حکم نہ ملے تب مجتہد قیاس کرے اور قرآن پاک کے بھی صدہا مضامین ایسے ہین کہ وہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیان اور تفصیل پر موقوف ہین پس جو شخص سولہ سترہ حدیثون کے سوا
اور کچھ علم حدیث نرکھتا ہوگا اوسکو نہ تو قرآن پر اچھی طرح سے اطلاع ہوگی نہ قیاس اوس سے بن پڑیگا
نہ استعداد اوسکو استنباط مسائل کی دلائل شرعیہ سے حاصل ہوگی بجز اسکے کہ وہ دخل در معقول کرکر
اور گھر مین بیٹھ کے جو کچھ دل مین آوے بکدے اور کچھ اوس سے نہ بن پڑے گا نہ وہ مجتہد ہوسکتا ہے
نہ فقیہ ہوسکتا ہے پھر کیا سبب ہے کہ ابوحنیفہ کو تمام محدثین فقیہ اہل عراق لکھتے ہین اور امام شافعی
بڑے طمطراق سے تمام عالم کو فقاہت مین ابوحنیفہ کے محتاج بتاتے ہین اور بکلمہ الناس فی الفقہ عیال
علی ابی حنیفۃ کہ رہے ہین اب یا تو معاذ اللہ یہ سب مجتہدین اور محدثین جھوٹے اور احمق اور نا سمجھ ہین
اور بے سمجھے بوجھے ایک ایسے شخص کو جسکو علم حدیث مین مہارت کیسی سترہ حدیث کے سوا اور کچھ اوسکو
نصیب نہین ہوا فقیہ کہ رہے ہین اور دفتر حفاظ حدیث مین اوسکو شمار کرتے ہین اور یا وہی جھوٹھا
اور احمق اور نا سمجھ ہے جو ایسا کلمہ کہتا ہے ہر انصاف پسند وعقلمند سے ہمکو یقین ہے کہ شق ثانی کو

کوئی یہ نہ کہیگا اور ہر شخص یہی کہہ دیگا کہ ابوحنیفہ کی طرف یہ نسبت کرنا ہی رستہ حدیث کے سوا اونکو کچھ نہیں ملا
تو جھوٹ چھوٹا ہے ایسی سے دلون پر جسقدر مصائب و آفات دنیا مین پہونچتے ہین اور جسقدر کہ دنیا مین
وہ رسوا اور ذلیل ہوتے ہین یہانتک کہ نوبت عدالت آتی ہے زجر و توبیخ اونپر حکام کی طرف سے کیجاتی ہے
وہ سب جزا انہین خرافات کی ہے مگر افسوس کہ اونکو ابتک تنبہ نہین ہوتا ہے اور یہ پردہ غفلت کا
دور نہیں ہوتا ہے شعر آدمیان گم شدند ملک خدا خر گرفت + انا للہ و انا الیہ راجعون **قولہ** محدثین
کے دفتر مین ابوحنیفہ کا کہین نام بھی نہین ہے اور کتب صحاح ستہ مین انکی روایت کا کہین نشان بھی
نہین **اقول** کیا صحاح ستہ تمام و کمال حدیثون کے حاوی ہین کیا انکے سوا جو اور کتب حدیث کے ہین
وہ سب محض غیر معتبر ہین جیسے تصانیف دارقطنی و بیہقی و ابونعیم و طحاوی و دیلمی و دارمی و ابن جریر طبری
و ابن ابی شیبہ و عبد الرزاق و ابویعلے و ابن خزیمہ و ابوالشیخ اصفہانی و ابن حبان بستی و ابن عبد البر
و ابن المنذر و ابن عدی و ابن عساکر دمشقی و محمد بن حسن شیبانی و ابو یوسف کوفی و ابن ابی عاصم و ابن
ابی اسامہ و امام احمد و امام مالک و اسحق بن راہویہ و یعقوب بن شیبہ و محی السنۃ بغوی و ابوداؤد طیالسی
و بقی بن مخلد قرطبی و ابوالعباس السراج و بزار و مسدد بن مسرہد و ابن ابی الدنیا و ابن مردویہ و شہاب
قضاعی و سعید بن منصور و حکیم ترمذی و ابو مسلم کشی و طبرانی و حاکم و ابوعوانہ و ضیا مقدسی و عبد بن حمید
وغیرہم ہرگز نہین صدہا حدیثین ہین کہ صحاح ستہ مین اونکا نشان بھی نہین اور وہ صحیح یا حسن ہین
اور یہ جو مشہور ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری ہے پھر صحیح مسلم پھر اور کتب صحاح ستہ اسکا
یہ مطلب نہین کہ سوا انکے اور کتابون کی حدیثین سب غیر معتبر ہین بلکہ غرض اوس سے فضیلت
باعتبار صحت کے ہے اور ثمرہ اوسکا بوقت تعارض ظاہر ہوتا ہے یعنی جب ایک حدیث صحیحین کی ہووے
اور مخالف اوسکے دوسری کتاب مین حدیث ہو تو حدیث صحیحین کی مقدم ہوگی تفصیل اس امر کی کتب
اصول حدیث مین جیسے شرح الفیہ و شرح نخبہ مین موجود ہے اور محدثین اپنی کتب مین تصریح
کر گئے ہین کہ سوائے صحاح ستہ کے اور کتب حدیث مین بھی احادیث صحیحہ اور حسنہ معتبرہ موجود ہین ہرگاہ
یہ امر ثابت ہوا پس صحاح ستہ مین امام ابوحنیفہ کی روایت کا نہونا کیا مضر ہوگا اور اس سبب سے اونکو محدثین
سے خارج کر دینا کب صحیح ہوگا بہت سے اعاظم صحابہ ہین کہ اونسے روایت صحاح ستہ مین نہین بہت سے
تابعین اور مجتہدین وہ ہین کہ اونکی روایت ان کتب مین نہین پھر کیا یہ سب اس وجہ سے اس قابل ہین
کہ نام انکا اکابر سے خارج کر دیا جاوے اور محدثین مین انکا شمار نہ کیا جاوے امام ابوحنیفہ کی روایتین
اگر ان کتابون مین نہ ہوئین تو کچھ حرج نہین صدہا کتب حدیث مین انکی روایتین موجود ہین اور صدہا

محدثین انکی روایات کو معتبر سمجھتے ہین اور یہ قول آپکا کہ محدثین کے دفتر مین ابو حنیفہ کا کہین نشان نہین
اس سے کیا مراد ہے اگر یہ مراد ہے کہ صحاح ستہ مین انسے روایت نہین تو کچہ مضر نہین کیا دفتر
محدثین منحصر صحاح ستہ ہی مین ہے کیا اور کتابون حدیث کے مصنفین محدث نہین ہین پس اگر ابو حنیفہ
کی روایت صحاح ستہ مین نہین اور اور کتب حدیث مین موجود ہے نام انکا دفتر محدثین مین موجود رہا
اور اگر یہ مراد ہے کہ مورخین جہان محدثین کا ذکر کرتے ہین وہان ابو حنیفہ کا نام نہین لیتے ہین تو محض
غلط ہے دیکھو ذہبی کے تذکرۃ الحفاظ مین ابو حنیفہ کا نام نامی اور حال سامی مذکور ہے اور انکا محدثین
مین انکا ہونا مسطور ہے اسیطرح سے اور مورخین ومحدثین بہی تذکرہ انکا محدثین کے ساتہ کرتے ہین
اور باب روایات مین انکو معتبر سمجہتے ہین تحقیق اسکی سابقا گذر چکی اور سند اسکی مذکور ہوچکی بقدر
ضرورت یہان بہی چند عبارات ملاحظہ کیجیے جس سے یہ امر صاف ثابت ہے کہ ابو حنیفہ کا نام دفتر
محدثین مین موجود ہے جواہر منیفہ مین ہے قد اثنی علی الامام جماعۃ من الائمۃ ہم عدول ہذہ الامۃ
یعنی بتحقیق مدح وثنا کی ہے امام ابو حنیفہ کے ایک گروہ ائمہ نے جو اکابر اور عادلین امت محمدیہ سے ہین
فقد روی عباس الدوری قال سمعت یحیی بن معین یقول اصحابنا یفرطون فی ابی حنیفۃ واصحابہ فقیل لہ
اکان یکذب قال لا پس بتحقیق روایت کیا عباس بن محمد دوری نے کہ سنا مین نے یحیی بن معین سے
کہتے تہے وہ کہ ہمارے اصحاب بہت تفریط کرتے ہین ابو حنیفہ اور انکے تلامذہ کے باب مین اور
اونکے مراتب کو گہٹا دیتے ہین پس پوچہا کسی نے ابن معین سے کہ کیا ابو حنیفہ روایات حدیث مین
جہوٹ بولتے تہے کہا ابن معین نے نہین وذکر محمد بن الحسین الموصلی الحافظ فی آخر کتاب فی الضعفاء اور
ذکر کیا حافظ حدیث محمد بن حسین موصلی نے اپنی کتاب الضعفاء کے آخر مین قال یحیی بن معین ما رایت
احدا اقدمہ علی وکیع وکان یفتی برای ابی حنیفۃ وکان یحفظ حدیثہ کلہ وکان قد سمع من ابی حنیفۃ حدیثا
کثیرا کہا یحیی بن معین نے نہین دیکہا مین نے کسیکو کہ افضل ہو وکیع بن جراح کوفی سے اور تہے وکیع شاگرد
ابو حنیفہ کے اور اونسے بہت حدیثین سنی تہین اور اونکی کل حدیثین انکو محفوظ تہین اور فتوی دیتے تہے
وکیع ساتہ اقوال ابو حنیفہ کے قال وقیل لیحیی بن معین یا ابا بکر یا ابو حنیفۃ کان یصدق فی الحدیث
قال نعم صدوق کہا موصلی نے کہ پوچہا یحیی بن معین سے ایک شخص نے کہ ابو حنیفہ روایات حدیث مین سچے تہے
یا نہین کہا ہان وہ صدوق تہے قال وقیل لیحیی بن معین ایما احب الیک ابو حنیفۃ او الشافعی وابو یوسف
القاضی کہا موصلی نے اور پوچہا کسی نے یحیی بن معین سے کہ تمہارے نزدیک کون شخص ان تینون سے
پسندیدہ اور بہتر ہے ابو حنیفہ اور شافعی اور ابو یوسف فقال اما الشافعی فلا احب حدیثہ واما ابو حنیفۃ فقد حدث

عنه قوم صالحون وابو یوسف لم یکن من اہل الکذب وکان صدوقا ولکن لیستفاذنی حدیثہ یجری ناس کما
یحیی بن معین نے کہ امام شافعی کی روایات کو میں پسند نہیں رکھتا ہون اور ابو حنیفہ سے ایک گروہ نے روایت
کی ہے اور انکو معتبر سمجھا ہے اور ابو یوسف نہ تھے ارباب کذب سے اور تھے روایات میں سچے
وقال الحسن بن علی الحلوانی قال لے شبابۃ بن سوار کان شعبۃ حسن الرائے فی ابی حنیفۃ اور کہا حسن
بن علی حلوانی نے کہ کہا مجھسے شبابہ بن سوار نے کہ شعبہ تھے خوش عقیدہ امام ابو حنیفہ کے حق میں وقال علی
بن المدینی ابو حنیفۃ روی عنہ الثوری وابن المبارک وحماد بن زید وہشیم ووکیع بن الجراح وعباد بن العوام
وجعفر بن عون وہو ثقۃ لا بأس بہ اور کہا علی بن مدینی نے کہ ابو حنیفہ ثقہ تھے روایت کیا اونسے سفیان ثوری
اور عبد اللہ بن مبارک اور حماد بن زید اور ہشیم اور وکیع بن جراح اور عباد بن عوام وجعفر بن عون وغیرہ نے
وقال یحیی بن سعید ربما استحسنا الشئے من قول ابی حنیفۃ فنأخذ بہ وقد سمعت من ابی یوسف الجامع الصغیر
کہا یحیی بن سعید قطان نے کہ ہم بعض اقوال ابو حنیفہ کو پسند کرتے ہین اور اوسپر فتوے دیتے ہین اور ہم
اونکے شاگرد ابو یوسف سے جامع صغیر میں نے سنی ہے وقال ابن عبد البر فی کتاب العلم اور کہا ابن عبد البر نے
کتاب العلم میں حدثنی عبد اللہ بن محمد بن یوسف خبر دی مجکو عبد اللہ بن محمد بن یوسف حدثنا ابن رحمون
خبر دی ابن رحمون نے قال سمعت محمد بن بکر بن داسۃ یقول کہا اونہون نے کہ سنا میں نے محمد بن بکر بن داسۃ
تلمیذ ابو داؤد سے کہ کہتے تھے سمعت ابا داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی یقول سنا میں نے ابو داؤد
سلیمان بن اشعث صاحب سنن سے کہ کہتے تھے رحم اللہ مالکا کان اماما رحم اللہ الشافعی کان اماما رحم اللہ
ابا حنیفۃ کان اماما رحم کرے اللہ امام مالک پر کہ تھے وہ امام مقتدی اور رحم کرے امام شافعی پر کہ تھے
وہ امام اور رحم کرے اللہ ابو حنیفہ پر کہ تھے وہ امام وروی البرقانی قال اور روایت کیا برقانی نے کہا
اونہون نے اخبرنا ابو العباس بن حمدون خبر دی ہمکو ابو العباس بن حمدون نے قال حدثنا محمد بن
ایوب کہا اونہون نے کہ خبر دی ہمکو محمد بن ایوب نے حدثنا محمد بن الصباح کہا اونہون نے خبر دی ہمکو
محمد بن صباح نے قال سمعت الشافعی محمد بن ادریس کہا اونہون نے کہ سنا میں نے امام شافعی سے کہ کہتے تھے
قیل لمالک بن انس ہل رایت ابا حنیفۃ قال نعم رایت رجلا لو کلمک فی ہذہ الساریۃ ان یجعلہا ذہبا لقام بحجتہ
کسی نے پوچھا امام مالک سے کہ آپ نے ابو حنیفہ کو دیکھا ہے فرمایا اونہون نے ہان وہ ایسا شخص ہے کہ اگر دعوی
کرے کہ یہ ستون سونے کا ہے اوسکو دلیل سے ثابت کر دیگا وقرأت فی کتاب خلاصۃ الاثر للمحبی اور دیکھا
میں نے خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر میں جسکی لی بعض العلماء وانا مکۃ شمس الدین شہاب احمد بن
عبد اللطیف البشبیشی الشافعی روایتہ عن الامام شمس الدین محمد بن علاء الدین البابلی الشافعی وکان قد سمعت بالحفظ

والاتفاق انه کان یقول اذا سئلنا عن افضل الائمة نقول انه ابو حنیفة انتہی نقل کیا مجھسے بعض علمانی مکہ معظمہ مین
شہاب الدین احمد بن عبد اللطیف البشیشی شافعی سے اونہون نے نقل کی شمس الدین محمد بن علاء بابلی شافعی سے کہ وہ
کہتے تھے جب ہمسے کوئی یہ پوچھے کہ سب ائمہ مین کون امام افضل ہے تو ہم کہینگے کہ امام ابو حنیفہ اب ان عبارات کو
اور عبارات سابقہ کو بغور ملاحظہ کرکے اور نفسانیت کو یکطرف کرکے ارشاد فرمائیے کہ با اینہمہ ابو حنیفہ کا
دفتر محدثین مین ثقات ہونا کون تجویز کریگا اور اونکو فن حدیث مین کون غیر معتبر سمجھیگا مگر ہان وہ شخص
جسکا دماغ سوداء تعصب وجہالت سے بھرا ہوگا باعث درہم اپنی بات کی پچ کرتا ہوگا حق یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کی مثل
اس باب مین مثل حضرت علی مرتضے رضی اللہ عنہ کے ہے حدیث مین وارد ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت علی سے فرمایا کہ تمہارے بابت مین دو گروہ ہلاک ہوجاوینگے ایک محب مفرط جو باب محبت مین حد سے
تجاوز کرجاویگا اور ایک مبغض مفرط جو باب بغض مین حد سے تجاوز کریگا چنانچہ موافق فرمانے ان حضرت کے
دو فرقے گمراہ ہوگئے ایک تو وہ فرقہ جسنے حضرت علی سے ایسی محبت کی کہ اونکو انبیا سے افضل کہا بلکہ جبرئیل
امین کی خطا کا قائل ہوگیا اور مستحق نبوت مولے علی کو کہنے لگا بلکہ ایک گروہ حضرت علی کی خدائی کا بھی قائل ہوگیا
دوسرا وہ فرقہ جسنے حضرت علی پر طعن و لعن کرنا شروع کیا اور ہر فضیلت مین اونکو ناقص سمجھنے لگا اور اس
باب مین حضرت علی کو وراثت حضرت عیسے علی نبینا وعلیہ الصلوة والسلام کے مقتضاے العلماء ورثة الانبیاء کی
کیونکہ حضرت عیسے کے باب مین بھی دو فرقے ہلاک ہوگئے ایک تو وہ جسنے انکو خدا کہدیا یا خدا کا بیٹا بنا دیا
دوسرے وہ جسنے انکی نبوت کو تسلیم نہین کیا اور [illegible] اسیطرح امام ابو حنیفہ کے باب مین بھی دو
گروہ ہلاک و خرابی مین پڑے ایک تو وہ جسنے انکی مدح مین ایسا غلو کیا کہ انکو استاد حضرت خضر علی نبینا وعلیہ
الصلوة والسلام کا کہدیا اور امام مہدی اور حضرت عیسے کو انکا مقلد بنا دیا دوسرا وہ گروہ جسنے انکا نام دفتر
محدثین سے نکال دیا اور انکے ذکر معائب مین سرگرم رہا حق جل شانہ اپنے بندون کو اس افراط و تفریط سے
محفوظ رکھے اور بادیہ ضلالت و ہلاکت سے نکال کے راہ متوسط کی ہدایت کرے ہمکو اول فرقہ سے چندان
تعجب نہین اسوجہ سے کہ اوس گروہ کے وہ لوگ ہین جو تحقیق کتب حدیث و دفاتر محققین سے عاری ہین
اور سنی سنائی بات لے اوڑتے ہین اور جس کتاب مین اگرچہ غیر معتبر ہو کوئی فضیلت امام اعظم کی دیکھی
اوسکا بدون تفتیش و تنقیح کے اعتقاد کر لیتے ہین پس ایسے لوگ اگر امام کے فضائل مین مبالغہ کرین تو کچھ عجب
نہین بڑا عجب دوسرے فرقہ سے ہے کہ اس فرقہ کے لوگ دعوے مہارت حدیث کا کرتے ہین اور اتباع سنت کا
دم بھرتے ہین اور تحقیق و وسعت علم کے غلغلے مچا رہے ہین با اینہمہ انکو بسبب شدت تعصب کے [illegible]
کہ امام کا ذکر دفاتر محدثین مین موجود ہے اور قول انکا باب جرح و تعدیل و تفسیر حدیث مین معتبر ہے اور تمام

محدثین غیر متعصبین کو انکی فقاہت وثقاہت ووثاقت کا اقرار ہے خیرات حسان مین ہے قال ابو یوسف
ما رأیت أعلم بتفسیر الحدیث من ابی حنیفة وکان ابصر بالحدیث منی کہا ابو یوسف نے نہین دیکھا مین نے زیادہ
جاننے والا معانی حدیث کو ابو حنیفہ سے اور تھے وہ بہت سمجھدار احادیث کے مجھسے وفی جامع الترمذی عنہ ما رأیت
اکذب من جابر الجعفی ولا افضل من عطاء بن ابی رباح اور جامع ترمذی ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ اونہون نے جرح
جابر جعفی کی کی اور کہا کہ اوس سے زیادہ جھوٹ بولنے والا مین نے کسیکو نہین دیکھا اور عطاء کی توثیق مین کہا
کہ اونسے بہتر مین نے نہین پایا وروی البیہقی عنہ انہ سئل عن الاخذ عن سفیان الثوری فقال اکتب عنہ فانہ ثقة
اور روایت کی بیہقی نے ابو حنیفہ سے کہ اونسے کسی نے پوچھا سفیان ثوری کے حال سے پس کہا اونہون نے
کہ لکھو حدیث کو اونسے اور روایت کرو کہ وہ ثقہ ہین وروی الخطیب عن سفیان بن عیینة قال اول من اقعدنی
للحدیث بالکوفة ابو حنیفة اور روایت کیا خطیب بغدادی نے سفیان بن عیینہ سے کہ ابتدا مین مجکو واسطے
درس وتعلیم حدیث کے امام ابو حنیفہ نے بٹھایا اور لوگون سے میری تعریف کی اور بھی خیرات حسان مین ہے
من زعم قلة اعتنائه بالحدیث فهو لحسده اذ کیف یتاتی من هو کذلک استنباط مثل ما استنبطه من المسائل لانها
لا تحصى ولاجل اشتغاله بهذا الاهم لم يظهر حديثه كما ان ابا بكر وعمر لما اشتغلا بمصالح المسلمين لم يظهر عنهما رواية الاحاديث
مثل ما ظهر عمن دونهما حتى صغار الصحابة وكذلك مالك والشافعي لم يظهر عنهما مثل ما ظهر عمن تفرغ للرواية كابي زرعة
وابن معين لاشتغالهما بذلك الاستنباط انتهى حاصل اسکا یہ ہے کہ جو شخص کہتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کو فن حدیث مین
کم دخل تھا اور محدثین کے دفتر سے نام انکا خارج کرتا ہے اوسکا قول مبنی جہل اور حسد پر ہے بھلا کیونکر ممکن ہے
اوس شخص سے استنباط مسائل اور استخراج احکام کا جو فن حدیث مین مہارت نہ رکھتا ہو اور ابو حنیفہ سے
استنباط مسائل بکثرت منقول ہے اگر انکو حدیث مین دخل نہوتا یہ امر اونسے کیونکر ہو سکتا اور اسی وجہ سے
کہ انکو اکثر اشتغال استنباط مسائل کا تھا روایات حدیثیہ اونسے کم ظاہر ہوئین نظیر اسکی حال ابو بکر وعمر ہے
کہ جسقدر احادیث اور صحابہ نے جو اونسے درجہ مین اور فضیلت مین کم تھے جیسے ابو ہریرہ اور انس وغیرہ
روایت کین اونسے نہین ظاہر ہوئین منشاء اسکا مشغول ہونا تھا انکا ساتھ مصالح اہل اسلام کے
اور اسی طرح جسقدر محدثین اور محدثین سے مروی ہین جو خاص تحدیث مین مصروف رہے جیسے ابو زرعہ
اور ابن معین وغیرہ اوسقدر امام شافعی اور امام مالک سے مروی نہین ہین اسوجہ سے کہ انکو صرف اشتغال
حدیث کے روایت کرنے کا نہ تھا بلکہ استنباط مسائل وتنقیح احکام کا بھی مشغلہ تھا اور تہذیب التہذیب اور کاشف
اور میزان الاعتدال اور تذہیب الکمال وغیرہ کتب رجال کو اگر دیکھیے تو اونمین بہت سے مقامات مین امام
ابو حنیفہ کا قول باب جرح وتعدیل مین نکلیگا مقام غور ہے کہ اگر نام انکا دفتر محدثین سے خارج ہوتا تو پھر

محدثین کیون انکے اقوال کو ہمراہ اور محدثین کے اقوال کے لکھتے اور کیون انکے اقوال اور احکام سے اپنے
کتب مین بحث کرتے غرض یہ قول کہ ابو حنیفہ کا نام دفاتر محدثین مین نہین ہے ایسا ہی جیسے کوئی حنفی
کہدے کہ بخاری و مسلم کا نام دفاتر فقہاء سے خارج ہے اور کتب معتبرہ فقہیہ مین کہین انکا قول مذکور
نہین ہے یا کوئی کہدے کہ مجد الدین شیرازی شافعی مؤلف قاموس فقیہ تھے کیونکہ انکا نام دفاتر فقہاء
مین نہین ہے یا کوئی مجنون کہدے کہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و علی وغیرہم رضی اللہ عنہم مرتبہ ولایت سے محروم
کیونکہ انکا ذکر کہین کتب مناقب اولیاء اللہ مین نہین ہے ایسے اقوال کا زبان سے نکال دینا اور بنیا کی
کر کے منہ مین آوے بکدینا تو آسان ہے مگر انجام اسکا خسران دنیوی و اخروی اور حرمان ہے اللہم
اہد قومی فانہم لا یعلمون **قولہ** [۲۳۵] حنفیہ کے امام کے نزدیک تو جسقدر ضعیف اور مرسل حدیثین ہین سب عمل کے
لائق ہین چنانچہ عقود الجواہر المنیفہ مین لکھا ہے ومما یروی عنہ انہ کان یقول ضعیف الحدیث احب الی من الرجال
یعنے روایت کیا گیا ہے اوس سے یعنے ابو حنیفہ سے کہ تحقیق وہ کہتے کہتے حدیث ضعیف بہت دوست ہے میرے
نزدیک لوگون کی راے سے اور عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہے المراسیل عندنا حجۃ یعنے حدیثین مرسل ہمارے
نزدیک حجت ہین **اقول** واہ واہ سبحان اللہ سچ ہے کہ جب کسی کیطرف سے کدورت دل مین آجاتی ہے اوسکی
اچھی بات بھی بُری معلوم ہوتی ہے اور منقبت اوسکی منقصت ہوجاتی ہے آپ کو اور آپ کے انصار کو حنفیہ اور
امام حنیفہ کی طرف سے چونکہ سوءظن ہے اونکی عمدہ خصلتین بھی آپ کے نزدیک عیوب مین شمار کیجاتی ہے اتنا
نہ سمجھے کہ مرسل اور ضعیف حدیث کا قبول کرنا اور احادیث نبویہ پر عمل کرنے کو مقدم سمجھنا بری بات ہے یا اچھی
یہ امر تو کمال منقبت امام پر دال ہے کہ اونکے نزدیک اگر حدیث ضعیف و مرسل بھی ملی تب بھی اوسکے سامنے راے و قیاس
کو دخل نہین دیتے تھے اور بمقابلہ حدیث کے چون و چرا نہین کرتے تھے خیرات حسان مین ہے قال ابن حزم
جمیع الحنفیۃ متفقون علی ان مذہب ابی حنیفۃ ان ضعیف الحدیث عندہ اولی من الرای فقابل ہذا الاعتبار
بالاحادیث وعظم جلالتھا وموقعھا عندہ ومن ثم قدم العمل بالاحادیث المرسلۃ علی العمل بالراے انتہی کہا ابن حزم
نے کہ سب حنفیہ متفق ہین اس امر پر کہ مذہب اونکے امام کا یہ ہے کہ ضعیف حدیث بہتر ہے راے سے اور قیاس سے
پس غور کرنے کے قابل ہے یہ اہتمام کرنا ابو حنیفہ کا ساتھ احادیث نبویہ کے کہ جب تک وہ حدیث پاتے
راے کو دخل نہ دیتے اور اسیوجہ سے اونہون نے احادیث مرسلہ کو مقدم رکھا ہے قیاس اور راے پر عمل کرنے پر
علاوہ ازین حدیث مرسل کا مقبول ہونا اور ضعیف کا راے پر مقدم ہونا صرف ابو حنیفہ کا ہی مذہب نہین
بلکہ بڑے بڑے محدثین بھی اسکے قائل ہین پس اگر یہ امر قابل طعن کے ہے تو تمہارے قول سے محدثین بھی
مطعون ہوگئے تمکو اب غناد حنفیہ کے ساتھ ہے کہ جب ہم مین اونکے ساتھ محدثین بھی ہوتے ہین

بے سمجھے بوجھے حنفیہ پر تیر ملامت پھینکتے ہو اور یہ خبر نہیں رکھتے کہ وہ تیر اولٹ کے محدثین کے گھر پر جا پڑتا ہے اور کا
رخانہ تمہارے عقائد کا برباد ہو جاتا ہے دیکھو مقدمہ ابن الصلاح اور شرح الفیہ میں کیا لکھا ہے قال ابو عبد اللہ
بن مندہ عنہ ای عن ابی داؤد انہ یخرج الاسناد الضعیف اذا لم یجد فی الباب غیرہ وانہ اقوی عندہ من رأی
الرجال انتہی یعنی روایت کیا ابن مندہ نے کہ عادت ابو داؤد سجستانی صاحب سنن کی یہ ہے کہ جب کسی باب
میں حدیث باسناد صحیح یا حسن اونکو نہیں ملتی تو باسناد ضعیف حدیث روایت کر دیتے ہیں اسوجہ سے
کہ حدیث ضعیف اونکے نزدیک بہتر لوگوں کی رائے سے ہے اور یہی شرح الفیہ میں ہے اختلف العلماء فی الاحتجاج
بالمرسل فمذہب مالک بن انس وابو حنیفہ نعمان بن ثابت الی الاحتجاج بہ الخ یعنی مختلف ہوئے علماء مرسل
حدیث کے حجت پکڑنے اور اسکے قبول کرنے میں پس گئے امام مالک صاحب موطا جو اجلہ محدثین ہیں گئے جانب قبول
اور امام ابو حنیفہ اوسکے قبول کرنے کی طرف اور نووی شارح صحیح مسلم مقدمہ شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں مذہب
مالک واحمد وابی حنیفہ واکثر الفقہاء انہ یحتج بہ انتہی یعنی مذہب امام مالک اور امام احمد اور ابو حنیفہ اور اکثر فقہاء کا یہ کہ
حدیث مرسل حجت و مقبول ہے اور تدریب الراوی شرح تقریب النووی اور فتح المغیث شرح الفیہ الحدیث میں مذکور
ہے والامام احمد ضعیف الحدیث احب الیہ من رأی الرجال لانہ لا یعدل الی القیاس الا بعد عدم النص انتہی یعنی امام احمد
کے نزدیک کہ اکابر محدثین سے ہیں ضعیف حدیث بہتر ہے لوگوں کی رائے سے اسوجہ سے کہ نہیں عدول کیا جاتا ہے
قیاس کی طرف مگر جب نص نہووے اور جب تک نص ہے اگرچہ سند ضعیف کے ساتھ ہو اوسوقت تک قیاس
وغیرہ کا اعتبار نہوگا اور یہی تدریب میں ہے قال ابن جریر اجمع التابعون باسرہم علی قبول المرسل من الاخبار
ولم یات عنہم انکارہ ولا عن احد من الائمۃ بعدہم الی رأس المائتین انتہی یعنی ابن جریر نے اتفاق کیا تمام
تابعین نے اوپر قبول مرسل کے اور نہیں ثابت ہوا کسی سے اونمیں سے انکار اسکا اور ایسی ہی بعد اونکے
اور ائمہ بھی قبول کرتے رہے اسنہ دو سو ہجری تک اور اسکے بعد امام شافعی نے حکم عدم قبول مرسل کا دیا اور
ایک گروہ محدثین کا اونکے موافق ہو گیا اور یہی تدریب میں ہے تقدم عزو ذلک الی ابی داؤد واحمد انہما
یریان ذلک اقوی من رأی الرجال انتہی یعنی سابق گذر چکا امام احمد اور ابو داؤد سے کہ وہ دونوں اعتقاد
رکھتے تھے کہ ضعیف حدیث اقوی ہے رائے سے اور یہی اوسمیں ہے یعمل بالضعیف فی الاحکام اذا کان
فیہ احتیاط انتہی یعنی عمل کیا جاویگا حدیث ضعیف پر احکام شرعیہ میں جب کہ اوسمیں احتیاط ہو
اور زیادہ تفصیل اس بحث کی کتب اصول حدیث میں مذکور ہے پس جسکو شوق ہو شروح الفیہ و شروح نخبہ
وغیرہ دیکھے خلاصہ یہ ہے کہ مرسل کو قبول کرنا اور حدیث ضعیف کو مقدم رکھنا قیاس سے بہتر سمجھنا ایک
جماعت محدثین کا بھی مذہب ہے پس اگر حنفیہ کا بھی یہ مذہب ٹھہرا تو کیا گناہ ہوا اور اگر گناہ ہوا تو وہ بھی حکم

مگر اسبوہ خفیہ نے وارد صرف حنفیہ ہی نہین اسکا مرتکب ہوے بلکہ ایک گروہ محدثین کا بھی شریک ہے دونون گنا ہگار
ساتھہ رہینگے اور لطف موافقت اورشان دینگے **قولہ** اور اگر سچ پوچہیے تو حنفیہ کے مذہب کی تو بنا ہی ضعیف
حدیثون پر رکھی گئی ہے جسکو اس بات کی زیادہ تر تحقیق منظور ہو وہ کتاب ہدایہ کا کوئی صفحہ دیکہہ ہوے کسقدر
ضعیف حدیثون سے استدلال کیا ہے **اقول** واہ سچ بولے تو یہ بولے اگر جہوٹ بولتے تو خدا جانے کیا غضب
ڈہاتے خدا آپکو ایسا سچ بولنا مبارک رکہے ۵ چپ نہو جائیے شکوہ مرا کرتے کرتے کیا ہوا کچہ تو بیان کیجے
کیونکر کس دن + آپکو حنفیہ کی حدیث کی کتابون کے بھی دیکہنے کا اتفاق ہوا یا نہین یا یون ہی بول اوٹہے
کہ حنفیہ کے مذہب کی بنا ہی ضعیف حدیثون پر ہے ہان ہدایہ مین احادیث ضعیفہ بہی ہین مگر بہت سی احادیث
صحیحہ بہی اوسمین موجود ہین جسکو شوق ہو تخریج احادیث ہدایہ زیلعی اور ابن حجر کو اور شرح ہدایہ عینی کو دیکہنے
مگر ذرا آنکہہ کہول کے نہ اندہا بنکے امام محمد کی موطا اور کتاب الآثار اور کتاب الحجج کو اور امام ابو یوسف کی کتاب الخراج
کو اور شرح معانی الآثار اور مشکل الآثار طحاوی کو اور مسانید ابو حنیفہ کو تو دیکہو کسقدر اوسمین حدیثین صحیح
اور حسن موجود ہین باقی رہا ان کتابون مین ضعیف حدیثون کا ہونا اسیطرح مضر نہین کیا صحاح ستہ مین
ضعیف حدیثین نہین ہین بہت حدیثین سنن ابو داود اور سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ اور جامع ترمذی
مین ضعیف موجود ہین آنکہین کہول کے دیکہو بلکہ سنن ابن ماجہ مین تو بعض حدیثین موضوع بہی ہین مسند امام احمد کو
دیکہیے بہت ضعیف حدیثین اوسمین پاوینگے بلکہ بقول زین الدین عراقی اور ابن جوزی کے اوسمین آٹہہ نو
حدیثین موضوع بہی ہین سنن وغیرہ تصانیف دارقطنی اور تصانیف بیہقی اور ابن جریر طبری اور ابو نعیم
اصفہانی اور ابو الشیخ اصفہانی اور ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق اور سعید بن منصور اور تصانیف حاکم
مستدرک وغیرہ اور تصانیف ابن جوزی اور امام مالک اور ابو یعلے اور بزار اور حکیم ترمذی اور عبد بن حمید
اور ثعلبی اور عقیلی اور سوا انکے اور محدثین کی کتابون کو ذرا آنکہہ کہول کے دیکہیے کہ صدہا حدیثین ان کتب مین
ضعیف اور شاذ اور منکر اور معلل اور موضوع موجود ہین چنانچہ تفصیل ان امور کی کتب موضوعات و
ضعفا جیسے تذکرہ ملا علی قاری اور تذکرہ محمد طاہر پٹنی اور تنزیہ الشریعہ عن الاخبار الموضوعہ تصنیف
ابن عراق اور مقاصد حسنہ فی الاحادیث المشتہرہ علے الالسنہ تالیف سخاوی اور درر منتثرہ تالیف سیوطی کے
اور لآلی مصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ اور دیگر تالیف سیوطی وغیرہ کے مطالعہ سے خوب منکشف ہوتی ہے اور
کسیقدر تحقیق اس امر کی رسالہ الاجوبۃ الفاضلہ عن الاسئلۃ العشرۃ الکاملہ مین موجود ہے جسکا جی چاہے
تصنیف مولوی عبد الحی صاحب لکہنوی ۱۲
دیکہہ لے اس سے بڑہ کے اور سنیے ابن جوزی نے صحیح مسلم کی بہی بعض حدیثون کو موضوع لکہدیا ہے
بلکہ صحیح بخاری کی حدیثون پر بہی دارقطنی نے ذرا نہ لگا دیا ہے پہر کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ محدثین کے

سے مذہب کی بنا ضعیف اور موضوع حدیثون پر ہے کہ انکی کتب اس قسم کے احادیث سے بہرے ہوے ہین
ہرگز نہین ایسا کلمہ وہی کہیگا جو قابل اسکے ہوگا کہ پاگل خانہ مین بہیجدیا جاوے یا دارالشفا مین اوسکی
فصد لیجاوے یا کسی طبیب سے نسخہ اوسکے تنقیہ دماغ کا لکھایا جاوے البتہ حنفیہ کی کتب فقہ و حدیث
مین ضعیف حدیثون کا ہونا اس امر کا باعث نہین کہ اونکے مذہب کی بنا انہین حدیثون پر سمجھ لیجاوے
اور دفاتر محدثین سے نام اونکا خارج کردیا جاوے سابقاً عبارات شعرانی وغیرہ جو ہمنے نقل کی ہین اوس سے
بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ یہ دعوے کرنے والا کہ دلائل حنفیہ کے سب یا اکثر ضعیف ہین یا انکے مذہب کی بنا
ضعیف حدیثون پر ہے کذاب اور مفتری ہی ہے کرونہ نالہ محزون ہزار کی صورت ہے بغیر علم نہین اعتبار کی
صورت ہے **قولہ** اس مسند خوارزمی کو امام اعظم کی جمع کی ہوئی کہنا محض غلط ہی وکذب ہی اسلیے کہ اس مسند کو
محمود بن محمد خوارزمی نے امام اعظم کے وفات پانے سے بعد پانچ سو چوبیس برس کے تالیف کیا ہی اور اوسکو
امام اعظم کے نام پر لگا دیا ہے اور سلسلہ اسکی اسناد کا خوارزمی سے لیکر امام اعظم تک بالکل ندارد ہے **اقول**
آپ کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص کوٹھری مین آنکھہ بند کرکے سحر کے وقت سے تا طلوع آفتاب ماہ رمضان
مین کھایا پیا کرے اور کہے کہ ابھی تک صبح صادق طلوع نہین ہوئی یا دن کو تہ خانے مین چلا جاوے اور روزہ
افطار کرڈالے یہ کہکر کہ آفتاب غروب ہوگیا اور رات آگئی آپ کو کبھی مسانید امام اعظم کا دیکھنا تو نصیب نہین ہوا
مگر آنکھہ بند کرکے ندارد کہدیا آپ کو کچھ معلوم ہے کہ امام اعظم کی کسقدر مسندین مشہور و معروف ہین کشف الظنون
اور عقود الجواہر المنیفہ وغیرہ دیکھیے کہ کسقدر اونمین مسانید مذکور ہین بعض تو اونمین سے امام کے تلامذہ کی
اور بعض اور محدثین و فقہاء نے جمع کی ہین دیکھیے ابو المؤید خوارزمی اپنی شروع مسند مین کیا لکھتے ہین وقد
سمعت فی الشام عن بعض الجاہلین بمقداره انه ینقصه ویستصغره ویستعظم غیره ویستحقره وینسبه الی قلة روایة
الاحادیث ویستدل باشتہار المسند الذی جمعه ابو العباس محمد بن یعقوب الاصم الشافعی وموطا مالک ومسند الامام
احمد وزعم انه لیس لابی حنیفة مسند وکان لا یروی الا عدة احادیث فلحقتنی حمیة دینیة ربانیة وعصبیة حنیفیة
نعمانیة فاردت ان اجمع بین خمسة عشر من مسانیده التی جمعها فحول علماء الحدیث یعنے سنا مین نے بعض
بلاد شام مین بعض لوگون سے کہ امام ابو حنیفہ کے مرتبہ سے جاہل تھے کہ تحقیر کرتے تھے ابو حنیفہ کی اور اونکو روایت
حدیث مین بیدخل سمجھتے تہے اور کہتے تھے کہ ابو حنیفہ کی کوئی مسند نہین ہے اور اور ائمہ کی حدیث مین کتابین
موجود ہین جیسے مسند امام شافعی جسکو ابو العباس اصم نے جمع کیا ہے اور موطا امام مالک اور مسند امام احمد وغیرہ
پس ہوا مجکو اس کلام کے سننے سے جوش دینی اور قصد کیا مین نے کہ جمع کرون مین درمیان پندرہ مسند امام اعظم کو
جنکو اکابر محدثین نے جمع کیا ہے مسند لہ جمعہ الامام الحافظ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری

المعروف بعبد اللہ الاستاذ پہلی وہ مسند جسکو جمع کیا ہے امام حافظ ابو محمد عبد اللہ مشہور بہ استاذ بن محمد بن یعقوب
بن حارث حارثی بخاری نے مسند لہ جمعہ الامام الحافظ ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہد العدل دوسری مسند
وہ جسکو جمع کیا ہے ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر عدل نے مسند لہ جمعہ الامام الحافظ ابو الحسین محمد بن المظفر بن موسے
بن عیسے بن محمد تیسری وہ مسند جسکو جمع کیا ہے امام حافظ ابو الحسین محمد بن مظفر بن موسے بن عیسے بن
محمد نے مسند لہ جمعہ الامام الحافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد الاصفہانی چوتھی وہ مسند جسکو جمع کیا ہے
حافظ حدیث ابو نعیم اصفہانی احمد بن عبد اللہ بن احمد نے مسند لہ جمعہ الشیخ الثقۃ العدل ابو بکر محمد بن عبد الباقی
بن محمد الانصاری پانچویں وہ مسند جسکو جمع کیا ہے شیخ ثقۃ ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد الانصاری نے
مسند لہ جمعہ الامام الحافظ صاحب الجرح والتعدیل ابو محمد احمد بن عبد اللہ بن عدی الجرجانی چھٹی وہ مسند
جسکو جمع کیا ہے امام حافظ صاحب جرح وتعدیل احمد بن عبد اللہ بن عدی جرجانی نے مسند لہ جمعہ رواہ الامام
الحسن بن زیاد اللؤلؤی ساتویں وہ مسند جسکو روایت کیا ہے حسن بن زیاد تلمیذ ابو حنیفہ نے مسند لہ
جمعہ الحافظ عمر بن الحسن الانصاری آٹھویں وہ مسند جسکو جمع کیا ہے حافظ عمر بن حسن الانصاری نے مسند لہ
جمعہ الامام الحافظ ابو بکر احمد بن محمد بن خالد الکلاعی نویں وہ مسند جسکو جمع کیا ہے امام حافظ ابو بکر احمد بن
محمد بن خالد کلاعی نے مسند لہ جمعہ الحافظ ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن خسرو البلخی دسویں وہ مسند جسکو
جمع کیا ہے حافظ ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن خسرو بلخی نے مسند لہ جمعہ الامام ابو یوسف القاضی یعقوب
بن ابراہیم گیارہویں وہ مسند جسکو جمع کیا ہے قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم تلمیذ ابو حنیفہ نے
اور روایت کیا ہے اسکو بسند مسلسل ابو حنیفہ سے مسند جمعہ الامام محمد بن الحسن الشیبانی ورواہ عنہ
ویسمے نسخۃ محمد بارہویں وہ مسند جسکو جمع کیا ہے امام محمد بن حسن شیبانی تلمیذ امام ابو حنیفہ نے اور
روایت کیا ہے اسکو ابو حنیفہ سے اور وہ مشہور بہ نسخہ محمد ہی مسند لہ جمعہ ابنہ الامام حماد بن ابی حنیفۃ
ورواہ عن ابیہ تیرہویں وہ مسند جسکو جمع کیا ہے امام ابو حنیفہ کے فرزند حماد نے اور اپنے باپ سے
روایت کی ہے مسند لہ جمعہ ایضاً الامام محمد بن الحسن الشیبانی معظمہ عن التابعین ورواہ عنہ ویسمے الآثار
چودھویں وہ مسند کہ جسکو جمع کیا ہے امام محمد نے اور روایت کیا ہے ابو حنیفہ سے اور سواے دونکے
اور تابعین سے ہے اور وہ مشہور بہ کتاب الآثار ہے مسند لہ جمعہ الحافظ ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی
العوام السعدی پندرہویں وہ مسند جسکو جمع کیا ہے حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام سعدی
نے تعداد سکے خوارزمی نے اپنے اسانید ان مسانید کے مصنفون تک بیان کی ہین عبارت انکی یہ ہے
اما المسند الاول وہو مسند الاستاذ ابی محمد عبد اللہ الحارثی البخاری فقد اخبرنی بہ الائمۃ الاربعۃ بقرائتی علیہم

یعنے مسند اول مسند استاذ عبد اللہ حارثی بخاری پس خبر دی ہمکو ساتھ اوسکے چار عالمون نے اور وہ مسند
مین نے اونپر پڑہی الامام اقضی القضاۃ الامام اخطب خطباء الشام جمال الدین ابو الفضائل عبد الکریم بن عبد الصمد
بن محمد بن ابی الفضل الانصاری الحرستانی ایک امام و قاضی و خطیب خطباء شام جمال الدین ابو الفضائل
عبد الکریم بن عبد الصمد بن محمد بن ابی الفضل انصاری حرستانی و الشیخ الثقۃ صفی الدین اسمعیل بن ابراہیم
بن یحیے الدرجی القرشی المقدسی بقراءتی علیہما بجامع دمشق دوسرے شیخ ثقہ صفی الدین اسمعیل بن ابراہیم
بن یحیے درجی قرشی مقدسی اور آپ دونون کے سامنے مین نے مسند استاذ پڑہی جامع مسجد دمشق مین
و الشیخ الامام شمس الدین یوسف بن عبد اللہ سبط الامام الحافظ ابی الفرج الجوزی بقراءتی علیہ بسفح جبل الصالحیۃ
بظاہر دمشق تیسرے شیخ امام شمس الدین یوسف بن عبد اللہ مشہور بہ سبط ابن جوزی اور اونپر مسند
مین نے پڑہی مقام صالحیہ دمشق مین و الشیخ الامام محمد بن عمر الفرغانی بجامع دمشق چوتھے شیخ امام محمد
بن عمر فرغانی قالوا جمیعا کہا ان چارون شیوخ نے اخبرنا القاضی الامام شیخ الاسلام جمال الدین ابو القاسم
عبد الصمد بن محمد بن ابی الفضل الانصاری الحرستانی کہ خبر دی ہمکو ساتھ اس مسند کے جمال الدین ابو القاسم
عبد الصمد بن محمد بن ابی الفضل انصاری حرستانی نے قال اخبرنا الامامان ابو الفرج سعید بن ابی الرجاء
الصیرفی و ابو الخیر محمد بن احمد الباغبان کہا حرستانی نے کہ خبر دی ہمکو ساتھ اس مسند کے ابو الفرج سعید
بن ابی الرجاء صیرفی نے اور ابو الخیر محمد بن احمد مشہور بہ باغبان نے لیکن بطور اجازت کے قال الباغبان اخبرنا
ابو عمرو عبد الوہاب بن محمد بن اسحق بن یحیے بن منده الاصفہانی کہا باغبان نے کہ خبر دی ہمکو ابو عمرو
عبد الوہاب بن محمد بن اسحق بن یحیے بن منده اصفہانی نے و قال الصیرفی اخبرنا ابو بکر بن احمد بن الفضل الباطرقانی
اور کہا صیرفی نے کہ خبر دی ہمکو ابو بکر بن احمد بن فضل باطرقانی نے قالا کہا دونون نے یعنے ابو بکر اور ابو عمرو نے
اخبرنا الشیخ الامام ابو عبد اللہ محمد بن اسحق بن یحیے بن منده الاصفہانی کہ خبر دی ہمکو محمد بن اسحق بن یحیے
بن منده اصفہانی نے قال اخبرنا کہا اونہون نے کہ خبر دی ہمکو الحافظ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی
البخاری صاحب المسند حافظ عبد اللہ بن محمد بن یعقوب معروف بہ استاذ حارثی مؤلف مسند ابی حنیفہ نے امام المسند
التالی و ہو جمع طلحۃ اور لیکن دوسری مسند یعنے تصنیف طلحہ کہ فقد اخبرنا پس خبر دی ہمکو اسکی الصاحب الصدر
الکبیر العالم المتبحر النحریر العلامۃ استاذ دار الخلافۃ المعظمۃ و الامامۃ المکرمۃ محی الدین ابو محمد یوسف بن الشیخ الاسلام
ابی الفرج عبد الرحمن بن علی بن الجوزی بقراءتی علیہ بدار الخلافۃ صدر کبیر استاذ علماء بغداد یوسف بن
عبد الرحمن بن الجوزی نے اور مسند اونپر مین نے بغداد مین پڑہی و القاضی الامام فخر الدین نصر اللہ بن علی
بن عبد الرشید اور قاضی فخر الدین نصر اللہ بن علی بن عبد الرشید نے قال اخبرنا الامام المستعصم باللہ

ابی محمد الحسن امیر المومنین بن الامام ابی المظفر یوسف بن المستنجد باللہ کہا اونہون نے کہ خبر دی ہمکو مستضئی بامر
بن مستنجد باللہ نے قال اخبرنی عبد المغیث بن زہیر بن زہیر الحربی اجازۃ کہا اونہون نے کہ خبر دی ہمکو عبد المغیث بن
زہیر حربی نے قال اخبرنا ابو البرکات عبد الوہاب بن المبارک بن احمد الانماطی کہا اونہون نے کہ خبر دی ہمکو ابو البرکات عبد الوہاب بن مبارک
بن احمد انماطی نے قال اخبرنا ابو الحسن احمد بن محمد بن عبد اللہ کہا اونہون نے کہ خبر دی ہمکو ابو الحسن احمد بن محمد بن عبد اللہ نے قال اخبرنا ابو عبد اللہ احمد بن محمد
بن سعید بن سست و العلاف کہا اونہون نے کہ خبر دی ہمکو ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن یوسف بن دوست علاف نے قال اخبرنا الحافظ ابو القاسم طلحۃ بن محمد بن جعفر العدل
صاحب المسند کہا اونہون نے کہ خبر دی ہمکو ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر مولف مسند نے واما المسند الثالث وہو جمع
المظفر فقد اخبرنی بہ المشائخ الاربعۃ الصدر الکبیر ابن الجوزی المذکور بقراتی علیہ داخل دار الخلافۃ والشیخ ابو المظفر
یوسف بن علی بن حسن والشیخ علی بن معالی والشیخ عبد اللطیف المعروف بالخیمی کلہم عن القاضی الامام شمس الدین
عبد اللہ بن محمد بن عبد الجلیل الساوی قال اخبرنا الشیخ ابو البرکات عبد الوہاب بن مبارک بن احمد الانماطی قال
اخبرنا الشیخ ابو الحسن مبارک بن عبد الجبار بن احمد الصیرفی قال اخبرنا ابو محمد الحسن بن علی بن محمد الجوہری قال
اخبرنا الحافظ ابو الحسن محمد بن المظفر بن موسے بن عیسے بن محمد صاحب المسند یعنے تیسری مسند کی خبر دی ہمکو صدر کبیر
بن الجوزی مذکور اور یوسف بن علی بن حسن اور علی بن معالی اور عبد اللطیف خیمی نے اور ان سبہون نے روایت کی
عبد اللہ بن محمد بن عبد الجلیل ساوی سے بطور اجازت کے اونکو خبر دی ابو البرکات عبد الوہاب بن مبارک بن
احمد انماطی نے اونکو خبر دی ابو الحسن مبارک بن عبد الجبار بن احمد صیرفی نے اونکو خبر دی حسن بن علی بن محمد جوہری نے
کہا اونہون نے خبر دی ہمکو ابو الحسن محمد بن مظفر بن موسے بن عیسے بن محمد مولف مسند نے واما المسند الرابع
وہو الذی جمعہ الامام الحافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد الاصفہانی فقد اخبرنی بہ المشائخ الاربعۃ ابو عبد اللہ
محمد بن عثمان بن عمر قاضی القضاۃ شہاب الدین ابی علی الحسن بن قاضی القضاۃ عبد القاہر بالموصل و ضیاء الدین
جعفر بن یحیے بن جعفر بحلب و نجیب الدین ابو اسحق ابراہیم بن خلیل بن عبد اللہ بدمشق قالوا جمیعا اخبرنا ابو الفرج
یحیے بن محمود بن سعد قال اخبرنا ابو علی الحسن بن احمد الحداد عن الحافظ ابی نعیم الاصفہانی صاحب المسند یعنی چوتہی
مسند کی کہ تالیفات ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد اصبہانی سے ہے خبر دی ہمکو اوسکی ابو عبد اللہ محمد بن عثمان بن
عمر بن عبد القاہر نے شہر موصل مین اور ضیاء الدین جعفر بن یحیے بن جعفر نے شہر حلب مین اور نجیب الدین ابراہیم
بن خلیل بن عبد اللہ نے دمشق مین کہا سبہون نے کہ خبر دی ہمکو ابو الفرج یحیے بن محمود بن سعد نے اونکو خبر دی
حسن بن احمد حداد نے اونہون نے روایت کی ابو نعیم اصبہانی سے واما المسند الخامس وہو الذی جمعہ الشیخ
الثقۃ العدل ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد بن عبد اللہ المعروف بقاضی بیمارستان فقد اخبرنی بہ ایضا المشائخ
الاربعۃ الشیخ الثقۃ تاج الدین احمد بن ابی الحسن بن احمد العربی بقراتی علیہ بالحربیۃ من مدینۃ السلام بروایۃ

عن الاشیاخ الثلاثۃ ابی علی عبد السلام بن ابی الخطاب وابی بکر عتاب بن الحسن بن سعید وابی محمد عبد اللہ بن
احمد بن ابی الحدید بروایتہم جمیعا عن القاضی ابی بکر محمد بن عبد الباقی صاحب المسند والشیخ ابو محمد ابراہیم بن محمود بن
سالم والعلامۃ استاذ دار الخلافۃ والامامۃ محی الدین ابو محمد یوسف بن عبد الرحمن بن علی بن الجوزی وابو عبد اللہ
محمد بن علی بن بقا بروایتہم عن المشائخ الثلاثۃ ابی الفرج عبد الرحمن بن علی بن الجوزی وابی القاسم ذاکر بن کامل
وابی القاسم یحیی بن اسعد بروایتہم جمیعا عن القاضی الامام ابی بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد بن عبد اللہ الانصاری
صاحب المسند یعنے پانچوین مسند کہ تالیفات محمد بن عبد الباقی بن محمد بن عبد اللہ معروف بہ قاضی بیمارستان سے ہے
پس خبر دی ہمکو اوسکی شیخ تاج الدین ... ابی الحسن بن احمد العربی نے اور ہمنے اوسپر یہ مسند پڑہی حرمین
اونھون نے روایت کی ابو علی عبد السلام بن ابی الخطاب اور ابو بکر عتاب بن الحسن بن سعید اور ابو محمد عبد اللہ
بن احمد بن ابی الحدید سے اون سبھون نے روایت کی محمد بن عبد الباقی مؤلف مسند سے اور خبر دی ہمکو ابو محمد ابراہیم
بن محمود بن سالم اور محی الدین یوسف بن عبد الرحمن بن علی بن الجوزی اور ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا نے
اون سبھون نے روایت کی ابو الفرج عبد الرحمن بن علی ابن الجوزی اور ابو القاسم یحیی بن اسعد اور ابو القاسم ذاکر
بن کامل سے اون سبھون نے روایت کی مصنف مسند سے (۶) اما المسند السادس الذی جمعہ الامام الحافظ صاحب الجرح
والتعدیل ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی فقد اخبرنی بہ المشائخ ابو محمد الحسن بن احمد بن ہبۃ اللہ قال اخبرنا
ابو المحاسن محمد بن عبد الخالق الجوہری قال اخبرنی السید ظفر بن داعی العلوی قال اخبرنا ابو القاسم حمزۃ بن
یوسف السہمی قال اخبرنا الحافظ ابو احمد عبد اللہ بن عدی صاحب المسند یعنے چھٹی مسند کہ تالیفات ابن عدی
سے ہے جو زمرۂ محدثین میں شمار کیے جاتے ہین اور محدثین باب جرح وتعدیل میں اونکے قول سے استنا د کرتے ہین
پس خبر دی ہمکو اوسکی ابو محمد حسن بن احمد بن ہبۃ اللہ نے اونکو خبر دی ابو المحاسن محمد بن عبد الخالق جوہری نے
اونکو خبر دی سید ظفر بن داعی نے اونکو خبر دی حمزۃ بن یوسف سہمی نے اونکو خبر دی ابن عدی نے (۷) اما المسند
السابع الذی رواہ الحسن بن زیاد اللولؤی تلمیذ الامام ابی حنیفۃ فقد اخبرنی بہ المشائخ الاربعۃ الصاحب الصدر الکبیر
استاذ دار الخلافۃ والامامۃ محی الدین ابو محمد یوسف بن عبد الرحمن بن علی الجوزی والشیخ ابو محمد ابراہیم بن محمود
بن سالم والشیخ ابو النصر الاعز بن ابی الفضل وابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا قالوا جمیعا اخبرنا الحافظ ابو الفرج
عبد الرحمن بن علی الجوزی قال اخبرنا ابو القاسم اسمعیل بن احمد بن عمر بن احمد السمرقندی قال اخبرنا ابو القاسم
عبد اللہ بن الحسن بن محمد الخلال قال اخبرنا ابو الحسن عبد الرحمن بن عمر بن احمد قال اخبرنا ابو الحسن محمد بن ابراہیم
بن حبیش البغوی قال حدثنا ابو عبد اللہ محمد بن شجاع البلخی قال حدثنا الحسن بن زیاد اللولؤی عن ابی حنیفۃ
یعنے ساتوین مسند کہ نسبت حسن بن زیاد شاگرد امام ابو حنیفہ سے ہے پس خبر دی ہمکو ساتھ اوسکے محی الدین ابو

بن الجوزی اور ابراہیم بن محمود بن سالم اور ابونصر بن ابی الفضل اور محمد بن علی بن نقا ان سبہون نے
کہا کہ خبر دی ہمکو عبدالرحمن بن علی ابن الجوزی نے اونکو خبر دی ابوالقاسم اسمعیل بن احمد بن عمر بن احمد
سمرقندی نے اونکو خبر دی ابوالقاسم عبداللہ بن حسن بن محمد خلال نے اونکو خبر دی ابوالحسن عبدالرحمن بن عمر
بن احمد نے اونکو خبر دی ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن خنیس بغوی نے اونکو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن شجاع بلخی نے
اونکو خبر دی حسن بن زیاد نے اونہون نے روایت کی ابوحنیفہؒ سے وَاَمَّا المسند الثامن فقد اخبرنی بالاجلاء التی
اودعها هذا الکتاب ونقلها المشائخ الثلاثة تقی الدین یوسف بن احمد بن ابی الحسن الاسکاف المقراری علیه
ببغداد والشیخ ابومحمد ابراہیم بن محمود بن سالم والشیخ ابوعبداللہ محمد بن علی بن نقا قالوا اخبرنا ابوالقاسم ذاکر بن
کامل بن محمد بن حسین بن محمد الخفاف وابوالقاسم یحیی بن سعید والقاضی عبدالرحمن العمری قالوا اخبرنا الحافظ
ابوعبداللہ الحسین بن محمد بن خسرو البلخی قال اخبرنا ابوالفضل احمد بن الحسین بن خیرون قال اخبرنا خالی
ابوعلی قال اخبرنا القاضی ابوالحسن الاشنانی یعنی آٹھوین مسند پس خبر دی ہمکو اوسکی تقی الدین یوسف
بن احمد بن ابی الحسن اسکاف اور ابومحمد ابراہیم بن محمود بن سالم اور ابوعبداللہ محمد بن علی بن نقا نے اون
سبہون نے کہا کہ خبر دی ہمکو ابوالقاسم ذاکر بن کامل بن محمد بن حسین بن محمد خفاف اور ابوالقاسم یحیی
بن سعید اور قاضی عبدالرحمن عمری نے کہا ان سبہون نے کہ خبر دی ہمکو ابوعبداللہ حسین بن محمد بن خسرو
بلخی نے کہا اونہون نے کہ خبر دی ہمکو ابوالفضل احمد بن حسین بن خیرون نے کہا اونہون نے کہ خبر دی ہمکو
میرے ماموں ابوعلی نے کہا اونہون نے کہ خبر دی ہمکو ابوالحسن اشنانی مؤلف مسند نے وَاَمَّا المسند التاسع
الذی جمعه ابوبکر احمد بن محمد بن خالد بن خلی الکلاعی فقد اخبرنا به المشائخ الاربعة عبداللطیف بن عبدالمنعم بن
علی بن نصر الحرانی والشیخ شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن محمد بن عبدالوہاب بن علی المقراری علیهما بمدینة السلام
فی مجلسین متفرقین والشیخان ابومنصور عبدالقادر بن ابی نصر القزوینی ویوسف بن احمد بن ابی الحسن
قالوا جمیعا اخبرنا عبدالوہاب بن علی بن سکینة قال اخبرنا ابوالقاسم اسمعیل بن احمد بن عمر السمرقندی
قال اخبرنا ابوالقاسم علی بن احمد بن محمد قال اخبرنا ابوالحسن محمد بن عبدالرحمن بن جعفر بن حسام قال
حدثنا ابوبکر احمد بن محمد بن خالد بن خلی الکلاعی صاحب المسند یعنی نوین مسند جو تالیفات کلاعی سے ہے
پس خبر دی ہمکو اوسکی عبداللطیف بن عبدالمنعم حرانی اور شرف الدین محمد بن محمد بن عبدالوہاب نے اور ابومنصور عبدالقادر
اور یوسف بن محمد احمد نے ان سب کو خبر دی عبدالوہاب بن علی نے اونکو خبر دی اسمعیل سمرقندی نے اونکو خبر دی
ابوالقاسم علی نے اونکو خبر دی ابوالحسن محمد بن عبدالرحمن بن جعفر بن حسام نے اونکو خبر دی ابوبکر احمد بن محمد
بن خالد بن خلی کلاعی مؤلف مسند مذکور نے وَاَمَّا المسند العاشر الذی جمعه ابوعبداللہ الحسین بن محمد بن

خسرو فقد اخبرنی بہ المشائخ الثلاثۃ الصدر الکبیر المعظم ابن الجوزی المذکور بقرأتی علیہ ببغداد والشیخ ابو محمد
بن ابراہیم بن محمود بن سالم والشیخ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا اذنا قالوا اخبرنا المشائخ الثلاثۃ ابو القاسم ذاکر
بن کامل بن محمد بن الحسین بن محمد الخفاف وابو القاسم یحیی بن اسعد بن نوش الخباز وابو الفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی اذنا قالوا اخبرنا
ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن خسرو البلخی صاحب المسند یعنی مسند دسوین کہ تصانیف ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن خسرو بلخی سے ہے خبر دی
ہمکو اوسکی ابن جوزی اور ابو محمد بن ابراہیم بن محمود بن سالم اور شیخ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا نے کہا
اونہوں نے کہ خبر دی ہمکو ابو القاسم ذاکر بن کامل بن محمد بن حسین بن محمد خفاف اور ابو القاسم یحیے بن
اسعد بن نوش اور ابو الفرج بن الجوزی نے کہا اون سبھوں نے کہ خبر دی ہمکو اوس مسند کی ابن خسرو
بلخی نے واما المسند الحادی عشر الذی یرویہ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم القاضی عن ابی حنیفۃ ویسمے نسخۃ
ابی یوسف فقد اخبرنی بہ المشائخ الثلاثۃ الصدر الکبیر العلامۃ استاذ دار الخلافۃ ابو محمد یوسف بن ابی الفرج
عبد اللہ بن علی بن الجوزی والشیخ ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم والشیخ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا قالوا
اخبرنا المشائخ الثلاثۃ ابو الفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی وابو القاسم ذاکر بن کامل وابو القاسم یحیے
بن اسعد بن نوش قالوا اخبرنا القاضی ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد بن عبد اللہ الانصاری قال اخبرنا
ابو محمد الحسن الجوہری قال اخبرنا ابو بکر محمد الابہری قال اخبرنا ابو عروبۃ الحسین بن محمد بن مودود الحرانی قال
حدثنا جدی عمرو بن ابی عمر قال حدثنا ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم القاضی اور گیارہویں مسند کہ تصانیف
قاضی ابو یوسف سے ہے اور مشہور بہ نسخہ ابو یوسف ہے پس خبر دی ہمکو اوسکی یوسف بن عبد الرحمن بن
علی بن الجوزی نے اور شیخ ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم اور شیخ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا نے کہا اون
سبھوں نے کہ خبر دی ہمکو ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن الجوزی اور ابو القاسم ذاکر بن کامل اور ابو القاسم
یحیے بن اسعد بن نوش نے کہا اون سبھوں نے کہ خبر دی ہمکو قاضی ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد بن
عبد اللہ انصاری نے کہا اونہوں نے کہ خبر دی ہمکو ابو محمد حسن جوہری نے کہا اونہوں نے کہ خبر دی ہمکو ابو بکر محمد ابہری
کہا اونہوں نے کہ خبر دی ہمکو ابو عروبہ حسین بن محمد بن مودود حرانی نے کہا اونہوں نے کہ خبر دی ہمکو عمرو بن
ابی عمر نے کہا اونہوں نے کہ خبر دی ہمکو امام ابو یوسف نے واما المسند الثانی عشر الذی جمعہ محمد بن الحسن الشیبانی
عن ابی حنیفۃ ویسمے نسخۃ محمد عن ابی حنیفۃ فاخبرنا بہ ہولاء الثلاثۃ باسنادہم الی ابی محمد الجوہری عن ابی بکر
الابہری عن ابی عروبۃ الحرانی عن جدہ عن محمد بن الحسن اور بارہویں مسند جو مشہور بہ نسخہ امام محمد ہے پس
خبر دی ہمکو اوسکی اونہیں تینوں مشائخ نے اوسی سند سے تا بہ ابو محمد جوہری یا اونکو خبر پہونچی ابو بکر ابہری سے
اونکو ابو عروبہ حرانی سے اونکو اونکے جد سے اونکو امام محمد سے واما المسند الثالث عشر الذی یرویہ حماد بن ابی حنیفۃ

عن ابيه ابی حنيفة فقد اخبرنی به تقی الدين يوسف بن احمد بن ابی الحسن الاسكاف بمدينة السلام بغداد وموفق
الدين ابو عبد الله محمد بن هارون بن محمد الثعلبی وجمال الدين ابو الفتح نصر الله بن محمد بن الياس الانصاری واخوه
نجم الدين ابو غالب المظفر بن محمد بن الياس وغيرهم كلهم عن ابی طاهر بركات بن ابراهيم بن طاهر بن بركات
الخشوعی قال اخبرنا ابو الحسن علی بن مسلم بن محمد السلمی قال اخبرنا ابو نصر احمد بن محمد بن سعيد الصوفی قال اخبرنا
ابو الحسن علی بن ابی ربيعة قال اخبرنا ابو عبد الله محمد بن حفص الطالقانی قال حدثنا صالح بن محمد الترمذی قال
حدثنا حماد بن ابی حنيفة يعنے تيرہويں مسند پس خبر دی ہمكو اوسكی تقی الدين يوسف بن احمد بن ابی الحسن
اسكاف نے مدينة السلام بغداد ميں اور موفق الدين ابو عبد الله محمد بن ہارون بن محمد ثعلبی اور جمال الدين
ابو الفتح نصر الله بن محمد بن الياس انصاری اور اونكے بہائی نجم الدين ابو غالب مظفر بن محمد بن الياس
وغيرہ نے اون سب نے روايت كی ابو طاہر بركات بن ابراہيم بن طاہر بن بركات خشوعی سے كہا انہوں نے
كہ خبر دی ہمكو ابو الحسن علی بن مسلم بن محمد سلمی نے كہا اونہوں نے كہ خبر دی ابو نصر احمد بن محمد بن سعيد الصوفی
نے كہا اونہوں نے كہ خبر دی ہمكو ابو الحسن علی بن ابی ربيعہ نے كہا اونہوں نے كہ خبر دی ہمكو ابو عبد الله محمد
بن حفص طالقانی نے كہا اونہوں نے كہ خبر دی ہمكو صالح بن محمد ترمذی نے كہا اونہوں نے كہ خبر دی ہمكو
حماد بن ابو حنيفہ نے امام ابو حنيفہ سے واما المسند الرابع عشر الذی جمعه محمد بن الحسن الشيبانی ورواه عن
ابی حنيفة فقد اخبرنی به الشيخ [illegible] الصدر الكبير استاذ دار الخلافة دار الامامة محی الدين ابو محمد يوسف بن
عبد الرحمن بن علی الجوزی ببغداد [illegible] الخلافة من مدينة السلام وابو محمد ابراہيم بن محمود بن سالم وابو عبد الله محمد
بن علی بن البقاء وابو المظفر يوسف بن علی بن حسن بروايتهم عن المشائخ الاربعة ايضا ابی الفرج عبد المنعم
بن عبد الوہاب بن كليب وابی القاسم ذاكر بن كامل بن محمد بن الحسين وابی القاسم يحيى بن اسعد بن بوش
وابی السعادات نصر الله بن عبد الرحمن القزاز بروايتهم جميعا عن ابی سعد احمد بن عبد الجبار الصيرفی قال
اخبرنا القاضی ابو القاسم علی بن الحسن التنوخی قال انا ابو اسحق ابراہيم بن احمد الطبری قال اخبرنا محمد بن
احمد الرازی قال اخبرنا ابو عامر عمر بن تميم بن سيار قال اخبرنا ابو سليمان موسى بن سليمان الجوزجانی قال
اخبرنا محمد بن الحسن الشيبانی اور چودہويں مسند جسكو امام محمد نے جمع كيا اور امام اعظم سے روايت كيا پس
خبر دی ہمكو ساتہ اوسكے چار شيوخ نے ايك محی الدين ابو محمد يوسف بن عبد الرحمن بن علی بن الجوزی اور
يہ مسند اونہيں سے پڑہی بغداد ميں دوسری ابو محمد ابراہيم بن محمود بن سالم تيسری ابو عبد الله محمد بن
علی بن البقاء چوتھی ابو مظفر يوسف بن علی بن حسن اور ان چاروں نے روايت كی چار شيوخ سے ابو الفرج
عبد المنعم بن عبد الوہاب كليب اور ابو القاسم ذاكر بن كامل بن محمد بن الحسين اور ابو القاسم يحيى بن سعد

بن نوشش اور ابو السعادات نصر اللہ بن عبد الرحمن قزاز سے اور ان سبھون نے روایت کی ابو سعد احمد
بن عبد الجبار صیرفی سے کہا اونھون نے کہ خبر دی ہمکو ابو القاسم علی بن محسن تنوخی نے کہا اونھون نے کہ خبر دی
ہمکو ابی اسحق ابراہیم بن احمد طبری نے کہا اونھون نے کہ خبر دی ہمکو محمد بن احمد رازی نے کہا اونھون نے کہ خبر دی
ہمکو ابو عامر عمر بن تمیم بن سیار نے کہا اونھون نے کہ خبر دی ہمکو ابو سلیمان موسے بن سلیمان جوزجانی نے کہا اونھون نے
کہ خبر دی ہمکو امام محمد نے وزاد علیہم الشیخ الاول محی الدین ابن الجوزی فرواہ عن والدہ الحافظ ابی الفرج عبد الرحمن
بن علی ابن الجوزی عن ابی الفتح محمد بن عبد الباقی المعروف بابن البطی عن ابی الفضل احمد بن الحسن بن خیرون
عن القاضی ابی عبد اللہ الحسن بن علی الصیمری عن ابی اسحق ابراہیم بن احمد الطبری عن ابی بکر محمد بن احمد
بن عیسے بن عبدل الرازی عن ابی عامر ابن تمیم بن سیار عن ابی سلیمان الجوزجانی عن محمد بن الحسن اور زیادہ
کیا ان سبھون سے استاذ محی الدین ابن الجوزی نے ایک اور سند کو کہ اونھون نے روایت کی اپنے باپ عبد الرحمن
بن علی ابن الجوزی سے اونھون نے ابو الفتح محمد بن عبد الباقی معروف بابن البطی سے اونھون نے ابو الفضل
احمد بن حسن بن خیرون سے اونھون نے قاضی ابو عبد اللہ حسن بن علی صیمری سے اونھون نے ابو اسحق
ابراہیم بن احمد طبری سے اونھون نے ابو بکر محمد بن احمد بن عیسے بن عبدل رازی سے اونھون نے ابو عامر
ابن تمیم بن سیار سے اونھون نے ابو سلیمان جوزجانی سے اونھون نے امام محمد سے وانبانا بہ عالیا المشائخ
الاربعۃ ضیاء الدین وشرف الدین عبد الرحمن بن عبد الرحمن کلاہما بحلب ورشید الدین احمد بن الفرج
بن مسلمۃ بدمشق وابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم ببغداد قالوا اخبرنا ابو الفتح محمد بن عبد الباقی المعروف
بابن البطی باسنادہ المذکور الی صاحب الکتاب محمد بن الحسن الشیبانی اور خبر دی ہمکو ساتہ اوس سند کے
سند عالی چار شیوخ نے ضیاء الدین وشرف الدین عبد الرحمن بن عبد الرحمن دونون نے بمقام حلب مین
اور رشید الدین احمد بن الفرج بن مسلمہ نے دمشق مین اور ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم نے بغداد مین
کہا ان سبھون نے کہ خبر دی ہمکو ابو الفتح محمد عبد الباقی معروف بابن البطی نے بسند مذکور تا امام محمد
واما المسند الخامس عشر الذی جمعہ الامام الحافظ ابن ابی العوام السعدی کنیتہ ابو القاسم واسمہ عبد اللہ
بن محمد بن العوام فقد انبانی عالیا بہ المشائخ الخمسۃ شیخ شیوخ ارباب الطریقۃ وامام الائمۃ قدوۃ اصحاب
الحقیقۃ نجم الدین ابو الجناب احمد بن عمر بن محمد بن عبد اللہ الخوارزمی بجرجانیۃ خوارزم عمرہا اللہ تانسیا
وامر علیہا باثنیا ونجم الدین بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر احمد بن خلف البلخی ورشید الدین ابو الفضل اسمعیل
بن احمد بن الحسن العراقی کلاہما بدمشق حرسہا اللہ وضیاء الدین صقر بن یحییٰ بن صقر بحلب وابو نصر اعز بن
ابی الفضائل فضائل بن ابی النصر ببغداد برواتیہم جمیعا عن الامام ابو [illegible] شیخ الاسلام ابی طاہر محمد بن

بن احمد بن محمد السلفی الاصفہانی اجازۃ قال اخبرنا احمد بن ابی العباس الرازی قال اخبرنا القاضی ابو عبد اللہ

محمد بن سلامۃ القضاعی قال اخبرنا ابو العباس احمد بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام قال اخبرنا ابو القاسم

عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام صاحب المسند آور پندرہوین مسند جو تصانیف سے ہی حافظ ابو القاسم عبد اللہ
بن محمد بن العوام السعدی کے پس خبر دی ہمکو اوسکی بسند عالی پانچ شیوخ نے ایک نجم الدین ابو الجناب احمد
بن عمر بن محمد بن عبد اللہ خوارزمی نے مقام جرجانیہ خوارزم مین دوسرے نجم الدین ابن عبد اللہ بن محمد
بن ابی بکر احمد بن خلف بلخی نے تیسرے رشید الدین ابو الفضل اسمعیل بن احمد بن الحسن العراقی ان دونون نے
مقام دمشق مین چوتھے ضیاء الدین صقر بن یحییٰ بن صقر نے مقام حلب مین پانچوین ابو نصر اعز بن ابی الفضائل
بن ابی نصر نے مقام بغداد مین ان سبھون نے روایت کی شیخ الاسلام ابو طاہر احمد بن محمد بن احمد بن محمد
سلفی اصفہانی سے کہا اونھون نے کہ خبر دی ہمکو احمد بن ابو العباس رازی نے کہا اونھون نے
کہ خبر دی ہمکو قاضی ابو عبد اللہ محمد بن سلامۃ قضاعی نے کہا اونھون نے کہ خبر دی ہمکو ابو العباس احمد بن محمد
بن عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام نے کہا اونھون نے کہ خبر دی ہمکو ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام مؤلف
مسند نے ان عبارات سے سند مسلسل خوارزمی سے تا بہ پندرہ مسانید کے مصنفین تک تو معلوم ہوئی اور
اوس طرف کی کیفیت یہ ہے کہ اونمین بعض تو تلامذہ امام کی تصنیف ہین جیسے مسند محمد و مسند حماد و مسند ابو یوسف
و مسند حسن بن زیاد و کتاب الآثار وغیرہ اور راویوں کا روایت کرنا امام سے ظاہر ہے آور بعض اونمین سے
جو بعد محدثین کی تصنیف ہے بسند روایات اوسمین موجود ہین پس یہ کہنا کہ اسناد خوارزمی سے
تا بہ امام اعظم بالکل نا درست ہے محض لغو و مہمل ہے علاوہ ازین ان مسانید امام کو بے سند کہنا ایسا ہے
جیسے کوئی کہے کہ مشکوۃ مین جتنی حدیثین ہین اون سب کی سند نا درست ہے آور جو حدیثین جامع الاصول
مین اور جامع صغیر اور جامع کبیر اور جمع الجوامع اور حصن حصین اور کنز الحقائق فی احادیث خیر الخلائق
اور تجرید صریح لاحادیث الجامع الصحیح وغیرہ اون کتابون مین ہین جنمین صرف حدیث بے سند کے بیان
کر دی ہے سب غیر معتبر ہین بسبب اسکے کہ سند سبکی نا درست ہے اصل یہ ہے کہ مصنفین مسانید امام اعظم
نے بعضون نے تو اپنے سے لیکے تا بہ امام اور امام سے تا بہ صحابہ و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سند مسلسل
بیان کر دی ہی آور بعضون نے بغرض اختصار کے امام سے آنحضرت اور صحابہ تک سند بیان کر دی اور
اس طرف کی سند چونکہ اور کتب حدیث مین مذکور ہے چھوڑ دی چونکہ آپ کو اور آپ کے برادران غیر
مقلدین کو بجز مسند خوارزمی کے کسی اور مسند کو دیکھنے کا اتفاق نہین ہوا اسوجہ سے حکم دیدیا کہ مسانید
امام کی بے سند ہین فقوکہ ہماری دانست مین حنفیہ نے مسند خوارزمی کو اپنے دل کی تسکین کے لیے امام اعظم کے نام سے

اسلیے نسبت کردیا ہے کہ امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد کی طرح یہ بھی حدیث کے جمع کرنے والے لوگون مین شمار کیے جاوین نقل مشہور ہے پیران نمی پرند مریدان مے پرانند **اقول** ۵ خوف عقبے نہ اگر بیگ دنیا ہوگا یہ تو دنیا ہے تو عقبے مین تباکیا ہوگا + دیکہہ بچہتا ئیگا تو کیون مجھے تڑپاتا ہے + آفت آئیگی زمانہ تہ وبالا ہوگا آپ کی فہم ناقص مین جو مضمون آیا وہ محض غلط آیا مسند خوارزمی کو باین معنی کون حنفی مسند ابوحنیفہ کہتا ہے کہ اسکی حدیثین جمع کی ہوئین امام کی ہین یہ تو سب جانتے ہین کہ یہ مسند ابوحنیفہ کی تصانیف سے نہین ہے اسکو مسند ابوحنیفہ باین معنی کہتے ہین کہ اسمین ابوحنیفہ کی روایات مذکور ہین پہر یہ امر صرف حنفیہ ہی نہین کہتے ہین تا یہ کہ نسبت لکہین کے انکی طرف کیجاوے ذرا آنکہہ کہول کے دیکھیے کہ محدثین بھی اپنی تصانیف مین کہ ان مسانید کو مسانید ابوحنیفہ کہہ رہے ہین اور اونکے مصنفین تک اپنی اپنی سندین پہونچا رہے ہین اور ہم نہین سمجھتے کہ مسانید ابوحنیفہ پر کیون اسقدر زور و شور ہے مسند امام احمد کب اونکی ترتیب سے ہے اور ایسیہی مسند امام شافعی کب اونکی تالیف ہے پہر اگر مسند ابوحنیفہ بہی اونکی تصنیف نہوئی بلکہ کسی شاگرد یا کسی مقلد کی جمع کی ہوئی ہوئی تو کیا حرج ہوا آپ نے کیا لستان المحدثین کی عبارت کو نہین دیکہا ہان ضرور دیکہا ہے اور اوسمین سے اپنے موافق کسیقدر صفحہ ۸۱ مین نقل کردیا ہے اور بنظر فریب و دغابازی بقیہ کو واگذاشت کیا ہے دیکہو وہ عبارت یہ ہے باید دانست کہ از تصانیف

ائمہ اربعہ امروز در دست مردم غیر از موطا موجود نیست و مسانید ائمہ دیگر کہ در عالم مشہور اند خود ایشان تصنیف آن نپرداختہ اند بلکہ دیگران بعد ایشان آمدہ مرویات ایشان را جمع نمودہ و مسند فلانی گفتہ اند انتہی اور بہی بعد چند سطور کے اوسمین ہے مسند حضرت امام شافعی عبارت است از احادیث مرفوعہ کہ امام شافعی آنرا بحضور شاگردان خود بسند بیان مے فرمودند و روایت مے نمودند و اکثر این احادیث در مسموعات ابوالعباس محمد بن یعقوب الاصم از ربیع بن سلیمان در ضمن کتاب الام و مبسوط واقع شدہ بود آنرا یکجا جمع کردہ مسند شافعی نام کردہ اند و ربیع بن سلیمان بے واسطہ شاگرد شافعی است و جامع و ملتقط آن احادیث شخصے از نیشاپور است کہ اورا ابوجعفر محمد بن مطر مے گویند و از ابوالعباس مبسوط آن احادیث را جدا نوشتہ و چون انچہ بفرمودہ ابوالعباس اصم بود اورا مؤلف مسند شافعی مے انگارند و بعضے گویند کہ خود ابوالعباس انتخاب کردہ و مسند امام احمد بن حنبل بتسویہ آن امام است لیکن در وے زیادت بسیار از پسر وے عبد اللہ است و بعضے از زیادات ابوبکر قطیعی کہ راوی آن از پسر ایشان و شنیدہ است و امام احمد این کتاب را بطریق بیاض جمع مے کرد بترتیب و تہذیب آن امام بوقوع نیامدہ بلکہ پسر وی عبد اللہ بعد وے بترتیب داد و لیکن زیادتہا بسیار کردہ اند و بجاے بجاے درشتہا درج کردہ ... الملمس انتہی کلامہ

قولہ ایک معاند امام اعظم کی مقلد حدیث پر چلنے والوں کو بہ دیتے ہیں کہ اونہوں نے چالیس برس تک ایک وضو سے نماز عشاء اور صبح کی پڑھی اور ہر شب میں ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے جواب اسکا چند طور پر ہے اول یہ کہ یہ بات بالکل غلط اور واہیات اور موجب مذمت امام کے ہی کیا انکو اتنی بھی خبر نہ تھی کہ یہ بدعت ہے کیونکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر میں کبھی شب کو تیرہ رکعت سے زیادہ نوافل نہیں پڑھی اور نہ کبھو تمام شب جاگے بلکہ تیسرا حصہ شب کا جاگتے تھے اور دو حصے سویا کرتے تھے اور اس پر زیادتی کرنے والی کو فرماتے تھے کہ یہ شخص میری سنت سے نفرت کرتا ہی اور یہ ہم میں سے نہیں ہے اور ایسے ہی ختم کرنا قرآن کا بھی سات دن سے ورے درست نہیں رکھتے تھے اقول اس مقام پر کلام ہے چند طور پر اول یہ کہ آپ کو کچھ خبر بھی ہی کہ کثرت عبادت کو امام سے صرف مقلدین ہی نہیں نقل کرتے ہیں کہ اون پر شبہہ خانہ سازی اور طرفداری کا ہووے اور حکم غلط اور واہی کا اوس پر درست ہو سکے بلکہ بڑے بڑے محدثین و مورخین معتبرین نے بھی اسکو ذکر کیا ہے جیسے نووی اور ذہبی اور ابن حجر اور سیوطی اور یافعی اور ابو نعیم اصفہانی اور خطیب بغدادی اور ابن خلکان اور شعرانی وغیرہم چنانچہ بعض عبارات انکی سابقًا منقول ہو چکے اور رسالہ فی عبارتین اقامۃ الحجۃ علی ان الاکثار فی التعبد لیس ببدعۃ میں مسطور ہیں جسکو شوق ہو دیکھ لے اور اگر اوس پر کفایت نہو تو اور سنیے ابن حجر خیرات حسان میں لکھتے ہیں قال الذہبی کہا ذہبی نے جو بڑے محدث و مورخ ہیں قد تواتر قیامہ باللیل وتہجدہ وتعبدہ بل احیاءہ لقراءۃ القرآن فی رکعۃ ثلاثین سنۃ یعنے ثابت ہوئی بطریق تواتر امام اعظم کی شب بیداری اور تہجد گذاری بلکہ پڑھنا اونکا تمام قرآن کو ایک رکعت میں تیس برس تک وحفظ عنہ صلوۃ الفجر بوضوء العشاء اربعین سنۃ اور ثابت ہوا ہے اون سے صبح کی نماز ادا کرنا عشاء کی وضو سے چالیس سال تک وحفظ عنہ انہ ختم القرآن فی الموضع الذی توفی فیہ سبعۃ آلاف مرۃ اور ثابت ہی اون سے ختم کرنا قرآن کا سات ہزار مرتبہ اوس مقام میں جہاں اونکا انتقال ہوا وقع رجل فیہ عند ابن المبارک فقال ویحک اتقع فی رجل صلے خمسا واربعین سنۃ خمس صلوات بوضوء واحد وکان یجمع القرآن فی رکعۃ اور غیبت کی کسی شخص نے ابو حنیفہ کی عبد اللہ بن مبارک کے سامنے پس خفا ہوے وہ اور فرمایا کہ تو ایسے شخص کی شکایت کرتا ہی جسنے پینتالیس برس تک پنج وقتہ نماز ایک وضو سے ادا کیں اور ایک رکعت میں قرآن ختم کیا آے برادران دین اور اے حضرات غیر مقلدین ذرا آنکھ کھولو اور نقاب غفلت و تعصب اپنے منہ پر سے ہٹاؤ و یہ کیا غضب ہی کہ جس فضیلت امام اعظم کو تمام محدثین ثابت کر رہے ہوں اور اوسپر حکم تواتر کا دیتے ہوں اوسکو آپ غلط اور واہی ٹھہراتے ہیں اور موافق مثل مشہور لا لحب علی بل لبغض معاویہ حنفیہ سے حسد و عناد پیدا کر کے محدثین کو بھی جھوٹا بتاتے ہیں دوم یہ کہ اسی قسم کی کثرت عبادت جو ابو حنیفہ سے منقول ہے بڑے بڑے محدثین سے بھی

کتب ثقات میں مذکور ہی اور صحابہ اور تابعین سے بھی ایسی کوشش عبادت مین ثابت ہی آنکھ اپنے گھر کی
بھی خبر نہیں ہی جیسے اسکی تفصیل سنیے شیخ الاسلام ذہبی محدث جلیل و مورخ نبیل تذکرۃ الحفاظ مین ترجمہ
مسروق بن الاجدع ہمدانی کوفی مین لکھتے ہین قال ابو اسحق حج مسروق فما نام الا ساجدا حتے رجع وعن امراۃ
مسروق انہ کان یصلے حتے تتورم قدماہ یعنے کہا ابو اسحق نے کہ گئی مسروق جو اجلہ تابعین سے ہین اور وفات
انکی ۶۳ سنہ ہجری مین ہی واسطے حج کے پس تا زمان معاودت کبھی نہیں سوئے نہ دن کو نہ رات کو مگر حالت سجدہ مین
اور انکی زوجہ سے روایت ہے کہ مسروق اسقدر نماز پڑہتے تھے کہ دونوں پاؤں انکے ورم کر جاتے تھے اور
بھی ذہبی ترجمہ اسود بن یزید مین لکھتے ہین کان عبد الرحمن بن الاسود یصلے کل یوم سبعمائۃ رکعۃ تھے عبد الرحمن
بن اسود کوفی تابعی کہ پڑہتے تھے ہر روز سات سو رکعت اور ترجمہ عمرو بن میمون تابعی مین لکھتے ہین کان
لما کبر اوتد لہ فی الحائط فاذا سئم من القیام استعان بالوتد تھے عمرو کہ جب سن رسیدہ ہوے ایک کھونٹی دیوار
مین انکے واسطے قائم کی گئی اور وہ نماز پڑہا کرتے تھے یہانتک کہ جب تھک جاتے اوس کھونٹی سے استعانت
کرتے اور ترجمہ سعید بن جبیر تابعی مین لکھتے ہین قام لیلۃ فی جوف الکعبۃ فقرء القرآن فی رکعۃ وقال عبد الملک
بن ابی سلیمان عنہ انہ کان یختم القرآن فی کل لیلتین شب بیداری کی اونہون نے اندر کعبہ کے پس پڑہا
قرآن تمام ایک رکعت مین اور کہا عبد الملک نے کہ تھے ابن جبیر کہ ختم کرتے تھے قرآن در دو شب مین اور
ترجمہ خالد بن معدان تابعی مین لکھتے ہین کان یسبح فی الیوم سبعین الف مرۃ تھے کہ تسبیح پڑہتے تھے ہر روز
ستر ہزار مرتبہ اور ترجمہ وہب بن منبہ تابعی مین لکھتے ہین لبث وہب عشرین سنۃ ولم یجعل بین العشاء
والصبح وضوء بیس برس تک وہب نے عشاء کی وضوء سے صبح کی نماز پڑہی ہے اور برابر شب بیداری کی اور
ترجمہ ابو اسحق سبیعی عمرو بن عبد اللہ تابعی مین لکھتے ہین قال اصلے فاقرء سورۃ البقرۃ فی رکعۃ نماز پڑہتا ہون
پس ایک رکعت مین سورہ بقرہ کی تلاوت کرتا ہون اور ترجمہ امام اہل بیت نبوی ابو جعفر باقر محمد بن زین العابدین
مین لکھتے ہین کان یصلے فی الیوم واللیلۃ مائۃ وخمسین رکعۃ پڑہتے تھے امام باقر رات دن مین ڈیڑہ سو
رکعت نوافل اور ترجمہ ایوب سختیانی تابعی مین لکھتے ہین کان یقوم اللیل کلہ تھے وہ کہ تمام شب قیام کرتے اور
عبادت مین مصروف رہتے اور ترجمہ صفوان بن سلیم تابعی مین لکھتے ہین حلف صفوان ان لا یضع جنبہ
علے الارض فمکث علے ہذا ثلاثین سنۃ فمات وہو جالس قسم کہائی تہی صفوان نے کہ نہ رکھینگے پہلو اپنا
زمین پر پس تیس برس تک نہیں سوئے بلکہ بیٹھے ہوے عبادت مین مصروف رہے یہانتک کہ رحلت کی
اور ترجمہ منصور بن معتمر مین لکھتے ہین قال زائدۃ صام منصور اربعین سنۃ وقام لیلہا وکان یبکی اللیل کلہ
فاذا اصبح کحل عینیہ ودہن راسہ کہا زائدہ نے روزے رکھے منصور نے چالیس برس اور شب بیداری کی اور

تھے کہ تمام شب روتے تھے پس جب صبح ہوتی تھی آنکھون مین سرمہ لگاکے اور بالون مین تیل ڈال کے باہر آتے
تا کسی کو اس جانفشانی کا حال نہ معلوم ہو اور ترجمہ ابو عمر سلیمان بن طرخان بصری مین لکھتے ہین مکث اربعین
سنۃ یصوم یوما ویفطر یوما ویصلی صلوۃ الفجر بوضوء العشاء چالیس برس تک اونکا یہ دستور رہا کہ ایک روز
روزہ رکھتے تھے اور ایک روز افطار کرتے تھے اور صبح کی نماز عشاء کی وضو سے ادا کرتے تھے اور مجتہد بلاد شام
عبدالرحمن اوزاعی کے حال مین لکھتے ہین قال ابو مسھر کان الاوزاعی یحیی اللیل صلوۃ وقرآنا وبکاء کہا
ابو مسھر نے تھے اوزاعی کہ شب بیداری کرتے تھے اور تمام شب نماز اور قراءت قرآن اور آہ وزاری مین مصروف
رہتے اور مسعر بن کدام کے حال مین لکھتے ہین کان لاینام الی ان یقرء نصف القرآن نہین سوتے تھے وہ شب کو
یہانتک کہ پڑہ لیتے تھے پندرہ پارہ قرآن کے اور ابن ابی ذئب کے حال مین لکھتے ہین کان یصلی اللیل اجمع
ویجتہد فی العبادۃ تھے کہ نماز پڑہتے تھے تمام شب اور عبادت مین بڑی محنت کرتے تھے اور حسن بن صالح بن حی
کے حال مین لکھتے ہین قال وکیع جزء الحسن وامہ واخوہ اللیل للعبادۃ فماتت فقسما اللیل بینہما فمات علی فقام الحسن
باللیل کلہ کہا وکیع نے تقسیم کیا تہا حسن نے اور اونکے بہائی اور والدہ نے شب کو تین حصے پر عبادت کے واسطے
ایک تہائی مین وہ عبادت کرتے تھے اور دوسری تہائی مین اونکے بہائی اور ایک حصہ مین اونکی والدہ پہر
جب اونکی والدہ نے انتقال کیا دونون بہائیون نے آدہی آدہی رات عبادت کرنا شروع کی پہر جب حسن کے
بہائی نے بہی انتقال کیا تمام شب اونہون نے عبادت کرنا شروع کر دیا اور محدث شام اسمعیل بن عیاش کے
حال مین لکھتے ہین قال ابو الیمان کان یحیی اللیل تھے کہ تمام شب عبادت کرتے تھے اور ابو بکر بن عیاش
کے حال مین لکھتے ہین قال یزید بن ہارون کان حبرا فاضلا لم یضع جنبہ الی الارض اربعین سنۃ وقال یحیی
الحمانی لما احتضر ابو بکر بکت اختہ فقال ما یبکیک انظری الی تلک الزاویۃ فقد ختمت فیہا ثمانی عشرۃ الف ختمۃ
کہا یزید بن ہارون نے تھے ابو بکر بن عیاش بڑے عالم فاضل نہین رکہا اونہون نے اپنے پہلو کو زمین پر چالیس برس تک
اور کہا یحیی حمانی نے جب احتضار کا اونکے وقت آیا اونکی ہمشیرہ رونے لگین پس کہا ابو بکر بن عیاش نے
کیون روتی ہو تم دیکہو اوس گوشہ مکان کو اوس مقام پر مین نے اٹہارہ ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہے اور
محدث کوفہ عبداللہ بن ادریس کے حال مین لکھتے ہین قال حسین بن عمرو لما نزل بہ الموت بکت بنتہ فقال لا تبکی
قد ختمت فی ہذا البیت اربعۃ آلاف ختمۃ کہا حسین بن عمرو نے جب کہ وقت آیا عبداللہ کے انتقال کا بیٹی اونکی
رونے لگین پس کہا اونہون نے نہ رو تم مین نے اس گہر مین چار ہزار ختم قرآن کے کیے ہین اور قاضی ابو یوسف
کے حال مین لکھتے ہین قال ابن سماعۃ کان یصلی بعد ما ولی القضاء فی کل یوم مائتی رکعۃ کہا ابن سماعہ نے
تھے ابو یوسف کہ دو سو رکعت پڑہتے تھے ہر روز بعد قاضی ہونے کے اور محدث بصرہ یحیی بن سعید قطان کے حال مین

لکھتے ہین قال ابن معین قام یحیی القطان عشرین سنة یختم کل لیلة ختمة کہا یحیی ابن معین نے شب بیداری
کی قطان نے بیس برس تک ہر شب کو ایک قرآن ختم کرتے تھے اور محدث کوفہ وکیع بن جراح شیخ ترمذی وغیرہ
کے حال مین لکھتے ہین قال یحیی بن اکثم صحبت وکیعا فی السفر والحضر فکان یصوم الدہر ویختم القرآن کل لیلة
کہا یحیی بن اکثم نے ساتھ رہا مین وکیع کے پس دیکھا مین نے اونکو روزہ رکھتے تھے ہمیشہ اور ختم کرتے تھے
قرآن ہر شب کو اور محدث بصرہ بشر بن مفضل کے حال مین لکھتے ہین قال علی بن المدینی کان یصلی کل یوم اربعمائة
رکعة کہا علی بن مدینی نے تھے بشر نماز پڑھتے تھے ہر روز چار سو رکعت اور محدث واسط یزید بن ہارون کے
حال مین لکھتے ہین عن عاصم بن علی قال کان یزید یقوم اللیل ویصلی الصبح بوضوء العتمة نیفا واربعین سنة روایت
ہے عاصم بن علی سے کہا اونہون نے کہ تھے یزید کہ شب بیداری کرتے تھے اور نماز پڑہی صبح کی وضوء عشا کی سے چالیس
برس سے زائد تک اور محدث بصرہ عبد الرحمن بن مہدی کے حال مین لکھتے ہین کان یحیی اللیل فلما طلع الفجر
رمی نفسه علی الفراش حتی طلعت الشمس تھے وہ کہ تمام شب عبادت کرتے تھے پس جب طلوع ہوتی صبح صادق
لیٹ جاتے بچھونے پر اور امام شافعی کے حال مین لکھتے ہین کان یختم فی رمضان ستین ختمة تھے کہ ختم کرتے تھے
ماہ رمضان مین ساٹھ مرتبہ اور محدث کوفہ ہناد بن السری کے حال مین لکھتے ہین قال احمد بن سلمة جاء الی
المسجد فصلی الی الزوال وانا معه فی المسجد ثم رجع الی منزله فتوضأ فصلی بنا الظہر ثم قام علی رجلیه یصلی الی العصر
ویرفع صوته بالقرآن ویبکی کثیرا ثم صلی بنا العصر واخذ یقرأ فی المصحف حتی صلینا المغرب قلت لبعض جیرانه ما اصبره
علی العبادة فقال ہذه عبادته بالنہار منذ سبعین سنة فکیف لو رأیت عبادته باللیل کہا احمد بن سلمہ نے کہ آئے
ہناد مسجد مین اور مین ساتھ تھا اونکے پس نماز پڑہی دوپہر تک پہر گئے اپنے گھر مین اور وضوء کر کے مسجد مین آئے
اور ظہر کی نماز ہم لوگون کے ساتھ پڑہی پہر نوافل پڑہا کئے عصر تک اور پڑہتے تھے قرآن اور روتے تھے پہر عصر کی
نماز پڑھ کے تلاوت قرآن مین مصروف ہوئے تا بہ نماز مغرب پس کہا مین نے بعض ہمسایگان ہناد سے کس قدر
ان کو قوت اور صبر عبادت پر حاصل ہے پس کہا اونہے کہ یہی عبادت اونکی ہے ستر سال سے اور اگر شب کی عبادت
تم انکی دیکھو تو اور بھی تعجب کرو اور محدث قرطبہ صاحب مسند وتفسیر بقی بن مخلد کے حال مین لکھتے ہین کان یختم القرآن
فی کل لیلة فی ثلاث عشرة رکعة ویسرد الصوم تھے کہ قرآن ختم کرتے تھے ہر شب کو تیرہ رکعت مین اور ہمیشہ
روزہ رکھتے تھے اور محدث شام علی بن عساکر دمشقی کے حال مین لکھتے ہین قال المحدث بہاء الدین کان
ابی مواظبا علی الجماعة والتلاوة یختم کل لیلة ختمة ویختم فی رمضان کل یوم وکان کثیر النوافل والاذکار یحیی
لیلة العیدین بالصلوة والذکر کہا اونکے فرزند بہاء الدین نے کہ تھے باپ میرے ختم کرتے تھے ہر شب کو ایک
قرآن اور ماہ رمضان مین ہر روز ایک قرآن اور نوافل اور اذکار مین کثرت کرتے تھے اور عیدین کی شب کو

تمام رات عبادت کرتے تھے اور محدث دمشق تقی الدین عبد الغنی مقدسی کے حال مین لکھتے ہین کان یصلی الفجر ویلقن القرآن وربما لقن الحدیث ثم یقوم فیتوضأ فیصلی ثلاث مائة رکعة الی قبیل الظہر یعنی کہ نماز صبح کے بعد قرآن و حدیث پڑہاتے تھے پہر وضو کرکے نماز تین سو رکعت قریب زوال تک پڑہتے تھے اور خطیب بغدادی احمد بن علی کے حال مین لکھتے ہین کان یختم القرآن کل یوم ختم قرآن کا کرتے تھے ہر روز اور ابو نعیم اصفہانی نے حلیة الاولیا مین بسند مسلسل روایت کی کان عثمان یصوم الدہر ویقوم اللیل الا ہجعة من اوله تھے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہ ہمیشہ روزہ رکہتے تھے اور تمام شب عبادت کرتے تھے مگر کسیقدر اول شب سو رہتے تھے اور بہی اونہین نے بسند مسلسل روایت کی سہو بانام القرآن فقر رحتے ختم القرآن قرأ ہ جز ابی حضرت عثمان مسجد حرام مین اور ایک رکعت مین اونہون نے سارا قرآن پڑہا اور بہی ابو نعیم نے بسند روایت کی ان ابن عمر کان یحیی اللیل صلوة ثم یقول یا نافع اسحرنا فیقول لا فیعاود الصلوة فیقول یا نافع اسحرنا فیقول نعم فیقعد ویستغفر اللہ ویدعو الی الصبح تھے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تمام شب عبادت کرتے تھے اور آخر وقت اپنے مولے نافع سے پوچھتے تھے کیا وقت سحر آیا یا نہین پس اگر نافع کہتے کہ نہین پہر نماز مین مصروف رہتے پہر نافع سے پوچھتے پس جب نافع خبر وقت سحر کی دیتے ابن عمر اوسوقت سے صبح تک ذکر و دعا و استغفار مین صبح تک مصروف رہتے اور بہی ابو نعیم نے بسند مسلسل شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کے حال مین روایت کی کان اذا دخل الفراش یتقلب علی الفراش لا یاخذہ النوم فیصلی حتی یصبح جب وہ شب کو بچھونے پر لیٹتے کروٹین بدلتے اور نیند نہ آتی پس کہڑے ہوتے اور نماز پڑہتے صبح تک اور ابو سعد سمعانی کتاب الانساب مین لکھتے ہین کان تمیم الداری یختم القرآن فی رکعة تہے تمیم داری رضی اللہ عنہ کہ ختم کرتے تہے قرآن ایک رکعت مین اور جامع ترمذی مین بسند مسلسل عمیر بن ہانی کے حال مین مروی ہے کان یصلی کل یوم الف رکعة ویسبح مائة الف تسبیحة تہے عمیر رضی اللہ عنہ ہر روز ہزار رکعت نماز پڑہتے تہے اور ایک لاکہ مرتبہ سبحان اللہ پڑہتے تہے اور ابو نعیم حلیة الاولیا مین بسند مسلسل اویس قرنی کے حال مین جو سید تابعین ہین روایت کرتے ہین کان اذا امسی یقول ہذہ لیلة الرکوع فیرکع حتی یصبح وکان اذا امسی یقول ہذہ لیلة السجود فیسجد حتی یصبح تہے اویس قرنی رضی اللہ عنہ کہ شام کو کہتے تہے کہ یہ رات رکوع کی ہے پس تمام شب رکوع مین رہتے تہے اور کسی شب کو کہتے تہے کہ یہ رات سجدے کی ہے پس تمام شب سجدہ کیا کرتے اور بہی ابو نعیم بسند مسلسل روایت کرتے ہین ان عامر بن عبد اللہ کان من العابدین وفرض علی نفسه فی کل یوم الف رکعة تہے عامر بن عبد اللہ بڑی عبادت کرنیوالون سے اور لازم کیا تہا اونہون نے ہر روز ہزار رکعت کا پڑہنا اور بہی ابو نعیم نے بسند مسلسل روایت کی حج مسروق فما بات الا ساجدا حج کرگئے مسروق ہمدانی پس نہین سوئے کسی شب مگر حالت سجدہ مین اور بہی ابو نعیم نے

بسند مسلسل ابراہیم نخعی سے روایت کی کان الاسود یختم القرآن فی رمضان فی کل لیلتین وکان ینام بین المغرب
والعشاء وکان یختم فی غیر رمضان فی کل ست لیال یعنی اسود نخعی کہ ختم قرآن کرتے تھے دو شب مین ماہ رمضان مین
اور غیر رمضان مین چہ شب مین ختم کرتے تھے اور بھی ابو نعیم نے بسند مسلسل روایت کی صلے سعید بن المسیب
الغداة بوضوء العتمة خمسین سنة نماز پڑہی سعید بن مسیب نے کہ اجلہ تابعین سے تھے صبح کی عشاء کی وضوء سے
پچاس برس تک اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء مین بسند مسلسل مالک بن مغول سے روایت کی کان بالبصرة
ثلاثة متعبدون صلة بن اشیم وکلثوم بن الاسود ورجل آخر تھے بصرہ مین تین شخص بڑے عبادت کرنے والے
ایک صلہ بن اشیم دوسرے کلثوم بن الاسود تیسرے اور ایک شخص اور بھی حلیۃ الاولیاء مین بسند مسلسل
ثابت بنانی کے حال مین مروی ہے قال انا ادخلت والله ثابتا فی لحده ومعی حمید الطویل فلما سوینا علیه التراب
سقطت لبنة فاذا هو قائم یصلی فی قبره فقلت للذی معی الا ترى قال اسکت فلما سوینا علیه التراب اتینا ابنته فقلنا ما کان عمل ابیک قالت ما رأیتم
فاخبرناها فقالت کان یقوم اللیل خمسین سنة فاذا کان السحر قال اللهم ان کنت اعطیت احدا من خلقک الصلوة فی قبره فاعطنیها فما کان الله لیرد ذلک الدعاء عنه
راوی نے کہ قسم خدا کی مین نے ثابت بنانی کو قبر مین اوتارا اور میرے ساتھ حمید طویل تھے پس جب ہم اوپر
خاک ڈال چکے اور قبر برابر ہو چکی ایک اینٹ اپنے مقام سے ہٹ گئی پس دیکھا مین نے ثابت کو کہ قبر مین
کھڑے ہوے نماز پڑہ رہے ہین پس کہا مین نے اپنے ہمراہی سے کہ دیکھتے ہو یہ کیا معاملہ ہے کہا اونہون نے
چپ رہو پس بعد فراغت کے آئے ہم اونکی دختر کے پاس پس پوچھا اونسے کہ کیا عمل تھا تمہارے باپ کا
کہا اونہون نے تمنے کیا دیکھا ہم نے سب حال بیان کیا پس کہا دختر نے کہ ثابت پچاس برس تک ہمیشہ شب بیداری
کرتے تھے اور ہر شب کو بوقت سحر یہ دعا مانگتے کہ اے پروردگار اگر کسیکو اپنے بندون سے تو نے نماز
پڑہنی کی قبر مین فضیلت دی ہو تو مجکو بھی عنایت کرنا پس یہ دعا اونکی مقبول ہو گئی اور شیخ الاسلام
ذہبی کتاب العبر با خبار من غبر مین لکھتے ہین کان عروة بن الزبیر یقرأ کل یوم ربع الختمة فی المصحف ویقوم به اللیل
تھے عروہ کہ پڑہتے تھے ہر روز ربع قرآن اور شب بیداری کرتے تھے اور بھی ذہبی عبر مین لکھتے ہین کان
علی بن الحسین یصلی فی الیوم واللیلة الف رکعة الی ان مات تھے امام حسین کے فرزند زین العابدین علی کہ
ہر روز ہزار رکعت نماز پڑہتے تھے یہان تک کہ انتقال ہوا اونکا اور حلیۃ الاولیاء مین بسند مسلسل مروی ہے
کان یختم القرآن فی کل سبع لیال مرة فاذا جاء رمضان ختم کل ثلاث لیال مرة فاذا جاء العشر ختم کل لیلة
تھے قتادہ کہ سات روز مین ایک قرآن ختم کرتے تھے اور جب ماہ رمضان آتا تو تین روز مین ختم کرتے پس
جب عشرہ ہوتا ہر شبکو ایک ختم کیا کرتے اور مرآة الجنان مین یافعی سعید بن جبیر کے حال مین
لکھتے ہین انه قرأ القرآن فی رکعة فی البیت الحرام اور حلیۃ الاولیاء مین بسند مسلسل محمد بن واسع کے حال مین

جو اکابر علماء و اجلہ فضلاء سے ہین اور محدثین کے نزدیک اونکا اعتبار ہے بعد ذکر کرنے مناقب کثیرہ کے
مرقوم ہے کان یصلے باللیل اجمع یعنے تمام شب وہ نماز پڑہا کرتے تہے اور بہی اوسمین بسند مسلسل مالک
بن دینار کے حال مین مروی ہے صلیت العشاء معہ ثم اتاہ فاکل ثم قام الی الصلوٰۃ ثم اخذ بلحیتہ فجعل یقول اذا جمعت
الاولین والآخرین فحرم شیبۃ مالک علے النار فواللہ ما زال کذلک حتے غلبتنی عینی ثم انتبہت فاذا ہو علی تلک الحال
فما زال کذلک حتے طلع الفجر مالک بن دینار کے داماد سے مروی ہے کہ مین نے مالک کے ساتہ کہانا کہایا بعد اوسکے
وہ نماز پڑہنے کہڑے ہوے اور داڑہی پر ہاتہ رکہہ کے عرض کرنے لگے کہ اے پروردگار جب کہ تو جمع کریگا
تمام کو تیگا اوس روز حرام کر دی مالک کو جہنم پر اور اسی طور پر وہ دعا مانگتے رہے یہانتک کہ مین سو گیا
پہر مین جاگا تو دیکہا کہ اونکا وہی حال ہے اور یہی کیفیت رہی تا بہ طلوع صبح اور بہی حلیہ مین سلیمان تیمی
کے حال مین مروی ہے اقام بالبصرۃ اربعین سنۃ یصلے العشاء والصبح بوضوء واحد یعنے چالیس برس تک
بصرہ مین اونہون نے عشاء کی وضوء سے صبح کی نماز پڑہی اور بہی حلیہ مین منصور بن زاذان کے حال مین
مروی ہے کان اذا جاء رمضان ختم القرآن فیما بین المغرب والعشاء ختمتین یعنے رمضان مین وہ درمیان
مغرب و عشاء کے دو ختم قرآن کے کرتے تہے اور بہی اوسمین علی بن عبد اللہ بن عباس کے حال مین مروی ہے
کان یسجد کل یوم الف سجدۃ یعنے ہر روز وہ ہزار رکعت پڑہتے تہے اور اس بحث مین اگر کسیکو شوق زیادہ تفصیل کا ہو
تو اقامۃ الحجۃ علے ان الاکثار فی التعبد لیس ببدعۃ کا مطالعہ کرے ان عبارات سے ان لوگون کی کثرت
عبادت ثابت ہے حضرت عثمان رض اور ابن عمر رض اور شداد بن اوس رض اور تمیم داری رض اور مسروق عبد الرحمن
بن اسود عمرو بن میمون سعید بن جبیر سعید بن المسیب خالد بن معدان ابو اسحق سبیعی وہب بن منبہ
امام باقر امام زین العابدین امام سجاد علی بن عبد اللہ قتادہ اویس قرنی ثابت بنانی صلہ بن اشیم عروہ
بن زبیر ابن عساکر خطیب بغدادی عبد الغنی مقدسی عمیر بن ہانی عامر بن عبد اللہ اسود نخعی ایوب
سختیانی صفوان بن سلیم منصور بن معتمر سفیان بن بناطر ثابت اوزاعی مسعر بن کدام ابن ابی ذئب حسن
بن صالح اسمعیل بن عیاش امام شافعی ابو بکر بن عیاش عبد اللہ بن ادریس ابو یوسف یحیے قطان
وکیع بن جراح بشر بن مفضل یزید بن ہارون عبد الرحمن بن مہدی ہناد بن السری محمد بن واسع مالک
بن دینار سفیان ثوری منصور بن زاذان رضوان اللہ علیہم اور سوا انکے اگر کتب اسماء رجال و کتب حدیث و تاریخ دیکہئے
تو صدہا محدثین کی کثرت عبادت ثابت ہوگی باقی اولیاء اللہ کی کثرت عبادت تو خارج از حیطہ تحریر ہے
کتب مناقب اولیاء کے معائنہ سے کیفیت اوسکی منکشف ہوتی ہے آپ ہم اولیاء اللہ کے اقوال سے
قطع نظر کرتے ہین اسوجہ سے کہ آپ انکو اور آپ کے شرکا انکو بدعتی کہدینا بہت آسان ہے صرف انکا یہ

اور تابعین اور ائمہ مجتہدین اور اجلہ محدثین کے حال سے بحث کرتے ہین کہ اگر کثرت عبادت بدعت ہوتی تو یہ
لوگ کیا ایسے نادان تھے کہ اس بدعت کا ارتکاب کرتے رہے آپ کو اور آپکے شیخ مؤلف معیار الحق کو اتنی
سمجھ نہو ئی کہ ہم کثرت عبادت کو امام ابو حنیفہ کی ضد سے بدعت تو کہہ رہے ہین مگر انجام اسکا یہ ہوگا کہ اور
مجتہدین اور صدہا محدثین اور صحابہ و تابعین بھی بدعتی ہو جاوینگے اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ کثرت
عبادت مطلقاً بدعت ہے یا وہی جو امام ابو حنیفہ سے صادر ہوئی شق ثانی کا تو کوئی احمق بھی قائل نہوگا اور
بر تقدیر اول محدثین بھی بدعتی ہوے جاتے ہین پس یا تو آپ لوگ کثرت عبادت کی بدعت کہنے سے توبہ
کیجیے یا ان صحابہ اور مجتہدین اور تابعین اور محدثین کی بھی بدعتی ہونے کا اقرار کیجیے پہلا آپ ان سب کو بدعتی
ٹھہرالین پہر امام ابو حنیفہ کو بھی بدعتی کہین ہمارے نزدیک ایسی بدعت بھی بڑی خوش قسمتی سے
ملتی ہے کہ جسمین ایسے لوگون کی شرکت ہو دوسرے امام ابو حنیفہ آپ ایسے مشددین کے ساتھ جنت میں
نہ جاوینگے تو ان محدثین کے ساتھ جنت میں جاوینگے اگر یہ شبہ ہو دے کہ کثرت عبادت کی نسبت ان محدثین
کی طرف قابل اعتبار نہین ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ ان لوگون کی کثرت عبادت بڑے بڑے محدثین
جیسے ذہبی اور سمعانی اور یافعی اور ابو نعیم اور خطیب بغدادی وغیرہ نقل کر گئے اب یا تو ان سب کی
تکذیب کیجیے یا کثرت عبادت کے قائل ہو جیے اور یہ بھی یاد رکھیے کہ اگر ان سب کے اقوال کو باب کثرت
عبادت مین نہ مانیے گا تو بڑی مشکل پیش آویگی اسوجہ سے کہ یہی محدثین اور مورخین بخاری اور مسلم
وغیرہ کے مناقب لکھ گئے جب انکی تکذیب کیجاویگی یا انکی نقل غیر معتبر سمجھی جاویگی بخاری اور مسلم کی
مناقب بھی بیکار ہو جاوینگے اور اگر یہ کہیے کہ یہ سب حکایات بلا سند ہین انکا کیا اعتبار ہے تو جواب
اسکا یہ ہے کہ حلیۃ الاولیاء اور ایسی اور کتب حدیث مین انکی سند موجود ہے اور اگر مجرد سند نہ لکھی جانے
سے کسی کتاب مین اسکا غیر معتبر ہونا ثابت ہو تو تمام مناقب بخاری اور مسلم کے جو بے سند کتب تواریخ
مین مذکور ہین سب غیر معتبر ہو جاوینگے اصل یہ قول آپکا کیا انکو یعنے ابو حنیفہ کو اتنی خبر نتہی کہ
یہ بدعت ہے بعینہ بڑے بڑے محدثین پر عائد ہوتا ہے پس جو جواب آپ انکی طرف سے دیجیے گا
وہی جواب ہمارا ابو حنیفہ کی طرف سے ہوگا سوم یہ کہ کثرت عبادت کو مطلقاً بدعت اور ممنوع کہنا
جیسا کہ آپ نے اور شیخ الشیوخ نے معیار الحق مین لکھدیا محض غلط ہے تحقیق اسکی اتمام الحجۃ علی ان لا کثار
فی العبادۃ لیس ببدعۃ مین موجود ہے جسکو شوق ہو دیکھ لے آپ کو یہ بھی خبر نہین کہ جو فعل صحابہ کے زمانہ
مین پایا گیا ہو اور اوسپر انکار نہوا ہو وہ بدعت ضلالت نہین ہے علی الخصوص جب کہ خود صحابہ سے
کوئی فعل صادر ہوا ہو صحابہ سے اوسپر انکار نہ ثابت ہو تحقیق اسکی بحث کی شایان شرح عقائد النسفی

اور رسالہ تحفۃ الاخیار فی احیاء سنۃ سید الابرار اور رسالہ التحقیق العجیب فی مسئلۃ التثویب اور رسالہ اکام النفائس فی اداء الاذکار بلسان الفارس میں موجود ہے جسکو شوق انصاف ہو انکے مطالعہ سے فائدہ اوٹھاوے
یہ رسالہ بحث تراویح میں ہے ۱۲
چہارم یہ کہ یہ قول آپ کا کہ آن حضرتؐ نے عمر بھر میں کبھی شب کو تیرہ رکعت سے زیادہ نوافل نہیں پڑہی اور نہ کبھو تمام شب جاگے الخ غلط ہے آن حضرتؐ اکثر گیارہ یا تیرہ رکعت ادا فرماتے تھے اور اس سے زیادہ یعنی پندرہ رکعت تک بعض شبوں میں آپ سے ثابت ہے تصریح اسکی نووی شارح صحیح مسلم وغیرہ نے کی ہے بلکہ بروایت ابن ابی شیبہ وطبرانی وبیہقی وغیرہ آپ سے ماہ رمضان میں بیس رکعت پڑہنا بھی ثابت ہے اور سند اوسکی اگرچہ ضعیف ہے لیکن عمل صحابہ باب تراویح میں اسکا موید ہے اور تمام شب آپ کا جاگنا اور عبادت میں مصروف رہنا اس روایت بخاری ومسلم وابوداؤد ونسائی وابن ماجہ سے ثابت ہے عن عائشۃ

قالت کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر الاواخر من رمضان شد میزرہ واحیی لیلہ وایقظ اہلہ روایت ہے عائشہؓ سے کہا اونہوں نے کہ تھے آن حضرتؐ جب کہ پہونچتا اخیر عشرہ رمضان میں باندہ لیتے تھے اپنے ازار کو یعنے بیبیوں سے کنارہ کشی کرتے اور عبادت میں مصروف رہتے اور زندہ کرتے شب کو یعنے شب بیداری کرتے اور جگاتے اپنے گہر والوں کو واسطے عبادت کے اس حدیث میں احیاء لیل دال اس امر پر ہے کہ آپ شب کو نہیں سوتے تھے اور تمام شب عبادت میں مصروف رہتے تھے اسیوجہ سے نووی اسکی شرح میں لکھتے ہیں ای استغرقہ بالسہر بالصلوۃ وغیرہا انتہی یعنے تمام رات جاگتے تھے نماز وغیرہ میں مصروف رہتے تھے اور ابن اثیر جزری نہایہ میں لکھتے ہیں احیاء اللیل السہر فیہ بالعبادۃ وترک النوم انتہی یعنے احیاء لیل عبارت ہے تمام شب جاگنے سے ساتھ عبادت کے اور نہ سونے سے اور قطع نظر ان تصریحات محدثین کے عقل سلیم بہی مقتضی اسی امر کو ہے کہ احیاء لیل سے مراد تمام شب جاگنا ہے کیونکہ کسیقدر سونا اور کچھ جاگنا اور تیرہ یا گیارہ رکعت ادا کرنا تو طریقہ دائمہ یا غالبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تہا عشرہ اخیرہ رمضان کے خصوصیت نہتی پس اسکے خبر دینے سے اور عشرہ اخیرہ کے ساتھ خاص کرنے میں حضرت عائشہ کو کیا فائدہ ملتا اور بہی آپ کا تمام شب جاگنا اس حدیث سے ثابت ہے جو عبد بن حمید اور ابن ابی الدنیا نے کتاب التفکر میں اور ابن حبان نے صحیح میں اور اصبہانی نے کتاب الترغیب والترہیب میں اور ابن عساکر اور ابن مردویہ وغیرہ نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے انہ اتانی لیلۃ فدخل معی فی لحافی ثم قال ذرنی اتعبد لربی فقام فتوضا ثم قام یصلی فبکی حتی سال دموعہ علی صدرہ ثم رکع فبکی ثم سجد فبکی ثم رفع راسہ فبکی فلم یزل کذلک حتی جاء بلال یوذنہ بالصلوۃ یعنے ایک شب کو آن حضرتؐ میرے پاس بقصد سونے کے آئے اور لحاف میں داخل ہوئے پہر فرمایا کہ چھوڑ دو مجہکو کہ میں اپنے رب کی عبادت کروں پس کہڑے ہوئے اور وضو کیا

پھر نماز پڑھنے لگے اور اسقدر روئے کہ آنسو آپکے سینہ پر بہنے لگے اور تمام شب نماز پڑھتے تھے اور رکوع اور
سجدہ وغیرہ مین روتے رہے یہانتک کہ صبح کی نماز کی خبر بلال نے دی اور [illegible] اس روایت سے ثابت ہے
جو سنن بیہقی مین عائشہ رض سے مروی ہے دخل علی رسول اللہ فوضع عنہ ثوبیہ ثم لم یستتم ان قام فلبسہما فاخذتنی
غیرۃ شدیدۃ ظننت انہ یاتی بعض صویحباتی فخرجت اتبعہ فادرکتہ بالبقیع یستغفر للمؤمنین والمؤمنات ثم قال لے یا
عائشہ تاذنین لی فی قیام ہذہ اللیلۃ فقلت نعم الخ حاصل اس حدیث کا جو تمامہ رسائل فضیلت شب برات مین مذکور
ہے یہ ہے کہ آن حضرت ایک شب کو عائشہ کے پاس آئے اور کپڑے اپنے اوتارے پھر کھڑے ہوگئے اور کپڑے
پہن کے باہر چلے گئے پس عائشہ رض کو یہ خیال ہوا کہ شاید آپ کسی اور بی بی کے پاس گئے ہین اس خیال مین تلاش
کرنے نکلین اور سب بیبیون کے مکانات کو دیکھا پھر بقیع البقیع کی طرف جو مقبرہ مدینہ منورہ کا ہے گئین تو دیکھا کہ
آن حضرت صلعم وہان کھڑے ہوے دعا اموات کے واسطے مانگ رہے ہین بعد ازان جب آپ تشریف لائے
فرمایا اے عائشہ تم اجازت دیتی ہو کہ آج مین نہ سوؤن اور عبادت مین مصروف رہون کہ آج کی شب
بہتر ہے پس آپ نماز پڑھنے لگے تا صبح اوسمین مصروف رہے اور اسکے سوا اور بھی احادیث کتب حدیث مین
موجود ہین جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کبھی کبھی آپ نے تمام شب بھی عبادت کی ہے اگر یہ شبہہ ہووے کہ صحیح مسلم
وغیرہ مین عائشہ رض سے مروی ہے کہ آپ نے کبھی تمام شب نماز نہین پڑھی اور نہ ایک شب مین تمام قرآن پڑھا
تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ خبر حضرت عائشہ رض کی ایسی ہے جیسے اونہین سے صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ
مین مروی ہے کہ ما کان رسول اللہ یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یعنی نہ تھے آن حضرت
کہ گیارہ رکعت سے زائد پڑھتے ہون نہ رمضان مین نہ غیر رمضان مین حالانکہ اونہین سے اور اور صحابہ سے
کتب صحاح ستہ وغیرہ مین آنحضرت کا تیرہ رکعت پڑھنا بلکہ سیزدہ ثابت ہے اور جیسے اونہین سے صحیحین مین یہ
روایت ہے کہ مین نے آن حضرت کو نہین دیکھا کہ نماز چاشت پڑھتے ہون اور مین پڑھتی ہون حالانکہ
کتب حدیث مین بروایات متعددہ آن حضرت کا نماز چاشت پڑھنا ثابت ہے جیسا کہ سیوطی نے مفصلاً
رسالہ صلوۃ الضحی مین ذکر کیا ہے پس تطبیق روایات یون دینا چاہیے کہ آن حضرت کے نماز چاشت
پڑھنے کی اور گیارہ سے زائد رکعت پڑھنے کی اور تمام شب عبادت کرنے کی عادت اکثر نہتھی بلکہ کبھی کبھی پڑھتے
ایسا کیا اسوجہ سے عائشہ رض نے نفی ان امور کی کردی اور ان روایات سے یہ سمجھنا کہ آپ نے فی عمرہ
کبھی گیارہ پر زیادتی نہین کی اور نماز چاشت کبھی نہین پڑھی اور تمام شب کبھی عبادت نہین کی اوسی شخص کا
کام ہے جو فن حدیث مین نظر وسیع نرکھتا ہوگا اور سوا ان اخبار کے اور احادیث کا مطالعہ
اوسکو نصیب نہوا ہوگا نتیجہ یہ کہ اگر تسلیم بھی کر لیا جاوے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی تمام عمر مین

تمام شب عبادت نہین کی اور ایسی کثرت عبادت جیسی ائمہ مجتہدین اور محدثین اور اولیاء اللہ سے منقول ہے
آپ سے نہین صادر ہوئی تو بھی اس سے اوسکا بدعت اور ضلالت اور ممنوع ہونا نہین لازم آتا ہے
دیکھو صحیح بخاری مین کتاب فضائل القرآن مین زید بن ثابت سے مروی ہے قال ابوبکر ان عمر اتانی
فقال ان القتل قد استحر یوم الیمامۃ بقراء القرآن وانی اخشی ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فیذہب
کثیر من القرآن وانی اری ان تامر بجمع القرآن قلت لعمر کیف تفعل شیئا لم یفعلہ رسول اللہ قال عمر ہذا واللہ
خیر فلم یزل عمر یراجعنی حتی شرح اللہ صدری لذلک ورأیت فی ذلک الذی رأی عمر الحدیث حاصل اسکا یہ ہے
کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے زید بن ثابت سے بیان کیا کہ میرے پاس عمر فاروقؓ آئے اور کہنے لگے کہ یمامہ
کی لڑائی مین بہت صحابہ جو قراء قرآن تھے شہید ہو گئے اور مجکو خوف ہے کہ قتل قراء قرآن کا مقامات
مختلفہ مین ہووے اور بہت سا قرآن جاتا رہے اسوجہ سے کہ قرآن جمع نہین ہے پس میری رائے یہ ہے
کہ آپ قرآن کو ایک جا جمع کر دیجیے پس کہا مین نے عمر سے کیونکر ایسی بات تم کرو گے جسکو آن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین کیا پس کہا عمر نے کہ اگرچہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن جمع نہین کیا
لیکن یہ جمع کرنا ایک فعل نیک ہے اسکو اختیار کرنا لازم ہے پس گفتگو کرتے رہے مجھسے عمر فاروق
اس باب مین یہانتک کہ حق جل شانہ نے میرے بھی دل کو اس طرف متوجہ کر دیا اور رائے میری موافق عمر کے
رائے کے ہو گئی کہ قرآن ایک جگہ جمع کر دیا جاوے اور بھی صحیح بخاری مین کتاب استتابۃ المعاندین والمرتدین
مین ابوہریرہؓ سے مروی ہے لما توفی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم استخلف ابوبکر وکفر من کفر من العرب
قال عمر یا ابابکر کیف تقاتل الناس وقد قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ
الا اللہ فمن قال لا الہ الا اللہ عصم منی مالہ ونفسہ الا بحقہ وحسابہ علے اللہ قال ابوبکر واللہ لاقاتلن من فرق
بین الصلوۃ قال عمر فواللہ ما ہو الا ان رأیت ان قد شرح اللہ صدر ابی بکر للقتال فعرفت انہ الحق حاصل اسکا
یہ ہے کہ جب آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے اور عرب مین بعض
لوگ کافر ہو گئے اور بعضون نے زکاۃ دینا موقوف کر دیا پس حضرت ابوبکرؓ نے قصد کیا کہ ان سب سے قتال
کرین پس کہا حضرت عمرؓ نے کیونکر مقاتلہ درست ہے ایسے لوگون سے جو کلمہ گو ہین حالانکہ آن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین حکم کیا گیا ہون قتال کرنے کا یہانتک کہ کہین لا الہ الا اللہ پس جسنے
یہ کلمہ توحید کہا محفوظ کر لیا مجھسے اوسنے اپنے خون اور اپنے مال کو مگر اوسکا قتال اور مال غارت کرنا نہین
درست ہے مگر بحق اسلام یعنے ایسی صورتون مین قتال درست ہے جنمین دین اسلام مین قتال کا
حکم ہے پس کہا ابوبکر صدیقؓ نے قسم ہے خدا کی مین مقاتلہ کرونگا اوس سے جسنے فرق کیا درمیان نماز

اور زکاتوں کے کہا حضرت عمرؓ نے کہ پس مین سمجھ گیا کہ یہی حق ہے اب غور کرو کہ مقاتلہ کلمہ گو سے کبھی آن حضرت
نے نہین کیا اور نہ جمع قرآن کا اہتمام کیا مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ نے ان دونون امر پر اتفاق کر لیا
اور عمرؓ نے بذا خیر کہکے ابوبکر صدیق کو سمجھا دیا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے اس کام کے نکرنے سے یہ نہین لازم
کہ ہم بہی اوسکو اختیار نہ کرین بلکہ اگر وہ امر خیر ہوگا تو اختیار کرنا اوسکا بہتر ہوگا ہمکو بڑا تعجب ہے اون لوگون
جو صحیح بخاری پڑہتے پڑہاتے ہین اور دعوے حدیث دانی کا کرتے ہین باینہمہ غل مچاتے ہین کہ جس فعل کو آن حضرت
نے نہین کیا وہ بدعت اور ضلالت ہے اور نہین دیکھتے ہین کہ صحیح بخاری مین انکے قول کی سد موجود ہے
اور بہی صحیح بخاری وغیرہ مین روایت ہے سائب بن یزید سے کنا نوتی بالشارب علی عہد رسول اللہ صلعم
وامرۃ ابی بکر وصدرا من خلافۃ عمر فنقوم الیہ بایدینا ونعالنا واردیتنا حتے کان آخر امرۃ عمر فجلد اربعین حتے
اذا عتوا وفسقوا جلد ثمانین یعنے آن حضرت کی زمانے مین شراب پینے والے کو ہاتہ سے اور جوتیون سے
اور کپڑون سے مارتے تہے اور ایسی ہی خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ اور شروع زمانہ حضرت عمرؓ مین پہر حضرت
عمرؓ نے آخر زمانہ اپنے خلافت مین چالیس درے مقرر کیے پہر جب لوگ بہت شراب پینے لگے اونہون نے
اسی کوڑے بطور حد کے مقرر کر دیے اور بہی صحیح بخاری وغیرہ مین حضرت علیؓ سے مروی ہے جلد النبی صلے اللہ
علیہ وسلم اربعین وابوبکر اربعین وعمر ثمانین وکل سنۃ یعنے شرابی کو آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور
ابوبکر صدیقؓ نے چالیس کوڑے مارے اور حضرت عمرؓ نے اسی کوڑے مقرر کیے اور دونون فعل سنت ہین
دیکہو اس حدیث مین علی مرتضےٰؓ اوس فعل کو جو آن حضرت سے نہین ثابت ہے سنت کہ گئے اور بہی
صحیح بخاری وغیرہ مین روایت ہے فلما کثر الناس زاد النداء الثالث عثمان بن عفان الحدیث یعنے جمعہ کے
روز آن حضرتؐ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے زمانے مین ایک ہی اذان ہوتی تہی جب امام منبر پر خطبہ کے واسطے
چڑہتا تہا پس جب کثرت ہوئی لوگون کی اور ایک اذان مکتفی نہوئی حضرت عثمانؓ نے پہلی اذان بڑہا دی
اور تمام عالم نے اسکو مستحسن سمجھا حال آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین یہ امر نہ تہا خلاصہ
یہ ہے کہ کسی فعل کے آن حضرت سے ثابت نہونے سے یہ نہین لازم کہ وہ بدعت ہو جاوے صدہا امور
ایسے ہین کہ آن حضرت صلعم نے اونکو نہین کیا بلکہ صحابہ یا مابعد صحابہ نے اونکا احداث کیا اور باتفاق فقہا
وعلماء امت محمدیہ وہ امور مستحسنات مین شمار کیے گئے جو شخص احادیث صحاح ستہ کو دیکہیگا اوسپر یہ امر
مخفی نرہیگا پس ایسی ہی کثرت عبادت جیسے شب بہر جاگنا اور روز ایک ختم کرنا یا ہزار رکعت نماز روزانہ
ادا کرنا اگر آن حضرت سے منقول نہو تو کیا نقصان ہے اس سے اوسکا بدعت ہونا نہین لازم ہے
ششم یہ کہ اکثر عوام بلکہ ہمارے زمانے کے خواص کالعوام یہ سمجھتے ہین کہ جو فعل آن حضرتؐ یا صحابہ نے

نہین کیا وہ قبیح ہی حال آنکہ یہ امر محض غلط ہی اصل بدعت سیئہ وضلالت وہ ہی کہ جسکا استحسان پر دلیل شرعی
قائم نہو نہ صریحاً نہ اشارۃً نہ قولاً نہ فعلاً پس جس فعل کو صحابہ یا تابعین نے کیا اور اوسکے زمانے مین کسی نے
اوسپر انکار نہ کیا اور ایسی وہ امر جسکا استحسان وجواز کسی دلیل شرعی سے ثابت ہوتا ہی اگرچہ ثبوت بطور
اشارہ ہی کے ہو ہرگز مذموم وضلالت نہین ہے سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد مین لکھتے ہین البدعۃ
المذمومۃ ہو المحدث فی الدین من غیر ان یکون فی عہد الصحابۃ والتابعین ولا دل علیہ الدلیل الشرعی انتہی یعنے
بدعت مذموم وضلالت وہ ہے جو دین مین کوئی بات نئی پیدا کیجاوے اصطلاح کی کہ زمانہ صحابہ اور تابعین
مین اوسکا وجود نہو اور نہ اوسپر کوئی دلیل شرعی قائم ہوئی ہو اور مجالس الابرار مین ہے البدعۃ لہا معنیان
احدہما لغوی عام وہو المحدث مطلقا سواء کان من العادات او العبادات والثانی شرعی خاص وہو الزیادۃ
فی الدین او النقصان منہ بعد الصحابۃ بغیر اذن الشارع لا قولا ولا فعلا ولا صریحا ولا اشارۃ وہو المعنی بالحدیث
بحسب معناہا الشرعی انتہی یعنے بدعت کے دو معنی ہین ایک لغوی عام وہ یہ کہ جو نئی بات ہو اوسکو لغت مین
بدعت کہتے ہین عبادات کی قبیل سے یا عادات سے اور دوسری شرعی خاص اور وہ عبادت پر زائد کرنے
امر عبادت کو یا اوسکا نقصان کرنا بعد زمانہ صحابہ کے بدون اجازت شارع کے نہ قولاً اور نہ فعلاً نہ صراحۃً
اور نہ اشارۃً اور حدیث مین جو وارد ہے کہ ہر بدعت ضلالت ہے اوس سے مراد یہی معنی شرعی ہے نہ معنی
اول ہرگاہ یہ امر معلوم ہوا پس سمجھنا چاہیے کہ کثرت عبادت جیسی ائمہ سے اور محدثین سے منقول ہی ہرگز
بدعت وضلالت نہین ہے چند وجوہ سے اول یہ کہ کثرت عبادت صحابہ اور تابعین سے ثابت ہے اور
کسی سے اوس زمانے مین اوسپر انکار منقول نہین ہے اور جو امر اوس زمانے مین حادث ہوا اور انکار اوسپر نہوا
وہ ضلالت نہین ہے حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اور حدیث مارآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن
اور حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم وغیرہ سے یہ امر ثابت ہے جیسا کہ مؤلف اقامۃ الحجۃ
علی ان الاکثار فی التعبد لیس ببدعۃ نے اوسکو بشرح وبسط بیان کیا ہے دوم یہ کہ اس قسم کی کثرت عبادت
جیسے تمام قرآن ایک شب مین پڑہنا حضرت عثمان وغیرہ خلفا سے ثابت ہے اور حدیث علیکم بسنتی و
سنۃ الخلفاء الراشدین جو سنن ابوداود وغیرہ مین مروی ہے اس امر پر دال ہے کہ جس امر کو خلفاء راشدین
ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ وغیرہم کرین اوسکے ساتھ اقتدا کرنا چاہیے پس باینہمہ اوسکا بدعت وضلالت ہونا
کیونکر ہو سکتا ہے سوم یہ کہ عبادت مین کوشش کرنا اور اوسمین تکلیف اوٹھانا خود آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے صحیح بخاری وجامع ترمذی وسنن نسائی وسنن ابن ماجہ وغیرہ مین مروی ہے کہ
کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیقوم لیصلی حتی ترم قدماہ آنحضرت [illegible] قیام کرتے تھے اور شب بیداری کرتے تہے

یہانتک کہ دونون پاؤن آپکے پہول جاتے اور ورم کر آتے چہارم یہ کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بقدر
طاقت اجازت عبادت کی دی ہی سنن ابوداؤد مین مروی ہے اکلفوا من العمل ما تطیقون اور صحیح بخاری
مین مروی ہے علیکم بما تطیقون من الاعمال اور حلیۃ الاولیاء مین مروی ہے لیتکلف احدکم من العمل ما یطیق
حاصل ان سب کا یہ ہے کہ بقدر طاقت انسان کو عبادت کرنا چاہیے اور یہ ظاہر ہے کہ طاقت بنی آدم کی
مختلف ہے بعض لوگ پنجوقتہ نماز اور سنن مقررہ مین تہک جاتے ہین اور بعض شب و روز عبادت پر
قادر رہین علے الخصوص وہ لوگ جنکا قلب مصفی ہے اور لطف عبادت انکو حاصل ہوتا ہے پس انکو
بقدر انکی طاقت کے بالضرورۃ عبادت جائز ہوگی گو دوسرون کی وسعت سے وہ باہر ہووے الحاصل
کثرت عبادت کو مطلقاً ہر شخص کے حق مین بدعت کہدینا خالی حماقت و ضلالت سے نہین ہے ایسی بات
وہی کہیگا جسنے کتب حدیث کا مطالعہ نہ کیا ہوگا یا احادیث کے سمجھنے کا مادہ اوسمین نہوگا یا وہ شخص کہ اپنا
متکاسل و متغافل ہر بندۂ خدا کو سمجھتا ہوگا اور بندگان خدا کے فضائل و مراتب مین اوسکو مطلقاً فرق
نہ معلوم ہوتا ہوگا ہفتم یہ کہ یہ قول آپکا کہ آن حضرت صلعم تیسرا حصہ شب کا جاگتے اور دو حصہ سویا کرتے تہے
اور اسپر زیادتی کرنے والے کو فرماتے کہ یہ شخص میری سنت سے نفرت کرتا ہے اور یہ ہم مین سے نہین الخ
غلط ہے آن حضرت نے کبہی یہ نہین فرمایا کہ جو اسپر زیادتی کرے وہ میری سنت سے نفرت کرتا ہے ہان یہ
فرمایا ہے کہ جو میری سنت سے نفرت کرے وہ مجہسے نہین پس جو شخص کثرت عبادت اس طرح پر کرے گا کہ
طریقہ نبویہ سے نفرت کریگا وہ بلا شبہہ گناہگار ہوگا ہشتم یہ کہ آپ کی اور آپ کے برادران کی مثل
ایسی ہے کہ لا تقربوا الصلوۃ پڑہ کے وانتم سکاری کو چہوڑ دیتے ہین جو حدیثین موافق اپنی سمجہ کے
معلوم ہوتی ہین وہ جہٹ پٹ لکہدیتے ہین اور باقی احادیث کو ترک کر دیتے ہین اور یہ جو مسلم کی حدیث
لکہی جسکا حاصل یہ ہے کہ آن حضرت صلعم نے کبہی سارا قرآن ایک رات مین نہین پڑہا اور نہ کبہی تمام شب
نماز پڑہی اور کبہی سارا مہینہ روزے رکہے سوائے رمضان کے اس سے بدعت ہونا کثرت عبادت کا کہان سے
ثابت ہوا اگر یہ امر تسلیم کیا جاوے کہ آن حضرت صلعم سے ایسی جانفشانی نہین ثابت ہے مگر اس سے اوسکا
ممنوع ہونا نہین لازم آتا ہے دیکہو کتب صحاح ستہ مین عائشہ رض سے روایت موجود ہے جسکا حاصل یہ ہے
کہ آن حضرت صلعم کبہی بعض افعال کو بہتر سمجہتے تہے مگر امت پر شفقت فرماکے اون اعمال کو نہین کرتے تہے
بایں خیال کہ ایسا نہو کہ اگر ہم یہ عبادت کرین تو امت پر بار گران ہو جاوے بسبب اسکے کہ وہ لوگ بہی
آپ کی اتباع کرینگے یہی حاصل ہے اس روایت صحیح بخاری و سنن ابوداؤد کا ان کان رسول اللہ لیدع العمل
وہو یحب ان یعمل بہ خشیۃ ان یعمل بہ الناس فیفرض علیہم اور جامع ترمذی اور شمائل ترمذی اور سنن ابوداؤد وغیرہ

روایت ہے کہ آن حضرتؐ نے ایک روز پیشاب سے فراغت کی حضرت عمرؓ ایک کوزہ پانی لیکر کھڑی ہوئے تاکہ
آپ وضو کرین باین خیال کہ ہر وقت باوضو رہنا بہتر ہے آپ نے پوچھا کیا ہے یہ اے عمر عرض کیا اونہون نے
کہ آپکے وضو کے واسطے پانی لایا ہون پس آپ نے فرمایا ما امرت کلما بلت ان اتوضا ولو فعلت لکانت سنۃ
یعنے اسکا مین مامور نہین ہون کہ جب مین پیشاب کرون تو فی الفور وضو کرون اور اگر ایسا مین کرتا تو امت پر یہ
سنت ہو جاتا اس سے معلوم ہوا کہ بعض امور آپکے نزدیک محبوب ہوتے تھے اور آپ اون افعال کو پسند
فرماتے تھے مگر بخیال اسکے کہ ایسا نہو اگر مین یہ افعال کرون تو میری امت پر مشقت ہو جاوے آپ ترک کر دیتے
اور یہ جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت آپ نے لکھی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ تین شخص آن حضرتؐ کی عبادت
کی کیفیت دریافت کرنے کے واسطے آن حضرتؐ کی بیبیون کے پاس حاضر ہوے اور بیبیون نے آپ کی عبادت
بیان کر دی پس اونہون نے کم سمجھا اوس عبادت کو اور کہنے لگے کہ ہمکو آن حضرتؐ کے ساتھ کیا نسبت ہے آپکے
سارے اگلے اور پچھلے گناہ بخشے ہوے ہین آپ کو زیادہ عبادت کی کیا ضرورت ہے پس اونمین سے ایک نے
کہا کہ مین تمام شب نماز ادا کرونگا اور دوسرے نے کہا مین ہمیشہ روزہ رکھونگا اور تیسرے نے کہا مین کبھی نکاح
نکرونگا پس سنی آن حضرتؐ نے یہ سب گفتگو اور فرمایا آپ نے کہ قسم ہے خدا کی مین تم سب سے بڑھ کے
پروردگار سے ڈرتا ہون اور تقوے کرتا ہون لیکن میری کیفیت یہ ہے کہ مین روزہ بھی رکھتا ہون
اور ترک بھی کرتا ہون اور شب کو نماز بھی پڑھتا ہون اور سوتا بھی ہون اور نکاح بھی کرتا ہون پس جو شخص
میری سنت سے نفرت کرے وہ ہم مین سے نہین پس اس روایت سے بھی مطلقاً کثرت عبادت کی ممانعت
ہر شخص کے واسطے ثابت نہین ہوتی ہے بلکہ ممانعت آن حضرتؐ کے طریقہ سے نفرت کرنے کی اور آپ کے
طریقہ کی ناپسندگی کی جیسا کہ اون صحابہ سے واقع ہوا تھا اسی وجہ سے آپ نے یہ فرمایا فمن رغب عن سنتی
فلیس منی یعنے جو میرے طریقہ سے اعراض کرے اور اوسکو برا سمجھے یا غیر مستحسن سمجھے وہ مجھسے نہین ہے
اور یہ نہین کہا کہ فمن زاد علے ہذا فلیس منی تا یہ معنی ہوتے کہ جو اسپر زائد کرے وہ مجھسے نہین ہے اور یہ جو
حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی آپ نے لکھی جسکا حاصل یہ ہے کہ آن حضرتؐ کو خبر ہونچی کہ عبداللہ بن عمرو
بن العاص ہمیشہ روزہ رکھتے ہین اور تمام شب جاگتے ہین پس آپ نے کہا کہ ایسا نکیا کرو کبھی روزہ
رکھو اور کبھی افطار کرو اور شب کو نماز بھی پڑھو اور سوو بھی رہو اس وجہ سے کہ تمہارے بدن کا تمپر حق ہے ایسا نہو
کہ تم بیمار ہو جاؤ اور تمہاری آنکھون کا بھی تمپر حق ہے ایسا نہو کہ جاگتے جاگتے آنکھون کو ایذا ہونچے اور تمہاری
بی بی کا بھی تمپر حق ہے رات بھر نماز پڑھنے مین اوسکی حق تلفی ہوگی اور تمہارے مہمان کا بھی تمپر حق ہے
پس اس روایت سے اگر ثابت ہوتا ہے تو اسقدر کہ ایسی کثرت عبادات کہ جس سے اور امور شرعیہ مین

خلل واقع ہو دے اور حقوق ضروریہ ادا نہو سکین وہ ممنوع ہے نہ یہ کہ مطلقاً کثرت عبادت منع ہی زیادہ تفصیل
اسکی رسالہ اقامۃ الحجۃ مین موجود ہے جسکو شوق انصاف و تحقیق ہو وہ اوسکا مطالعہ کرے **قولہ** دوم یہ کہ
ہر شب مین ہزار رکعت پڑہنی عقلاً بہی دشوار ہے اسلیے کہ تمام رات کے درجہ اوسط مین بارہ گھنٹے ہوتے ہین
اور چار گھنٹے اوسمین سے منہا کرنے چاہیے تین گھنٹے اول سے شب کے کہ اونمین کہانا پینا شب کا اور استنجا و طہارت
اور وضو اور نماز عشا کی ادا ہوا اور ایک گھنٹہ آخر سے شب کے کہ اوسمین وقت فجر کی آمد آمد ہوتی ہے اور نوافل
نہین پڑہی جاتی رہے آٹھ گھنٹے تو اونمین اگر ہزار رکعت پڑہیگا تو فی گھنٹہ سوا سو رکعت ہوئی اور ادا سوا سو رکعت کا
مع ارکان کے اور بلحاظ واجبات کے اور سنن اور مستحبات کے ایک گھنٹے کی میعاد مین عقل سلیم محال جانتی ہے
اقول یہ تقریر آپکی بالکل معیار الحق سے مسروق ہے مگر برین عقل و فہم باید گریست آپکی عقل اگر قبول
نکرے تو کچہ عجب نہین آپ نے اسلام کو جسکی حقیقت ہر ذی عقل ابتدا سے سمجہ سکتا ہے اور جو اسکو باطل سمجہتا ہے
اسمین کچہ شک نہین کہ وہ یا معاند و متمرد ہے یا سفیہ و بے وقوف ہے ایک عمر کے بعد آپ نے قبول کیا جب ایسی
چیز کو جسکو ہر عقل سلیم جہٹ پٹ قبول کرتی ہے آپ کی عقل سلیم نے نہ قبول کیا تو بہلا ان کرامات کو آپ کی عقل
سلیم کیونکر قبول کریگی مگر ہمکو عجب شیخ المشائخ مؤلف معیار سے ہے کہ آبا عن جدٍ اونکو شرف اسلام حاصل ہے
اور ایک عرصہ سے وہ حدیث دانی و درس حدیث مین مشہور ہین اور علم کتاب و سنت مین اونکی استعداد
معروف ہے باینہمہ ایسی بات وہ لکہ گئے جیسے کوئی ناواقف ہوتا ہے ذرا آنکہہ کہولکے دیکہیے کہ صحیح بخاری
کی کتاب الانبیاء مین باب قول اللہ و آتینا داؤد زبورا مین بسند صحیح حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے قال

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خفف علی داؤد القرآن فکان یامر بدوابہ فتسرج فیقرأ القرآن قبل ان تسرج دوابہ
یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آسان کر دیا گیا تہا حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ السلام پر قرآن
یعنی توراۃ یا زبور کا پڑہنا پس تہے وہ کہ حکم کرتے تہے اپنے خادموں کو کہ سواریان تیار کیجاوین اور گہوڑون پر
زین کسے جاوین اور وہ کتاب اللہ پڑہنا شروع کرتے تہے پس پڑہ چکتے تہے ساری کتاب قبل اسکے کہ
زین گہوڑون پر کسے جاوین آپ غور کیجیے کہ سواریان تیار کرنے مین دس بارہ گہنٹے تو صرف ہوتے نتہے
اور نہ زبور اور توراۃ دو تین ورق کی کتاب تہی کہ جہٹ پٹ انسان اوسکو پڑہ لے اور نہ داؤد ہی کہ [illegible]
ہم مین سے ہین یہ امید ہے کہ ایسا پڑہتے ہون کہ سوائے یعلمون تعلمون کے اور کچہ سمجہ مین نہ آوے مگر ہان
یہ قوت ربانیہ اور خرق عادت تہی کہ تہوڑے عرصہ مین اونسے ایسی عبادت صادر ہوتی تہی کہ دوسرون سے
ایک عرصہ مین ہووے اور نظیر اسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شب معراج کا قصہ ہے کہ آپ بعد
نماز عشا کے مکہ سے بیت المقدس اور وہان سے ساتوین آسمان سے اوپر تک کہ ہزارہا سال کی مسافت تہی طے کر گئے

اور وہان باطمینان تمام سب آسمانون کا اور جنت کا حال دریافت کیا اور ملائکہ سے ملاقات کی پہر آپ اوسقدر
مسافت طے کرکے مکہ معظمہ مین قبل نماز صبح کے داخل ہوگئے یہ کیا تہا بجز اسکے کہ بطور خرق عادت کے تہوڑے
زمانے مین ایسی سیرین آپ سے صادر ہوئین کہ اورون سے ہزارہا سال مین نہوتین اور یہ امر کتب عقائد سے
اچہی طرح ثابت ہے کہ جو انبیا سے بطور خرق عادت کے صادر ہو وہ اولیاء اللہ سے بطور خرق عادت کے
صادر ہوسکتا ہے کرمانی شرح صحیح بخاری مین حدیث سابق کی شرح مین لکہتے ہین دل الحدیث علی ان اللہ یطوی
الزمان لمن یشاء من عباده کما یطوی المکان انتہی یعنے اس حدیث نے دلالت کی اس امر پر کہ اللہ جل شانہ اپنے
خاص بندون کے واسطے طے زمان فرما دیتا ہے جیسا کہ طے مکان عنایت کرتا ہے قرآن پاک مین سورہ نمل
مین قصۂ آصف بن برخیا کو دیکہیے کہ ایک لمحہ مین اونہون نے تخت بلقیس کو ملک یمن سے مقام قیام
حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام مین پہونچا دیا حالانکہ آصف نبی نہ تہے مگر اونسے ایسی خرق عادت
صادر ہوئی کہ ایک چشم زدن مین اونہون نے وہ کام کیا جو اورون سے مہینون مین نہین ہوسکتا ہے
کتب مناقب اولیاء اللہ کو دیکہیے تو صدہا حکایتین اس قسم کی نکلین گی کہ حضرات ابرار سے تہوڑے
زمانہ مین بہت سا کام ہوگیا اور مسافت کثیرہ طے ہوگئی مگر ہم اوس سے قطع نظر کرتے ہین اور خیال
کرتے ہین کہ اگر ان سب کی تکذیب چندان بار گران نہین ہے فی الفور آپ کہ سکتے ہین کہ وہ سب قصہ
جہوٹے ہین تو ہم صرف انہین قصون پر جو قرآن و حدیث سے صاف ثابت ہین کفایت کرکے
کہتے ہین کہ اب یا تو آپ صحیح بخاری اور کتاب اللہ کی تکذیب کر دیجیے اور مثل ملاحدہ و زنادقہ و نیچریہ
کے کہدیجیے کہ یہ سب باتین سفیہون مین اور خارج از عقل ہین اگر ایسا کیجیے گا تو تمام امت کے دائرہ
اہل اسلام سے خارج کردیا جاویگا اور آپ سے اوسی طرح کی گفتگو کیجاویگی جیسے کفار اور اتباع ملاحدہ
زنادقہ سے گفتگو کیجاتی ہے اور یا آپ اس قاعدہ کو تسلیم کیجیے کہ انبیا کی خرق عادت اولیا مین
ہوسکتی ہے یا یہ کہ مطلقا اولیاء اللہ مین کرامت ہوتی ہی نہین ہے اگر ایسا ہوگا تو بہی آپ کا دائرہ
اہل سنت سے خارج کرکے اوسی طرح کی آپ سے گفتگو کیجاویگی جیسے معتزلہ اور فرق ضالہ سے گفتگو
ہوتی ہے اگر ان دونون شقون کو آپ نہ پسند کرین تو اپنے ان اقوال باطلہ کو اپنی کتابون سے
نکال ڈالیے اور اپنے بیان کی خود تکذیب کیجیے اور یہ تو کوئی کہہ نہین سکتا ہے کہ اورون سے تو اس
قسم کی بات ہوسکتی ہے لیکن ابوحنیفہ سے نہین ہوسکتی ہے اسوجہ سے کہ اگر [illegible] اسقدر کثرت
عبادت اور بسرعت تلاوت اور طے مسافت وغیرہ کو تہوڑے زمانے مین اورون کے واسطے تجویز کیجیے
تو ابوحنیفہ کے حق مین اسکے امکان کو تجویز کرے گا اگر یہ کہیے کہ ابوحنیفہ کچہ ولی نہ تہے کہ اون سے ایسی خرق عادت

ہوئی تو جواب اوسکا اولاً تو یہ ہے کہ یہی شبہہ اور محدثین پر بھی ہوتا ہی جنسے کثرت عبادت عرصہ قلیلہ مین
ثابت ہے جیسا کہ سابقاً معلوم ہو چکا آپ اونکی ولایت ثابت کیجیے ہم ابو حنیفہ کی ولایت ثابت کر دینگے
ثانیاً یہ ہے کہ بعد اتباع شریعت کے جب کسی سے خرق عادت ہوئی تو یہی دلیل ولایت کی ہوتی ہے
اور اسکی احتیاج نہین ہوتی ہے کہ کرامت جب مانی جاوے جب ولایت پہلے سے ثابت ہو لے پس
ہرگاہ امام سے کہ اتباع شریعت مین اونکا بے مثل ہونا بتصریح محدثین ثابت ہے ایسی خرق عادت
ہوئی تو اونکی ولایت مین کسکو شبہہ ہوگا اور اگر یہ کہیے کہ یہ سب تقریرین تو موقوف اس امر پر ہین
کہ امام سے ایسی کثرت عبادت بسند صحیح ثابت بھی تو ہو تو جواب اوسکا یہ ہی کہ اسکو ہم سابقاً ثابت
کر چکے ہین حاجت اعادہ کی نہین ہے الحاصل ارباب قوی ربانیہ واصحاب نفوس قدسیہ کو حق جل علی شانہ
کی طرف سے ایسی قوت عنایت ہوئی ہے کہ تھوڑے سے زمانے مین اونسے ایسی عبادتین صادر
ہوتی ہین اور وہ وہ امور اونسے سرزد ہوتے ہین جو عوام سے مہینون اور برسون مین بھی نہین
ہوتے ہین پس اگر ایسے امور کو عقل سلیم عوام تجویز نہ کرے تو کچھ مضائقہ نہین ہے اور اگر
مطلقاً تجویز نہین کرتی ہے تو وہ عقل سلیم نہین ہے اور نظیر حال عباد وزہاد کی حال علماء و محدثین کا ہے
کہ بعض علماء کو مرتبہ طے زمان کا عنایت ہوتا ہے کہ وہ تھوڑی سی عمر مین ضخیم بڑی بڑی تصنیفین کر جاتے ہین
کہ اور علماء سے برسون مین نہو سکین دیکھیے جلال الدین سیوطی کو کہ جنکی ولادت ۸۴۹ھ مین اور وفات
۹۱۱ھ مین ہے اسقدر عمر مین پانسو تصانیف اونہون نے کین اور اونمین سے بعض ایسی ہین جیسے
درمنثور و تفسیر مسند وغیرہ کہ اونکا تمام کرنا اسقدر عمر مین باوجود صدہا اشغال کے عوام کے نزدیک مستبعد ہی
صاحب ہدایہ کی کفایۃ المنتہی کو دیکھیے کہ ۸۰ جلدون مین ہے محیط کو ملاحظہ کیجیے کہ چالیس جلدون مین ہے
اغانی کو دیکھیے کہ بیس جلدون مین ہی تفسیر ابن جریر طبری کو آنکھ کھول کے دیکھیے غرض اتنی بڑی بڑی
تصانیف ان علماء سے عرصہ قلیل مین ہونا کیا مستبعد نہین بیشک مستبعد ہی عوام کیا بلکہ بہت سے
خواص ایسے امور سے عاجز ہین آپ کے شیخ الشیوخ باوجود اتنی عمر کے آج تک کسی تصنیف پر قادر نہوے
بجز دو چار رسالون کے کہ چند اجزا کے ہین پس معلوم ہوا کہ تھوڑے سے زمانہ مین بہت کام کرنا صدہا بندون کو
حاصل ہوا ہے اور ہمکو شیخ المشائخ مؤلف معیار کے اس حساب شب سے جسکو آپ نے نقل کر دیا ہی بہت تعجب
ہوتا ہی کہ اپنے پر قیاس کر کے خواص بندگان خدا کی قدرت کا بھی انکار کر گئے یہ چار گھنٹے اول شب کے سونے سے
منہا کیے کیا خاص بندون کا کھانا پینا ایسا ہوتا تھا جیسے آپ لوگ رکابی صاف کرتے ہین کیا اونکا استنجا
اس طرح کا تھا جیسے آپ استنجا کرتے ہین کیا وہ اسطرح سے آرام کرتے تھے جیسے آپ لوگ ٹانگ پھیلا کے

سوتے ہین کیا وہ لوگ ایسے غافل تھے جیسے آپ لوگ عمر ضائع کرتے ہین کیا اونکا ہر وقت وضو شکست
ہوا کرتا تہا اور حاجت استنجے کی ہر وقت ہوا کرتی تھی جیسے آپ لوگون کی کیفیت ہی جیسا انسان آپ ہوتا ہے
ایسا دوسرون کو بھی سمجھتا ہی حضرت ائمہ ابرار اولیاء اللہ کی یہ کیفیت تھی کہ ایک لمحہ اونکا ضائع نہین ہوتا تھا
اور کسی حالت مین اونکو مرتبہ غفلت کا حاصل نہین ہوتا تھا اور بسبب تصفیہ نفس کے اونکو قدرت حاصل تھی
کہ عرصۂ قلیل مین بڑی بڑی جانفشانیان کرتے تھے اور پہر اوس پر بہی نہین ہوتا تھا نہ یہ کہ آٹھہ رکعت تراویح
اور ایک رکعت وتر پڑھکے تمام رات سوئین اور سوا فرایض پنجگانہ کے اور سنن و نوافل سب کو بالاے
طاق رکھدین اور پہر دعوے اتباع سنت کا کرین اللہم احفظنا من شرور انفسنا قولہ ہان جس طرح سے
کہ قفال مروزی نے امام ابو حنیفہ کی نماز سلطان محمود بادشاہ کو پڑھکے دکھلائی تھی اگر اس طرح سے پڑھی جاوے
تو ایک ہزار نہین ایک گھنٹہ مین دو ہزار رکعت سے بہی زیادہ پڑھی جاتی ہین اور امام ابو حنیفہ کی نماز جو قفال مروزی
نے پڑھی تھی وہ یہ ہے امام الحرمین نے اپنی کتاب مغیث الخلق فی اختیار الحق مین لکھا ہے کہ سلطان محمود
بادشاہ امام ابو حنیفہ کے مذہب پر تھا اور علم حدیث کی حرص رکھتا تھا اور مشایخ سے حدیث سنتا اور استفسار کیا
پس اکثر احادیث کو اوسنے موافق مذہب شافعی کے پایا تو اوسکے دل مین محبت اس مذہب کی پیدا ہو گئی پس
اوسنے فقہا کو جمع کیا اور اون سے ایک مذہب کی دوسرے مذہب پر ترجیح کا مطالبہ کیا تو اس بات پر سب کا
اتفاق ہوا کہ دونون مذہب کے موافق دو رکعت نماز پڑھی جاوے پس اوس نماز مین نظر اور فکر کرنے سے
جو مذہب اچھا معلوم ہو اوس مذہب کو اختیار کرنا چاہیے پس قفال مروزی نے نماز پڑھنی شروع کی تو
وضو کو پوری شرطون سے ادا کیا اور لباس اور استقبال قبلہ بھی ہوا کیا اور نماز کے ارکان اور فرض اور
سنتین اور آداب کو بوجہ کمال ادا کیا اور ایسی نماز پڑھی جس سے کمی کرنا شافعی کے نزدیک نہین درست
پہر دو رکعت اسطور پر ادا کین کہ کتے کی کہال دباغت کی ہوئی کو پہن لیا اور اوسکی چوتھائی کو نجاست سے
آلودہ کیا اور کہجور کے نچوڑے سے بدون نیت وضو کیا ایسے موقع پر کہ موسم گرم تہا اور میدان فراخ تہا
پس مکہیان اور مچہر اوسپر جمع ہو گئے اور وضو بھی اولٹا کیا یعنے پہلے بایان پانون دہویا پہر داہنا پہر بایان
ہاتہ کہنی تک پہر داہنا پہر چوتھائی سر کا اولٹا مسح کیا پہر منہ دہویا پہر ناک مین تین مرتبہ پانی ڈالا پہر کلی کی
پہر ہاتہ دہوے پہر جب نماز مین داخل ہوئے تو بجاے تکبیر بزبان فارسی کہا کہ خدا سے بزرگ است اور بجاے
قراءت فارسی آیت قرآن مدہامتان کا ترجمہ کیا برگ دو سبز پہر مرغ کی طرح سے سوا فرق کے دو ٹہونگین مارین
اور بجاے السلام علیکم کے گوز مار دیا اور کہا اے سلطان یہ نماز ابو حنیفہ کی ہے بادشاہ نے کہا کہ اگر اسطرح کی نماز
ابو حنیفہ کی نہوئی تو مین تجہکو مار ڈالونگا پس حنفیون نے اسطرح کی ابو حنیفہ کی نماز ہونے سے انکار کیا

پس قفال مروزی نے حنفی مذہب کی کتابیں طلب کیں اور بادشاہ نے ایک نصرانی کو جو کہ ذی علم تھا شافعی اور
حنفی دونوں مذہب کی کتابوں کے پڑھنے کا حکم دیا تو ابوحنیفہ کی نماز ویسی پائی گئی جس طرح سے قفال مروزی
نے پڑھ کے دکھلائی تھی پس بادشاہ نے ابوحنیفہ کے مذہب کو چھوڑ دیا اور شافعی کے مذہب کو اختیار کیا انتہی
اقول یہ قصہ نماز قفال مروزی شافعی کا ہرچند کہ رسالہ مغیث الحق اور مرآۃ الجنان وغیرہ میں مذکور ہے
مگر اس سے شان مذہب حنفی میں کچھ بھی کمی نہیں ہوئی بلکہ قفال کی بیباکی اور تعصب مذہبی اور
خبث نفسی واضح ہوگئی اس سے بڑھ کے کیا تعصب ہوگا کہ انہوں نے اپنی مذہب کے موافق کی دو رکعتوں کو
تو کمال آداب سے مع اداے فرایض و واجبات و سنن و مستحبات ادا کی اور حنفیہ کے موافق مذہب کی جب
دو رکعتیں پڑھنے لگے تو وضو اور نماز میں کتنے واجبات اوڑا گئے اور کتنے سنن و مستحبات کو چھوڑ گئے
اور کتنے مکروہات و محرمات کا ارتکاب کر گئے ایسی نماز لغو پڑھنا اور اوسکو امام ابوحنیفہ کی نسبت کرنا
یہ انہیں کا کام تھا اور اوسکو اچھا سمجھنا اور اونکی اس حرکت کو بہتر جاننا اور اوسکو شایع کرنا اور بغرض
تحقیر مذہب حنفی اس قصہ کو پیش کرنا یہ ایسے جاہلوں اور متعصبوں کے سوا کسی عاقل کا کام نہیں ہے
خدا تعالے قفال کی مغفرت فرماوے اور اپنے لطف و کرم سے اونکے نامہ اعمال سے اس گناہ کو [illegible]
اور آپ لوگوں کو عقل و سمجھ دے تفصیل اس اجمال کی اون رسائل میں جو جواب قفال کے اس قصہ کی رد میں
تصنیف ہوے ہیں موجود ہے جسکو شوق ہو دیکھ لے جیسے رسالہ ملا عبد الغنی بن [illegible] ملا عبد القدوس
گنگوہی کا اور رسالہ ابوالقاسم عبد العلیم بن عثمان قریشی [illegible] کا اور رسالہ ملا علی قاری مکی کا جسکا نام
تشییع الفقہاء الحنفیۃ لتشنیع سفہاء الشافعیۃ ہے ہم یہاں مختصر کچھ بیان کیے دیتے ہیں [illegible]
سے محفوظ رہیں اور اس قصہ کو دیکھنے کے وقت میں [illegible] پہلے اونکے وضو کو جو انہوں نے موافق
حنفی مذہب کے کیا تھا غور سے دیکھیے کہ کیا کچھ خرابیاں اوس میں موجود ہیں اول یہ کہ وضو کو انہوں نے
اولٹا کیا اور اوس ترتیب کو جو قرآن پاک میں مذکور ہے چھوڑ دیا اور وضو میں ترتیب اگرچہ ابوحنیفہ
کے نزدیک فرض نہیں ہے مگر اونکے نزدیک مستحب بلکہ سنت مؤکدہ ہونے میں شبہہ نہیں ہے بعض حنفیہ نے
جیسے قدوری نے اسکو مستحب شمار کیا مگر اس قول کو ابن ہمام نے فتح القدیر میں [illegible]
رد کر دیا [illegible]
[illegible]
اور نیت اور ترتیب [illegible] باعتبار روایت مذہب کے اور [illegible] باعتبار درایت کے
پس معلوم ہوا کہ صحیح نزدیک حنفیہ کے یہ ہے کہ ترتیب وضو میں سنت مؤکدہ ہے اور نیت سنت مؤکدہ ہے

ترک کرنا بلا عذر شرعی باعث ملامت ہے اور دلیل اس امر پر کہ ترتیب فرض و واجب نہیں یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی بے ترتیب وضو کرنا بعض روایات مین وارد ہوگیا ہے سنن ابو داؤد مین مقدام بن معدیکرب سے مروی ہے اتی رسول اللہ بوضوء فتوضأ فغسل کفیہ ثلاثا وغسل وجهه ثم غسل ذراعیه ثلاثا ثلاثا ثم تمضمض واستنشق ثلاثا ثم مسح برأسه واذنیه یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی وضو کرنے کے واسطے آیا پس آپ نے وضو کیا اسطور پر کہ پہلے دونون ہتیلی دہوئین اور منہ دہویا پہر دونون ہاتہ دہوئے پہر کلی کی پہر ناک مین پانی ڈالا پہر سر اور کان کا مسح کیا اور سنن دارقطنی مین لیث بن سعد سے مروی ہے قال اتی عثمان المقاعد فدعا بوضوء فتمضمض واستنشق ثم غسل وجهه ثلاثا ویدیه ثلاثا ثلاثا ثم مسح برأسه ثم قال رأیت رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم یتوضأ ہکذا یعنے حضرت عثمان بن عفان مقاعد مین آئے اور پانی طلب کیا پس کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا پہر منہ دہویا تین مرتبہ پہر دونون پاؤن دہوئے پہر سر کا مسح کیا پہر فرمایا کہ ایسی ہی مین نے آنحضرت کو دیکہا کہ وضو کرتے تہے ان اخبار سے معلوم ہوا کہ اگر وضو اولٹا بھی کریگا تو نماز اوس سے جائز ہو جاویگی مگر چونکہ اکثر احادیث سے موافقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے اوپر ترتیب کی ثابت ہوتی ہے اس وجہ سے جمہور حنفیہ بلکہ جمہور علماء امت محمدیہ اسکی سنت موکدہ ہونے کے قائل ہین کتب حنفیہ کو آنکہ کہول کے دیکہو کہ منجملہ سنن موکدہ کے ترتیب مذکور ہے پس عمداً وضو اولٹا کرنا اور سنت موکدہ کو قصداً چہوڑ دینا کسی عقلمند کا کام نہین ہے اور پہر نسبت اسکے حنفیہ کی طرف کرنا اور بھی خلاف عقل ہے دوسرے یہ کہ قفال نے مسح سر کا صرف چوتہائی کا کیا اور عمداً سنت موکدہ کو چہوڑ دیا حنفیہ کے نزدیک اگرچہ فرض بقدر چوتہائی کے ہے لیکن کل سر کا مسح کرنا سنن موکدہ مین شمار کیا ہے نقایہ بلکہ تمام کتب حنفیہ مین بحث سنن موکدہ مین مذکور ہے ومسح کل الراس مرۃ اور اہتمام یہ ایک فریب ہی کا ہے کہ مذہب حنفی کے وضو مین تو صرف چوتہائی سر کی مسح پر کفایت کی اور مذہب شافعی کے وضو مین تو سر کا مسح کیا حالانکہ شافعیہ کے نزدیک بقدر چوتہائی بھی فرض نہین ہے بلکہ بقدر ایک بال دو بال تین بال کے بھی کافی ہے اقناع شرح مختصر ابی شجاع شافعی مین بحث فرائض وضو مین ہے ومسح بعض الراس بما یسمی مسحا او بعض شعرۃ راسه او بعض شعرہ او واحدۃ انتہی تیسرے یہ کہ چوتہائی سر کا مسح اولٹا کیا اور سنت موکدہ کو چہوڑ دیا حنفیہ کے نزدیک چوتہائی سر کا مسح اگرچہ گدی کی طرف سے ہو یا داہنے بائین ہو کافی ہے مگر مسنون یہ ہے کہ سامنے پیشانی کی طرف کے چوتہائی سر کا مسح کیا جاوے اس وجہ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یون ہی ثابت ہے صحیح مسلم وغیرہ مین مروی ہے ومسح بناصیته چوتہے یہ کہ بدون نیت کے وضو کیا حالانکہ نیت وضو مین حنفیہ کے نزدیک اگرچہ فرض نہین مگر سنت موکدہ ہونے مین اسکے شبہہ نہین ہے جیسا کہ معائنہ کتب حنفیہ سے واضح ہے پانچوین یہ کہ بلا ضرورت باوجود قدرت کے پانی پر کہجور کے نچوڑتے ہوے پانی سے وضو کیا حالانکہ

ابوحنیفہ سے اس باب مین تین روایتین ہین ایک یہ کہ نبیذ تمر یعنے نچوڑے ہوے پانی کھجور سے مطلقاً وضوء
ناجائز ہے اور یہی مذہب امام ابو یوسف کا ہے دوسرے یہ جب پانی نہ ملے تو وضوء کرلے تیسرے یہ کہ وضوء کرلے اور
تیمم بھی کرے عینی کی شرح ہدایہ مین قال ابو بکر الرازی فی کتاب احکام القرآن کہا ابو بکر رازی نے کتاب احکام القرآن
مین عن ابی حنیفۃ فیہ ثلاث روایات ابوحنیفہ سے اس باب مین تین روایتین ہین وجواز التوضی بہ ہو الروایۃ المشہورۃ
اور جائز ہونا وضوء کا یہی مشہور روایت ہے ابوحنیفہ سے وقال قاضیخان وہو قولہ الاول اور کہا قاضی خان نے
کہ یہی اول قول اونکا ہے وہو قول زفر اور یہی قول ہے زفر کا وروی عنہ الجمع کسور الحمار وبہ قال محمد اور روایت
کیا گیا ہے اونسے جمع کرنا درمیان تیمم اور وضوء کے اور یہی مذہب ہے امام محمد کا وروی عنہ نوح بن ابی مریم
واسد بن عمرو والحسن انہ یتیمم ولا یتوضأ اور روایت کیا ہے نوح بن ابی مریم اور اسد بن عمرو اور حسن بن
زیاد نے اونسے کہ تیمم کرے اور وضوء نکرے قال قاضی خان ہو الصحیح وہو قولہ الاخیر وقد رجع الیہ کہا قاضی خان نے
کہ یہی صحیح ہے اور یہی آخر قول ہے ابوحنیفہ کا اور اسی کی طرف رجوع ثابت قول اول سے وہو اختیار الطحاوی
اور یہی مختار ہے طحاوی کا وبہ قال الشافعی ومالک واحمد وعامۃ العلماء اور یہی مذہب ہے شافعی اور مالک
اور احمد اور اکثر علماء کا اور فتاوے تاتارخانیہ مین ہے اما التوضی بالانبذۃ فقد اتفقوا علے انہ لا یجوز
حال وجود الماء واما حال عدم الماء فقد قال ابوحنیفۃ یجوز التوضی بنبیذ التمر انتہی یعنے اتفاق کیا ہے
تمام فقہاء ومجتہدین نے اس امر پر کہ نہین جائز ہے وضوء نبیذ تمر وغیرہ سے بوقت قدرت کے پانی پر اور
بوقت نہ ملنے پانی کے امام ابوحنیفہ کے نزدیک اوس سے وضوء جائز ہے اور ائمہ کے نزدیک نہین ان
عبارات سے معلوم ہوا کہ ابوحنیفہ کے نزدیک موافق قول قدیم کے وضوء ساتھ نبیذ تمر کے جائز ہے
مگر بشرط نہ ملنے پانی کے اور موافق قول جدید کی طرف اونھون نے رجوع کیا ہے مطلقاً جائز نہین
پس قفال کا نبیذ تمر سے وضوء کرنا باوجود موجود ہونے پانی کے اور نسبت اوسکی امام کی طرف کرنا خالی
جہالت سے نہین ہے تیسرے یہ کہ بر تقدیر جواز وضوء کے ساتھ نبیذ تمر کی نیت اوسمین حنفیہ کے نزدیک بھی
شرط ہے کافی وغیرہ مین ہے ذکر القدوری فی شرحہ عن اصحابنا ان الوضوء بنبیذ التمر لا یجوز الا بالنیۃ
کالتیمم لانہ بدل عن الماء کالتیمم حتے لا یجوز التوضی بہ حال وجود الماء انتہی یعنے قدوری نے اپنی شرح مین
ہمارے ائمہ اور مشائخ سے نقل کیا ہے کہ وضوء ساتھ نبیذ تمر کے بدون نیت کے نہین جائز ہے مثل تیمم کے
کیونکہ وہ بدل ہے پانی کا اسوجہ سے بر تقدیر ملنے پانی کے نہین جائز ہے پس نبیذ سے وضوء بدون نیت
کے کرنا اور اوسکو امام کی طرف منسوب کرنا عین سفاہت ہے الغرض جیسا وضوء قفال نے کیا مذہب
ابوحنیفہ ہرگز وہ وضوء صحیح نہین ہوا اور نماز اوسنے بے وضوء پڑھی ہے اب اونکی نماز کا حال سنیے کسقدر

خرابیان اوسمین موجود ہین ایک یہ کہ اونھون نے کتے کا چمڑا دباغت کیا ہوا پہن لیا حالانکہ حنفیہ اس
باب مین مختلف ہین کہ کتا مثل سور کے نجس العین ہے یا نہین ہے ایک جماعت فقہا نے تو فتوے دیا
ہے کہ نجس العین ہے اور چمڑا اوسکا دباغت سے پاک نہین ہوتا ہے اور ایک جماعت نے فتوے عدم
نجاست عینیہ پر دیا اور چمڑے کو اوسکے بعد دباغت کے طاہر کہدیا نہایہ مین ہے اما جلد الکلب فعن اصحابنا
فیہ روایتان فی روایۃ یطہر بالدباغ وفی روایۃ لا یطہر وہو الظاہر من المذہب انتہی یعنے کتے کے چمڑے کے
باب مین ہمارے ائمہ سے دو روایتین ہین ایک یہ کہ دباغت سے طاہر ہو جاتا ہے دوسرے یہ کہ نہین
اور یہی ظاہر مذہب ہے اور ابو المکارم کی شرح مختصر وقایہ مین ہے فی فتاوی قاضیخان ما یدل علی ان الکلب
نجس العین وفی موضع آخر ما یدل علی انہ لیس بنجس العین وسمعت ان الروایۃ الصحیحۃ عندنا ہو الاول انتہی یعنے
فتاوے قاضیخان کے بعض مسائل دلالت کرتے ہین اس امر پر کہ کتا نجس العین ہے اور بعض مسائل
اس امر پر کہ نجس العین نہین ہے اور سنا ہے مین نے مشائخ سے کہ روایت صحیحہ نزدیک ہمارے روایت
اولے ہے اور تنویر الابصار اور در مختار مین ہے اعلم ان الکلب لیس بنجس العین عند الامام وعلیہ
الفتوی وان رجح بعضہم النجاسۃ انتہی یعنے کتا نجس العین نہین ہے نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور اسی پر
فتوے ہے اگرچہ بعض فقہا نے نجاست کو ترجیح دیا ہے اور بدائع مین قول عدم نجاست عینیہ کے حق مین
لکھا ہے وہو الصحیح والاقرب الی الصواب انتہی یعنے یہی صحیح ہے اور قریب ہے صواب سے اور بحر الرائق
مین اسی قول کے حق مین مرقوم ہے وہو ظاہر المتون انتہی یعنے یہی ظاہر متون فقہیہ ہے اور فتح القدیر
مرقوم ہے وہو مقتضی عموم الادلۃ انتہی یعنے یہی مقتضی ہے ادلہ شرعیہ کا کہ کتا نجس العین نہین ہے
ان عبارات سے معلوم ہوا کہ درباب نجاست عینیہ و طہارت جلد کلب کی ائمہ حنفیہ سے دو روایتین ہین
اور مشائخ حنفیہ کا فتوے بھی اس باب مین مختلف ہے بہر تقدیر قفال کو الزام سے نجات نہین ہے لیکن
بر تقدیر روایت نجس العین ہونے کتے کے پس ظاہر ہے کیونکہ اس روایت پر چمڑا اوسکا نجس ہے دباغت
سے پاک نہین ہوتا ہے پس اوسکو پہن کر نماز پڑھنا کسیطرح سے درست نہین ہے اور بر تقدیر روایت
عدم نجاست کے اگرچہ اوسکا چمڑا پہن کے نماز ہو جاویگی لیکن اس قسم کے لباس مین کراہت ہے اسکے
سا یعنے انسان بسبب دناءت و رذالت کے پہن کے نماز حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہوتی ہے در مختار
وغیرہ مین بحث مکروہات نماز مین مرقوم ہے وصلاتہ فی ثیاب بذلۃ یلبسہا فی بیتہ ومہنۃ انتہی دوسرے یہ کہ
جو تہائی کو نجاست سے آلودہ کیا یہ جراءت اور بے حیائی قابل غور ہے کہ عمداً نجاست کے ساتھ نماز پڑھی اور
حنفیہ کی طرف نسبت کر دی کہ ایسی نماز اونکے نزدیک جائز ہے حالانکہ ایسی نماز سے حنفیہ کے نزدیک

سخت گناہ لازم ہوتا ہے اسوجہ سے کہ انکے نزدیک یہ امر محقق ہے کہ نجاست غلیظہ جیسے غلیظ اور پیشاب
آدمی کا اگر کپڑے مین اتفاقاً لگ جاوے تو بقدر درہم کے اگر ہو اور اسکو بغیر دہوئے نماز پڑہ لے تو نماز
ہوجاوے گی اور اگر نجاست خفیفہ ہے جیسے بکری کا پیشاب تو دو تہائی کپڑے سے کم اگر ہو تو معاف ہے
بدون دہوئے اگر نماز پڑہ لیگا تو نماز ہوجاویگی اور معنی درست ہوجانے نماز کے ان دونون صورتون مین
یہ نہین ہین کہ کچہ گناہ نہوگا یا دہونا نہ دہونا دونون برابر ہے بلکہ با وجود قدرت کے نہ دہونا اوسکا مکروہ تحریمی
قریب حرام ہے صرف اوس سے مراد اسیقدر ہے کہ اوس نماز کے قضا کچہ ضرور نہ ہوگی اور اگر درہم سے زائد
نجاست غلیظہ ہو اور ربع یا ربع سے زائد خفیفہ ہو تو معاف نہین بدون دہوئے ہوئے اوسکے کسیطرح نماز
درست نہین اور عمداً نجاست کپڑے مین لگا لینا اور قصداً نماز اوسکے ساتہ پڑہنا کسیطرح درست نہین
بلکہ ایسا فعل شان اسلام سے بعید ہے تنویر الابصار اور اوسکی شرح درمختار مین ہے وعفى الشارع عن قدر
درهم وان كره تحريما فيجب غسله وما دونه تنزيها فيسن وفوقه مبطل فيفرض وهو مثقال في كثيف له جرم وعرض مقعر الكف
في رقيق من مغلظة كعذرة آدمي وكذا كل ما خرج منه موجبا للوضوء او الغسل مغلظ وبول غير مأكول ولو من صغير
لم يطعم ودم وخمر وخرء دجاج وعفى دون ربع ثوب من مخففة كبول مأكول لحمه وخرء طير غير مأكول انتهى حاصل اسکا یہ
کہ جو نجاست غلیظہ ہو جیسے آدمی کا پاخانہ اور پیشاب اور جو نجاست اوس سے نکلے کہ باعث واجب ہونے وضو
اور غسل کا ہووے اور خون اور شراب اور پیشاب اون جانورون کا جنکا کہانا حرام ہے اور پیشاب ہوتے
لڑکے کا جو صرف دودہ پیتا ہو اور پاخانہ مرغی کا اسمین جو کثیف جرم دار ہو اوس سے بقدر درہم کے معاف ہے
اور جو رقیق ہو اوس سے بقدر ہتہیلی کے گڑہے کے معاف ہے اور نجاست خفیفہ سے جیسے پیشاب اون
جانورون کا جنکا گوشت حلال ہے اور پاخانہ ان جانورون کا جنکا گوشت حلال نہین دو تہائی کپڑے سے کم
معاف ہے مگر دونون صورتون مین باقی رکہنا اسقدر نجاست کا مکروہ تحریمی ہے اور دہونا اوسکا واجب
ہے اور اگر اس سے نجاست کم ہو تو اوسکا نہ دہونا مکروہ تنزیہی اور دہونا اوسکا مسنون ہے اور اگر اس سے
زیادہ ہو تو نماز بدون دہوئے اوسکے باطل ہے اور دہونا اوسکا فرض ہے اور محیط مین ہے یکرہ ان
يصلي ومعه قدر درهم او دونه من النجاسة عالما به انتهى یعنے مکروہ ہے نماز ایسی حالت مین کہ اوسکے کپڑے
یا بدن مین بقدر درہم یا اوس سے کم نجاست ہووے اور اوس شخص کو معلوم ہووے اور فتح القدیر مین ہے
والصلوة مكروهة مع ما لا يمنع انتهى اور نماز مکروہ ہے اوسقدر نجاست کے ساتہ جسقدر عفو ہے اور ایسیہی
نہایہ اور بحر رائق اور شرح منیہ وغیرہ مین ہے پس معلوم ہوا کہ قفال غفال نے چند امر خلاف حنفیہ کے کیے
ایک تو عمداً اپنے کپڑے کو نجس کر لیا حالانکہ اسکو کوئی حنفی جائز نہین رکہتا ہے دوسرے یہ کہ جو تہائی

نجاست سے آلودہ کیا معلوم نہیں کہ کون سی نجاست لگائی عجب نہیں ہے کہ اپنا غلیظ یا پیشاب لگایا ہو اگر
وہ نجاست غلیظ ہو تو بقدر درہم حنفیہ کے نزدیک معاف نہ چوتھائی اور اگر خفیفہ ہو تو چوتھائی سے کم معاف ہے نہ بقدر چوتھائی
پس چوتھائی کے ساتھ نماز کا ادا کرنا حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے تیسرے یہ کہ بقدر درہم یا قریب چوتھائی کے نجاست کے ساتھ
اگر نماز پڑھے تو حنفیہ کے نزدیک مکروہ تحریمی قریب حرام کی ہے بڑا تعجب ہے کہ ابو حنیفہ کے مذہب سے تو ان کو واقفیت نہ تھی تہمت
لگانے پر تیار ہو گئے اور حرام افعال کا ارتکاب کر کے نسبت ان کی حنفیہ کی طرف کرنے لگے اور اپنے مذہب کی نماز میں ایسے امور کا
ارتکاب نہ کیا منی آدمی کی اور ایسے ہی سب جانوروں کی مذہب شافعی میں پاک ہے قفال اگر اپنے مذہب کی نماز پڑھتے وقت گدہے کی
منی یا اپنی منی تمام بدن میں لگا لیتے اور تھوڑا سا اس کو پانی میں گھول کر اس سے وضو کرتے اور تھوڑا سا بطور تبرک کے اس کو
تناول بھی فرما لیتے تو نہایت لطف ہوتا چوتھے یہ کہ بجائے اللہ اکبر شروع نماز میں [illegible] ترک کا استعمال کیا قفال نے اگرچہ ابو حنیفہ کے
نزدیک اگرچہ فارسی ہندی وغیرہ کسی زبان میں اگر ترجمہ اللہ اکبر کا کرے تو نماز درست ہے مگر خالی کراہت سے نہیں اور [illegible]
زبان عربی بلکہ خاص لفظ اللہ اکبر کہے در المختار میں ہے واما صحۃ الشروع بالفارسیۃ وکذا جمیع اذکار الصلوۃ فہی علی الخلاف
فعندہ تصح الصلوۃ بہا مطلقا خلافا لہما والظاہر ان الصحۃ عندہ لا تنفی الکراہۃ انتہی یعنے شروع کرنا
نماز کا فارسی زبان میں اور ایسے ہی اذکار نماز جیسے التحیات و تسبیح وغیرہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک زبان
فارسی میں درست ہے مطلقا اور امام ابو یوسف و محمد کے نزدیک اگر زبان عربی سے عاجز ہو تو
دوسری زبان میں ان اذکار کا ادا کرنا درست ہے ورنہ نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ امام کے نزدیک صحت
نہیں نفی کرتی ہے کراہت کو یعنی ادا کرنا ان اذکار کا اگرچہ نماز کی صحت کے واسطے کافی ہے مگر کراہت سے خالی نہیں ہے
پانچویں یہ کہ تلاوت قرآن میں صرف ایک آیت پر کفایت کی قفال نے اگرچہ ابو حنیفہ کے نزدیک فرض ایک ہی آیت ہے
مگر نہ ایسی آیت جیسے مدہامتان یا ق یا ص اور امام ابو یوسف و محمد کے نزدیک بقدر تین آیت چھوٹی
یا ایک آیت بڑی کے فرض ہے سعایہ فی کشف ما فی شرح الوقایہ میں تبیین سے منقول ہے
ثم کون فرض القراءۃ آیۃ انما ہو عند ابی حنیفۃ وقالا ثلاث آیات قصار او آیۃ طویلۃ ولو کانت
الآیۃ کلمۃ مثل مدہامتان او حرفا واحدا مثل ق ون اختلف فیہا وقال مرغینانی
الاصح انہ لا یجوز لانہ یسمی عادا لا قاریا انتہی یعنے فرض ہونا بقدر ایک آیت کے
امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہے اور کہا صاحبین نے کہ فرض بقدر تین آیت چھوٹی
یا ایک آیت بڑی کے ہے اور اگر ہو وے آیت ایک کلمہ جیسے مدہامتان یا ایک حرف
جیسے ق یا ن اس میں موافق مذہب امام کے اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ نہیں
جائز ہے کیونکہ اس قدر پڑھنے والا نہیں سمجھا جاتا ہے اور یہی ہے [illegible]

بحرالرائق سے منقول ہے اختلف المشائخ فیہ والصحیح انہ لایجوز انتہی یعنے اگر بقدر ایک کلمہ کے پڑہی اختلاف کیا ہے
مشائخ نے اسمین اور صحیح یہ ہے کہ نہین جائز ہے اور اوسمین قنیہ سے منقول ہے الاصح عدم الجواز انتہی یعنے
اصح یہ ہے کہ اسقدر قراءت نہین جائز ہے پانچوین یہ کہ اگرچہ ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک ہی آیت فرض ہے مگر اسپر اکتفا
پڑہنے والا گنہگار ہے شرح وقایہ مین ہے وفرض القراءۃ آیۃ والملتفی بہا مسئ لترک الواجب انتہی یعنے فرض قراءت
کی ایک آیت ہے اور کفایت کرنے والا اسپر گنہ گار ہے بسبب ترک واجب کے چھٹے یہ کہ سورہ فاتحہ کا پڑہنا چہوڑ دیا
حالانکہ تمام کتب حنفیہ مین ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑہنا واجب ہے اور عمدًا اوسکے چہوڑنے سے فسق لازم آتا ہے
ساتوین یہ کہ سورت کا ملانا چہوڑ دیا حالانکہ تمام کتب حنفیہ مین ہے کہ سورت کا ملانا بعد فاتحہ کے واجب ہے
اور عمدًا اسکا ترک کرنا بڑا گناہ ہے آٹھوین یہ کہ فارسی مین ترجمہ بوستان کا پڑہا حالانکہ امام ابو حنیفہ
کی اس باب مین دو قول ہین پہلا قول یہ ہے کہ فارسی مین قرآن پڑہنا درست ہے عربی پڑہنے پر قادر ہو یا نہو
مگر اس سے اونہون نے رجوع کیا اور آخر مین اسکے قائل ہوگئے کہ عربی پڑھنا فرض ہے فارسی پڑہنا نہین درست
ہے آکام النفائس فی اداء الاذکار بلسان الفارس مین تفصیل اس مسئلہ کی مذکور ہے جسکو شوق ہو اوسکا مطالعہ
کرے اور اوسمین ابن ملک کی شرح منار سے منقول ہے الاصح انہ رجع عن ہذا القول انتہی یعنے اصح یہ ہے کہ ابو حنیفہ نے
رجوع کیا اس قول سے یعنے جواز غیر عربی سے اور تحقیق شرح منتخب حسامی سے منقول ہے قد صح رجوع ابی حنیفۃ
الی قول العامۃ رواہ نوح ذکرہ فخر الاسلام فی شرح کتاب الصلوٰۃ وہو اختیار القاضی ابی زید وعامۃ المحققین انتہی
یعنے صحیح ہے ثابت ہونا رجوع ابو حنیفہ کا طرف قول اکثر کے کہ غیر عربی نہین درست ہے روایت کیا ہے اسکو
ابو حنیفہ سے نوح بن ابی مریم نے اور ذکر کیا اسکو فخر الاسلام بزدوی نے شرح کتاب الصلوٰۃ مین اور یہی مختار ہے
قاضی ابو زید دبوسی اور اکثر محققین کا اور اسیطرح تمام کتب اصول وفقہ مین موجود ہے پس بر قول صحیح ومفتی بہ
فارسی سے نماز نہین ہوگی اور بر تقدیر قول اول خالی کراہت سے نہین آکام النفائس مین نہایہ سے منقول ہے
عند ابی حنیفۃ یجوز ویکرہ وعندہما لایجوز الا اذا کان لایحسن العربیۃ انتہی یعنے ابو حنیفہ کے نزدیک فارسی پڑہنا
جائز ہے اور مکروہ ہے اور ابو یوسف و محمد کے نزدیک نہین جائز ہے مگر جبکہ عربی پر قدرت نہو اور یہی
آکام النفائس مین عینی کی شرح ہدایہ سے منقول ہے قال محمد بن الفضل ہذا الخلاف فیما اذا جری علی لسانہ
من غیر قصد فمن تعمد ذلک فہو زندیق او مجنون فالمجنون یداوی والزندیق یقتل انتہی یعنے کہا محمد بن فضل بخاری
نے کہ یہ خلاف درمیان امام اور صاحبین کے اوس صورت مین ہے کہ کسیکی زبان سے فارسی عبارت بدون
قصد کے نکل جاوے اور جو شخص قصدًا فارسی قرآن پڑہے پس وہ یا تو مجنون ہے پس اوسکی دوا کیجاویگی
یا وہ ملحد اور زندیق ہے پس وہ مار ڈالا جاویگا الحاصل ابو حنیفہ کے نزدیک بنا بر مذہب صحیح تو فارسی پڑہنا درست نہین ہے

۹ تصنیف مولوی [illegible]

اور بر قول اول اگر درست ہے تو خالی کراہت سے نہین اور درست ہونا بھی مطلقاً نہین بلکہ جب اتفاقاً فارسی
نکل جاوے اور قصداً نہین جائز ہے پس قصداً فارسی پڑھنا اور اوسکو امام کی طرف منسوب کرنا جیسا کہ قفال سے
صادر ہوا خالی حماقت سے نہین نوین یہ کہ رکوع اور دونون سجدون مین اور درمیان رکوع اور سجدہ کے اور درمیان
دو سجدون کے اطمینان چھوڑ دیا حالانکہ تعدیل ارکان یعنے اطمینان سب ارکان ادا کرنا اگرچہ ابو حنیفہ کے
نزدیک فرض نہین مگر اوسکی سنت موکدہ بلکہ واجب ہونے مین تو شبہ نہین ہے وقایہ مین منجملہ واجبات نماز کے
تعدیل ارکان بھی مذکور ہے اور بحر رائق مین ہے ہو واجب علی تخریج الکرخی وہو الصحیح کما فی شرح المنیة وسنة علی تخریج
الجرجانی انتہی یعنے تعدیل ارکان بمذہب ابو حنیفہ واجب ہے موافق استنباط و تحقیق کرخی کے اور یہی صحیح ہے اور
سنت ہے موافق تحقیق ابو عبد اللہ جرجانی کے اور فتاوے قاضی خان مین ہے ان لم یصل اذا رکع ولم یرفع رأسہ
من الرکوع حتی خر ساجدا ساہیا تجوز صلوته عند ابی حنیفة ومحمد وعلیہ السہو انتہی یعنے نمازی اگر رکوع کرے اور نہ اوٹھاوے
سر کو رکوع سے بلکہ فی الفور گر پڑے سجدہ مین جائز ہوگی نماز اوسکی ابو حنیفہ و محمد کے نزدیک باین معنی کہ کوئی رکن
نماز اوس سے فوت نہین ہوا لیکن اوسپر سجدہ سہو واجب ہے بسبب ترک کردینے واجب کے اور تحقیق اس مبحث کے
جوابات مسائل مین گذر چکی ہے دسوین یہ کہ بوقت فراغت نماز السلام علیکم ورحمة اللہ کو چھوڑ دیا حالانکہ اس لفظ کے
نماز کو تمام کرنا ابو حنیفہ کے نزدیک واجب ہے تمام کتب حنفیہ مین اسکی تصریح موجود ہے گیارہوین یہ کہ بجاے
السلام علیکم کے گوز مار دیا ایسی بیحیائی و بے ادبی عبادت الٰہی مین بجز قفال کے اور کس سے ہوسکے گی معلوم نہین کہ کب سے
اوسنے گوز دبا رکھا تھا کہ اوسوقت اوسنے اپنے سرین کا قفل کھول دیا یا اوسکو ریاح بواسیر کا عارضہ تھا کہ ہر وقت
ریح اوسکے نکلا کرتی تھی معلوم نہین اوسنے اسی پر کفایت کیون کی برقع بیحیائی کا جب اوٹھا دیا تھا تو براز
سرین نہ کر دیا حقیقت اس بحث کی یہ ہے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک خروج بصنعه فرض ہے اور لفظ سلام فرض نہین
بلکہ واجب ہے پس اگر لفظ سلام نہ کہا بلکہ کوئی کام منافی نماز کے قصداً آخر نماز مین کیا تو نماز اوسکی جائز ہوگی
لیکن نہ باین معنی کہ اوسپر ترک سلام سے گناہ نہوگا اور حرکت ناشایستہ سے گناہگار نہوگا اور نہ باین معنی کہ نماز
اوسکی مقبول و کامل ہوجاویگی بلکہ باین معنی کہ ارکان نماز کی اور فرائض اوسکے تمام ہوگئے اور ذمہ اوسکا قضاء
نماز سے بری ہوگیا گو اور گناہ اوسپر لازم آگئے اور یہی معنی ہین حدث سے نماز تمام ہونے کے اور سند انکی یہ حدیث
ہے جو سنن ابو داؤد مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اذا قعد الامام فی آخر صلوته ثم احدث
قبل ان یتشہد فقد تمت صلوته یعنے جب بیٹھے امام آخر نماز مین اور حدث کردیا قبل اسکے کہ التحیات پڑھے نماز
اوسکی تمام ہوجاویگی اور ایسی ہی جامع ترمذی اور سنن بیہقی اور سنن دارقطنی وغیرہ مین مروی ہے پس یہ امر ابو حنیفہ
کے نزدیک نہین جائز ہے کہ آخر نماز مین قصداً گوز مار دے یا پایخانہ پھر دے ایسی حرکت نہ کریگا مگر کوئی شخص

جو مجنون ہوگا یا ملحد و زندیق واجب القتل ہوگا بلکہ غرض ابو حنیفہ کی یہ ہے کہ اگر کسی نے مثل قفال ہو جیسا قفال کے
عمداً ایسی حرکت لغو اپنی حماقت سے کی تو اوسکے واسطے حکم نماز تمام ہونے کا دیا جاویگا یعنے اوسپر قضا لازم نہوگی
مگر وہ شخص ایسی حرکت نالائق سے اور بوجہ ترک طریقہ شرعیہ یعنے سلام کے سخت گناہ گار ہوگا اور نماز اوسکی
ناقص ہوگی الحاصل ایسا وضو جیسا قفال نقال نے کیا اور ایسی نماز جیسی قفال نے پڑھی ہرگز ابو حنیفہ اور انکے
مقلدین کے نزدیک درست نہین ہے بلکہ ایسی طرح کی عبادت کرنیوالا بے دین یا دیوانہ شمار کیا جاویگا پس حنفیہ کا
انکار جو مجلس سلطان محمود مین واقع ہوا بہت درست تھا اور قفال کا یہ کہنا کہ یہ نماز ابو حنیفہ کی ہے محض
غلط تھا اور یہ جو اوس قصہ مین ہے کہ بادشاہ نے ایک نصرانی کو کہ ذی علم تھا شافعی اور حنفی کی کتابون کے پڑھنیکا
حکم دیا تو ابو حنیفہ کی نماز ویسی ہی پائی گئی جس طرح قفال نے پڑھ دکھائی تھی محض افترا پردازی و دغابازی ہے
معلوم نہین وہ کون کتابین حنفیہ کی تھین جنسے یہ امر ثابت ہوگیا کہ نماز ابو حنیفہ کی ایسی ہے کتب حنفیہ مین
کہین ایسی نماز کے جواز کا نشان نہین ملتا ہے اور نصرانی بیدین مخالف ملت اسلامیہ کا پڑھنا اور اوسکے
ترجمہ اور اقوال کا اعتبار کرنا بھی حماقت سے خالی نہین باقی سلطان محمود کا مذہب حنفی کو چھوڑ دینا مذہب حنفی
کے حق مین کچھ مضر نہین ایسے نافہمون اور سفیہون اور دنیادارون کا اپنی سمجھ کے موافق کسی مذہب کو ترک
کر دینا اور کسی مذہب کو اختیار کر لینا کسی عاقل کے نزدیک معتبر نہین ہان اگر کوئی عالم جید متدین بھی ایسی
حرکت کرتا البتہ کسیقدر مذہب حنفی مین سستی ہونیکا احتمال ہوتا **قولہ** راقم کہتا ہے عجب نہین کہ اسوقت
کے حنفی بھی اس قصہ کو دیکھکر چونک اوٹھین اور کہنے لگین کہ یہ افترا ہے اسطرح کی نماز ابو حنیفہ کے نزدیک
جائز نہین تو جواب یہ ہے کہ ہرگز ہرگز یہ افترا نہین ابو حنیفہ کے نزدیک اس طرح پر نماز پڑھنی بیشک و شبہہ
جائز ہے **اقول** ؎ سنین گے ہم خدا نے کان سننے کو بنائے ہین ۔ کہے جو کچھ مزاج کافر بے پیر مین آئے
اس ہٹ دھرمی اور افترا پردازی کا یہی جواب ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین اے حضرت مفتری اس
زمانے کے حنفیہ پر کیا موقوف ہے ابو حنیفہ کے زمانے سے آج تک جتنے حنفیہ ہوئے وہ سب اس امر کو جانتے ہین
کہ ایسی نماز جیسی قفال نے پڑھی ہرگز ہرگز بمذہب ابو حنیفہ صحیح نہین ہے بلکہ لغو و باطل ہے اور ایسی
نماز قصداً پڑھنے والا یا مجنون ہے یا ملحد اور زندیق ہے اگرچہ تفصیل اسکی سابقاً ہم بیان کر چکے ہین مگر
آپ کی خاطر سے یہان بھی کچھ سمع خراشی کرتے ہین ذرا کان لگاکے سنیے اور پردہ جہالت کو اوٹھائیے **قولہ** مسئلہ اول کتے
کی کھال دباغت دی ہوئی کو پہنکر نماز جائز ہونے کے لیے ہدایہ اور شرح وقایہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے
کل اہاب دبغ فقد طہر وجازت الصلوۃ فیہ والوضوء منہ الا جلد الخنزیر والآدمی **اقول** سابقاً ہم لکھ چکے ہین کہ کتا
ایک روایت کے موافق جسپر بہت سے مشائخ حنفیہ نے فتوی دیا ہے نجس العین ہے اور اوسکا چمڑا دباغت سے پاک

نہین ہوتا ہے اور ایک روایت مین بحسب العین نہین ہے لیکن موافق اس روایت کے بھی چمڑا کتے کا یا شیر یا
بھیڑیے کا بلاضرورت پہننا نہین درست ہے مولانا عبد الغنی گنگوہی رسالہ رد صلوٰۃ قفال مین لکھتے ہین ما وقع
فی بعض الروایات الضعیفة المرجوحة من جواز لبس جلود السباع فذلک انما ہو للضرورة ودفع الحرج عمن لا یجد غیرہا واما
مع وجود الثیاب فلم ینقل بجواز لبسہا احد ولم یذکر فی کتبنا انتہی یعنے یہ جو بعض روایات ضعیفہ مرجوحہ مین ہے کہ درندونکا
چمڑا پہننا درست ہے پس وہ حکم بوقت ضرورت ہے اوس شخص کے حق مین جسکو اور کوئی چیز ستر چھپانے کے
واسطے نہ ملے اور بروقت ملنے اور کپڑون کے کسی حنفی نے اسکے جواز کا حکم نہین دیا اور نہ کسی کتاب مین
کتب حنفیہ سے اسکا ذکر ہے قولہ مسئلہ دوم نجاست سے جو تہائی کپڑہ آلودہ ہونے کے ساتھ نماز جائز
ہونے کے لیے ہدایہ مین لکھا ہے وان کانت مخففة کبول ما یوکل لحمہ جازت الصلوٰۃ معہ حتے یبلغ ربع الثوب
یعنے اور اگر نجاست خفیفہ ہو جیسے پیشاب ان حیوانون کا کہ گوشت اونکا حلال ہے جائز ہے نماز ساتھ
اوسکے یہانتک کہ پہونچے چوتہائی کپڑے کو **اقول** بڑا تعجب ہے کہ ایسے لوگ جنکو عبارت عربی کے
سمجھنے کی طاقت نہو اور دعوے اور دلیل کے موافقت کی تمیز نہو ائمہ پر اعتراض کرنے پر تیار ہوتے ہین
آپکو کچھ خبر بھی ہے کہ دعوی آپ کا کیا ہے اور عبارت ہدایہ کا مطلب کیا ہے آپکو غرض حضرت قفال
بطال ثابت تو یہ کرنا ہی کہ چوتہائی کپڑے کو اگر نجاست سے آلودہ کرلے تو نماز اوسکے ساتھ جائز ہے اور
ہدایہ کی عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ چوتہائی سے کم تک نماز جائز ہے اور چوتہائی جب نجس ہو جاوے تو
نہین جائز ہے پس عبارت ہدایہ کو اپنے مطلب کے اثبات کے واسطے پیش کرنا عجب حماقت وضلالت
ہے اجی حضرت یہ مضمون تو ایک لڑکا بھی جسکو ترجمہ اس عبارت ہدایہ کا آتا ہے سمجھ لیگا کہ کیا مضمون
ہدایہ اور کیا وہ حرکت قفالیہ ناشایستہ آپ باوجود ادعاے حدیث دانی و ادعاے حقانیت وکمال
زباندانی اسکو نہ سمجھے سہ بجائے بام یار رسے دعواے ہمسری + اپنی ذرا بساط تو اے آسمان دیکھہ + ممکن
نہین کہ برین دُر مقصد تجھے سے ملے + اس جنس کی تلاش مین اک اک دکان دیکھہ + اور اسکی بھی کچھ
خبر آپکو ہے یا نہین کہ حنفیہ کے نزدیک اگرچہ ربع سے کم معاف ہے مگر عمداً اسقدر نجاست لگا لینا
کسی کے نزدیک نہین درست ہے بلکہ ایسی حرکت کرنے والا بےحیا اور دیوانہ شمار کیا جاتا ہے فاضل قرشی رسالہ
رد صلوٰۃ قفال مین لکھتے ہین حنیفہ ہذا العبد جرأة منہ علے الدین واستخفافا بامر الصلوٰۃ التی ہی احد ارکان
الاسلام ادناہا علما ان القیام بین یدی من ہو واجب التعظیم مستصحبا لما یستقذر اساءة الادب وموجب لعدم تکلیف
عمد ہذا المنتسب الی العلم الی التلطخ بالنجاسة لعمد الی ہذا اتباعا لہواہ فانہ اصمہ واعماہ وعن طریق الحق ابعدہ
واقصاہ انتہی یعنے یہ کام قفال کا کہ اوسنے قصداً چوتہائی کپڑے کو نجاست سے آلودہ کرلیا جرأت ہی دین کی

اور ذلیل سمجھتا ہو نماز کو کہ ایک رکن دین اسلام ہے نیا نہ سمجھا فقال کہ پروردگار کے سامنے کھڑا ہونا نجاست
لگی ہوئی سے بڑی بے ادبی ہے اور باعث ہلاکی کا ہے پس کیسے قصد کیا اس شخص نے جو علم کی طرف منسوب تھا
[illegible] نجاست سے آلودہ کرنے کا [illegible] قصد کیا اس طرف اپنی خواہش نفسانی کے اتباع سے اور پیروی نفس
[illegible] کو انہا کر دیا اور پھر اپنا ادیا اور راہ ہدایت سے دور کر دیا اور بعد اسکے لکھتے ہین لا وجہ لصحتہ ہذہ
الصلوۃ عندنا [illegible] یعنے نہین کوئی وجہ ہے ایسی نماز کے صحیح ہونے کے حنفیہ کے نزدیک لانہ لا یخلوا اما ان یلطخ ربعہ
بالنجاسات المغلظۃ کالدم والبول والغائط وغیرہا فہذا لا وجہ لصحتہا ابدا لان المعفو عنہا قدر الدرہم فما دونہ لا ما لم
یملیہ واما ان یلطخ بالنجاسات المخففۃ کبول ما یؤکل لحمہ فلا وجہ ایضا لجوازہا لان المعفو عنہا ما دون الربع انتہی
اسوجہ سے کہ دو حال سے خالی نہین یا تو اوسنے چوتھائی کپڑے کو نجاست غلیظہ سے آلودہ کیا جیسے خون اور
پیشاب اور پائخانہ وغیرہ پس اسکے جواز کی کوئی وجہ نہین اسوجہ سے کہ نجاست غلیظہ سے صرف بقدر
درہم اور اوس سے کم معاف ہے نہ زائد اوس سے اور یا اوسنے نجاست خفیفہ لگائی ہو پس اسکی بھی کوئی
صحت کی وجہ نہین ہے اسوجہ سے کہ نجاست خفیفہ سے چوتھائی سے کم تک عفو ہے نہ بقدر چوتھائی اور
ملا عبد النبی اپنے رسالہ مین لکھتے ہین اما التعمد الی تنجیس الطاہر وتلطیخہ بالنجاسات فامر مستنکر مستبعد وقوعہ
من مسلم فضلا عن العلماء المجتہدین انتہی یعنے قصد کپڑے کو نجس کر لینا اور نجاست اوسمین لگا لینا
پس نہایت برا کام ہے ایسے امر کا وقوع شان مسلم سے بعید ہے چہ جائیکہ علماے مجتہدین کی شان
سے اور بھی لکھتے ہین وقد شحن بعکسہ کتب اصحابنا فقد ذکروا ان الطہر النجاستہ واجبۃ مطلقا یعنے ہمارے کتب
حنفیہ مین اسکا عکس مذکور ہے پس تحقیق ذکر کیا ہے حنفیہ نے کہ پاک کرنا کپڑون کو نجاست سے مطلقا
واجب ہے کم ہو نجاست یا زائد وقد ذکر فی فتاوے البزازی انہ لو [illegible] توب نجس یدیہ اور ذکر کیا ہے
بزازی نے اپنے فتاوے مین کہ اگر نجس کپڑے مین نماز پڑھیگا تو نماز اوسکی مکروہ تحریمی ہوگی وفی
مطالب المومنین اور مطالب المومنین مین ہے سئل ابو بکر عمن رای النجاستہ علے ثوبہ وہی اقل من
قدر الدرہم وہو فی الصلوۃ پوچھا کسی نے ابو بکر سے اوس شخص کے حکم سے کہ دیکھا اوسنے اپنے کپڑے پر
نجاست کو کم درہم سے حالت نماز مین فقال ان کان فی الوقت سعۃ فالاصل ان یغسل ثوبہ وان کان
لا تفوتہ الجماعۃ ویجد موضعا آخر فکذلک وان کان لا یجد الجماعۃ ویفوتہ الوقت یمضی علیہ وکذا فی الحادی
پس جواب دیا ابو بکر نے کہ اگر وقت نماز مین گنجائش ہو پس ضرور ہے کہ کپڑا دہو ڈالے پھر نماز پڑھے
اور ایسے ہی اگر جماعت کے فوت ہونے کا خیال نہو اور اگر یہ خیال ہو کہ اگر کپڑا دہویا جاویگا جماعت فوت
ہو جاویگی یا وقت نماز گذر جاویگا اس صورت مین نماز پڑھ لے ایسے ہی مذکور ہے حادی مین وفیہ اور یہی

مطالب المومنین میں ہے النجاستہ اذا کانت قدر الدرہم او اقل وہی غلیظۃ لا تمنع اداء الصلوٰۃ ولکنہ
مکروہ اذا کان عالما بہ کذا فی شرح الطحاوی انتہی یعنے نجاست غلیظہ اگر کم ہو مقدار درہم سے نہ منع کریگی
ادائے نماز سے لیکن مکروہ ہے نماز بغیر دہوئے ہوئے اوسکے الیسی ہے شرح طحاوی میں الحاصل
حنفیہ کے نزدیک ہرگز یہ نہیں جائز ہے کہ قصداً اپنے کپڑے کو نماز کے وقت نجاست سے آلودہ کرلے
اور نماز ایسے کپڑے سے درست ہے اگر نجاست غلیظہ درہم سے زائد اور سمین ہو یا خفیفہ بقدر چوتھائی یا زائد
لگی ہو تا ان نجاست غلیظہ بقدر درہم اور خفیفہ چوتھائی سے کم معاف ہے باین معنی کہ اگر بوقت ضرورت نماز
ساتہ اوسکے پڑہ لیگا تو نماز ہو جائیگی مثلاً یہ کہ پانی دہونے کے واسطے نہ ملے یا دہونے میں وقت نماز چلے جانے کا
یا جماعت کے فوت ہونے کا خیال ہو اور بلا ضرورت نماز اسقدر بھی نجاست کے ساتہ مکروہ تحریمی ہے آپ ہی
بتاؤ کہ قفال نے جو حرکت کی کہ قصداً چوتھائی کپڑے میں نجاست لگائی کس حنفی کے نزدیک جائز ہے اور
کس کتاب میں حنفیہ کے یہ مسئلہ مذکور ہے تمام کتب حنفیہ کو اگر دیکھہ ڈالو اور قفال کی قبر کی خاک چھان ڈالو
اور اوسکی قبر پر جا کر فریاد کرو تب بھی اس حرکت ناشایستہ قفال کی سند کتب حنفیہ میں نہ ملیگی پھر کس
منہ سے کہتے ہو کہ حنفیہ کے نزدیک ایسی نماز جائز ہے ؏ کبھی فروغ بنائینگے ہنس یار چراغ ٭
وہ ماہ ایک طرف اک طرف ہزار چراغ ٭ **قولہ** مسئلہ سوم نبیذ تمر سے وضو کرنے کے لیے ہدایہ وغیرہ فقہ
کی کتابوں میں لکہا ہے فان لم یجد الا نبیذ التمر قال ابو حنیفہ یتوضا بہ ولا یتیمم یعنے اگر سوائے نبیذ تمر
یعنے چہوہارے کے پانی نہ ملے تو کہا ابو حنیفہ نے وضو اوس سے کرے اور تیمم نہ کرے۔ **اقول** ؎
جو جفا کرتے ہو کہتے ہیں بجا کرتے ہو ٭ کوئی اتنا نہیں کہتا کہ یہ کیا کرتے ہو ٭ آپ کو اتنی تمیز نہیں ہے
کہ ہدایہ کی عبارت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک نبیذ تمر سے وضو تب جائز ہے
جب اور پانی میسر نہووے اور اگر اور پانی ملے تو ہرگز نہیں جائز ہے اور قفال نے جسوقت
حضور بادشاہ میں وضو کیا اوسوقت وہ جگہ بھی پانی کے واسطے کربلا نہ تہی کہ پانی نہ ملتا ہو پس
اوسکے وضو کی سند عبارت ہدایہ کیونکر ٹھہری بلکہ موافق مذہب حنفیہ کے نماز قفال کی بے وضو
ٹھہری بایں ہمہ حنفیہ کے نزدیک ایسی نماز جائز ہونے کو کیا معنی ہیں **قولہ** مسئلہ چہارم وضو کیواسطے
نیت کے واجب ہونے کے لیے شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکہا ہے لا یفتقر اعتبارہا الی ان ینوی یعنے
وضو کے لیے حاجت نیت کی نہیں ہے اور اسیطرح عینی نے شرح ہدایہ میں لکہا ہے **اقول** یہ حنفیہ کے
نزدیک پانی سے وضو کرنے کی صورت میں ہے کہ اگر بدون نیت وضو کر لیگا تو نماز اوس سے درست
ہو جاویگی مثلاً یہ کہ دریا میں کسی نے غوطہ لگایا یا بالقصد دفع گرمی کے اعضاء وضو کو دہویا اور ارادہ اوسکا

وضو کرنیکا نہ تھا تو ایسی صورت مین حنفیہ کے نزدیک وضو ہو گیا باین معنی کہ اگر اوس سے نماز پڑہیگا
تو نماز ہو جاویگی مگر ثواب وضو سے محروم رہیگا اور نبیذ سے وضو کرنے مین حنفیہ کے نزدیک بہی نیت
شرط ہے آپ نے وہ عبارت فتح القدیر کی تو دیکہہ لی اور عینی کی شرح ہدایہ کی عبارت بہی جو درباب عدم وجوب
ترتیب کے ہے دیکہہ لی اور نہ سمجہے کہ یہ حنفیہ کے نزدیک مطلق وضو مین نہین ہے عینی نے خود ہی شرح ہدایہ
مین لکہدیا ہے ذکر القدوری فی شرحہ عن اصحابنا التوضی بنبیذ التمر لایجوز الا بالنیۃ کالتیمم انتہی یعنے ذکر کیا ہے
قدوری نے اپنی شرح مین ہمارے ائمہ سے کہ وضو نبیذ تمر سے بدون نیت کے نہین جائز ہے مثل تیمم کے
پس معلوم ہوا کہ قفال نے جو وضو نبیذ تمر سے بدون نیت کے کیا وہ کسی حنفی کے نزدیک جائز نہین کہ
پس نماز اوسکی بے وضو ٹھہری علاوہ ازین بدون نیت کے وضو کرنا قفال کا باوجودیکہ اوسکو قصد تہا
کہ اسی وضو سے نماز حنفی کی پڑہونگا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اسوجہ سے کہ نیت جو شافعیہ کے نزدیک فرض
اور حنفیہ کے نزدیک سنت موکدہ مذہب صحیح ہے اوس سے مراد زبان سے الفاظ نیت پڑہنا نہین ہے بلکہ
صرف ارادہ اور وہ یہان موجود ہے ملا عبد النبی گنگوہی لکہتے ہین وقولہ بلا نیۃ غیر صحیح یعنے قول اوسکا کہ
قفال نے بے نیت کے وضو کیا صحیح نہین ہے لان النیۃ فی الوضوء عندنا عبارۃ عن ان یقصد المتوضی فی ابتداء
الوضوء وعند الشروع فیہ اداء الصلوۃ بہ وان یکون فعلہ لارادۃ الصلوۃ لا للتبرید اسوجہ سے کہ نیت وضو مین ہمارے
نزدیک عبارت ہے اس امر سے کہ قصد کرے وضو کرنیوالا شروع وضو مین اور بوقت شروع وضو کے ادائے نماز کا اور یہ کہ ہووے وضو کرنا اوسکا بغرض ادائے نماز
نہ بقصد دفع گرمی و حصول خنکی وغیرہ واما التلفظ بہا فامر مستحب زائد علے اصلہا لان النیۃ فعل القلب دون اللسان
اور لیکن تلفظ کرنا ساتہ نیت کے پس مستحب ہے اور زائد ہے اصل نیت پر کیونکہ نیت فعل قلب ہے نہ فعل
زبان وہذا موجود فیما نحن فیہ لانہ لا قصد بہذا الوضوء بنبیذ التمر الا اداء الصلوۃ بہ علے مذہب الحنفیۃ فلا یثبت
القول بلا نیۃ اور یہ یہان موجود ہے کیونکہ نہین ارادہ کیا قفال نے اپنے وضو سے مگر ادا کرنا نماز کا
مذہب حنفیہ مین کیونکر صحیح ہوگا قول اوسکا کہ بدون نیت کے وضو کیا مع ہذا فالنیۃ شرط لصحۃ الوضوء
بنبیذ التمر فاذا کان بلا نیۃ لم یصح الوضوء فتکون صلوتہ بلا طہارۃ فیکفر بہ فاعلہ انتہی اور یہی نیت شرط ہے
صحیح ہونے وضو مین نبیذ تمر سے پس جبکہ وضو کیا اوسنے بدون نیت کے نہ صحیح ہوا وضو اوسکا اور ہوئی نماز
اوسکی بدون طہارت کے اور بدون وضو کے نماز پڑہنے سے کفر لازم آتا ہے **قولہ** ششم اللہ اکبر کی جگہہ
فارسی مین خدا بزرگ کہنے کے لیے اور قرأت کو زبان فارسی مین پڑہنے کے لیے ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکہا ہے فان افتتح الصلوۃ بالفارسیۃ او قرأ فیہا بالفارسیۃ او ذبح وسمی بالفارسیۃ وہو یحسن
العربیۃ اجزاہ عند ابی حنیفۃ یعنے اگر شروع کرے نماز فارسی زبان مین یا پڑہے زبان فارسی مین یا ذبح کرے

اور پڑہے لبسم اسد زبان فارسی مین اگرچہ عربی اچہا جانتا ہو نماز اوسکی جائز ہے ابوحنیفہ کے نزدیک اقول
ہدایہ مین یہ بہی تو لکھا ہے ویروی رجوعہ فی اصل المسئلۃ الی قولہما وعلیہ الاعتماد انتہی یہ آپکو نہ دکھائی دیا کہ جس سے
ثابت ہوتا ہے کہ ابوحنیفہ کا مذہب پہلے یہ تہا کہ فارسی مین قرآن پڑہنا باوجود قدرت کے عربی پر درست ہی
بعد اوسکے اونہون نے رجوع کیا اس قول سے اور قول صاحبین کو اختیار کیا کہ جو شخص عربی پڑہ سکتا ہو
اوسکو فارسی نہین درست ہو اور اسی پر فتوے ہے فاضل قریشی کے رسالہ مین ہی نقل فی الغایۃ عن فخر الاسلام
قال الخلاف فیمن لا یتہم فی دینہ وہذا کلہ علی روایۃ الجواز المرجوع عنہا یعنے نقل کیا ہے غایۃ مین فخر الاسلام
بزدوی سے کہ خلاف درمیان ابوحنیفہ اور صاحبین کے اوس شخص مین ہی جو مخرب دین و متہم و ملحد نہو
اور اگر وہ شخص مبتدع ہو اور دین مین فساد ڈالنا منظور ہو تو اوسکو فارسی پڑہنا کسی کے نزدیک نہین درست نہی
اور یہ روایت جواز پر ہے جس سے امام نے رجوع کیا واما علی الروایۃ الصحیحۃ عن ابی حنیفۃ فلا یجوز القراءۃ
بالفارسیۃ اصلا اور لیکن موافق روایت صحیح کے ابوحنیفہ سے پس نہین جائز ہے قراءت فارسی مین
ہرگز قال مولانا عبد العزیز البخاری فی شرح البزدوی قد صح رجوعہ الی قول العامۃ رواہ عنہ نوح بن
ابی مریم ذکرہ المصنف فی شرح المبسوط وہو اختیار القاضی الامام ابی زید وعامۃ المحققین وعلیہ الفتوی
کہا عبد العزیز البخاری نے شرح اصول بزدوی مین تحقیق صحیح ثابت ہے رجوع کرنا ابوحنیفہ کا طرف قول
اکثر کے روایت کیا اسکو اونسے نوح بن ابی مریم نے ذکر کیا ہے اسکو فخر الاسلام نے شرح مبسوط مین
اور یہی مختار ہی قاضی ابو زید دبوسی کا اور اکثر محققین کا اور اسی پر فتوے ہے وفی مجمع البحرین ورجوعہ
اصح انتہی اور مجمع البحرین مین ہے کہ رجوع کرنا امام کا صحیح ہی وقال فی جامع المضمرات الصحیح ہو الرجوع
عن قول جواز الصلوۃ بالفارسیۃ وعلیہ الاعتماد اور کہا جامع مضمرات مین کہ صحیح ہے رجوع کرنا
ابوحنیفہ کا قول جائز ہونے نماز سے بزبان فارسی اور اسی پر اعتماد اور فتوے ہے وفی الغایۃ
شرح الہدایۃ ذکر ابو بکر الرازی انہ رجع الی قولہما قالوا وعلیہ الاعتماد والفتوے اور غایۃ شرح ہدایہ
مین ہے کہ ذکر کیا ہی ابو بکر رازی نے کہ امام نے رجوع کیا قول صاحبین کی طرف اور اسی پر فتوی ہے
وقال حافظ الدین ابو البرکات النسفی حتے قالوا لو کتب الانسان مصحفا بالفارسیۃ او واظب علے القراءۃ
بہا فالواجب المنع وینسب الی الزندقۃ او الجنون والزندیق یودب ویوجع والمجنون یداوی یعنے کہا حافظ الدین
ابو البرکات نسفی نے کہا مشائخ نے کہ اگر لکہے کوئی شخص قرآن فارسی مین یا فارسی قرآن پڑہنے کی
عادت کرے منع کیا جاویگا اس سے اور نسبت کیا جاویگا طرف زندقہ یا جنون کے اور زندیق ادب
دیا جاویگا اور مجنون کی دوا کیجاویگی وقال الامام ابو بکر محمد بن الفضل اور کہا ابو بکر محمد بن فضل نے

ہذا الخلاف فیما اذا جری علی لسانہ من غیر تعمد یہ خلاف ابو حنیفہ اور صاحبین مین کہ امام فارسی پڑھنے کو جائز رکھتے ہین
اور صاحبین نہین اوس صورت مین ہے کہ جب کسی کے زبان سے کوئی کلمہ فارسی کا بدون قصد کے نکلجاوے اما من تعمد
ذلک فہو زندیق او مجنون فالزندیق یقتل والمجنون یداوی انتہی لیکن جو شخص قصداً فارسی پڑھے پس وہ یا تو زندیق
ہے یا مجنون ہے پس زندیق مارڈالا جاویگا اور مجنون شفاخانہ مین واسطے علاج کے بھیجا جاویگا اور رسالہ گنگوہی مین یہ بھی
ہے لا صحۃ لہ اصلا علی مذہب ابی حنیفۃ لا علی المختار الصحیح المفتی بہ ولا علی غیر المختار المرجوع عنہ یعنی نہین صحت ہے واسطے قائل کی کلام
کہ جسمین اوسنے فارسی قراءت کے موافق مذہب ابو حنیفہ کے نہ موافق قول صحیح مختار مفتیٰ بہ اور نہ موافق قول غیر مختار
کے کہ جس سے اونہون نے رجوع کیا ففی التحقیق شرح الحسامی ثم الخلاف فی من لا یتہم بشئ من البدع وقد تکلم بالفارسیۃ
فی الصلوٰۃ بکلمۃ او اکثر غیر ماؤلۃ ولا محتملۃ للمعانی وزاد بعضہم ولم یخل بنظم القرآن وعن الامام ابی بکر محمد بن الفضل
ان الخلاف فیما اذا جری علی لسانہ من غیر قصد اما من تعمد ذلک فیکون مجنونا او زندیقا والمجنون یداوی والزندیق
یقتل یعنے تحقیق شرح منتخب حسامی مین ہے کہ خلاف ابو حنیفہ اور صاحبین مین کہ امام فارسی پڑھنے کو باوجود
قدرت کے عربی پر جائز رکھتے ہین اور صاحبین نہین شرط یہ اوس شخص مین ہے کہ جو متہم ساتھ الحاد اور بدعت کے
نہو اور ایک دو کلمہ قرآن کا ترجمہ اوسنے پڑھ دیا ہو بشرطیکہ وہ کلمہ محتمل معانی نہو اور ماؤل نہو اور بعض مشائخ نے
یہ بھی شرط کی کہ ترتیب قرآنی بھی نہ بگڑے اور ابو بکر محمد بن فضل سے منقول ہے کہ یہ خلاف اوس صورت مین ہے
جب کہ بدون قصد کے ایک دو کلمہ کا ترجمہ زبان سے نکل جاوے اور جو قصداً پڑھے وہ یا تو دیوانہ ہے پس
اوسکی دوا کیجاویگی یا زندیق ہے پس مارڈالا جاویگا وقد صح رجوع ابی حنیفۃ الی قول العامۃ رواہ نوح بن ابی مریم
عنہ ذکرہ فخر الاسلام فی شرح کتاب الصلوٰۃ اور صحیح ہوا ہے رجوع کرنا امام کا قول اکثر کی طرف کہ باوجود قدرت
کے عربی پر فارسی پڑھنا نہین درست ہے روایت کیا اس رجوع کو نوح بن ابی مریم نے ابو حنیفہ سے ذکر کیا ہے
اسکو فخر الاسلام نے شرح کتاب الصلوٰۃ مین ہو اختیار القاضی ابی زید وعامۃ المحققین وعلیہ الفتویٰ اور یہی
مختار ہے قاضی ابو زید دبوسی کا اور اکثر محققین کا اور اسی پر فتوے ہے وفی التوضیح لکن الاصح انہ رجع عن ہذا
القول اور توضیح مین ہے کہ اصح یہ ہے کہ امام نے رجوع کیا اس قول سے وفی التلویح مثل ما فی التحقیق اور
تلویح مین مثل مضمون تحقیق کے ہے فعدم الصحۃ علی القول المختار الصحیح المفتی بہ ظاہر پس نہ صحیح ہونا نماز کا موافق
قول مختار صحیح مفتیٰ بہ کے تو ظاہر ہے کیونکہ اس قول کے موافق جو شخص باوجود قدرت کے عربی پر فارسی پڑھیگا
اوسکی نماز نہوگی وکذا علی القول السابق لان الشرط ان لا یخل بنظم القرآن وتکون تلک الکلمۃ علی وزان
الکلمات القرآنیۃ انتہی اور ایسیہی موافق قول قدیم ابو حنیفہ کے کہ فارسی پڑھنا مطلقاً درست ہے یہی نماز قائل
کی نہین صحیح ہوئی کیونکہ اوس قول کے موافق شرط یہ ہے کہ ایسا ترجمہ کرے کہ نظم و ترتیب قرآنی مین خلل واقع ہو

اور وہ کلمہ موافق ومشابہ کلمات قرآنیہ کے ہو **قولہ** مسئلہ ہفتم نماز مین مثل آیت مدہامتان کے چھوٹی آیت
کے پڑہ لینے کیلئے فتاوے عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے ومنہا القراءۃ وفرضہا عند ابی حنیفۃ تتادی
بآیۃ واحدۃ وان کانت قصیرۃ کذا فی المحیط یعنے اور اوسمین سے ہی قراءت اور وہ ابوحنیفہ کے نزدیک فرض
اسیقدر ہے کہ پڑہی جاوے ایک آیت اگرچہ ہو چھوٹی **اقول** اونہین کتابون مین یہ بھی لکھا ہے کہ فاتحہ
پڑہنا اور اوسکے ساتھ سورت ملانا ابوحنیفہ کے نزدیک واجب ہے اور حکم واجب کا یہ ہے کہ اگر قصداً اوسکو
چھوڑ دیگا تو نماز ناقص ہوگی اوسکا اعادہ واجب ہوگا اور گناہ بھی لازم ہوگا اور اگر سہواً چھوڑ دیگا تو سجدہ
سہو لازم آوے گا اور اگر سجدہ سہو نہ کریگا تو نماز ناقص ہوگی اعادہ اوسکا ضروری ہوگا آپ کی مثل السبی
کر لاتقربوا الصلوۃ کو پڑہ کے وانتم سکاری کو چھوڑ دیتے ہین اور بے سمجھے بوجھے اعتراض پر تیار ہوتے ہین
قولہ مسئلہ ہشتم رکوع اور سجود مین طمانیت کی فرض نہونے کے بیچ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے ویکرہ
ترک الطمانینۃ فی الرکوع والسجود وہو ان لا یقیم صلبہ یعنے رکوع اور سجود مین طمانیت کو چھوڑ دینا مکروہ ہے
اور معنی طمانیت کے یہ ہین کہ نہ قائم کرے پیٹھ اپنی کو **اقول** آپکو کچھ خبر بھی ہے کہ مکروہ سے کیا مراد ہے
کیسی خبر ہو کچھ علم ہو یا سمجھ ہو تو خبر ہو کل مسلمان ہوکے آج ملا بن گئے پہر بہلا کیونکر معلوم ہوگا ہمسے
تفصیل اسکی سنیے کہ کلام فقہا مین جب کراہت کی لفظ کا مطلق استعمال کیا جاتا ہے تو مراد اوس سے
کراہت تحریمی ہوتی ہے اور مکروہ تحریمی قریب حرام کے ہے اور حکم مین برابر حرام کے ہے پس ان
عبارات سے یہ ثابت ہوا کہ چھوڑ دینا اطمینان کا مکروہ تحریمی قریب حرام کے ہے پس معلوم ہوا کہ اطمینان
کرنا یا واجب ہے یا سنت موکدہ ہے ورنہ اگر مباح یا مستحب ہوتا تو اوسکا چھوڑ دینا مکروہ تحریمی نہوتا
پس امام کے نزدیک اطمینان کے فرض نہونے کی یہ معنے نہین ہین کہ انسان مختار ہے چاہے کرے
یا نکرے بلکہ انکی نزدیک فرض اگر نہین ہے تو واجب یا سنت موکدہ تو ضرور ہے اور صحیح یہ ہے کہ
واجب ہے اوسکے قصداً چھوڑنے سے بھی نماز ناقص ہوتی ہے اور گناہ لازم ہوتا ہے اور سہواً چھوڑنے سے
سجدہ سہو لازم ہوتا ہے رسالہ شمس الائمہ کردری مین ہے ما قال ابوحنیفہ یجب علیہ ان ینقر نقر تین لا القعد
بینہما بل اوجب القعدۃ الفاصلۃ بین السجدتین ونہی عن النقر انتہی یعنے نہین کہا ابوحنیفہ نے کہ واجب ہے
نمازی پر کہ مثل مرغ کے دو مرتبہ سر زمین پر رکہدے اور درمیان دو سجدون کے نہ بیٹھے بلکہ واجب کیا
ابوحنیفہ نے بیٹھنے کو درمیان دو سجدون کے اور منع کیا مرغ کی طرح منہ مارنے سے **قولہ** مسئلہ نہم
نماز سے ساتھ کام اپنے کے نکلنے کے بیچ یعنے بجاے السلام علیکم خواہ گوز ماردے خواہ کچھ اور کام
کرنے لگ جاوے اوسکے جائز ہونے کے بیچ کنز الدقائق مین لکھا ہے والخروج بصنعہ **اقول** قریبی

اسکے بعد یہ لکھتے ہین لعمری قد ظن ان ضرطته هذه لنا فعة وانما هي له عن رتبة العلماء دافعة ولم يكن احد
من فساق المسلمين ليفعل ذلك ولو فعل احد لقالوا انه ملحد قد استخف بالشرع والاسلام بل عندهم ان ترك
الصلوة اهون بكثير من هذه الصلوة المشتملة على هذه القبائح انتهى یعنے گمان کیا قفال نے کہ یہ گوز مارنا
اوسکے واسطے نافع ہے حال آنکہ اس گوز ہی نے اوسکو رتبۂ علماء سے خارج کر دیا اور ایسا کام کوئی مسلمان
فاسق بھی نکریگا اور اگر کوئی شخص ایسی حرکت کرے تو سب اہل اسلام یہی حکم دینگے کہ یہ ملحد ہے اسنے
شریعت اور اسلام کو لغو اور ذلیل سمجھا بلکہ نماز نہ پڑھنا آسان ہے ایسی نماز پڑھنے سے کہ ایسی بری
باتون پر مشتمل ہے اور گنگوہی لکھتے ہین بئس ما فعل فعل فعلا تتحاشى عنه ضحكة السلاطين وما هو الا فعل
الابليس عند سماع الاذان والاقامة كما هو معلوم من الحديث النبوي انتهى یعنے برا کام کیا قفال نے
اور ایسی حرکت کی کہ جسکو بارگاہ بادشاہان دنیا کے مسخرے بھی نہین جائز رکھتے ہین اور نہین یہ کام
مگر کام شیطان لعین کا جیسا کہ حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ جب اذان یا اقامت ہوتی ہے تو
شیطان بھاگتا ہے گوز مارتا ہوا اور رسالہ گروہی مین ہے ما قال ابو حنيفة يجب ان يحدث
عمدا بدلا عن التسليمة بل قال يكره الحدث في المسجد لغير المصلي والنوم مخافة ان يسبقه الحدث وكره فيه
ان يحدث بحديث الدنيا وانما قال اذا احدث عمدا بعد ما قعد قدر التشهد لا تفسد صلوته لوجوده بعد انتهاء اركان
الصلوة فصار كما لو احدث بعد انتهاء الصلوة انتهى یعنے یہ مذہب ابو حنیفہ کا نہین ہے کہ بعد التحیات
گوز کرنا بدلے بعینہ لفظ سلام کے نمازی پر واجب ہے بلکہ امام کے نزدیک غیر نمازی کو بھی مسجد مین گوز مارنا مکروہ ہے
اور سونا مسجد مین بھی مکروہ ہے اسی خوف سے کہ سونے کی حالت مین گوز نہ نکل جاوے اور مسجد مین دنیا کی باتین کرنا
بھی مکروہ ہے باوجود اسکے کون عقلمند کہیگا کہ حالت نماز مین ایسی حرکت ناشایستہ اونکے نزدیک درست ہی بلا کراہت
یا واجب ہے ہان امام کا مذہب یہ ہے کہ اتفاقاً اگر کسی نالائق سے ایسی حرکت شیطانی ہوگئی تو نماز اوسکی فاسد
نہوگی بسبب ہونے اس حرکت کے بعد ختم ہوجانے ارکان وفرائض نماز کے پس ہوگا مثل حدث کرنے کے بعد فراغت
نماز کے قولہ [illegible] وضو کے لیے ابو حنیفہ کے نزدیک ترتیب واجب نہین مستحب ہے چنانچہ عینی شرح ہدایہ مین
لکھا ہے عند القدوري النية والترتيب والاستيعاب من المستحبات یعنے نزدیک قدوری کے نیت اور ترتیب اور
سب اعضاؤن کا دہونا مستحب ہے اقول افسوس صد افسوس اس زمانے کا انقلاب قابل حسرت ہی مقام
حیرت ہے جنکو ترجمہ عبارت عربی کا بھی سلیقہ نہین مطالب درکنار وہ امام ابو حنیفہ پر اعتراض کرنے پر تیار جنکو
مذہب حنفیہ سے مطلقاً واقفیت نہین بلکہ کتب حنفیہ کے مطالب سمجھنے کی طاقت بھی نہین وہ حضرات ائمہ پر
اعتراض کرنے کو مستعد ہین تمام انحصار اسکا اسپر ہے انہین لوگون کی خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دے گئے تھے کہ آخر زمانہ مین

علم کم ہو جائیگا اور جہل پھیلجائیگا یہانتک کہ لوگ جہلا کو مفتی و عالم سمجھینگے اور اونسے مسئلے پوچھینگے فتویٰ لینگے پس
فتوے دینگے خود گمراہ ہونگے اور دوسرونکو گمراہ کرینگے اجی حضرت کتاب بیچ لینا اور دلالی کر لینا آسان ہے
مگر کتاب کا مطلب سمجھنا بڑی مشکل ہے اگر ایسیہی مطلب کتاب کا ہر شخص سمجھ لیا کرے تو جتنی کتب فقہ مشتہر کئیہین انکو خریدتی
ہین وہ سب علامۂ دہر ہو جاوین عینی اور ہر لاو اور استیعاب کا مطلب ہمسے سمجھ لو اور اپنی نا سمجھی پر نادم ہو یہ جو
ترجمہ آپنے کیا یعنے سب اعضاؤن کا دھونا قدوری کے نزدیک مستحب ہے معلوم نہین اسکا مطلب آپ
کیا سمجھے یا بے سمجھے بوجھے یونہین بول اوٹھے اگر یہ مطلب ہے کہ وضو مین قدوری کے نزدیک جتنے اعضا
بدن آدمی کے ان مین ہین اون سب کا دھونا مستحب ہے تو یہ امر محض غلط ہے قدوری کا تو مرتبہ اعلے ہے
ادنے فقیہ بلکہ کوئی مسلمان اسکا قائل نہین ہوا اور اگر یہ مطلب ہے کہ جو اعضاء وضو مین دھوئے جاتے ہین
یعنے ہاتھ پاؤن منھ اونکو پورا دھونا اس طرح سے کہ کہین سوکھا نہ رہ جاوے قدوری کے نزدیک مستحب ہے
تو بھی غلط ہے کیونکہ وہ اعضاء جنکا وضو مین دھونا فرض ہے اونکو پورا پورا دھونا اس طرح پر کہ
کہین سوکھا نہ رہ جاوے قدوری کیا تمام فقہاء حنفیہ کے نزدیک فرض ہے یہانتک کہ اگر ایک ذرہ کی قدر بھی
ان اعضاء مین تر ہونے سے باقی رہ جاویگا تو وضو نہوگا مطلب صحیح عبارت مذکورہ کا یہ ہے کہ استیعاب سے
مراد پورے سر کا مسح کرنا ہے اور غرض یہ ہے کہ قدوری کے نزدیک نیت اور ترتیب اور پورے سر کا مسح کرنا
یہ تینون مستحب ہین اور جمہور فقہا کے نزدیک سنت موکدہ ہین عینی کی شرح مین یہ بھی عبارت موجود ہے نعلیلہ
قوله یکون الترتیب مستحبا والمنصوص فی المبسوط ان الترتیب سنة کذا عند المصنف انتہی یعنے موافق قول
قدوری کے ترتیب مستحب ہے اور مبسوط مین مصرح یہ ہے کہ سنت موکدہ ہے اور ایسیہی صاحب ہدایہ نے تصریح کی ہے
اور ہم اوپر عبارت ابن الہمام کی لکھ چکے ہین کہ جس سے قدوری کے قول کی رد ہو چکی ہے اور معلوم ہو چکا ہے
کہ ترتیب کا سنت موکدہ ہونا حنفیہ کے نزدیک صحیح ہے پس قول قدوری درباب استحباب ترتیب غیر معتبر ہے
اوسپر اعتبار کرنا اور نصرت قفال لقال مین اوسکو پیش کرنا آپ ہی ایسے غیر مقلد کم فہمون کا کام ہے قوله اب
مغالطہ یہ ہے کہ فقہ پر چلنا فرض ہے اور حدیث پر چلنا جائز نہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو
وہ ہرگز مسلمان نہین کیونکہ اللہ نے قرآن مین جا بجا فرمایا کہ اللہ تعالے اور اوسکے رسول کی راہ پر چلو الخ
اقول واہ میان نو مسلم کل تو مسلمان ہوے اور اوسپر یہ جرأت کہ مسلمانون کو دائرہ اسلام سے باہر کرتے ہو
یہ جو مقلدین کہتے ہین کہ حدیث پر چلنا جائز نہین ہے یہ تم ایسے لوگون کے حق مین کہتے ہین کہ جنکو حدیث
اور قرآن کے مطلب سمجھنیکی قدرت نہین اور حدیث موضوع و غیر موضوع ناسخ اور منسوخ مین امتیاز نہین
ایسے لوگ اگر مطلق العنان کر دیے جاوین تو دین برباد ہو جائیگا جیسا ہم اس زمانہ مین حضرات

غیر مقلدین میں بوجہ آزادی کے یہ صفت پاتے ہیں کہ مطلب حدیث اور قرآن کا جو کچھ دل میں آیا قرار دیکے جو چاہتے ہیں فتوے دیتے ہیں کوئی تو تجارت سے زکات تجارت اوڑا رہا ہے کوئی منی کا نجس ہونا درست کہہ رہا ہے کوئی نماز کی قضا اگر قصداً کوئی شخص ترک کر دے غیر واجب کہہ رہا ہے بے نمازیوں پر احسان کر رہا ہے کوئی جمعہ کی نماز کے پڑھنے میں قبل آفتاب ڈھلنے کے بلکہ ڈیڑھ پہر دن چڑھے سے اہتمام کر رہا ہے کوئی بلاضرورت و بلا عذر شرعی ظہر و عصر اور مغرب و عشا جمع کر کے پڑھنے کا حکم دے رہا ہے کوئی بوقت ضرورت سود سے قرض لینا درست بتا رہا ہے کوئی پاؤں کے مسح کرنے کا وضو میں مثل قول شیعہ کے حکم دے رہا ہے اس قسم کے بہت سے اقوال نواب بھوپالی فاضل قنوجی کے اور اونکے حواری و انصار کی تصانیف و تحریرات میں موجود ہیں جنکو شوق ہو دیکھ لے اور ان سب مسائل واہیہ کا اثبات حدیث اور قرآن سے کیا جاتا ہے اور جمہور علما امت محمدیہ پر الزام مخالفت قرآن و حدیث کا لگایا جاتا ہے پس ایسے ناسمجھوں کو بیشک فقط حدیث کا مطلب موافق اپنی فہم ناقص کے سمجھ کے عمل کرنا اور اوسپر فتوے دینا حرام ہے اور فقہ کوئی چیز مخالف قرآن و حدیث کے نہیں بلکہ مسائل فقہیہ انہیں سے نکالے گئے ہیں پس انپر عمل کرنے میں مخالفت قرآن و حدیث کے کیونکر ہوگی **قولہ** ایک مغالطہ ائمہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ ہر مسئلہ کے لیے سند رسول اللہ تک پہونچانی ضرور نہیں اسلیے کہ مجتہدوں نے بڑی سعی و کوشش سے ہر طرح کے مسائل جمع کر رکھے ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے الخ **اقول** ہرگز غلط نہیں بلکہ بہت صحیح ہے اسوجہ سے کہ صدہا مسائل وہ ہیں کہ صاف صاف قرآن اور حدیث میں نہیں مذکور ہیں بلکہ اصول شرعیہ و نصوص سے مستنبط ہوئے ہیں اونکی سند کیونکر رسول اللہ تک پہونچ سکتی ہے مقلدین کو جانے دیجیے محدثین کا حال بتائیے کہ اونہوں نے ہر جزئی مسئلہ کی سند کب پہونچائی ہے دیکھو بخاری کو کہ ایک حدیث روایت کرتے ہیں اور اوس سے موافق اپنے اجتہاد کے مسائل مستنبط کرتے ہیں آپ اون مسائل کی سند تو رسول اللہ تک پہونچا دیں اور کہدیں کہ آں حضرت نے یہ مسئلہ فرمایا ہے **قولہ** بہت سے حضرت کے اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین سے ثابت ہو چکا ہے کہ دین کے مقدمہ میں قیاس کرنا حرام ہے **اقول** یہ آپکی غلط فہمی ہے قیاس نہیں حرام ہے البتہ خود رائی حرام ہے خلاف قرآن و حدیث کے رائے کو دخل دینا اور اپنی عقل سے قرآن و حدیث کو باطل کرنا کام شیطان کا ہے لیکن یہ قیاس شرعی نہیں قیاس شرعی تو یہ ہے کہ جس امر کا حکم صاف قرآن و حدیث میں نہیں ہے اوسکا حکم اوسکی نظائر سے نکالنا یہ حرام نہیں بلکہ بوقت ضرورت فرض ہے صدہا صحابہ و تابعین سے ایسا قیاس کرنا ثابت ہے سنن دارمی اور اور کتب حدیث کو دیکھو اور پردہ غفلت کا اوٹھاؤ محدثین کی کتابوں کو دیکھو کہ انہیں ایسا قیاس صدہا جگہ موجود ہے خود صحیح بخاری کتاب بیانات سے مالامال ہے **قولہ**

جو شخص عربی سمجھتا ہے وہ معنے قرآن بھی بیشک سمجھ سکتا ہے الخ **اقول** صرف عربی سمجھنے سے قرآن کے
معانی صحیح نہیں سمجھ مین آسکتے ہین جب تک کہ نحو اور صرف و نحو و بلاغت معانی بیان بدیع وغیرہ مین مہارت نہو
اور نہ احادیث رسول اللہ صلعم و آثار صحابہ سے جو تفاسیر آیات و اسباب نزول وغیرہ مین وارد ہین واقفیت نہو در نہ
صرف عربی سمجھنے والا جو ان فنون و علوم سے ماہر نہوگا قرآن کا مطلب غلط سمجھکے لوگون کو گمراہ کریگا ید اللہ
و وجہ اللہ وغیرہ آیات صفات الٰہی سے ظاہر معنی سمجھ کے خدا کے ہاتھ پانو منہ وغیرہ تمام اعضا ثابت
کرنے لگیگا اور مثل مجسمہ کے وادی ضلالت مین پڑ جائیگا آیہ لا تدرکہ الابصار و ہو یدرک الابصار سے
نفی رویت الٰہی کی کرنے لگیگا اور مثل معتزلہ کے اہل سنت سے علیحدہ ہو جاویگا آیہ ان اللہ یغفر الذنوب
جمیعا اور آیہ انما الخزی الیوم والسوء علی الکافرین سے سمجھنے لگیگا کہ مسلمان فاسق فاجر صاحب کبائر
جو بے توبہ کے مرگیا ہو ہرگز جہنم مین داخل نہوگا اور فرقہ مرجئہ کے شریک ہو جائیگا آیہ و من یقتل مومنا
متعمدا فجزاوہ جہنم خالدا فیہا سے سمجھ لیگا کہ اصحاب کبائر کبھی نہ بخشے جائینگے اور ہمیشہ دوزخ مین جلینگے
اور قدم بقدم معتزلہ کے ہو جائیگا باب میراث مین ایک آیت سورہ نسا کی شروع مین ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ بہن کا حصہ ترکہ میت سے اور بھائی کا چھٹا حصہ ہے اور دوسری آیت آخر سورہ نسا مین ہے
کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہن کا حصہ نصف ہے پس صرف عربی سمجھنے والا کیا سمجھیگا جب تک
احادیث و آثار صحابہ مفسرین سے اسکو واقفیت نہوگی اور یہ بات نہ معلوم ہوگی کہ اول مقام پر مراد بہن سے
اخیافی ہے یعنے جسکی مان ایک ہو باپ متفرق اور دوسرے مقام پر بہن عینی اور علاتی الغرض
یہ ایک بڑا مغالطہ غیر مقلدین کا ہے کہ قرآن اور حدیث کا سمجھنا بہت آسان ہے بجز عربی سمجھنے کے
اور کچھ استعداد علمی ضرور نہین ہے اسی وجہ سے ان حضرات مین سے ایک ایک طفل مکتب جو کچھ معنی
قرآن و حدیث کے سمجھ لیتا ہے اوسپر فتوے دینے کو تیار ہو جاتا ہے اور بے دھڑک اپنے قول و فعل کو
اللہ اور رسول صلعم کی طرف منسوب کر دیتا ہے بھائی مسلمانون کو چاہیے کہ ان مغالطات مین نہ پڑین
اور ان لوگون کی تحقیق پر کان نہ دہرین اور سمجھ لین کہ یہ لوگ خود راہ سے بھٹکے ہوئے ہین انکی قول و فعل کا
کسی طرح سے اعتبار نہین ہے **قولہ** ایک مغالطہ حدیث پر چلنے والون کو مقلدین ائمہ یہ دیتے ہین
کہ حدیث پر چلنے والا حدیث کے ضعیف اور صحیح اور موضوع ہونے کا حال اور تحقیق رواۃ کی کس قسم سے
بہم پہونچائیگا جواب اوسکا یہ ہے کہ پہچاننا حدیث کی تینون قسم کا موقوف ہے تحقیق رواۃ اور رجال
سند پر اور اس بارہ مین مقلدین تو کیا مغالطہ دینگے کہ خود ہی مغالطہ مین پڑے ہین اسلیے کہ جس طرح
صحت حدیث کے لیے سند رسول اللہ تک پہونچانی چاہیے ایسی ہی سند روایت فقہ کے مقلدون کو اپنی ائمہ تک

نہیں بچاننی چاہیے خصوصاً حنفیون کو کیونکہ وفات امام اعظم کے بعد ڈیڑہ سو برس کی ہجرت سے ہے تو اونہیں کیونکر
معلوم ہوا کہ یہ قول امام اعظم کا ہے یا اور کسیکا اور سند حدیث کی اعلیٰ زمانے مین بہ نسبت سند روایت فقہ
کی بہت آسان ہے اسلیے کہ محدثین نے تمام حدیثون کو کس تحقیق اور سند سے جمع کیا اور صحیح کو صحیح اور ضعیف
کو ضعیف بتادیا **اقول** ؎ برین عقل و دانش بباید گریست ✤ آسان کو مشکل اور مشکل کو آسان کہدینا آپ ہی کا
کام ہے سند روایت فقہ اور اس بات کی تحقیق کہ یہ قول امام اعظم کا ہے حنفیون کو بہت آسان ہے زیادہ
حاجت تحقیق حال سند کی نہین ہے اس وجہ سے کہ خود امام اعظم کے تلامذہ نے کتب متعددہ تالیف کیے
امام محمد نے جامع صغیر اور جامع کبیر اور سیر کبیر اور سیر صغیر اور مبسوط اور زیادات اور کیسانیات اور رقیات
اور ہارونیات اور کتاب الآثار اور کتاب الحج اور موطا وغیرہ اور امام ابو یوسف نے کتاب الخراج و امالی وغیرہ
تالیف کین اور حسن بن زیاد نے کتاب المجرد وغیرہ اور اونہین ان سبھون نے اقوال امام اعظم کو جو بلا واسطہ
اونسے سنے تھے یا ایک واسطے سے پہونچے تھے درج کر دیے اور بعد اونکے جو فقہا آئے اونہون نے اقوال
امام اعظم کے اونہین کے تلامذہ کی کتب سے اخذ کیے پس یہ امر دریافت کرنا کہ اس مسئلہ مین امام اعظم کا کیا قول ہے
اور فلان قول امام کا یا کسی اور کا تلامذہ امام کے اور قدما فقہا کے کتب دیکھنے سے بہت آسانی سے ظاہر ہوتا ہے
بخلاف کتب حدیث کے کہ ان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین جمع نہین ہوئین اور صحابہ نے بہی
اپنے زمانے مین جمع نہین کین زمانہ تابعین سے انکا جمع ہونا شروع ہوا پس احتیاج انمین تحقیق رجال
سند کی طرف ہوئی اور جیسا کہ محدثین نے اچھی طرح کوشش کرکے صحیح اور ضعیف اور موضوع مین تفرقہ کر دیا
اور رجال اسانید کا سب حال لکھدیا اسیطرح فقہا نے اپنے امام کے اقوال کی تنقیح کر دی اور روایات
نادرہ و روایات ظاہرہ معتبرہ مین امتیاز کر دیا اور روایت مرجوع عنہا و روایت مرجوع الیہا کی تصریح کر دی پس
عالم ذی فہم سلیم کو اب نہ اسمین اشکال باقی رہا اور نہ اوسمین اور جاہل کو رباطن کو دونون مین اشکال باقی ہے
قولہ ایک مغالطہ مقلدین یہ دیتے ہین کہ جب دو حدیثین مختلف ہون معنون اور حکم مین تو ایک عمل کرنیوالا
حدیث کا کیونکر عمل کریگا جواب یہ ہے کہ جن حدیثون کو مقلدین آپسمین مختلف سمجھتے ہین یہ سبب انکی
قصور فہم اور قلت تدبر کا ہے ورنہ شارع کی طرف سے خاص ایک بات مین دو حکم کیونکر صادر ہون
اقول یہ تو صحیح ہے کہ شارع کی طرف سے ایک بات مین دو حکم مختلف نہین ہو سکتے ہین الا یہ کہ ایک
منسوخ ہو اور ایک ناسخ مگر ظاہر تعارض اور اختلافات بہت سی احادیث اور آیات مین موجود ہے اسی
تعارض ظاہری کے رفع کے لیے ائمہ اصول نے صورتین مقرر کین جس سے یہ اشکال رفع ہو جاوے پس جو شخص
نہ فقہ کو سمجھیگا نہ اصول کو ملحوظ کریگا فقط عمل بالحدیث کا دم بھریگا اوسکو ایسے مقامات مین کچھ نہ بن پڑیگا

تم یہان اپنی فہم مین جو کچھ مطلب آجاوے اوسی پر تحمل عمل کرے اور دفع تعارض جس طرح سے اپنی سمجھ مین آوے کرے اور بے قید ہوکے آزادی اختیار کرے تو بہت آسان ہے **قولہ** پس اب جس کسیکو بسبب تھوڑے تفقہ علم کے اختلاف اور تعارض معلوم ہو تو چاہیے کہ رجوع کرے طرف رسالہ ابن قتیبہ کے اور کتاب امام شافعی اور کتاب ارشاد الفحول مصنفہ محمد بن علی شوکانی کے اور منہج الوصول الی اصطلاح احادیث الرسول اور حصول المامول من علم الاصول اور ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل یہ تینون کتابین سید محمد صدیق حسن خان صاحب کے **اقول** ہمراہ واسطہ دفع تعارض کے واسطے ہدایت اپنے فرقے کو ہوئی تو نواب سید صدیق حسن خان کے کتب کی طرف کہ جنکی تصانیف اغلاط اور مسامحات اور لغویات سے بہری ہوئی ہین انہین مین یہ ہے کہ مکاتب تجارت واجب نہین ہے انہین مین ہے کہ قصداً اگر کوئی نماز چہوڑ دے تو اوسپر قضا واجب نہین انہین مین ہے کہ ذبیحہ مشرک کے ہاتہ کا درست ہے انہین مین ہے کہ بدون بسم اللہ کے اگر ذبیحہ ہوا تو اوسکا گوشت حلال ہے غرض ایسے مسائل خلاف قرآن و حدیث اونکی تالیفات مین بہت ہین اور تفسیر ہدایۃ السائل کے صادق اور انصار کے یہ بہی ثابت ہو چکا کہ نواب صاحب کو اپنی تصانیف مین تحقیق اور تنقیح امور از صحت اور حقائق حق جو شان علماء دین سے ہے منظور نہین ہے بلکہ کتاب مین رطب و یابس جمع کر دینا اور اوسپر دوسرے مصنفین سے سرقہ کرکے عبارات کی قطع و برید کرکے کچھ گہٹا بڑہا کے اپنا نام لکھدینا منظور رہتا ہے شوکانی کہ طرف زیدیہ کے چلتا ہے اور نیل الاوطار وغیرہ مین جا ہے اکثر مباحث کتب زیدیہ سے کہ وہ ایک فرقہ ہے فرق شیعہ سے نقل کرتا ہے اور اصول اوسکے بہت سے مخالف جمہور علماء امت محمدیہ کے ہین اور مسائل فرعیہ اوسکے بہت سے موافق احکام ظاہریہ کے لغو و باطل ہین ایسے شخص کی تصنیف پر اعتماد کرنا اور ایسیہی نواب بہوپالی کی تصانیف کا کہ بالکلیہ کتب شوکانی اور حرانی سے ماخوذ ہین اعتماد کرنا کسی مسلمان کو درست نہین ہے ہان جسکو دفع تعارض احادیث کی طرف معلوم کرنا منظور ہو وہ طحاوی کی شرح معانی الآثار اور مشکل الآثار کو اور امام محمد کی کتاب الحجج کو دیکہے یا اور محدثین شافعیہ کے کتب کو معائنہ کرے کہ اوسپر اصل کیفیت منکشف ہوجاوے **قولہ** ایک مغالطہ امام اعظم کی مقلد حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ جہان دو حدیثین آپسمین متعارض ہون وہان امام اعظم نے اوس حدیث پر عمل کیا ہے جسمین احتیاط ہو سو جواب اوسکا یہ ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ بہت سی حدیثین ایسی ہین کہ جنپر امام اعظم نے عمل نہین کیا وہ بہ نسبت اون احادیث کے جنپر امام اعظم نے عمل کیا ہے صحیح بہی زیادہ ہین اور احتیاط بہی اونہین پر عمل کرنے مین موجود ہے الخ **اقول** یہ امر کہ امام اعظم کے مذہب مین احتیاط زائد ہے صرف حنفیہ نہین کہتے ہین بلکہ اور علماء بہی اسکی گواہی دے رہے ہین اور اون احادیث پر کہ امام نے اونپر عمل نہین کیا اونپر عمل نہ کرنیکی وجہ بیان کررہے ہین کہ میزان شعرانی مین موجود ہے

انی بجھد بعد تتبعت مذہبہ فوجدتہ فی غایۃ الاحتیاط والورع تحقیق مینے تتبع کیا مذہب ابو حنیفہ کو پس پایا مین نے اوسکو
غایت احتیاط اور اتقاء مین وقد اجمع السلف والخلف علی کثرۃ ورع الامام ابی حنیفۃ وکثرۃ احتیاطاتہ فی الدین وعدم
من اسمر فلا ینشأ عنہ من الاقوال الا ما کان علی شاکلۃ حالہ انتہی یعنے اتفاق کیا ہے سب اگلون اور پچھلون نے
اس امر پر کہ ابو حنیفہ بڑے متقی اور پرہیزگار اور بڑے محتاط امور دین مین تھے اور بڑے ڈرنے والے پروردگار سے
پس نہ صادر ہونگے ایسے شخص سے مگر ایسے اقوال کہ اوسکی صفات کے موافق ہونگے یعنے اونمین احتیاط زیادہ ہوگی
اور اجتہاد بھی اوسمین کامل ہوگا علی انہ ما من امام الا وقد شدد فی شیٔ وترک التشدید فی شیٔ آخر توسعۃ للامۃ
کما یعرف ذلک من سبر مذاہبہم کلہا مثل ما سبرناہا فیتعقد بوجود قلۃ الاحتیاط فی شیٔ من مذہب الامام ابی حنیفۃ
فلا خصوصیۃ لہ فی ذلک علاوہ یہ ہے کہ کوئی امام نہین ہے ائمہ مجتہدین سے مگر یہ کہ اوسنے بعض احکام مین سختی
اور احتیاط کو اختیار کیا ہے اور بعض احکام مین تشدد کو چھوڑ دیا بغرض آسانی کے امت محمدیہ پر جیسا کہ مخفی
نہ رہیگا یہ امر اوس شخص پر جو مذاہب مجتہدین کو غور سے دیکھیگا پس بر تقدیر وجود قلت احتیاط کسی مسئلہ مین
مسائل ابو حنیفہ سے کچھ اوسپر طعن نہین ہوسکتا ہے اسوجہ سے کہ کسی امر مین آسانی کو اختیار کرنا اور احتیاط
وتشدد کو ترک کردینا اونکے ساتھ خاص نہین ہے بلکہ سب مجتہدین اور محدثین کے مذاہب مین موجود ہے اور
نیز اتعصان مین ہے اعلم ان ممن زعم ذلک من المتقدمین سفیان الثوری ومن المتأخرین منہم الحافظ ابو بکر بن
ابی شیبۃ الکوفی شیخ البخاری وسبب صدور ذلک عنہم انہم استروحوا ولم یتأملوا قواعدہ واصولہ انتہی یعنے اون
لوگون مین سے کہ گمان کیا ہے اس امر کا کہ ابو حنیفہ نے بہت سی احادیث صحیحہ کو چھوڑ دیا سفیان ثوری ہین اور
بخاری کے استاذ ابو بکر بن ابی شیبہ ہین اور سبب اونکے اعتراضات کا یہ ہوا کہ اونہون نے ابو حنیفہ کے
قواعد اور اصول کو غور نہ کیا اور اونکے طریقون کا اونکو علم نہوا اسوجہ سے یہ سب اعتراض کرنے لگے الحاصل
بشہادت اکابر دین یہ امر ثابت ہے کہ ابو حنیفہ بڑے محتاط تھے اور احکام شرعیہ مین کمال مرتبہ احتیاط کا
لحاظ رکھتے تھے اور جب دو حدیث متخالف ہون اور دونون صحیح ہون اور واجب العمل ہون تو اوسوقت
ایسی پر عمل کرتے تھے جسمین احتیاط زیادہ ہوتی تھی باقی وہ مسائل کہ جنمین شبہ ترک احتیاط کا ہوتا ہے اونمین
یا تو احادیث مخالف امام اعظم کو نہ ملین یا بسند غیر معتبر ملین یا اونکے مطلب سمجھنے مین فرق واقع ہوا یا اون
احادیث پر اور احادیث کو امام نے ترجیح دی اسوجہ سے اونپر عمل نہین کیا جو شخص اصول وقواعد ائمہ سے
واقف ہوگا وہ سمجھ لیگا کہ ائمہ کو بعض احادیث پر عمل ترک کرنے کا کیا سبب ہوتا ہے اور کس وجہ سے اون
احادیث کے خلاف حکم دیتے تھے قولہ (۲۱۶) اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو دیتے ہین کہ حدیث پر
چلنے والے فقہ کی کتابون کے مسائل کو برا جانتے ہین بلکہ بعض لوگ انکو مردود کہتے ہین جواب اسکا یہ ہے

کہ فقہ کی کتابون کے جو مسائل کہ قرآن اور حدیث کے مطابق اور موافق ہین وہ تو حدیث پر چلنے والون کا بھی دین اور ایمان ہے لیکن جو جو مسائل کہ قرآن اور صحیح حدیثون کے خلاف ہین اونکو البتہ حدیث پر چلنے والے برا جانتے ہین اور اونپر عمل کرنا حرام جانتے ہین چنانچہ نظیر اونکی مشت نمونہ خروارے ایکسو مسئلہ فقہ کی کتابون کا مخالف حدیثون صحیحہ کے اس کتاب کے بارہوین مغالطہ کے جواب مین گذر چکا ہے **اقول** خلاف ہونا مسائل فقہ کا ساتھ آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ کے وہ معتبر ہے جسکے نقاد فقہا اور حدیث تصریح کر دین اور ماہران فقہ و اصول اوسکو مخالف سمجھین اور ایسے مقام میخود ہی فقہا قول مخالف کو واگذاشت کر دیتے ہین یا اوسکی کچھ تاویل کرتے ہین اور اسکا نام مخالفت نہین ہے کہ بے سمجھے بوجھے ایک حدیث اور ایک آیت نے لی اور وہ آیت و حدیث جس سے وہ مسئلہ مستنبط ہوا ہے چھوڑ دی حدیث مخالفت کی تہمت لگا دی آیا کہ نہ مطلب قرآن کا سمجھے اور نہ حدیث کا اور نہ مسئلہ فقہ کا اور بے غور و تامل کے حکم کر دیا کہ یہ مسئلہ مخالف قرآن و حدیث کے ہے جیسا کہ آپنے بارہوین مغالطہ کے جواب مین انہین دو طریقون کو اختیار کر کے اپنا نام جاہلون مین روشن کیا جواب آپکی اکثر تقریرات و تحریرات کا سابقا گذر چکا ہے حاجت اعادہ کی نہین ہے **قولہ** ۳ ادر ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث پر چلنے والے حدیث کے آسان آسان مسئلون پر عمل کرتے ہین مشکل پر نہین چلتے ہین جواب اسکا یہ ہے کہ جو لوگ حدیث کے آسان مسائل کو چھوڑ کر مشکل مسائل پر عمل کرتے ہین وہ لوگ بڑے بے وقوف اور اللہ تعالے کے نافرمان ہین کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر یعنی ارادہ کرتا ہے اللہ ساتھ تمہارے آسانی اور نہین ارادہ کرتا ہے ساتھ تمہارے دشواری کو **اقول** یہ آپ کی بیوقوفی ہے کہ مطلب قرآن کا تو کچھ ہے اور آپ کچھ سمجھ رہے ہین قرآن کی آیت سے تو غرض یہ ہے کہ حق تعالے نے اس دین مین آسانی کر دی اور اس امت پر احکام آسان آسان مقرر کیے اور جسقدر سختیان اور دینون مین تھین وہ سب معاف فرما دین اور اسمین کسیکو گفتگو نہین ہے غرض تو یہ ہے کہ ایک حکم آسان اور دوسرا مشکل اور دونون حدیث صحیح سے ثابت ہون ایسے وقت مین آسانی کو لینا اور مشکل سے بھاگنا جیسا کہ شان غیر مقلدین کی ہے شان ارباب تدین کے نہین ہے دیکھیے نماز وتر تین رکعت ایک رکعت سات رکعت پانچ رکعت گیارہ رکعت نو رکعت تیرہ رکعت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے باینہمہ ہمنے کسی غیر مقلد کو نہین دیکھا کہ تیرہ رکعت وتر پڑھتا ہو بلکہ سب ایک رکعت وتر پڑھتے ہین اور دعوے متابعت حدیث کرتے ہین اگر اپنے دعوے مین وہ سچے ہوتے تو کبھی سات نو تیرہ بھی پڑھ لیتے پس معلوم ہوا کہ یہ زبانی جمع خرچ ہے اصل مقصود یہ ہے کہ کسطرح آسانی و کمی ہو جاوے عبادت مین ایسے ہی باب تراویح مین اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے گیارہ رکعت کا پڑھنا ثابت ہے مگر بیس رکعت کا اہتمام حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی رض وغیرہ کے زمانے مین ہونا

اوسپر تمام صحابہ کا اتفاق کرنا بسند صحیح ثابت ہے اور فعل خلفاء راشدین کا اگر تسلیم کیا جاوے تو اسکے سنت موکدہ
نہین ہوتا ہے مگر اسمین تو کچھ شبہہ نہین ہے کہ اونکا فعل خصوصاً جبکہ سب صحابہ اتفاق کر جاوین خالی استحباب
و ندب سے نہین ہوتا ہے اور اونکے اتباع مین کچھ گناہ نہین لازم آتا ہے باینہمہ تمام غیر مقلدین نے التزام اسکا کیا ہے
کہ آٹھہ ہی رکعت نماز تراویح پڑہتے ہین اور زائد رکعات سے ایسا بھاگتے ہین جیسے شیطان لاحول سے اور دعوے
اتباع سنت کا کرتے ہین اور اقتداء و موافقت حضرات صحابہؓ سے پرہیز کرتے ہین اسکا کچھہ اور سبب نہین بجز
اسکے کہ رمضان مین روزہ کھولکے بیس رکعت پڑہنا اور اوسمین ختم قرآن کرنا بڑی مشکل معلوم ہوتی ہے اور
یہ عبادت نفس پر نہایت شاق گذرتی ہے نفس پروری کے لحاظ سے نماز مین اقتصار کر دیا اور ظاہر مین دعوے
موافقت سنت کا کیا اور زیادہ لطف یہ ہے کہ عدد تراویح مین تو غیر مقلدین موافقت سنت کا دم مارتے ہین
اور کیفیت کو بالاے طاق رکھدیتے ہین تفصیل اسکی یہ ہے کہ صحاح ستہ مین مروی ہے کہ آن حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے ایک رمضان مین تیسوین شب کو صحابہ کے ساتھ قیام فرمایا اور اگرچہ رکعتین آٹھہ پڑہین اور
تین وتر مجموعہ گیارہ رکعت مگر اونکو ایک تہائی رات تک ادا کیا بعد اوسکے چوبیسوین شب ناغہ کی پچیسوین
شب کو پھر قیام فرمایا اور آدہی رات تک نماز ادا کی چھبیسوین شب کو قیام نہ کیا ستائیسوین شب کو پھر آپ
بڑے اہتمام سے اور سب اپنے اہل وعیال کو جمع کیا اور صحابہ بھی اوس روز بکثرت جمع ہوے اون سب کے ساتھ آپ نے
قریب وقت سحر تک نماز ادا کی بعد اوسکے آپ نے اہتمام چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اگر مجکو خوف اس امر کا نہوتا کہ قیام رمضان
تمہپر فرض ہو جاوے تو مین ہمیشہ ایسے ہی اہتمام سے نماز ادا کرتا تفصیل اس روایت کی اور ایسے ہی اور روایات کی متعلقہ
باب تراویح مین کتاب الاخبار فی احیاء سنۃ سید الابرار مین موجود ہے جسکو شوق ہو اوسکو مطالعہ کرے پس غیر مقلدین نے
دیکھا اسکو کہ اون راتون مین آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آٹھہ رکعت پڑہنا ثابت ہے بیس نہین ثابت ہے
بیس کو چھوڑ دیا اور آٹھہ پر اکتفا کیا اور یہ نہ خیال کیا کہ آن حضرت نے کسقدر تطویل قرارت ان رکعات مین کی تھی
اور کسوقت تک تراویح پڑہتے تھے کہ ایک شب مین ایک حصہ رات کا گذر گیا تھا اور دوسری شب کو آدہی رات گذر گئی تھی
اور تیسری شب کو شام سے صبح تک نماز پڑہی کہ صحابہ کو تردد ہوا کہ سحر کا وقت ملتا ہے یا نہین کیا اسی کا نام تدین ہے
کیا اسیکا نام اتباع حدیث ہے کیا اسیکو اطاعت سنت نبوی کہتے ہین کیا اسیکو اتباع شریعت کہتے ہین کہ جو بات
نفس پر گران نگذرے اوسپر تو عمل کر لیا جاوے اور جو گران گذرے اگرچہ فعل نبوی ہو چھوڑ دیا جاوے
بجز اآن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی تراویح ایسی نہین پڑہی کہ جلدی جلدی آٹھہ رکعت پڑہ کے فراغت کی
اور گہر کی راہ لی ہو اب اگر کسی غیر مقلد سے کہیے کہ آٹھہ رکعت سحر تک پڑہو تو وہ حضرت بغلین جھانکین گے اور کہین گے
کہ اگر ایسی آٹھہ پڑہنا ہے تو ہم بیس کو کیون چھوڑین بیس اس سے تو وہی غنیمت ہین ایسی سنن موکدہ کو دیکھیے کہ

اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حالت سفر مین کبھی پڑہی ہین اور کبھی نہین پڑہی ہین اور سواے انکے اور نوافل جیسے تہجد وغیرہ سفر مین بھی آپ پڑہتے تھے اور کمال اہتمام کرتے تھے اب غیر مقلدین کو دیکھیے کہ سفر مین سنن موکدہ کے ادا کرنے کی قسم کھائی ہے اور دعوی اتباع حدیث کا ہے مگر تہجد و نوافل ندارد اوسمین چونکہ محنت پڑتی ہے اوسوجہ سے فعل نبوی کا اعتبار نہ کیا اور سنت موکدہ کے چھوڑنے مین چونکہ نفس امارہ کو خوشی حاصل ہوتی ہے اسوجہ سے فعل نبوی کے ساتھ استثنا دکیا گیا ہے ایسیہی نوافل روزمرہ کہو دیکھیے کہ غیر مقلدین نماز کی کمی مین مصروف ہوتی ہین اور سند حدیث پیش کر دیتے ہین اور بہت نماز کی حدیثین بالکل بہولے ہوے ہین جمعہ کے بعد نماز جمعہ دوہی رکعت پڑہتے ہین اول ظہر کی بہی دوہی رکعت پڑہتے ہین اور کہتے ہین کہ حدیث مین یونہین آیا ہے اور یہ نہین خیال ہے کہ حدیث مین یہ آیا ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز اشراق اور چاشت بہی پڑہتے تھے اور چار رکعت بعد زوال کے پڑہتے اور سوا اسکے اور بہی نمازین آپ سے کتب حدیث مین مروی ہین پس جیسی اقتدا اوس اقتصار مین کرتے ہین ایسیہی اقتدا اگر ان نمازون کے پڑھنے مین بہی ہووے تو البتہ ہم سمجھین کہ یہ لوگ متبع سنت ہین ہمارا مشاہدہ تو یہی ہے کہ ہمنے بہت سے علماء غیر مقلدین کو دیکہا ہے کہ بک بک کرنے مین تو مشاق اور دعوی اتباع حدیث مین طاق مگر پنجوقتہ نماز کی جماعت سے تارک ہین وتر تو ایک رکعت پڑہلی اور تراویح آٹھ اور سنن موکدہ ندارد مگر ... یا ملی دین کا کچھ خیال نہین الحاصل ان حضرات کا یہ دستور ہے کہ جس بات مین آسانی ہووے اور نفس امارہ کو مشقت اور تکلیف نہو اور خلاف تعیش و راحت دنیوی نہووے وہ تو اختیار کر لیتے ہین اور کہتے ہین کہ حدیث مین یونہین آیا ہے اور جس عبادت مین مشقت گذرتی ہو اور نفس پروری و راحت اوسمین نہوتی ہو اوسکو ہرگز نہین لیتے ہین گو حدیث صحیح سے ثابت ہو اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو پس مثل انکی مثل اول لوگون کے ہے جنکے حق مین حق جل شانہ نے قرآن پاک مین ارشاد فرمایا ہے افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذلک منکم الا خزی فی الحیاۃ الدنیا ویوم القیامۃ یردون الی اشد العذاب **قولہ** ص ۲۴ اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ جسقدر لوگ اس مذہب کے مقلد ہین اور کسی مذہب کے نہین اور ترمذی مین روایت ہے ابن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا نے ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار یعنے تحقیق اللہ نہین جمع کریگا امت میری کو اوپر گمراہی کے اور ہاتھ اللہ کا ہے اوپر جماعت کے اور جو شخص کہ جدا ہے جماعت سے تنہا ڈالا جاویگا بیچ آگ کے اور ابن ماجہ مین روایت ہے انس سے فرمایا رسول خدا نے اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار یعنے پیروی کرو جماعت بڑی کی پس تحقیق جو جدا ہوا جماعت سے تنہا ڈالا جاوے گا بیچ آگ کے سو جواب اسکا یہ ہے کہ حدیث یداللہ علی الجماعۃ اور اتبعوا السواد الاعظم کا یہ مطلب نہین کہ جس طرف بہت لوگ ہون وہ حق اور ہدایت پر وہی لوگ ہاتے ہین کیونکہ اگر ان حدیثون کے یہ معنے لیے جاوین تو پھر معاذ اللہ حضرت امام حسین اور انکے ساتھ والے سب گمراہ ٹھہرتے ہین کیونکہ کربلا مین امام کے ساتھ تو

صرف بہاسی آدمی تھے اور عمر بن سعد کے ساتھ جو کہ امام حسینؓ سے لڑنے کو آیا تھا سوار اور پیادہ بائیس ہزار آدمی تھے اقوال
آپ کی سمجھ اور واہ رے آپ کی مثال اتنی سمجھ آپ کو نہیں کہ گو امام حسینؓ کے ساتھ اوس معرکہ میں بہاسی آدمی تھے مگر اونکے
موافق ہزارہا آدمی تھے اور تمام بلاد حرمین وکوفہ وغیرہ کے اکثر لوگ امام حسینؓ کی اکثریت کی موافق تھے اور یزید اور اوسکے
انصار کے افعال سے ناخوش تھے پس کثرت امام ہی کی طرف تھی نہ یزید کی طرف اور معنے اون دونوں حدیثوں کے یہی ہیں کہ جو
اکثر بندگان خدا بہتر سمجھیں اور اکثر لوگ اوسپر اتفاق کریں وہ حق ہے باطل وضلالت نہیں اور مذہب حنفی کے مقا
مذاہب کے مقلدوں کی کثرت سے ہر زمانہ میں رہے اور صدہا اولیاء اللہ ومقربین بارگاہ اسی مذہب کے
اور سوا مقلدین کے اور مجتہدین اور محدثین بھی اس مذہب کے اور اس مذہب کے امام کے مداح اور ثنا خوان رہے ہیں
مذہب کو مذہب ضلالت نہیں سمجھا بلکہ منجملہ مذاہب اہل حق کے شمار کیا پس اب جو شخص اس مذہب کو مذہب ضلالت بتلاوے
اور برا کہے یا امام اس مذہب کی توہین کرے وہ بلا شبہہ مورد اون احادیث کا ہوگا ہذا آخر الرسالۃ والحمد للہ علے اتمام
الرسالۃ **تنبیہ** مخفی نرہے کہ اس رسالہ میں ضروری مقامات سے بحث کی گئی اور سوا انکے صدہا مقامات ظفر مبین کے
محض لغو ومہمل ہیں کہ انسے بحث کرنا فضول سمجھا گیا اور اوسی وجہ سے اوس سے اعراض کیا گیا اور اس کتاب یعنی ظفر مبین کے
لغو ہونے پر مادہ تاریخ اوسکا دال ہے جو غلام اکبر خان نے اوسکے آخر میں لکھا ہے (لکا راستھا ہاتف خرافات ہے) اور خود
اوسکے مؤلف نے چند اشعار آبدار آخر میں درج کیے ہیں اور آخر میں اوسکے لفظ بیحیائی واقع ہوا ان دونوں لفظوں نے
منجانب اللہ شہادت اس مضمون کی دے دی کہ وہ کتاب خرافات اور بیحیائی سے بھری ہوئی ہے حق جل شانہ تمام امت
محمدیہ کو مکاید غیر مقلدین سے محفوظ رکھے اور تلبیسات موسوسین سے بچا دے آمین ثم آمین

خاتمۃ الطبع

حامداً ومصلیاً ومسلماً بفضلہ تعالے جواب ظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین جو کہ مصنفات سے
ملا محی الدین لاہوری کتاب فروش نو مسلم کی کہ نام اصلی انکا سری چند یا ہری چند تھا ہے مسمے بہ **نصرۃ المجتہدین**
ماہ رمضان المبارک ۱۲۹۹ ہجری میں مطبع **نجم العلوم** کارنامہ میں بحسن اہتمام جناب مولوی **محمد یعقوب** صاحب
مہتمم کے مطبوع طبائع ہر خاص وعام ہوا یقین ہے کہ جو غیر مقلد اس جواب کو دیکھیگا اگر انصاف اور
بے تعصب ہوگا تو اس سے بہرہ مند ہوگا اور راہ راست پر آجاویگا اور مقلد کے واسطے یہ جواب ایک سند ہے
حق جل شانہ اس جواب سے برادران دینی کو منتفع بہ فرما دے اور مخالفات ومنازعات مقلدین وغیرہ
کو مرتفع فرما دے وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علے رسولہ خیر خلقہ
علے آلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

تقریظ رسالہ نصرۃ المجتہدین از جناب مولوی محمد اسعد صاحب سکندر پوری

حامداً و مصلیاً

وہ زمانہ تھا کہ جب آنکھ اوٹھا کر دیکھتے تھے جہان تک نظر کام کرتی تھی حنفی ہی نظر آتے تھے ہندوستان ایسے [illegible] سلاطین و وزرا و امرا و ارکین دولت قاضی و مفتی محتسب غرضکہ [illegible] حنفی ہوں پھر خیال کرنا چاہیے کہ حنفیہ کو کیا کچھ رونق نہوگی زمانہ پیشین میں علمانے مسائل کی وہ چھان [illegible] کی کہ سیکڑون ہزار صدہا متون و شروح و فتاوے فقہ حنفی میں لکھے گئے متاخرین اسپر بھی قانع نہوے عالمگیر بادشاہ نے زر خطیر صرف کرکے بڑے جد و جہد سے فتاوے جمع کرایا جو کلکتہ و دہلی و مصر میں چھپ گیا ہی اوسکے بعد رد المحتار طوالع الانوار وغیرہ فتاوے ایسے تصنیف ہوئے جو نہایت قدر کی [illegible] سے دیکھے جاتے ہین عبرۃ کا مقام ہی کہ سلاطین و وزرا و امراء و علماء ایسے گئے گذرے کہ سوائے ذکر خیر کے اونکا قائم مقام نرہا نہ اب قاضی کا درہ ہی نہ محتسب کا احتساب بگیر کیا کہنا تھا آزادی کی ہوا روئے دماغ مین گھس گئی اکثر لوگ لامذہب ہو گئے اور ہوتے جاتے ہین جنھین اشعۃ اللمعات وغیرہ [illegible] سمجھنے کا سلیقہ نہین وہ آپ کو محدث کہلاتے ہین غضب یہ ہی کہ چند روز سے امام اعظم ابو حنیفہ کوفی علیہ الرحمہ پر مطاعن لکھے جاتے ہین چونکہ قرب قیامت سے لوگون کی توجہ لامذہبیہ کی طرف بڑھتی جاتی ہی الحاد و زندقہ کا بازار گرم ہوا جاتا ہی ائمہ کے مطاعن کو لوگ شوق کی نظر سے دیکھتے ہین تاجرون نے اپنی اپنی یہ روزی ٹھہرائی ہی کہ امام کے مطاعن مین رسالہ لکھوایا اور چھپوایا پہلے تو تجار لوگون سے رسائل لکھوا کر چھپواتے تھے جیسے معیار وغیرہ مگر اب اسکی بھی ضرورت نرہی اب خود ہی لکھتے ہین اور آپ ہی چھاپتے ہین چنانچہ ان دنون رسالہ ظفر المبین چھپا ہی جو بعض تجار کی طرف منسوب ہی اوسمین نہایت بیباکی سے امام پر مطاعن کیے گئے ہین جب عالم یلمعی فاضل لوذعی جناب مولوی حکیم وکیل احمد صاحب ادام اللہ الصمد نے اس رسالہ کو دیکھا بحمایتہ دین متین اوسکے جواب مین قلم اوٹھایا اور رسالہ نصرۃ المجتہدین تصنیف فرمایا ادھر جواب لکھا جاتا تھا اودھر جامع معقول و منقول حائز فروع و اصول جناب مولوی محمد یعقوب لکھنوی سلمہ اللہ القوی مہاتمہ وار اخبار کارنامہ مین چھاپتے جاتے تھے اب خداوند کریم کے فضل سے جواب پورا چھپ کر طیار ہو گیا اور [illegible] جو لامذہبیہ کی بیل چلی تھی اوسپر پانی پڑ گیا کہان ہین قدردانان علم تشریف لائین اور رسالہ نصرۃ المجتہدین کو ملاحظہ فرمائین